بسم اللہ الرحمن الرحیم
75-94
خطبات بہاولپوری
جلد پنجم
پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد

75-94

خطباتِ بہاولپوری

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری

مکتبہ اسلامیہ
بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ
کوتوالی روڈ فیصل آباد فون: 631204

نام کتاب .... خطبات بہاولپوری

جلد .... پنجم

کمپوزنگ .... مکتبہ اسلامیہ کمپیوٹرز

اشاعت فنڈ .... 70 روپے

ناشر .... عبدالغفار (فیصل آباد)

فہرست مضامین

خطبات بہاولپوری

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (النحل : ۱۲۵)

ترجمه

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے۔ یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی خوب اچھی طرح جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے

عرض ناشر

حق گوئی خواہ رحمۃ للعالمین کی زبان سے ہی کیوں نہ ہو پھر بھی ہوس و ہوا کے بندوں کو تلخ ہی محسوس ہوتی ہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر نرم' رؤف اور کریم النفس کون ہو سکتا ہے ؟۔۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔بے شک کوئی نہیں۔۔۔جو دوسروں کے غم میں فَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ۔۔۔ کی حد کو پہنچ چکا ہو' جو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ کی صفت سے متصف ہو چکا ہو۔۔۔ایسا کوئی نہیں۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔پھر بھی جب آپ ﷺ نے فاران کی چوٹی پر چڑھ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت "لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ "لوگوں کے سامنے پیش کی تو اپنے بیگانے ہو گئے' دوست دشمن بن گئے' یار اغیار ہو گئے۔۔۔صادق اور امین کے القابات سے ملقب کرنے والوں کی زبانیں گالیاں دینے لگیں' برا کہنے لگیں۔۔۔اسی پر بس نہ کی بلکہ دکھ دیے' مصائب کے پہاڑ توڑے' خدا کی وسیع زمین کو ان ناسمجھوں نے اپنے شفیقِ مکرمؐ پر تنگ کر کے رکھ دیا۔

یہ معاملہ ہر اس شخص سے روا رکھا جاتا ہے جو حق کہتا ہے' حق پسند ہے اور حق کو سربلند دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔ محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔۔۔ موصوف حق گوئی میں اپنوں کو خاطر میں لاتے تھے اور نہ ہی بیگانوں کے ظلم سے گھبرا چپ سادھ لیتے تھے۔۔۔وہ حق کہتے تھے اور کھلے بندوں کہتے تھے۔ بس یہ خیال رکھتے تھے کہ جو کہو' سیدھے لفظوں میں کہو' صاف صاف کہو' تصنع اور بناوٹ کے انداز میں نہ کہو۔ لفظی شوکت اور فقروں کا حسن ان کے ہاں چنداں اہم نہ تھا۔ وہ تو بس اپنے دل کی بات دوسروں کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتے خواہ انھیں کتنے ہی سادہ الفاظ کیوں نہ استعمال کرنے پڑتے۔

ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔! جو بات کرتے نہایت ہی معقول اور بادلائل کرتے اور عام عام مثالوں سے تبیین کا حق ادا کر دیتے۔ ایک بات اگر سمجھانے پر آتے تو سمجھا کر ہی دم لیتے۔

قارئین کرام ! اس سے پہلے بھی ہم " خطبات بہاول پوری" کی تین جلدیں

اور "رسائل بہاول پوری" آپ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں لیکن خطبات کی جو جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں ہم نے عربی عبارتوں پر اعراب کے ساتھ ساتھ ان کی صحت کا بھی بطور خاص خیال رکھا ہے۔ پھر بھی اگر آپ اس میں کوئی کمی محسوس کریں' یا مزید بہتری کی کوئی صورت ہو تو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ادارہ آپ کے مفید اور مخلص مشوروں کو سامنے رکھ کر آئندہ ایڈیشن میں اصلاح اور بہتری کی کوشش کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت مخلص اور قناعت پسند آدمی تھے۔ ساری زندگی دینِ حنیف کی خدمت میں صرف کی مگر نہ تو کبھی خطبہ جمعہ کا مشاہرہ وصول کیا اور نہ ہی تقریر و تحریر سے نام اور دام کمانے کی کوشش کی۔ انھیں جو تنخواہ کالج سے ملتی تھی بس اسی پر گزارا کرتے تھے۔ ان کے اسی جذبہء صادقہ کے پیشِ نظر ہم "رسائل بہاولپوری" اور "خطبات بہاول پوری" کی قیمت صرف لاگت ہی رکھتے ہیں تاکہ دین اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت ہو سکے۔

دعا کا طالب

عبدالغفار

فیصل آباد

خطبہ نمبر75

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَ نَسْتَغْفِرُه‘ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَه‘ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَه‘ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَه‘ لاَ شَرِيْكَ لَه‘ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَ رَسُوْلُه‘

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لاَ تَمُوْتُنَّ اِلاَّ وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ [3:ال عمران:102]

میرے بھائیو! خاتمہ اچھا ہونا چاہیے اور اچھے خاتمے کے لیے اسلام کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسلام کیسے پورا ہوتا ہے؟ اسلام کی بنیاد توحید ہے۔ توحید کے معنی کیا ہیں؟ توحید کے معنی ہیں کہ الٰہ صرف اللہ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ توحید یہ نہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ کو ایک تو کافر بھی مانتے تھے۔ مشرک سے مشرک بھی اللہ کو ایک مانتا ہے۔ اللہ کو ایک ماننا توحید نہیں ہے۔ توحید نفی اور اثبات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ صرف اللہ ہی الٰہ ہے۔ جب تک یہ دونوں جمع نہیں ہوتے توحید ثابت نہیں ہوتی۔ اور پھر توحید کے لیے یہ بھی دیکھ لیں اگر کوئی اللہ کو رب مانے تو توحید نہیں ثابت ہوتی اور اگر کوئی اللہ کو مالک مانے' خالق مانے' دنیا کے جتنے بھی کافر گزرے ہیں' جتنے بھی ہیں

اور ہوں گے ان کا کفر اور شرک کیا تھا؟الوہیت کی توحید کا غائب ہونا۔ وہ الوہیت کے قائل نہ تھے۔ رب کو رب مانتے تھے۔ اس کو اللہ مانتے تھے' اس کو رازق مانتے تھے' خالق مانتے تھے۔ اس کو مالک مانتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اور الٰہ کون ہوتا ہے؟ وہ رب بھی ہو' وہ خالق بھی ہو' وہ مالک بھی ہو' وہ رازق بھی ہو۔۔۔ سب کچھ جتنی صفات ہیں ساری اس میں ہوں۔ اکیلا رب ہو تو الٰہ نہیں ہو سکتا۔ اکیلا خالق ہو تو الٰہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کلمہ یہ نہیں "لاخالق الااللہ" یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ بہت آسان ہے۔ جیسے میں آپ سے عرض کر رہا ہوں' اسے خوب سمجھ لیجیے۔ توحید کو اہل حدیث بھی نہیں مانتے۔ اہل حدیث بھی رسمی طور پر توحید کا نام لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ توحید کی حقیقت کو اہل حدیث بھی بہت کم ہی جانتے ہیں۔ اور قرآن تو اسی لیے کہتا ہے: وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلاَّ وَ هُمْ مُشْرِكُوْنَ [12:یوسف:106] اللہ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت مشرک ہے۔ وہ اللہ کو بھی مانتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ مشرک ہیں۔ تو اس لیے الٰہ کون ہوتا ہے۔ جو خالق ہو' جو مالک بھی ہو' جو رازق بھی ہو' جو رب بھی اور اسکے ساتھ ساتھ وہ معبود بھی ہو۔ اس لیے الٰہ کے لفظ میں اتنی گہرائی ہے کہ نہ رب میں وہ بات ہے' نہ خالق میں وہ بات ہے' نہ مالک میں وہ بات ہے۔ الٰہ میں سب صفتیں ہی آجاتی ہیں۔ اسی لیے کلمہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اللہ نے قران میں فرمایا: وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ جب انھیں کہا جاتا لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ تو وہ اکڑ جاتے۔ اور جب ان سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ تمھارا خالق کون تو وہ کہتے ہیں اللہ اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمھارا مالک کون تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور لیکن وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کہو تو وہ تکبر کرتے ہیں۔ اکڑ جاتے ہیں۔ وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ قرآن نے بہت کھول کر یہ بات بیان کی ہے کہ یہ آسمان کس نے پیدا کیے تو

لَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ وہ کہیں گے اللہ نے۔ اگر ان سے پوچھا جائے مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بارش کون برساتا ہے؟ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ [29:العنکبوت:61-63] کہیں گے اللہ برساتا ہے۔ ان سب چیزوں کو مانتے ہیں۔ لیکن لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ان کو بڑا لڑتا ہے۔ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ جب ان سے لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہا جاتا ہے تو اکڑ جاتے ہیں۔ کہ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہم یہ نہیں کہتے۔

اس لیے میرے بھائیو! توحید کو درست کرنا بہت ضروری ہے۔ اور توحید کب صحیح ہوتی ہے جب انسان الٰہ کے لفظ کو خوب سمجھ لے۔ پہلے بھی کئی دفعہ ذکر ہوا ہے۔ دیکھو آخری سورت قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں لوگوں کے رب کے ساتھ پناہ پڑتا ہوں۔ مَلِكِ النَّاسِ لوگوں کے بادشاہ کے ساتھ۔ اس کے ساتھ تیسرے نمبر پر اِلٰهِ النَّاسِ [114:الناس:1-4] لوگوں کے معبود کے ساتھ۔ یعنی الٰہ کا درجہ رب کے بھی بعد ہے۔ بادشاہ کے بعد ہے۔ آج کل کا اہل حدیث جو توحید سے خالی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ وہ اللہ کو رب مانتا ہے' اللہ کو خالق مانتا ہے' اللہ کو مالک بھی مانتا ہے۔ لیکن بادشاہ نہیں مانتا۔ بادشاہ نہیں مانتا تو اس کا مطلب کیا ہے؟ اللہ کے قانون کو نہیں مانتا۔ جو قانون کو نہ مانے' خواہ اس کی زندگی پبلک کی ہو خواہ پرائیویٹ ہو۔ اس کے گھر میں خدا کی حکومت نہ ہو۔ باہر خدا کی حکومت نہ ہو۔ وہ جمہوریت کا قائل ہو کہ عوام جو چاہیں وہی ہونا چاہیے۔۔۔ توحید گئی۔ جو شخص جمہوریت کا قائل ہے وہ توحید والا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیوں۔ اب آپ یہ دیکھ لیں۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ' مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ الٰہ کا نمبر 3 ہے۔ رَبِّ النَّاسِ ہے۔ لوگوں کا رب' مَلِكِ النَّاسِ لوگوں کا بادشاہ۔ اب جو اللہ کے قانون کو نہیں مانتا۔ اس کی بیوی پر خدا کا قانون نہیں چلتا۔ اس کے بیٹ پر خدا کا قانون نہیں چلتا۔ اس کے گھر میں اللہ کی حکومت نہیں ہے۔ وہ انگریزی تہذیب' انگریزی حکومت

میں رہنا' اٹھنا بیٹھنا رہنا سہنا پسند کرتا ہے۔ اسے انگریز کی سب رسمیں پسند ہیں۔ اسے انگریز کا قانون پسند ہے۔ ورثے کے قوانین اس کے پسند ہیں۔ جو اللہ نے مقرر کیا ہے اس کو وہ نہیں مانتا۔ وہ توحید والا کہاں ہوا؟ وہ خدا کو بادشاہ ہی نہیں مانتا۔ دیکھو ناں بادشاہ کو ماننے کے معانی کیا ہیں؟ اس کے قانون کو ماننا۔ آپ جس بادشاہ کے قانون کو نہیں مانتے تو آپ اس بادشاہ کو ہی نہیں مانتے۔ اور خدا کو عملی طور پر بادشاہ نہ مانے وہ توحید والا کبھی نہیں ہو سکتا۔ نمازیں بے کار' روزے بے کار' سب کچھ بے کار۔ بشری تقاضے سے بندے سے گناہ ہو جاتے ہیں خدا کی نافرمانی ہو جائے تو اور بات ہے۔ خدا اس کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اس کا وطیرہ ہی اگر یہ ہو' اس کا طریقہ ہی یہ ہو' اگر اس کی زندگی ہی ایسی ہو کہ وہ جمہوریت کا قائل ہے۔ وہ اپنی مرضی کرتا ہے۔ اسے خدا کے قانون کی کوئی پرواہ ہی نہیں کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ اللہ کا حکم کیا ہے؟ اس کے رسول ﷺ نے کیا کہا ہے۔ جسے یہ پرواہ ہی نہیں وہ خواہ اہل حدیث ہو وہ موحد نہیں ہے۔ اللہ کو الٰہ نہیں مانتا۔ وہ نام کا اہل حدیث ہے۔ اور اندر سے کھوکھلا ہے۔ بالکل خالی ہے۔ ورنہ پاکستان میں جتنے اہل حدیث ہیں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان بگڑ جائے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پاکستان میں ایک کروڑ اہل حدیث ہیں۔ شاید ہی ان میں سے چند مخلص ہوں جو واقعتاً مسلمان ہیں۔ باقی تو سب رسمی کام ہے۔ سارے کا سارا رسمی کام ہے۔

میرے بھائیو! جس کی توحید درست ہوتی ہے اللہ اس کو کبھی ذلیل نہیں کرتا۔ جس قوم کی توحید صحیح ہو جاتی ہے اللہ اس کو کبھی بھی ذلیل نہیں کرتا۔ کیونکہ توحید ہی اصل اللہ کا قانون ہے۔ اللہ نے فرمایا اگر تم کبھی اپنے آپ کو چیک کرنا چاہو کہ تم مسلمان ہو کہ نہیں تو اپنے سوا میری کائنات کو دیکھ لو۔ دیکھو درخت کبھی میری نافرمانی کرتا ہے؟ خدا کہتا ہے

وَلَهٗٓ اَسۡلَمَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ[3:آل عمران:83] اے انسان! تیرے سوا کائنات کا ذرہ ذرہ مسلمان ہے۔ آسمان کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے۔ چاند' سورج' پانی کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتا۔ آگ نے خدا کی کبھی نافرمانی کی ہے؟ نمک نے خدا

کی کبھی نافرمانی کی ہے ؟ مرچ نے کبھی خدا کی نافرمانی کی ہے۔ جس ڈیوٹی پر اللہ نے ان کو لگادیا ہر چیز وہی کام کر رہی ہے۔ اور یہی اسلام ہے۔ مسلمان بنناہو' اسلام کو سیکھنا ہو تو پتھر کو دیکھ لو۔ پتھر تمھیں بتائے گا کہ میں مسلمان ہوں۔ جس کام کے لیے اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے' میری جو ڈیوٹی اس نے لگائی ہے۔ جو اس نے مجھے حکم دیا ہے۔ بالکل اس سے ایک انچ آگے پیچھے نہیں ہو تا ہوں۔ تمھارے گھروں میں درخت اگتے ہیں۔ ان درختوں کو دیکھ لو وہ تمھیں اسلام بتائیں گے۔ اسلام کیا چیز ہے۔ اسی لیے تو اسلام کو دین فطرت کہتے ہیں کہ کائنات کا دین اسلام' خدا کی مخلوق کا دین ہے۔ سوائے اس انسان کے جو باغی ہے کائنات کا ذرہ ذرہ فرمانبردار ہے۔ قیامت کے دن کوئی کافر بھی یہ نہ کہہ سکے گا یااللہ میں تو ان پڑھ تھا۔ خدا کہے گا تیرے سامنے درخت تھے۔ تیرے سامنے پتھر تھے' تیرے سامنے ایک ایک چیز تھی۔ تونے ان سے اسلام نہیں سیکھا۔ اس نے ان کو پیدا کیا۔ میں نے ان کو جو حکم دیا ہر ایک نے وہ کچھ کیا تو بغاوت کرتا ہے ؟ میں کچھ کہتا تھا اور تو کچھ کرتا تھا۔

میرے بھائیو! توحید کو خوب سمجھ لو۔ مسلمان ہونے کے لیے خدا کا فرمانبردار ہونا پڑے گا۔ دیکھو خدا بہت مہربان ہے' خدا میں بڑی برداشت ہے' خدا بہت حلیم ہے۔ 'ٹھنڈا اور تحمل مزاج ہے۔ بردبار ہے' بہت برداشت کرنے والا ہے۔ انسان کی کمزوریوں کو جانتا ہے۔ انسان سے جو غلطیاں بشری تقاضے کے تحت ہو جاتی ہیں ان کو اللہ جانتا ہے۔ لیکن جو انسان اپنا رویہ ہی یہ بنالے کہ میں نے کرنا ہی کفر ہے۔ وہ مستقل ہی خدا کا باغی بن جائے خدا پھر اسے نہیں چھوڑتا۔ اسے کبھی معاف نہیں کرتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے کوئی گندہ کام کر لیا۔ آکر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا اَصَبْتُ حَدًّا یارسول اللہ ﷺ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں حد کے قابل ہو گیا ہوں۔ آپ نے اس کی بات ان سنی کر دی۔ کچھ نہیں کہا۔ چپ رہے۔ اتنے میں اذان ہوئی اور اس نے بھی نماز پڑھی۔ اب وہ بندہ پریشان حال ایک طرف بیٹھا ہے۔ آپ نے نماز کے بعد فرمایا: وہ آدمی کہاں ہے جو کہتا تھا۔ اَصَبْتُ حَدًّا مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں ہوں۔

فرمایا: جا اللہ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ نماز پڑھی اللہ نے معاف کر دیا۔ فرمایا نماز کی یہ تاثیر ہے کہ جب بندہ خدا کے آگے آکر گر جاتا ہے۔ سجدے میں گر جاتا ہے باقی رہ ہی کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب التوبه باب قوله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات) یہ ہمارے جیسے منافق لوگوں کی نماز نہیں کہ سجدہ بھی کرتے ہیں اور باغی بھی رہتے ہیں۔ ہمیں بیماری ہے کہ نماز کی ہمیں عادت پڑی ہوئی ہے۔ نماز پڑھنے کی' سجدہ کرنے کی ہمیں عادت پڑی ہوئی ہے۔ فی الحقیقت ہم خدا کے صحیح مطیع اور فرمانبردار نہیں ہیں۔ حقیقت میں سجدہ اللہ کو بہت پیارا ہے۔ دیکھو نا اصل میں ہم کرتے کیا ہیں ؟ اگر ہمارا کوئی عزیز وغیرہ ہم سے ناراض ہو جائے اور ہم اسے راضی کرنے کے لیے اپنا سر اس کے پاؤں میں رکھ دیں' اپنی پگڑی اتار کر اس کے پاؤں پر رکھ دیں تو باقی کیا رہ جاتا ہے ؟ لوگ کہیں گے کہ جی! اس نے تو منانے کی حد کر دی۔ اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیا۔ اپنی پگڑی رکھ دی۔ اب باقی کیا رہ گیا ؟ سجدہ اگر اللہ ایک ہی قبول کر لے تو سمجھو معافی ہی معافی۔۔۔ بالکل معافی۔ لیکن جو عادی مجرم ہو۔ جس کو سجدے کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اور کلی جہاں ہے وہیں رکھتا ہے تو وہ مکار ہے۔ وہ منافق ہے۔ ہمارا یہی حال ہے۔ کون سا عیب ہے جو آج نمازی میں نہیں پایا جاتا۔ بے نماز میں وہ عیب ہو اور نمازی میں نہ ہو ؟ چوری کرے گا تو نمازی کرے گا' جھوٹ بولے گا تو نمازی بولے گا۔ ٹھگی مارے گا تو نمازی مارے گا۔ جو گناہ ایک غیر مسلم کر سکتا ہے' جو گناہ کوئی بے نماز کر سکتا ہے وہ سب کچھ نمازی بھی کرتا ہے۔ اب کیا یہ خدا کے سامنے جو سجدہ کرتا ہے تو معافی کے لیے کرتا ہے ؟ جو یہ سرنڈر کرتا ہے' خدا کے آگے جو گر جاتا ہے' یہ کوئی معافی کے لیے گرتا ہے۔ یہ تو بیماری ہے۔ عادت پڑی ہوئی ہے۔ اسے تو پتہ ہی نہیں کہ سجدہ کیا چیز ہے ؟ میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ اس آدمی نے گناہ کر لیا اور آکر کہنے لگا: أَصَبْتُ حَدًّا یارسول اللہ ﷺ میں نے گناہ کر لیا ہے۔ حد کو پہنچ گیا ہوں۔ آپ چپ رہے' نماز پڑھ لی' نماز کے بعد کہنے لگے کہاں ہے وہ آدمی ؟ اس کے بعد اس کو بلا کر فرمایا: اللہ نے تجھے بخش دیا ہے۔ تو اب چیز کیا تھی ؟ کیا اس نے کر لیا ؟ کیا اس نے

معافی مانگی؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہتا ہے کہ میں نے یہ گناہ کر لیا ہے مجھے گناہ سے پاک کر دو۔ آپ نے فرمایا کہ جا تجھے اللہ نے معاف کر دیا۔ یہی نا کہ اس نے نماز پڑھی اور خدا سے کہا کہ یا اللہ جو منہ کالا کرنا تھا وہ کر چکا۔ اللہ مجھے معاف کر دے۔ جب ایک آدمی گر ہی گیا۔ باقی کسر کیا رہ گئی۔ لیکن گرے اخلاص سے۔ آپ دیکھیں کہ ہمیں نماز میں لذت کیوں نہیں آتی؟ ہم سمجھ کر نہیں کرتے۔ ہمیں عادت پڑی ہوئی ہے۔ ٹھونگہ مارا۔ گر پڑے' ٹھونگا مارا کھڑے ہو گئے۔ جیسے قلم کو دوات میں ڈبو دیا نکال لیا۔ بس ٹھونگا مارا اور اوپر۔ کبھی ان بریلویوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھو۔ کبھی ان پٹھانوں کو نمازیں پڑھتے دیکھو۔ وہ ٹھونگے مارتے ہیں۔ وہ سجدہ کرتے ہیں وہ ٹھونگے مارتے ہیں۔

میرے بھائیو! خدا کون ہے؟ خدا کو وب پہچان لو۔ اصل دین یہی ہے خدا جیسا کوئی دوست نہیں۔ اب آپ بتائیں باپ سے زیادہ کوئی قریبی ہے؟ باپ سے زیادہ کوئی قریبی ہو سکتا ہے؟ جب باپ سے زیادہ کوئی قریبی نہیں ہو سکتا تو خدا سے زیادہ قریبی کون ہو سکتا ہے؟ باپ تو مجازی خالق ہے۔ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ [56:الواقعة:59] ارے تم جو بیج ڈالتے ہو اس سے تم بچہ بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں؟ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ کیا اسے تم تخلیق کرتے ہو یا میں کرتا ہوں؟ تمھیں تو پتہ ہی نہیں کہ تم نے کیا کیا ہے؟ تم نے تو بس اپنی خواہش پوری کی۔ اب ہم ہیں جو اس کی پیاری پیاری آنکھیں بنا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ بنا دیتے ہیں اور اسے ایسی شکل و صورت بنا دیتے ہیں کہ ہر ایک ہی اسے چومے اور ہر ایک ہی اس سے پیار کرے۔ اتنا خوبصورت بچہ بنا دیتے ہیں۔ تو یہ صرف اسی کا کام ہے؟ اصل خالق تو وہی ہے۔ اور پھر جب ایک آدمی صحیح معانوں میں مسلمان ہو جاتا ہے یقین جانیں پھر جو اسے اللہ سے محبت ہوتی ہے وہ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جب آدمی بچہ ہوتا ہے تو اسے والدین سے بہت محبت ہوتی ہے۔ پھر جب شادی ہو جاتی ہے تو بیوی سے بہت محبت ہوتی ہے۔ پھر اپنی اولاد سے بہت محبت ہوتی ہے۔ لیکن یقین جانیں جو لذت' جو محبت جو پیار ایک مسلمان کو اللہ سے ہوتا ہے وہ کسی سے بھی نہیں ہو سکتا

کیونکہ حقیقی خالق وہ ہے۔ جس سے واسطہ آپ کو اس وقت بھی پڑا جب آپ کوٹھڑی میں بند تھے۔ جب آپ بند کوٹھڑی میں ' ماں کے پیٹ میں ' جہاں کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ وہاں غذا پہنچنے کا بظاہر کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ اللہ وہاں بھی آپ کو خوراک دیتا ہے۔ سانس کے لیے ہوا دیتا ہے۔ لیکن دیکھ لو خدا نے کیسا انتظام کیا ہے ؟ اس وقت بھی بندے کے بچے کا تعلق خدا سے ہوتا ہے۔ جب باہر آگیا۔ نہ بول سکتا ہے' نہ کوئی طاقت' نہ جان' اس وقت بھی خدا سے تعلق۔ پھر جوان ہو گیا۔ پھر بڑا ہو گیا۔ پھر بوڑھا ہو گیا' پھر قبر میں چلا گیا۔ جہاں کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے۔ اس وقت بھی خدا دیکھتا ہے۔ وہ جو چاہے اس سے کرے۔ اس کی خاطر کرے' اس سے اچھا سلوک کرے' اسے ذلیل کروائے اس کی پٹائی کروائے' جو مرضی اس کے ساتھ کروائے۔ پھر جب قیامت کو اٹھنا ہے۔ جب نفسا نفسی کا عالم ہو گا' ہر کوئی یہی کہے گا ہائے میں بچ جاؤں' ہائے میں بچ جاؤں' ہائے میں چھوٹ جاؤں' ہائے مجھے کچھ نہ ہو' باقی خواہ سارے ہی مر جائیں۔ اس وقت بھی اللہ سے واسطہ اور تعلق ہو گا۔

میرے بھائیو! اسی لیے تو ہم کہتے ہیں وہ آدمی مشرک ہے جو غیروں کو پکارتا ہے۔ جو مزاروں پر جا کر کہتا ہے کہ مجھے لڑکا دو۔ ہائے میرا کام کر دو۔ اس نے تو اللہ کو پہچانا ہی نہیں۔ کتنی شرم کی بات ہے بے حیاء زندہ خالق' مالک اور رازق کو چھوڑ کر مردے کے پیچھے پڑا رہے۔ جس کو گھر والوں نے بے کار سمجھ کر دفن کر دیا' گھر والے کب دفن کرتے ہیں ؟ جب یہ سمجھتے ہیں کہ نہ تو یہ بیوی کے لائق ہے' نہ یہ اولاد کے لائق ہے' نہ یہ بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے' نہ کسی اور کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ لیکن مشرک جا کر کہتا ہے کہ ہائے لڑکا دے دو۔۔ کیا ہی احمق ہے' کیسا جاہل ہے ؟ خدا کہتا ہے کہ ارے ظالم! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔۔۔ اس زندہ کو چھوڑ کر۔۔۔ جسے نہ کبھی نیند آئے اور نہ ہی اونگھ اور جس کے لیے موت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر ساری کائنات اس کے دم سے قائم ہے۔ اس کو چھوڑ کر ظالم تو اس مردے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ جس کو تو نے خود دفن کیا' جس پر تو نے خود مٹی ڈالی۔

میرے بھائیو! اس توحید کے معاملے میں ہمارے بھائیو بریلوی تو ویسے ہی فیل ۔۔۔بالکل بنیاد ہی کوئی نہیں۔ شیعہ اور بریلویوں کا تو کیا پوچھنا اور کیا کہنا ہمیں تو افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اپنے آپ کو بڑے موحد کہتے ہیں۔ دیوبندی اور اہل حدیث وہ ڈوبے ہوئے ہیں۔ کوئی جمہوریت میں آکر اپنا بیڑا غرق کر رہا ہے اور کوئی اپنے الگ امام بنا کر اور ان کے پیچھے چل کر اپنا بیڑا غرق کر رہا ہے۔

دیکھو نا۔۔۔! جیسے بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی پیدا ہو کر مر جاتا ہے' کوئی آٹھ دس سال کا ہو کر مرتا ہے اور کوئی جوانی میں مر جاتا ہے اور کوئی پوری عمر پا کر مرتا ہے۔ جو پوری عمر پا کر مرتے ہیں پوری زندگی تو وہی پاتے ہیں۔ اسی طرح کسی کی توحید یہاں فیل' کسی کی وہاں فیل' کوئی یہاں ڈوب گیا' کوئی وہاں ڈوب گیا۔ اب دیوبندی بریلویوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ یا رسول اللہ کہتے ہیں' یہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہیں۔ یہ ایسے ہیں' یہ ایسے ہیں۔ ان کو مختار کل مانتے ہیں' بریلویوں کی توحید صحیح نہیں۔ دیوبندیوں کی توحید بہت صحیح ہے۔ لیکن جب ان کو دیکھا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنا رسول' اگرچہ رسول نہیں کہتے۔۔۔ اپنے امام کو بنا رکھا ہے۔ اور یاد رکھو کہ کسی کو ایسے تسلیم کرنا جو یہ کہتا ہے وہی میرا مذہب ہے تو یہ گویا اس کو رسول ہی بنانا ہے۔ اللہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ [16:النحل:116] تمھاری زبانیں جو یہ بولتی ہیں کہ یہ حلال ہے' یہ حرام ہے۔ مَنْ حَرَّمَ کس نے حرام کیا ہے؟ اللہ نے حرام کیا ہے؟ یہ حق اس کو ہے۔ مسئلہ بنانے کا حق اس کو ہے۔ حکم دینے کا حق اس کو ہے۔ کسی نبی کو' کسی ولی کو' کسی امام کو' کسی پیر فقیر کو' کسی زندے کو' کسی مردے کو' کسی کو حق نہیں۔ لیکن جس نے اپنے امام کو اپنا مذہب بنانے والا بنا لیا گویا اس نے اس کو نبی بنا لیا۔ اور جس نے کسی کو رسول بنا لیا اس سے بڑا مشرک کون ہو سکتا ہے؟ اور پھر اہل حدیث کو دیکھ لو' علامہ احسان الٰہی ظہیر سے لے کر نیچے تک سارے کے سارے جمہوریے۔ اگر اب کوئی عورت بھی آجائے مجبوراً انھیں کہنا پڑے

گا کہ ٹھیک ہے۔ اب جب کفر کی راہ پر چلے تو پھر کفر کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ ڈاکٹر اسرار کو دیکھ لو کیا حال ہے۔ وہ بھی کہتا ہے کہ آ گئی ہے۔ اسے مان لو۔ غلط راہ پر چل کر نتیجہ غلط ہی نکلتا ہے۔ اور پھر آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ملک کا کیا حال ہو رہا ہے۔ دیکھو ناں جھگڑا تو چلتا تھا۔ عورت ملک کی سربراہ ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ بعض مولوی کہتے تھے کہ نہیں ہو سکتی۔ پیپلز پارٹی کے سارے مولوی کہتے تھے کہ نہیں، ہو سکتی ہے۔ اب اللہ نے عملاً فیصلہ کر دیا۔ تمھیں پتہ لگ جائے گا سال دو سال میں کہ ملک کا کیا حال ہوتا ہے۔ تمھیں پتہ لگ جائے گا عورت کی سربراہی ٹھیک ہے یا ملک کا بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ یہ عملی خدائی فیصلہ ہے ایک تو تھا مسئلہ کہ اصل مسئلہ کس طرح ہے۔ اب یہ لوگ دیکھ نہیں رہے کہ ملک کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اور یہ خدائی فیصلہ ہے کہ سب دیکھ رہے ہیں کہ ملک گیا۔ یہ چول ڈھیلی ہو گئی ہے تو کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اور معلوم ہو جائے گا کہ خاتمہ عورت کے ہاتھ سے ہوا ہے۔

میرے بھائیو! مسلمان ہونے کی کوشش کرو۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے۔ خدا کی قسم بالکل نہیں۔ بالکل نہیں۔ اگر یہ مسلمانوں کا ملک ہوتا تو خدا کی حکومت ہوتی۔ خدا کا قانون چلتا۔ اور خدا اس کا مددگار ہوتا۔ یہ مسلمانوں کا ملک ہی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں کہ اسلام کیا چیز ہے؟ توحید میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے۔ توحید کسے کہتے ہیں؟ لا الٰہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ دیکھو جی اللہ کے سوا رب کوئی نہیں۔ چلو سمجھ لو کہ روزی وہ دیتا ہے، پالتا وہ ہے، اللہ کہے گا کہ نہیں۔ اس سے توحید ٹھیک نہیں ہو گی۔ لا الٰہ الا اللہ کے معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا قانون چل سکے۔ اگر تو کہتا ہے کہ چلو جی جو عوام چاہیں وہ قانون چلے تو تو کافر اور مشرک ہے۔ تیرا کلمہ جھوٹا ہے۔ قرآن کی یہ سورت یاد رکھیں میں نے یہ کئی دفعہ آپ کو سنائی ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، مَلِكِ النَّاسِ، اِلٰهِ النَّاسِ لوگوں کا رب مَلِكِ النَّاسِ لوگوں کا بادشاہ اب خدا چڑھا رہا ہے۔ اِلٰهِ النَّاسِ لوگوں کا الٰہ۔ الٰہ وہ ہوتا ہے جس کو بادشاہ بھی مانا جائے۔ الٰہ وہ ہوتا جس کو خالق بھی مانا

جائے۔ الٰہ وہ ہوتا جس کو مالک بھی مانا جائے' الٰہ وہ ہوتا جس کو صحت دینے والا بھی مانا جائے۔ اب لوگ خدا کی نماز پڑھیں اور بیمار کو مزار پر لے کر چلے گئے کہ جی! میرے بچے کو آرام آتا ہی نہیں۔ بابا جی شفا ہو جائے۔ دوسرا کہتا ہے کہ جی! میں فلاں مزار پر گیا جا کر لڑکا مانگا تو لڑکا ہو گیا۔ میرا مقدمہ بھی ٹھیک ہو گیا۔ میرے سارے کام ٹھیک ہو گئے۔ اب اس کے خیال میں کیا تھا کہ صحت دینے والا یہ قبر والا ہے۔ میرے بچے کو آرام آگیا۔ لڑکا دینے والا یہ ہے۔ میرے اولاد ہی نہیں ہوتی تھی میں نے ٹکریں بڑی ماریں ڈاکٹروں کے پاس گیا' اس کے بعد حکیموں کے پاس گیا' فلاں کے پاس گیا' فلاں کے پاس گیا۔ لڑکا ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس نے لڑکا دے دیا۔ اب اس نے اللہ کو الٰہ مانا ہے ؟ الٰہ کے لیے ضروری ہے کہ پھر اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ پہلے دیکھو تاکہ اس کی صفات کتنی ہیں۔ جب تک اس کی وہ صفات نہ مانی جائیں اور عملی طور پر اس کا ثبوت نہ دیا جائے تو وہ اس کو الٰہ ہی نہیں مانتا۔ جو اس کی عبادت نہیں کرتا وہ بھی اس کو الٰہ نہیں مانتا۔ اسی لیے کہتے ہیں ناں بے نماز مشرک ہے۔ بے نماز کافر ہے۔ وہ خدا کو الٰہ نہیں مانتا۔ الٰہ کے معانی کیا ہیں ؟ الٰہ کے معنی معبود۔۔۔ اگر کسی سے پوچھا جائے کہ تو نماز پڑھتا ہے ؟ کہتا ہے کہ جی! میں نماز تو نہیں پڑھتا۔ تو اب اللہ اس کا معبود کہاں ؟ یہ کوئی عقل کی بات ہے۔

میرے بھائیو! اللہ کے فضل سے ہماری تقریر کو کوئی کیسے ہی پڑھا لکھا سن لے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مولوی کچی باتیں کرتا ہے۔ کتنا بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو اسے گردن جھکانا ہی پڑے گی۔ کہ ہاں بات پتے کی ہے۔ اور اس کا جواب کوئی نہیں ہے۔ بے نماز مشرک ہے۔ بے نماز کافر ہے۔ کیوں ؟۔۔۔ وہ خدا کو الٰہ نہیں مانتا۔ الٰہ کے معنی کیا ہیں ؟ معبود۔۔۔ جب یہ نماز نہیں پڑھتا تو وہ اس کا معبود ہی نہ ہوا۔ جب معبود نہ ہوا تو الٰہ کیسے ہوا ؟ جب الٰہ نہ ہوا تو لا الٰہ الا اللہ ختم ہو گیا۔ اور لوگوں کے ہاں بات ہی کچھ نہیں ہے۔ یہ حنفیوں کا ڈھیلا ڈھیلا مسئلہ ہے کہ جی نماز کا منکر کافر ہوتا ہے' نماز کا تارک کافر نہیں ہے۔ نماز نہ پڑھے تو کافر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے ہمارا حنفی مولوی بے نمازوں کے جنازے پڑھاتا ہے اور بے نماز کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔ اور اسلام یہ کہتا ہے کہ جو بے نماز ہو' جو نماز نہ پڑھتا ہو اس پر نماز

پڑھنا بے وقوفی ہے۔ عقل کی بات ہے کہ جو خود نماز نہیں پڑھتا رہا اب وہ مر جائے آپ اس پر جنازہ پڑھیں یہ تو ایسی بات ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے منہ میں حلوہ تو کبھی نہ ڈالے اور جب وہ مر جائے تو حلوے کی لپائی شروع کر دے۔ کہ میرے باپ کے منہ میں بھی حلوہ پڑ جائے۔ جب زندہ تھا اس کا منہ کھلتا تھا' کبھی حلوہ نہ کھلایا۔ جب یہ مر گیا تو حلوے کی پلیٹیں چلتی ہیں۔ کوئی فائدہ ہے۔ عقل کی بات ہے۔ ارے پڑھے لکھے لوگو! سن لو یہ حماقت کی بات ہے۔ ہاں نمازی کے لیے نماز ہے۔ جو نماز پڑھتا تھا آخر انسان تھا غلطیاں ہوتی تھیں گناہ ہوتے تھے۔ اس پر نماز پڑھو۔ اس کا جنازہ پڑھو۔ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ اور جو نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اس پر نماز پڑھنا نماز کی توہین ہے۔ نماز کی توہین ہے۔ خدا کو غیرت آتی ہے۔ اگر کبھی صحیح اسلام کی تعلیم ہوتی' صحیح اسلام کی تبلیغ ہوتی' دنیا اتنی گمراہ نہ ہوتی۔ جتنی آج ہے۔ علاقوں کے علاقے بے نماز ہیں۔ صرف مولویوں کی شہ کی وجہ سے۔ کہ نہیں نہیں کہ کچھ نہیں ہوتا۔ کچھ نہیں ہوتا۔ اور پھر قرآن کو پڑھ کر دیکھ لو اللہ اکبر۔ مسلمان جب مدینے چلے گئے تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اور دوسرے مسلمان بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع ہو گئے۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ میرا قبلہ وہی ہو جو میرے جد امجد' میرے دادا ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے۔ دعا کرتے رہتے تھے۔ اللہ کی طرف دیکھتے رہتے تھے کہ کب حکم آتا ہے اور پھر کمال یہ ہے کہ جہالت کا حال دیکھو آج اگر کوئی نقلی مسلمان سے پوچھے کہ اللہ کہاں ہے؟ تو آگے سے جواب ملے گا کہ وہ جگہ بتاؤ کہ جہاں خدا نہیں ہے؟ کہاں نہیں ہے؟ ہر جگہ ہے۔ جاہل یہی کہے گا۔ کہ خدا ہر جگہ ہے اور کوئی پوچھے کہ وحی کہاں سے آتی ہے۔ ہر جگہ سے آتی تھی۔ کہے گا کہ وحی اوپر سے آتی تھی۔ تو پھر بے وقوف یہ کیوں نہیں کہتا کہ خدا اوپر ہے۔ اور قرآن میں اللہ کیا کہتا ہے؟ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ اے نبی جب تو چہرہ اٹھاتا ہے' جب تو اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اس انتظار میں کب جبرائیل وحی لے کر آتا ہے جس میں یہ حکم ہو کہ قبلہ کعبہ ہو' بیت اللہ ہو۔ آپ دعا کرتے اور قرآن نے اس کا نقشہ کھینچا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ [2:البقرة:144] تیرا بار بار چہرہ آسمان کی طرف اٹھانا ہم دیکھ رہے ہیں۔ تیری طلب صادق کو' تیری تڑپ کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ تو منتظر ہے کہ کب قبلہ بدل جائے۔ اللہ نے قبلے کا حکم دے دیا۔ قبلہ بدل دیا۔ اب جو لوگ فوت ہو گئے اس درمیانی عرصہ میں۔ وہ جو سترہ مہینے کا عرصہ گزر گیا اس دوران مسلمانوں کی نمازوں کا کیا ہو گا؟ یہودیوں اور عیسائیوں کو بڑی تکلیف ہوئی وہ کہنے لگے کہ مسلمانو! جو تم نے بیت المقدس کی منہ کر کے نمازیں پڑھیں تمھاری ان نمازوں کا کیا بنے گا؟ تم جو کہتے ہو کہ صحیح قبلہ یہ ہے۔۔۔ یعنی کعبہ جو مکے میں ہے تو پھر بتاؤ تمھاری ان نمازوں کا کیا بنے گا جو تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھیں۔ جو اس دوران مر گئے تو ظاہر ہے کہ انھیں وہ صحیح قبلہ تو نصیب نہیں ہوا تو پھر ان کی نمازوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان کا کیا بنے گا؟ اللہ نے فوراً قرآن میں یہ آیت اتاری۔ یہ آیت دوسرے پارے کے پہلے رکوع میں ہے۔ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ [2:البقرة:143] اللہ تمھاری نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ جو تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں اللہ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔

یہاں تحویل قبلہ کا بیان ہو رہا۔ اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ایمان سے یہاں نمازیں مراد ہیں۔ تو نتیجہ کیا نکلا؟ نماز عین ایمان ہے اور جو بے نماز ہے وہ پکا بے ایمان ہے۔ اس کا ایمان نہیں ہے۔ اس کا کفر ثابت ہو گیا۔ یہ قرآن ہے۔ کسی مولوی کا ٹوٹکا نہیں ہے۔ پھر اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب صلح حدیبیہ کی تھی۔ عرب کے مختلف قبائل سے معاہدے کیے' سب کے ساتھ تعلقات تھے۔۔۔ کسی کے ساتھ کیسے کسی کے ساتھ کیسے؟ اللہ اب ان سب کو منسوخ کر رہا ہے۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ جب یہ حرمت والے مہینے گزر جائیں۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں کو قتل کرو۔ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جہاں تم ان کو پاؤ۔ وَ خُذُوْهُمْ ان کو

گرفتار کرو۔ وَاحْصُرُوْهُمْ ان کو گھیرے میں لو۔ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍان کو پکڑنے کے لیے گھات لگا کر بیٹھو۔ ان کا صفایا کردو۔ عرب کو مشرکوں سے بالکل پاک کر دو۔ اب بچے گا کون؟ مارنا کس کو ہے؟ اس کا بیان سنو۔ فَاِنْ تَابُوْا اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگ جائیں وَاَقَامُوْا الصَّلاَةَ اور نماز پڑھنے لگ جائیں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دینے لگ جائیں۔ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ [9:توبة:5] پھر انھیں کچھ نہ کہو۔ یعنی مکے کے لوگوں کے لیے جو اعلان ہوا تھا اس میں کس کی جان مستثنیٰ ہوتی تھی؟ بچ کون سکتا تھا؟ وہ جو شرک سے تائب ہو جائے۔ نماز نہیں پڑھتا تو صاف۔۔۔ زکوۃ نہیں دیتا تو صاف۔۔۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس پر عمل کیا۔ جنھوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا' جو زکوۃ نہ دیتے تھے تو جو تلوار مسیلمہ کذاب کو کاٹتی تھی وہی ان کو کاٹتی تھی۔ اب اس سے نتیجہ کیا نکلا؟ کہ جو آدمی نماز نہیں پڑھتا وہ اسلام کی تلوار سے بچ نہیں سکتا۔ یہ وکیل کیوں نہیں چاہتے کہ پاکستان میں اسلام آئے؟ اسی وجہ سے کہ اگر اسلام آگیا تو ہم وکیل کہاں رہیں گے۔ اس لیے وکیل کبھی نہیں چاہتا کہ پاکستان میں اسلام آئے اور پاکستان کی سیاست ہے ہی وکیلوں کے ہاتھ میں۔ پھر اسی رکوع میں فرمایا: فَاِنْ تَابُوْا اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگ جائیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دینے لگ جائیں فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ [9:التوبة :11] تمھارے دینی بھائی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو نماز نہ پڑھے' وہ مسلمان برادری میں شامل نہیں رہ سکتا۔ جو نماز نہ پڑھے تو وہ مسلمان برادری میں شامل نہیں ہے چہ جائیکہ آپ اس کو لڑکی دیں۔

میرے بھائیو! توجہ سے سن لو۔ یہ قرآن کا بیان ہے۔ اور کوئی بات اللہ کے فضل سے ایسی نہیں ہوگی جس کو آپ کا دماغ تسلیم نہ کرے۔ آپ کی طبیعت اس سے انکار کرے۔ دیکھو پہلے کیا کہا۔ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ جو نماز پڑھنے لگ جائے اسے کچھ نہ کہو۔ اور اگلے

رکوع میں کہا فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوۡا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُاالزَّکٰوۃَ جو شرک سے توبہ کر لے' نماز پڑھنے لگ جائے' زکوٰۃ دینے لگ جائے فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وہ پھر تمھارے دینی بھائی ہیں۔ اَلۡمُسۡلِمُ اَخُوالۡمُسۡلِمِ(رواہ مسلم' مشکوۃ • کتاب الادب' باب الشفقه والرحمة على الخلق عن ابی ھریرۃؓ)

مسلمان' مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ اور ہم مسلمان کیوں نہیں ہیں ؟ اس وجہ سے کہ میں پکا نمازی' حاجی۔۔۔ لیکن لڑکی کس کو دیتا ہوں اپنے رشتہ داروں کو بے شک وہ بے نماز ہو' بے شک چٹ ہو' صاف ہو۔ اب نتیجہ کیا ہے؟ خدا نے جو رجسٹر تیار کیا ہے۔ میرے بھائیو! توجہ سے سن لو۔ حکومتیں اپنا ریکارڈ بناتی ہیں۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ درختوں کی بھی گنتی ہوتی ہے۔ سڑکوں پر چلتے ہوئے آپ نے کبھی دیکھا ہوگا درختوں پر نمبر لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ حکومت درختوں کو بھی گنتی ہے۔ پرندوں کو بھی جانتی ہے۔ جو شکاری شکار کرتے پکڑے جائیں اسے اندر کردو۔ کیوں؟ یہ شکار کرتا تھا۔ پرندوں کو پکڑتا تھا۔ ارے حکومت پرندوں کی بھی مالک ہے ؟ تم نے اگر پرندوں کا شکار کرنا ہے تو ہم سے اجازت لو۔ ہماری حکومت میں بغیر پرمٹ کے آپ شکار نہیں کر سکتے۔ یہ حکومت کیا ہے جو اتنا ریکارڈ رکھتی ہے ؟ اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اللہ کے ہاں کوئی رجسٹر نہیں ہے ؟ تم تو درخت تک نوٹ کرو۔ اتنے درخت نہر پر کھڑے ہیں' اتنے درخت سڑک پر کھڑے ہیں۔ ان کی باقاعدہ کاؤنٹنگ ہوتی ہے۔ اللہ کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوگا ؟ اللہ کا باقاعدہ ریکارڈ ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جابجا قیامت کے دن جو آج بہت عقل والے بنتے ہیں' خصوصاً سیاسی لیڈر' یہ سپیشلسٹ اور بڑے بڑے فن خان جو بنے ہوئے ہیں جو مر کر اٹھیں گے تو قرآن بیان کر رہا ہے یَوۡمَ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ جس دن یہ مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے۔ اور کہیں گے مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَةٍ ہم تو صرف چند گھڑی دنیا میں رہے۔ جس دنیا کی خاطر انھوں نے آخرت کو برباد کیا اس دنیا کے بارے میں کیا کہیں گے۔ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَةٍ ہم تو صرف

ایک گھڑی دنیا میں زندہ رہے۔ کیسی حماقت کی بات ہے' کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔ کوئی ساٹھ سال زندہ رہا' کوئی پچاس سال زندہ رہا' کوئی اسی سال' کوئی کتنی دیر' کوئی کتنی دیر۔ اور جو مسلمان کامیاب ہو جائیں گے ان کے قریب وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ جن کو دین کا علم تھا اور ایمان والے تھے۔ وہ کہیں گے۔ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ [30:الروم:56] بے وقوفو! تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم تو قیامت تک دنیا میں رہے۔ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ کا ریکارڈ بتاتا ہے' اللہ کے ریکارڈ کے مطابق تم اتنے سال دنیا میں رہے۔

میرے بھائیو! اللہ کے ہاں رجسٹر ہیں۔ مسلمانوں کا رجسٹر اللہ کے پاس علیحدہ ہے' کافروں کا رجسٹر اللہ کے پاس علیحدہ ہے۔ پھر کافروں کی ڈگریاں ہیں' یہ کس قسم کا کافر ہے' یہ مشرک کافر ہے' یا بے نماز کافر ہے' یا بے زکوٰۃ کافر ہے۔ پھر آگے اس کی تقسیم ہے۔ اس کی تفصیل ہے۔ اب آپ اپنے دل سے پوچھ لیں مسلمان وہ ہوتا ہے جو انگریز کی مردم شماری میں مسلمانوں کی گنتی میں آجائے؟ کہ پاکستان کے دس کروڑ یا پندرہ کروڑ مسلمان ہیں۔ خدا کا رجسٹر بھی کیا یہی کہتا ہے؟ کیا اللہ کے پاس جو رجسٹر ہے وہ یہی انگریز والا رجسٹر ہے کہ جس سے دیکھ کر کوئی کہہ دے کہ مسلمان ہے تو وہ مسلمان ہے۔ آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نہیں جو رجسٹر اللہ کے پاس ہے وہ انگریز والا نہیں ہے۔ انگریز کا رجسٹر تو مرزائی کو بھی مسلمان ہی لکھتا ہے' اس کے مطابق شیعہ بھی مسلمان ہیں' یہ بھی مسلمان ہے' وہ بھی مسلمان ہے۔

میرے بھائیو! فکر یہ کرو کہ آپ کا نام اللہ کے رجسٹروں میں آجائے۔ جو مسلمانوں کا رجسٹر اللہ کے پاس ہے اس میں آپ کا نام درج ہو جائے۔ آپ خوش نہ ہوں کہ لوگ آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ آپ کو انگریز مسلمان کہتا ہے۔ آپ کو فکر یہ ہونی چاہیے کہ مجھے اللہ مسلمان کہے۔ اللہ کے رجسٹر میں میرا اندراج مسلمانوں میں ہو۔ کافروں کے رجسٹروں کا کیا ہے؟ ان کے حسابوں کا کیا ہے؟ فکر یہ ہونی چاہیے کہ اللہ مجھے اپنے رجسٹر میں درج کر لے۔ جو اس کے نزدیک مسلمان ہیں اللہ ہمارا شمار ان میں کر دے۔

اب آپ سوچ لیں کہ اللہ کا رجسٹر کیسا ہو گا؟ جو اس کے معیار کے مطابق ہو وہ اس کو مسلمان لکھے گا۔ جو معیار اللہ کے نزدیک اسلام کا ہے جو اس پر پورا اترتا ہو گا وہ اللہ کے رجسٹر میں مسلمان ہو گا اور جو اللہ کے نزدیک کافر ہے۔ دنیا میں وہ مسلمان ہے اس کا اندراج کافروں میں ہو گا۔ عقل کی بات ہے۔ سو اس لیے میرے بھائیو! کبھی خوش نہ ہوا کریں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے۔ کیونکہ انگریز کہتا ہے کہ یہ سارے مسلمان ہیں۔ خدا مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک کبھی نہیں کرتا جو سلوک پاکستانیوں کے ساتھ آج ہو رہا ہے۔ ہمارے ساتھ سلوک کافروں سے بھی برا ہو رہا ہے۔ کافر خدا کو دھوکہ نہیں دیتا۔ صاف بات کرتا ہے اور نقلی مسلمان یہ مکار مسلمان' یہ منافق مسلمان يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ اللہ کو بھی دھوکہ دیتا ہے اور مسلمانوں کو بھی۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری بیویاں مسلمان ہیں۔ آج پردے کا قانون بنا دو۔ دیکھ لو آپ کی بیوی سڑک پر کھڑی ناچ رہی ہو گی۔ یہ مسلمان ہیں۔ نام رکھ دیا مسلمانوں والا' مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے اور سمجھ لیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان ہمارے نزدیک وہ ہے جو واقعتاً مسلمان ہے۔ اسلام کو مانتا ہے' عملاً مسلمان ہے۔ حدیثوں میں جابجا یہ آتا ہے کتنے روزے دار ہیں جو خواہ مخواہ بھوکے مرتے ہیں' کتنے رات کو جاگنے والے ہیں جو رات کو بے کار جاگتے ہیں اور اپنی نیند برباد کرتے ہیں۔ کتنے حج کرنے والے ہیں جو اپنا پیسہ برباد کرتے ہیں لیکن کوئی سنتا ہی نہیں۔ کسی کو یہ فکر ہی نہیں ہوتی کہ کہیں میرا پیسہ ضائع تو نہیں ہو رہا۔ کہیں میرا وقت ضائع تو نہیں ہو رہا۔ اور ہم نے دیکھا کہ حاجی حج کرنے جاتا ہے تو ریاست میں ہم نے دیکھا کہ باقاعدہ اس کی بارات نکلتی ہے۔ کھانے پکا کر کھلاتے ہیں۔ پھر اسکی بارات کی طرح اس کو رخصت کرتے ہیں۔ اور جب آتا ہے تو اس کو دولہا کی طرف Receive کرتے ہیں۔ حج ہو یا نہ ہو۔ حج کیا ہے بڑھاپے میں دولہا بن گئے۔ بے وقوفی کی انتہا ہے۔ اور پھر دیگیں اترتی ہیں۔ کھانے اڑ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ارے پاگل تو حج کرنے جا رہا ہے؟ حج کرنے جانا ہے تو حتی المقدور کوشش کر کہ کسی کو پتہ نہ لگے کہ تو حج کرنے جا رہا ہے۔ اور جب یہ حج کر آتا ہے تو جلوس

نکلواتا ہے۔ اور پھر امید کرتا ہے کہ میرا حج قبول ہو۔ تو نے کبھی دیکھا کہ تیرا پیسہ کیسا ہے ؟ جس کے ساتھ تو حج کرتا ہے۔ بس ایک ڈگری ہے۔ حاجی بن جانا ایک ڈگری ہے۔ جو نام کے ساتھ لگ جاتی ہے۔ ایک دم چھلا ہے جو نام کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ بس حاجی صاحب حاجی صاحب۔۔۔

میرے بھائیو! حقیقت کو تو دیکھو۔ حقیقت ہمیشہ مستور ہوتی ہے۔ ظاہر آنکھوں سے چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ دیکھ کہ اس کے باطن میں کیا ہے ؟ اس کے اندر کیا ہے ؟ ظاہر کو نہ دیکھ۔ اس کے اندر دیکھ۔ اصل صفائی کب ہوتی ہے ؟ جب اندر کی صفائی ہو جائے۔ اسلام اور ایمان یہ چیزیں ان کا تعلق بندے دل سے ہے۔ جو عکس اندر کا ہوتا ہے وہی باہر پڑتا ہے۔ اندر اچھا ہو تو سب اچھا ہوتا ہے۔ اور جو باہر کا چکارا ہوتا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس لیے اللہ نے قرآن میں فرمایا: یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰهَ اب دیکھو ناں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ مکاری نہ کرو۔ جھوٹے مسلمان نہ بنو۔ دعوے باطل نہ کرو۔ یاَ یُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰهَ [9:التوبۃ:119] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے۔ تم پولیس سے بہت ڈرتے ہو' تم حکومت سے بہت ڈرتے ہو' تم سانپ سے بہت ڈرتے ہو۔ تم آگ سے بہت ڈرتے ہو۔ تم خطرناک چیزوں سے بہت ڈرتے ہو۔ نہیں ڈرتے تو اللہ سے نہیں ڈرتے۔ کہیے یہ بات جھوٹ ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے۔ جب کوئی قوم اللہ سے نہیں ڈرتی تو خدا پھر کیا سزا دیتا ہے ؟ اس کو یہ سزا دیتا ہے کہ وہ قوم پھر ہر ایک سے ڈرتی ہے۔ جب کوئی قوم اللہ کا خوف دل سے نکال دیتی ہے' اللہ اس کو بزدل کر دیتا ہے۔ پھر وہ ہر ایک سے ڈرتی ہے۔ اور ہمارا یہی حال نہیں ہے۔ ہم انڈیا سے ڈرتے ہیں' روس سے ڈرتے ہیں' برطانیہ سے ڈرتے ہیں' امریکہ سے ڈرتے ہیں۔ اور اگر ہمارا ایمان درست ہو جائے اور اللہ کا خوف ہمارے دل میں آجائے تو سب خوف ختم ہو جائیں۔ آدمی دلیر ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آجائے گا کہ کافر مسلمانوں پر ایسے ٹوٹ پڑیں گے جیسے کھانے کے پیالے پر بھوکے ٹوٹتے ہیں۔ اور آج

ہمارا یہی حال ہے۔ پوچھنے والے نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کیا اس وقت ہم تھوڑے ہوں گے کہ کافر مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گے۔ فرمایا کہ نہیں' تھوڑے نہیں ہو گے بلکہ تم بہت ہو گے۔ لیکن ان کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں ہو گا' وہ بزدل ہوں گے۔ اس لیے ہر ایک پر چڑھ دوڑے گا۔ (رواہ ابوداؤد والبیھقی فی دلائل النبوۃ' مشکوۃ کتاب الرقاق باب تغیر الناس عن ثوبانؓ)

میرے بھائیو! ہمارا جمعہ بڑا سخت ہوتا ہے لیکن اللہ کے فضل سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ غلط ہو۔ بات کو سمجھاتے ہیں' قرآن و حدیث کی دلیل دیتے ہیں عقلی طور پر خوب اس کو ذہن نشین کرواتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے کچے اور ڈھیلے مولویوں نے برباد کیا ہے۔ یہ تبلیغی جماعت والے۔ بس سبحان اللہ کہہ لو بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور رکتا ہی نہیں۔ بس اس کا اتنا ثواب ہے' اس کا اتنا ثواب ہے۔ وہ گنتے ہی رہتے ہیں۔ اس کا اتنا ثواب ہے' اس کا اتنا ثواب ہے۔ اللہ کیا کہتا ہے۔ بندے سن لے ثواب ایک انعام ہوتا ہے۔ ثواب ایک انعام ہوتا ہے۔ میں یہ اس کو دیتا ہوں جس سے میں خوش ہوتا ہوں۔ جس سے میں راضی نہیں ہوتا اس کی عبادت اٹھا کر میں اس کے منہ پر مارتا ہوں۔ ثواب دینا تو در کنار۔۔۔ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ اب تو حرام کے پیسے سے حج کر لے' تو حرام کے پیسے سے قربانی کر لے' تو حرام کے پیسہ خرچ کر کے اپنی شہرت پیدا کر لے اور پھر کہے کہ اس کا اتنا ثواب ہے اور اس کا اتنا ثواب ہے۔ خدا کہتا ہے کہ ظالم میں تیرے حرام کو قبول نہیں کرتا۔ دور ہو جا' لے جا اس کو۔ خدا وہ چیز لوٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔ یہ مولویوں کی ڈھیلی ڈھیلی باتیں ہیں۔ مسلمانوں کو برباد کرنے والی باتیں ہیں۔ ایسی باتیں تو داڑھی منڈے پیدا کرتی ہیں۔ یا پاگل داڑھیوں والے پیدا کرتی ہیں۔ لوگوں کے ذہن آج کل عام طور پر یہ ہے کہ داڑھی والا پاگل ضرور ہوتا ہے۔ اسلام کا تو تصور باقی رہا ہی نہیں۔ اسلام کیا چیز ہے؟ اللہ اکبر! قرآن اللہ کا کلام ہے۔ خدا کا حکم ہے۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ یہ قرآن حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ لوگ اقبال کو حکیم الامت کہتے ہیں۔ کیا کیا اس نے؟ کوئی چند شعروں کی کتابیں لکھ دیں۔ جس میں

کوئی قوم کے لیے' کوئی ملت کے لیے کوئی اِدھر کی' کوئی اُدھر کی۔ بد عمل کا کیا ہوتا ہے۔ شاعروں کا کیا ہوتا ہے۔ کبھی اِدھر کبھی اُدھر' کبھی آر اور کبھی پار۔ خود بد عمل اور باتیں ایسی کہ کمال۔۔۔ ہتھیلی پر سرسوں جمانے والا۔ حکیم امت بن گیا۔ یا بنا دیا گیا۔ بے وقوفوں نے بنا دیا۔ لیکن قرآن جو واقعتاً حکیم ہے۔ یٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ خدا کہتا ہے مجھے قرآن کی قسم ہے جو حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن کی باتیں کبھی بے عقلی کی ہو سکتی ہیں ؟ قرآن وہ کتاب ہے جو حکمت سے بھری ہوئی ہے۔ جو اخلاص کے ساتھ قرآن کو سمجھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی دانا بنا دیتا ہے۔ لیکن آج کل مولوی بے وقوف کا بیوقوف رہا۔ اس لیے کہ اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ قرآن پیسے کمانے کے لیے پڑھتا ہے۔ آج کا مولوی نوے پچانوے فیصدی پیسے بٹورنے کے لیے قرآن پڑھتا ہے۔ قاریوں کو دیکھ لو' جی نوکری کریں گے۔ نوکری کرنی ہے' مولویوں کو دیکھ لو کہ جی پیسے بٹورنے ہیں۔ اسی لیے مولوی کا تصور مانگ کر کھانے والا ہے۔ مولوی منگتا ہے۔ سوسائٹی میں ذلیل ترین اگر کوئی شخص ہے تو وہ مولوی ہے' جو اس نیت سے قرآن پڑھے مانگنا ہے' کھانا ہے' اس کے ذریعے سے وہ کبھی عقل والا ہو سکتا ہے ؟ ارے قرآن بادشاہی کتاب ہے۔ جو اس کو سمجھ کر پڑھتا ہے اور دنیا کے لالچ سے نہیں پڑھتا۔ خدا اس کو حکیم بنا دیتا ہے۔ خدا اس کی عقل کو پختہ بنا دیتا ہے۔ اس کی بات دہائی کی ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! قرآن جیسی بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ آج کا مسلمان جو ذلیل ہو رہا ہے صرف اسی وجہ سے کہ اس نے قرآن کی قدر ہی نہیں کی۔ قرآن سے فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ قرآن قوموں کو اٹھاتا ہے اور قوموں کو گراتا ہے۔ (رواہ مسلم ' مشکوۃ' کتاب فضائل القرآن عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ) یہ قرآن قوموں کو بلند کرتا ہے اور ان کو گراتا ہے۔ صحابہ کو بلند کیا تھا۔ اگرچہ وہ ان پڑھ تھے لیکن ساری دنیا پر حکمرانی کی اور ہمیں ذلیل کیا۔ ہم لیکن جوتے کھاتے ہیں' ذلیل ہوتے ہیں۔ قرآن کو پڑھو

سمجھنے کے لیے، عمل کرنے کے لیے، دیکھو پھر قرآن کی تاثیر کیا ہے؟

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میں نے آپ کو نماز کے بارے میں بتایا تھا نمازی ایسا ہوتا ہے اور بے نماز ایسا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث سن لیں۔ شروع میں میرا ارادہ تھا کہ میں بھول گیا ہوں۔ وَ عَنْ عَبْدِاللّٰہ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا ایک دن آپ ﷺ نے نماز کا ذکر کیا۔ بات چلتے چلتے نماز کی آگئی۔ فَقَالَ آپ نے فرمایا مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا جو نماز پر پہرہ دے۔ یعنی جو نماز پر کھڑا ہو جائے۔ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّ بُرْھَانًا وَّ نجَاتًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ تو نماز اس کے لیے کیا ہوگی؟ اس کے لیے نجات کا باعث ہوگی' قیامت کے دن مَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا اور جس نے نماز پر پہرہ نہیں دیا۔ فرق دیکھ لو ایک ہے ویسے نماز پڑھ لینا ایک ہے نماز پر پہرہ دینا۔ جیسے خزانے پر پہرہ دیا جاتا ہے۔ توجہ سے پڑھنا' اور پھر یہ دیکھنا کہ میری نماز ضائع نہ ہو جائے۔ اس کا بہت خیال رکھنا' اور جس نے نماز کا خیال نہیں کیا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا لیکن نماز پڑھتا رہا۔ جیسے ہم اکثر نمازیں پڑھ رہے ہیں بے کار سی۔ نہ وہ نماز نور بنے گی وَلاَ بُرْھَانٌ اور نہ اسکے مسلمان ہونے کی دلیل بنے گی۔ وَ لاَ نَجَاتًا اور نہ اس کی نجات کا سبب بنے گی۔ وَ کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ایسا بے نمازی قیامت کے دن کس کے ساتھ ہوگا مَعَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ ھَامَانَ وَ اُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ (مسند احمد عن عبداللّٰہ بن عمروؓ بلوغ الامانی ج 2ص233) یعنی جو بڑے بڑے نامی

گرامی کافر تھے: قارون' ہامان' ابی بن خلف ان کو آپ جانتے ہیں۔ قارون کون تھا' فرعون کون تھا' یا ہامان کون تھا؟ ابی بن خلف کون تھا؟ یہ حضور ﷺ کے زمانے کا کافر تھا جس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اس کا حشر نشر ایسے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے جیسے یہ جو ٹرینڈ نمازی ہیں' ٹھونگے مارنے والے' بے دین نمازی' بد عمل نمازی' پڑھتے نمازیں ہیں لیکن دین وہی کفر والا۔ یہ قیامت کے دن کن کے ساتھ ہوگا؟ قارون کے ساتھ یہ نمازی ہوگا۔ جہاں فرعون بند ہوگا وہاں یہ نمازی بھی بند ہوگا۔ جہاں ہامان بند ہوگا وہاں یہ نمازی بھی بند ہوگا۔ جہاں ابی بن خلف ہوگا وہیں یہ نمازی ہوگا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ یہ کسی مولوی کی بات نہیں ہے۔ اس لیے میرے بھائیو! خود بھی ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی بیویوں کو بھی سمجھاؤ۔ اگر تو میری بیوی رہنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہو جا۔ نماز کی پابندی کر۔ اپنی بیٹیوں کو بھی سمجھاؤ' اپنے رشتے داروں کو بھی سمجھاؤ۔ کوئی ایسا رشتہ دار نہ بناؤ جو بے نماز ہو۔ بے نماز کو رشتہ دار بالکل نہ بناؤ۔ اس کو بالکل رشتہ دار نہ بناؤ جو تمھارے دینی بھائی نہیں ہیں۔ بے شک وہ تمھارے حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ تمھارا حقیقی بھائی ہو سکتا ہے لیکن تمھارا دینی بھائی نہیں ہو سکتا۔ ایسی سوسائٹی بناؤ جس پر خدا کا ہاتھ ہو۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اب میرا باپ مر گیا' میرا قریبی رشتہ دار مر گیا' میرا بھوئی مر گیا' میرا بھائی مر گیا اور مرا وہ بے نماز ہی۔ اب یہ کہتا ہے کہ مولوی! میں جنازہ کیسے نہ پڑھوں؟ لوگ کیا کہیں گے؟ ٹھیک ہے بے نماز تھا لیکن میں جنازہ نہ پڑھوں۔ یہ تو کبھی ہو سکتا ہی نہیں۔ اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن لوگوں کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ خدا کہتا ہے کہ دیکھ لو میں وہ سوسائٹی بنانا چاہتا ہوں جو کہ ایسی ہو کہ کسی کا باپ بھی مر جائے اور ہو بے نماز تو وہ لوگوں سے بھی نہ کہے کہ جنازہ پڑھو۔ بلکہ گھڑا کھودے' لے جا کر اس کو اس میں ڈال کر مٹی ڈال دے۔ ایسا کر کے دیکھو تو کیسے مسلمان پیدا ہوتے ہیں۔ بے نماز باپ کو لے جا کر گھڑا کھودو' قبر بنانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے' غسل دینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو نا سوچنے کی بات ہے کہ غسل جب دیا جاتا ہے تو وضو کروایا جاتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے جس نے ساری عمر نماز نہیں پڑھی۔ وہ قبر میں جا کر نماز پڑھے گا؟ تو اسے وضو کروا رہا ہے۔ بے نماز کو غسل دینے کی کوئی

ضرورت نہیں۔ نہ وضو کی ضرورت' نہ قبر کی ضرورت۔ جیسے کتے پر مٹی ڈالتے ہیں اس پر گھڑا کھود کر مٹی ڈال دو۔

یوں دفن کر کے دیکھ لو تمہاری سوسائٹی میں انقلاب نہ آجائے تو آپ مجھے کہیں ۔ مجھے یاد ہے اگرچہ مجھے پتہ نہیں۔ میری عمر سے پہلے کی بات ہے۔ میرے لاجی کا بھائی فوت ہو گیا۔ عنایت اس کا نام تھا۔ وہ بے نماز تھا۔ میرے والد نے بالکل ایسے ہی کیا۔ کوئی قبر نہیں کھودی' کچھ نہیں کیا' اس کو لے جا کر گھڑا کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ پھر حالت کیا تھی؟ یہ کہ گاؤں میں کوئی بے نماز نہ رہا۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی بے نماز مر جائے اور آ کر ہمیں کہہ دے کہ جی اس کا جنازہ پڑھانا ہے۔ پھر جنازے کا نام کبھی نہ لیتے تھے۔ میرے بھائیو! اللہ کو وہ سوسائٹی پسند ہے جو غیرت والی سوسائٹی ہو' جو کفر کو ناپسند کرتی ہو' اور ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 76

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [2:البقرة:183]

میرے بھائیو! اب رمضان کی آمد ہے۔ اگر اللہ نے زندگی رکھی تو کل سے ان شاء اللہ رمضان شروع ہو جائے گا۔ رمضان شریف کا مہینہ بہت خیر و برکت والا مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ آج ہم کہہ رہے ہیں کہ شعبان کا آخری دن تھا۔ رمضان شریف سے ایک دن پہلے آپ نے خطبہ دیا۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ اس موقع پر فرمایا: لوگو! یہ مہینہ بہت برکت والا ہے' تمھارا مہمان بن کر آرہا ہے۔ اللہ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اس کی رات کی عبادت کو نفل بنایا ہے۔ یہ مہینہ محنت کا ہے کہ تم اس میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرو۔ یہ مہینہ جو ہے کمائی کا ہے۔ مواسات کا مہینہ ہے۔ دوسروں سے ہمدردی کا ہے۔ اس مہینے میں جو نفل ہیں وہ اور دنوں کے فرض بن

جاتے ہیں۔ ثواب کے اعتبار سے اللہ کے ہاں ان کی اتنی قدر ہوتی ہے۔ ہر چیز جو ہے وہ بہت درجے میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

آپ نے یہ بات بھی واضح کر دی یہ مہینہ شروع کب سے ہوتا ہے؟ اسلام کا یہ اصول ہے کہ کوئی کام شک میں نہیں کیا جاتا۔ اسلام کا ہر کام پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے یہ بات کہی۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اے نبی! آپ لوگوں کو اپنا رستہ بتا دیں کہ لوگو! میرے مذہب کے بارے میں سن لو۔ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ یہ میرا مذہب ہے۔ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ کہ میں اللہ کی طرف دعوت دوں عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ کہ میں بصیرت پر ہوں اور جو میرے پیچھے آئیں' میرے Followers' میرے پیروکار۔ میری سنت پر چلنے والے۔ وہ بھی ہمیشہ بصیرت پر ہوں گے۔ کبھی ڈانواں ڈول اور متزلزل نہ ہوں گے۔

میرے بھائیو! خوب سمجھنے کی بات ہے۔ یہ صرف یہی روزے والے مسئلے کی بات نہیں ہے۔ عام مسائل میں دیکھیں ہمارے ہاں حنفی جمعہ کے روز چار فرض پڑھتے ہیں جسے "ظہر احتیاطی" کہتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہی تذبذب' شک۔۔۔ شاید جمعہ نہ ہوا ہو۔ چلو جمعہ نہ ہوگا' فرض پڑھ لو ظہر تو ہو جائے گی۔ اگر جمعہ ہو گیا تو ٹھیک ورنہ ظہر تو ہو جائے گی۔

اسی طرح کا سلسلہ رمضان شریف میں بھی چلتا ہے۔ شک میں روزہ رکھ لیا جائے اگر نہ ہوگا تو نہ سہی۔ اگر ہو گیا تو وارے نیارے ہیں۔ شک ہے۔ بھائیو! اسلام کی کبھی کوئی بات ڈانواں ڈول' کچی اور تذبذب والی نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے شک میں روزہ رکھا اس نے میری نافرمانی کی۔

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیے۔ اسلام میں ثواب محنت کا نہیں ملتا بلکہ اسلام میں ثواب نبی ﷺ کی پیروی کا ہے۔ ایک آدمی بہت محنت کرے لیکن یہ اسے پرواہ نہ ہو کہ نبی ﷺ کی پیروی سے میرا قدم کہیں آگے پیچھے تو نہیں ہو رہا ہے۔ میں یہ کام کہیں ایسا تو نہیں

کر رہا جو نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ ایسے کام کا کوئی معاوضہ نہیں ہے' کوئی اجر نہیں ہے۔ وہ کام بالکل ختم۔۔۔ جو کام بھی ہو وہ نبی ﷺ کی اتباع میں ہو۔ پیروی میں ہو۔ آپ نے فرمایا: رمضان شریف کے روزے کے بارے میں۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (عمر بن خطابؓ کے بیٹے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْھِلَالَ فرمایا: تم روزہ نہ رکھو جب تک تم چاند نہ دیکھ لو۔ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ' اور روزہ نہ چھوڑنا' عید نہ پڑھنا جب تک وہ اس کو دیکھ نہ لو۔ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ اگر بادل ہو جائیں' اشتباہ کی صورت بن جائے' تو پھر شک میں نہ پڑ جانا' فَاقْدِرُوْا لَهٗ اس کے لیے پورا صحیح اندازہ کر لینا۔ یعنی تیس پورے کر لینا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اَلشَّھْرُ تِسْعٌ وَّ عِشْرُوْنَ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَیْلَةً۔۔۔ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے تم روزہ نہ رکھنا جب تک تم چاند کو دیکھ نہ لو۔ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ اگر تمھارے لیے تیس کی صورت بن جائے۔ چاند نظر نہ آئے فَاَکْمِلُوْا عَنْهُ شَعْبَانَ تو پھر شعبان کی گنتی پوری کریں۔ تیس دن شعبان کے پورے کریں۔ تیس دن رمضان کے پورے کر لیے اور پھر عید پڑھی۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ روزہ رکھو تو چاند دیکھ کر۔ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ روزہ چھوڑو بھی تو چاند دیکھ کر۔ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ اگر بادل ہو جائیں۔ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّةَ تو شعبان کے تیس دن پورے کر لیا کرو۔

عام طور پر لوگ رمضان شریف کی پیشوائی کا روزہ رکھتے ہیں کہ رمضان شریف

شروع ہو گیا ہے۔ ایک دن پہلے روزہ رکھ لیا۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَتَقَدَّمُ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ رمضان کے روزوں کا استقبال نہ کرو۔ ایک دن پہلے روزہ رکھو یا دو دن پہلے روزہ رکھو۔ اِلاَّ اِنْ يَّكُوْنَ رَجُلاً كَانَ لِيَوْمٍ صَوْمًا ہاں اگر آدمی مہینے سے پہلے روزے رکھ رہا ہو اور اس کے روزے رہ گئے ہوں جیسے کوئی آدمی ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہو اور اس نے وہ شروع کر رکھے ہوں ایسے روزے اگر وہ رمضان کے شروع ہونے سے ایک دو دن قبل رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس نیت سے کہ چلو رمضان کی پیشوائی ہو جائے تو یہ درست نہیں ہے۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے۔ قَالَ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِیْ يَشُكُّ فِيْهِ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا۔ فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمَ تو اس نے ابوالقاسم کی نافرمانی کی۔ ابوالقاسم حضور ﷺ کی کنیت تھی۔ آپ کے بیٹے کا نام قاسم تھا جو چھوٹا ہی فوت ہو گیا تھا۔ اس لیے لوگ آپ کو ابوالقاسم کہتے تھے۔ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ ہم ان پڑھ لوگ ہیں۔ یہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں۔ آپ نے کتنی سادہ سی بات کہی ہے۔ یہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں (نہ ہم کالجوں میں پڑھے' نہ یونیورسٹیوں میں پڑھے) نہ ہم علم ہیئت سے واقف ہیں' نہ ہم علم جغرافیہ جانتے ہیں۔ نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ مشرق میں یہ ہو رہا ہے اور مغرب میں یہ ہو رہا ہے۔ کوئی پکا حساب کسی قسم کا' کوئی اٹکل' کوئی تجربہ' بالکل نہیں' قطعاً نہیں۔ نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ ہم ان پڑھ لوگ ہیں۔ لاَ نَكْتُبُ نہ ہم لکھنا جانتے ہیں وَلاَ نَحْسَبُ اور نہ ہی ہم کوئی لمبا چوڑا

حساب جانتے ہیں۔ آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا۔ اِلْتَمِسُوْا ھٰکَذَا ھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا
آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا۔ وَعَقَدَ الاَبْھَامَ فِی الثَّالِثَۃِ اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند
کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا اَلشَّھْرُ ھٰکَذَا ، ھٰکَذَا ، ھٰکَذَا دس، دس اور پھر دس
(تیس) یعنی تَمَامُ الثَّلاثِیْنَ پورے تیس دن۔ مَرَّۃً تِسْعَۃَ وَ عِشْرِیْنَ ایک مرتبہ
آپ نے انتیس کی گنتی کروائی۔ یہ باتیں وہ ہیں جو میں نے آپ ﷺ کی سنائی ہیں۔

اور آج کل tendency یعنی رجحان کیا ہے؟ جیسا کہ آپ نے اعلان میں سنا
ہو گا۔ کہ ایک ملک میں روزہ بھی ایک دن رکھا جائے اور عید بھی ایک ہی دن کی جائے۔
میرے بھائیو! یہ دین کو بگاڑنے والی بات ہے۔ اب آپ سوچیے کہ ہندوستان ایک ملک ہے
جس میں کہاں مدراس اور کہاں شملہ ہے۔ یہ چیئرمین آف ہلال کمیٹی نے بیان دیا ہے کہ
سارے ملک میں ایک ہی دن روزہ رکھا جائے اور ایک ہی دن عید کی جائے۔ اس کے معنی یہ
ہوں گے کہ مری میں، شملے میں، عید اسی دن ہونا چاہیے جس دن مدراس میں ہو جو جنوب
میں ہے۔ جو علاقے پہاڑ کی چوٹی پر ہیں وہاں بھی عید اسی دن ہو اور جو میدانی علاقے سینکڑوں
میل دور ہیں وہاں بھی عید اسی روز ہو۔ یہ نظام اسلامی قطعاً نہیں ہے کہ ایک رویت ہلال کمیٹی
بنائی جائے اور پھر جو وہ فیصلہ کرے تو روزے اس کے مطابق رکھے جائیں اور عید بھی اس کے
مطابق ہی کی جائے۔

میرے بھائیو! سیدھی سی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ لو تو روزہ
رکھو۔ چاند دیکھو تو عید کرو۔ یہ نہیں کہ ایک آدمی چاند کو ہاٹ میں دیکھتا ہے، یا بنوں میں دیکھتا
ہے، یا پشاور میں دیکھتا ہے تو عید سارا ملک ہی کر لے، یا سارا ملک روزے رکھ لے۔ یہ اسلامی
چیز بالکل نہیں ہے۔ اور اگر تو یہ ہے اور ہم بھی احتیاطاً کرتے ہیں کہ میدانی علاقوں میں ایک
آدمی مثلاً لاہور میں، رحیم یار خان میں، ملتان میں، سرگودھا میں یا فیصل آباد میں چاند دیکھ لیتا
ہے تو ٹھیک ہے۔ ہم بھی ٹیلی فون کر کے پتہ چلا لیتے ہیں کہ چاند نظر آیا کہ نہیں۔ اگر
Confirm ہو جائے تو چلو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر ایک آدمی پہاڑی علاقہ میں جو بہت بلندی

پر ہے اور دوسرا میدانی علاقے میں اور دونوں کے درمیان فاصلہ بھی بہت ہے ان میں اگر کوئی ایک دیکھ لے اور دوسرا اس کی رؤیت پر عید کر لے یا روزہ رکھ لے تو یہ درست نہیں ' یہ کوئی اسلامی چیز نہیں۔

آپ ﷺ نے دیکھیں کبھی کوئی رؤیت ہلال کمیٹی نہیں بنائی۔ بنو امیہ کی سلطنت کس قدر وسیع تھی۔ بنو امیہ کا دور اسلام کے بہت قریب کا دور تھا۔ اس میں بھی رؤیت ہلال کمیٹی نہیں بنی۔ بنو عباس کا دور اسلام کا بہت اونچا دور سمجھا جاتا ہے اس وقت اسلام کا پھیلاؤ بہت ہو چکا تھا لیکن کبھی کسی نے رؤیت ہلال کمیٹی نہیں بنائی۔

ابو داؤد میں صحاح ستہ کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ امیر معاویہ کے دور میں آپ کو معلوم ہے کہ دارالخلافہ دمشق میں تھا وہاں سے ایک صحابی آئے۔ اس نے پوچھا آپ نے کس دن روزہ رکھا ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم نے فلاں دن روزہ رکھا ہے۔ تو صحابیؓ نے کہا شام میں خلیفہ وقت حضرت معاویہؓ نے خود چاند دیکھا تھا۔ ہم نے خود دیکھا تھا اور تم سے ایک دن پہلے روزہ رکھا تو صحابی نے کہا کہ ہم اپنے حساب سے روزہ رکھیں گے اور ہم اپنے حساب سے عید کریں گے۔ اب آپ اندازہ کر لیجیے گا کہ حقیقت حال کیا ہے ؟ اور آج کا رجحان کیا ہے ؟

میرے بھائیو! یہ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی۔ بلکہ وہ زمانہ بھی دور نہیں کہ جب سارے ملک میں ایک ہی دن روزہ رکھا جائے گا اور ایک ہی دن نماز پڑھی جائے گی ۔۔۔ ٹیلی ویژن پر اعلان ہو جایا کرے گا۔ سب کے لیے وہی اذان ' وہی امام 'لوگ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں گے۔ اس کو اتحاد ملی کہا جاتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنا ہے 'مسلمانوں کو ایک بنانا ہے۔

میرے بھائیو! آپ کو یاد ہے کہ مسلمان اس وقت ایک تھے جب ان کا دین خالص تھا۔ اور جب ان کا دین خالص نہ رہا تو مسلمان کبھی ایک نہ رہے۔

ابھی زکوۃ و عشر کا سلسلہ چل رہا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ عشر وغیرہ کی صورت کیا ہے۔ فی ایکٹر عشر لگ گیا۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ عشر فصلوں پر لگتا ہے۔ عشر زمین پر نہیں

لگتا۔ زمین پر جو لگے اس کو لگان کہیں 'اس کو مالکانہ کہیں 'اس کو جزیہ کہیں۔ چاہے اس کو کوئی نام دیں اس کو عشر نہیں کہتے۔ عشر وہ ہے جو زمین سے پیداوار ہو۔ اس پر جو اسلام اپنا حصہ وصول کرتا ہے اس کو عشر کہتے ہیں۔ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَ مِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا تم اس میں سے عشر نکالو۔ اب اگر فصل کم نکلے تو عشر ہوگا۔ اگر زیادہ فصل نہیں ہوئی' ایک سو من ہوئی' دو سو من ہوئی اس پر عشر وصول کر لیا جائے گا۔ اتفاق سے اگر ساری فصل برباد ہو گئی خدانہ کرے مثلاً اولے پڑ گئے' یا کچھ اور ہو گیا تو یہاں فی ایکڑ چلے گا۔ یا کوئی ویسے ہی نظر کرم کر دے تو اور بات ہے ورنہ فی ایکڑ کے حساب سے لیا جائے گا۔

میرے بھائیو! اسی طرح سارا سلسلہ جو ہے جب کھچڑی بن گیا۔ ذہن میں شروع سے لے کر آخر تک یہ بات کلیئر ہی نہیں تو اس کا نفاذ صحیح کیسے ہو سکتا ہے ؟ اس میں یہ الجھن ہے' اس میں یہ الجھن ہے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں حضور ﷺ نے کیسے فرمایا اِنَّا اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ ہم تو ان پڑھ لوگ ہیں۔ لاَ نَکْتُبُ نہ ہم لکھنا جانتے ہیں اور نہ کوئی لمبا چوڑا حساب جانتے ہیں۔ ہمارا تو موٹا سا' سادہ سا حساب ہے۔ لیکن دیکھ لو معاملہ کیسے سیٹ تھا۔ کوئی گڑبڑ نہ تھی۔ کوئی کچھ نہیں' کوئی الجھن نہیں۔ سب ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا۔ چونکہ یہاں ہمارا علم تنگ کرتا رہتا ہے' یہ تہذیب ہیں تنگ کرتی رہتی ہے اس لیے ہم نے اسلام کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ فٹ بال بنا رکھا ہے۔ جو ہمارے دل میں آتا ہے وہی کرتے ہیں۔

بہر حال ہماری ان باتوں کا کوئی خاص اثر تو نہیں ہوگا۔ اور میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف میں اپنے نبی کی بات نقل کروائی ہے۔ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ط وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ [12:الیوسف:108] لوگو! یہ میرا راستہ ہے' میں تم کو اللہ کی دعوت

دیتا ہوں۔ میں بھی بصیرت پر ہوں' میرے پیروکار بھی بصیرت پر ہیں۔ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اللہ پاک ہے۔اور ہمارے مذہب کا بنیادی نقطہ کیا ہے ؟ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور میں مشرک نہیں ہوں۔ آج مذہب کے بارے میں یہ اطمینان بالکل نہیں کیا جاتا کہ اس مذہب میں شرک ہے کہ نہیں ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج کل ہمارے بریلوی بھائی بہت زوروں پر ہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ملک میں چونکہ ہماری اکثریت ہے' اس لیے سرکاری مذہب ہمارا ہونا چاہیے۔ ہر شہر کی بڑی مسجد پر ہمارا قبضہ ہو۔ چنانچہ دیکھ لو لاہور کی جو شاہی مسجد تھی اس پر اسی لیے یلغار کی گئی۔ اس کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کی گئی۔ صرف اس بنیاد پر کہ ہماری اکثریت ہے اور ہمارا مذہب سرکاری مذہب ہونا چاہیے۔ اور اس کی دلیل کیا ہے ؟ کہ ہر شہر کی بڑی مسجد ہمارے قبضے میں ہونی چاہیے۔

میرے بھائیو! جتنا شرک اس ملک میں ہمارے بریلوی بھائی کرتے ہیں اور ان کے مذہب میں ہے۔ ایک تو ہے مثلاً کوئی کہے کہ مسلمان ایسا کرتے ہیں۔ شرک تو بریلوی مذہب کی بنیاد ہے۔ شرک تو اس کا جزو ہے۔ اگر اس کو اس مذہب سے نکال دیا جائے تو بریلویت' بریلویت نہیں رہتی' بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اب گیارھویں دینا صریحا شرک ہے۔ اس میں ایک بال برابر بھی شبہ نہیں ہے۔ پھر "یارسول اللہ" کہنا کھلا شرک ہے۔ اس میں قطعا کوئی توقف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

میرے بھائیو! ہم زیادہ مرے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے سوچنا چھوڑ دیا ہے۔ کوئی میرا بھائی سوچے کہ جب کوئی یارسول اللہ ﷺ کہتا ہے تو اس کا مطلب کیا ہے ؟ میرے منہ سے جو "یارسول اللہ" نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہے کیا؟ ۔۔۔اے اللہ کے رسول۔۔۔یارسول اللہ کے معنی ہیں اے اللہ کے رسول !۔۔۔اب کوئی پوچھے بھی تو جب آواز دیتا ہے تو تجھے کہنا کیا ہے ؟ کہنا تو جی کچھ نہیں۔۔۔یارسول اللہ ندا ہے۔ جواب ندا کیا ہوگا ؟ مثلاً میں ایک شخص سے جو میرے پاس ہی کھڑا ہے' کہتا ہوں اے بندے !۔۔۔اے آدمی! تو وہ کہتا ہے کہ ہاں جی! کیابات ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ کہنا تو کچھ نہیں ہے۔ یہ مذاق

ہو گانا۔۔۔ایک آدمی یارسول اللہ کہتا ہے۔۔اور آپ ﷺ اس سے پوچھیں ہاں بھئی کیابات ہے ؟ تو دیانت داری سے سوچیں آگے سے کچھ کہنا تو ہو تا نہیں۔وہ کہے کہ میں یارسول اللہ اس لیے کہتا ہوں کہ اہل حدیث اور دیوبندی چڑیں'باقی تو کوئی بات نہیں۔میں تو یارسول اللہ ! صرف ان کو چڑانے کے لیے کہتا ہوں۔اس کے علاوہ تو اور کوئی بات نہیں۔

اور اگر وہ یہ نہ کہے اور وہ سنجیدہ ہو کر جواب دے تو کیا جواب دے گا۔وہ کہے گا کہ میرا مقصد ہے کہ یارسول اللہ ﷺ میری مدد کیجیے تو دیانت داری سے سوچیے یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے ؟ اگر یہ شرک نہیں تو پھر شرک کسے کہتے ہیں۔اب دیکھیں ہم کہتے ہیں اللھم' اے اللہ۔۔۔۔۔۔۔ رَبَّنَا! اے ہمارے رب۔۔۔اے اللہ' اے ہمارے رب۔۔۔ کوئی پوچھے کہ بھئی کیا کہتا ہے ؟ وہ کہے گا میں کہتا ہوں اے اللہ میرے حال پر رحم کر۔یااللہ میرے بچے کو صحت دے۔یااللہ میرا یہ کام کر دے۔یااللہ میں پریشان ہوں'یااللہ مجھے یہ تکلیف ہے'تو یہ ٹھیک ہے'بات بن گئی نا۔۔۔یہ عبادت ہے۔

کسی کو پکارنا جب کہ وہ نظر نہ آئے بظاہر کوئی وسائل اور ذرائع نہیں اور آپ کو یہ یقین ہو کہ وہ سنتا ہے اور اس کو پتہ ہے۔یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ سنتا ہے اور میرے دکھ دور کرتا ہے۔ اور وہ زندہ بھی نہیں ہے۔آپ کے پاس موجود بھی نہیں ہے۔آپ سے سینکڑوں اور ہزاروں میل دور ہے'کوئی ذریعہ پہنچنے کا بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کے بارے میں اس کی نیت یہ ہے کہ وہ سنتا ہے'وہ دیکھتا ہے'اس کو پتہ ہے'میری مشکلیں حل کر سکتا ہے'میرے بھائیو! یہ اس کی عبادت ہے۔یہ کھلا ہوا شرک ہے۔اس میں بال برابر بھی شک نہیں ہے کہ یہ شرک نہیں ہے۔

اسی لیے یااللہ!۔۔۔اللھم اے اللہ! یہ عبادت ہے۔اور نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ دعاؤں میں پڑھا جاتا ہے'اس کے بعد اگر کوئی کسی سے کہے کہ "یاپیر" یافلاں'یابھاول حق'یا شمس الحق'یاگیارھویں والے! اس قسم کے کلمات کہے اور نیت یہ ہو کہ وہ سنتا ہے۔دیکھتا ہے' اسے پتہ ہے'وہ میری مصیبت دور کر سکتا ہے۔میرے بھائیو! وہ بھی اس کا خدا ہے۔صرف

اللہ ہی خدا نہیں' وہ بھی اس کا خدا ہے۔ پھر اس کا لاالٰہ الا اللہ کہنا جھوٹا ہے۔ جس نے دو خدا مان لیے کہ وہ بھی میری مشکلیں حل کر سکتا ہے اور وہ بھی میرے کام آسکتا ہے۔ اور جو کام آ سکے وہ عبادت کا حق رکھتا ہے۔

اللہ کیوں عبادت کا حق رکھتا ہے ؟ اللہ کیوں معبود ہے ؟ اس لیے کہ وہ ہمارے کام کر سکتا ہے۔ اس نے پیدا کیا ہے' وہ روزی دیتا ہے' وہ ہماری عزت و ذلت کا مالک ہے۔ زندگی اور موت کا مالک ہے۔ اسی لیے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی اور بھی ایسا ہے جو ہماری ضرورت میں کام آجائے' ہماری مشکلیں حل کر سکے۔ میرے بھائیو! دیانت داری کی بات ہے کہ وہ بھی معبود ہونا چاہیے۔ لاالٰہ الا اللہ کبھی نہیں پڑھنا چاہیے۔

یہ فیصلہ کرنا ہے کہ لاالٰہ الا اللہ کیوں ؟ اس لیے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ یہ کیوں ؟ وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی کچھ کر سکتا ہی نہیں۔ سوائے خدا کے کوئی کچھ کر سکتا ہی نہیں۔ کوئی زندہ ہو یا مردہ سب محتاج ہیں۔ کسی کے قبضے میں کچھ نہیں۔ صرف ایک اللہ ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس لیے صرف اللہ ہی معبود ہے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر اللہ کے سوا محمد رسول اللہ مشکل کشا ہیں یا حضرت علیؓ مشکل کشا ہیں یا گیارھویں والا پیر مشکل کشا ہے تو میرے بھائیو! لاالٰہ الا اللہ پڑھنا جھوٹ بولنا ہے۔ یہ بھی جائز نہیں ہے۔ یہ خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ مومنوں کو بھی دھوکہ دینا ہے۔ یہ منافقت ہے۔

اب بیوی خاوند کسے کہہ سکتی ہے ؟ اس کو جو اس کا مالک ہو' جو اس کو خرچہ دیتا ہو' جس کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہو' جس کی عزت اس کی عزت ہے۔ جس کی ذلت اس کی ذلت ہے۔ اور جس کے ساتھ یہ تعلق' یہ رشتہ نہیں ہے وہ اسکا خاوند نہیں ہے۔ بھائی ہو سکتا ہے۔ باپ ہو سکتا ہے' کوئی اور رشتہ دار ہو سکتا ہے لیکن خاوند وہی ہو گا جو بیوی کا خاوند ہو اور کوئی خاوند نہیں ہو سکتا۔ جیسے باپ وہی ہو سکتا ہے جس نے جنا ہو۔ کسی کو پیار سے 'شفقت سے بزرگوارم جو مرضی کہہ لیں لیکن باپ صرف وہی ہو سکتا ہے جس نے جنا ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ معبود ہے اور معبود صرف اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ کوئی اور معبود نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کوئی خالق نہیں' کوئی مالک نہیں' کوئی رازق نہیں' کوئی زندگی اور

موت کا مالک نہیں۔ کوئی عزت وذلت کا مالک نہیں ہے۔ کوئی مشکل کشا نہیں' کوئی حاجت روا نہیں۔۔۔ اب اگر یہ بات کر دیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی! اختلافی بات کر دی ہے۔ ہمارے خلاف باتیں کرتا ہے۔ اللہ اکبر۔۔۔ اب ہماری یہ دائمی لائن ہے۔ ہم پڑھاتے ہیں۔ جو بات کہنی ہوتی ہے جو صحیح ہوتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ "علی مشکل کشا نہیں" تو بریلوی اور شیعہ کہتے ہیں کہ دیکھو اختلافی بات ہوئی ہے۔ توحید کن کے درمیان اختلافی ہوتی ہے۔ جہاں کفر اور اسلام میں فرق ہو۔ مسلمانوں میں کسی اور مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو ہو جائے لیکن توحید کبھی بھی اختلافی نہیں ہوتی۔ جن کی توحید اختلافی ہو' کوئی کہے یہ شرک ہے' کوئی کہے یہ کفر ہے اور یہ توحید ہے تو پھر ان کی ساری لائن درست کیسے ہو سکتی ہے۔

میرے بھائیو! میں نے آپ کو بہت دفعہ عرض کیا ہے اور ہمارا وعظ بھی یہی ہوتا ہے اور ہمارا جمعہ ہی یہی ہوتا ہے۔ کہ لوگو! دین ٹھیک کر لو۔ اگر دین ٹھیک نہ کیا اور جہاں لگے ہوئے ہو وہاں ہی لگے رہے تو نہ نماز کا فائدہ' نہ روزے کا فائدہ' نہ حج کا فائدہ' نہ زکوٰۃ کا فائدہ' یہ وظیفوں کا فائدہ۔ ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ایک دین پر چلتا ہے' نماز پڑھتا ہے' روزے رکھتا ہے' حج کرتا ہے' زکوٰتیں دیتا ہے' عبادت کرتا ہے۔ یہ فیصلہ نہیں کرتا کہ میرا راستہ کونسا ہے؟ وہ صحیح ہے کہ غلط ہے۔ ارے بھائیو! یہ مثال کیا اس طرح فٹ نہیں آتی کہ ایک آدمی گھر سے چل پڑتا ہے' دس بیس میل سفر کر لیتا ہے' اب کوئی پوچھے کہ کہاں جانا ہے وہ کہے کہ کراچی جانا ہے۔ کوئی اس سے پوچھے کہ تجھے راستے کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہے کہ کراچی کا راستہ یہ ہے؟ وہ کہے مجھے تسلی نہیں ہے۔ کیا لوگ اسے بے وقوف نہیں کہیں گے۔ بغیر تحقیق کے چلا آیا۔ تیس پینتیس میل یا دو سو میل کا فاصلہ طے کر لیا اور ابھی تک یقین نہیں ہے کہ میری منزل کہاں ہے؟ کہاں مجھے جانا ہے؟ یہ راستہ وہاں پہنچتا ہے بھی کہ نہیں۔

کیا یہی حال آج کے اکثر وبیشتر مسلمانوں کا نہیں ہے؟ یہ سارے اعمال پھل ہیں اس درخت کا جو آپ کا مذہب ہے۔

یہ نماز' یہ روزہ' یہ حج' یہ زکوٰۃ' یہ تراویح یہ سارے اعمال' یہ پھل ہیں اس مذہب کے جس کے آپ پیروکار ہیں۔ جس مذہب پر آپ ہیں۔ اگر آپ کا مذہب صحیح ہے تو یہ اعمال صحیح ہیں۔ اگر آپ کا مذہب صحیح نہیں ہے تو یہ اعمال رایگاں نہیں ؟ آپ حنفی ہوں گے تو نماز کیسی پڑھیں گے۔ حنفی طریقے کی۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا جواب ہی نہیں ہے۔

اب آپ سب پڑھے لکھے بیٹھے ہیں اور میری بات کو سوچیں اور اس بات کا جواب اپنے دل میں تیار کر لیں۔ اگر آپ حنفی ہیں تو آپ کی نماز حنفی طریقے کی ہو گی۔ اور اگر آپ نے مذہ بدل دیا تو آپ کی نماز بدل جائے گی۔ جیسا بھی ہو کہ اعمال مذہب کے تابع ہیں۔ اگر مذہب صحیح ہے تو اعمال بھی صحیح ہوں گے۔ اگر مذہب صحیح نہیں ہے تو اعمال کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔

کہیے کوئی شبہ پڑ سکتا ہے۔ کتنا سادہ لاجک ہے۔ کوئی پڑھا لکھا آدمی ہو یا ان پڑھ ہو کیسا ہی جاہل کیوں نہ ہو۔ جاہل سے جاہل کیوں نہ ہو خدا کی قسم ہماری بات کا جواب نہیں ہے۔ اس کو کوئی رد ہی نہیں کر سکتا۔ اور یہ بات یاد رکھیے۔ یہ آپ کے سر پر قرض ہے۔ جو یہاں جمعہ پڑھ جاتا ہے' ہم اسے دعوت ضرور دیتے ہیں۔ دوستوں کو جمعہ کے لیے لایا کرو۔ لیکن یاد رکھیں جو یہاں جمعہ پڑھ لے' تو پھر یا تو بالکل پار کر گیا۔ دین سیکھو۔ اگر اس نے دین کی حقیقت کو سمجھ لیا تو کامیاب ہو گیا۔ اور اگر ہین ہین ٹکتا رہا تو پھر کبھی وہ کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ ہم کلیئر کٹ بات کرتے ہیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں۔ آپ کبھی کسی جگہ ایسی بات نہیں سنیں گے۔

یہ رمضان شریف کی ابتداء ہے۔ اب رمضان شریف شروع ہوا ہے۔ آپ نے راتوں کو جاگنا ہے۔ تراویح پڑھنی ہے۔ روزے رکھنے ہوں گے۔ کیا کچھ نہیں کرنا۔ قرآن پڑھنا ہے۔ بہت کچھ کرنا ہے۔ اس لیے میں نے یہ بات کہی ہے' میں یہ بات آپ کو بار بار سمجھا رہا ہوں۔ خدا کے لیے اس بات پر غور کریں۔ اس پوائنٹ کو سمجھیں۔ آپ نے راستہ کراچی کا صحیح معلوم کر لیا پھر جتنے آپ کے قدم اٹھیں گے آپ کے فائدے میں ہوں گے۔ آپ کا راستہ طے ہو گا' آپ منزل مقصود کے قریب ہوں گے۔ اگر آپ نے یہ یقین پیدا نہ کیا' یہ

راستہ صحیح نہیں ہے۔ اگر اتفاق سے وہ راستہ غلط ہے تو جتنے قدم آپ نے اٹھائے ہیں آپ اتنے ہی منزل سے دور ہو گئے۔ جس منزل پر آپ نے پہنچنا ہے آپ اس سے دور ہٹ گئے۔ اور یہی بات میں عرض کر رہا ہوں اگر مذہب صحیح ہے تو جتنے قدم آپ کے اٹھتے گئے۔ اتنے آپ کے فائدے میں ہوں گے۔ اور اگر مذہب صحیح نہیں' راستہ صحیح نہیں تو پھر آپ جتنے قدم اس طرف اٹھائیں گے منزل سے دور ہٹتے جائیں گے۔

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ تو یہ فرمائیں صَلُّوا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي لوگو! نماز اس طرح پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں۔ آپ کہیں گے کہ میں تو حنفی ہوں' نماز حنفی طریقے کی ہی پڑھوں گا۔ اب مسئلہ کیا پیدا ہو گیا۔ اب آپ کے ذمے یہ بات ہو گی کہ آپ یہ ثابت کریں کہ امام ابو حنیفہ اور محمد ﷺ دونوں ایک ہیں اور دونوں کی راہ ایک ہے۔ جو نبی کہتا ہے وہی ہمارا امام کہتا ہے۔ جو میرے امام نے کہا ہے وہی میرے نبی نے کہا ہے۔ اور اب آپ یہ ثابت کیسے کریں گے۔ ادھر شافعی کھڑا' ادھر مالکی کھڑا' ادھر حنبلی کھڑا۔۔۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں' جس نے امام کے پیچھے الحمد شریف نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ وہ بے کار بت بن کر کھڑا ہے۔ اس لیے اس کی کوئی نماز نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں' پڑھ لو۔ امام شافعیؒ کو کیا کہیں گے۔ امام ابو حنیفہؒ کو کیا کہیں گے۔ اب یہ فیصلہ کیسے کریں گے؟ مولویوں کے منہ دیکھیں گے نا۔۔۔ آپ ان پڑھ ہوں یا پڑھے ہوئے ہوں پہلے یہ ایمان درست کر لیں کہ نہ میں حنفی ہوں' نہ شافعی اور نہ وہابی۔۔۔ میں تو محمدی ہوں۔۔ بس آپ کا کام بن گیا۔ آپ مسلمان ہو گئے' آپ کسی عالم سے پوچھ لیں کہ میں حنفی نہیں' میں حنفی مسئلہ نہیں پوچھتا' میں کوئی وہابی مسئلہ نہیں پوچھتا' مجھے تو نبی ﷺ کی بات بتاؤ۔ میں تو محمدی ہوں۔ آپ کامیاب ہوں گے۔ آپ پاس ہو گئے۔ آپ کا روزہ قبول' آپ کا حج قبول' آپ کی زکوٰۃ قبول۔ اس لیے کہ آپ کو حکم یہ ہے کہ تم میرے نبی ﷺ کے پیچھے چلو۔ اللہ نے کہیں نہیں کہا کہ امام ابو حنیفہؒ کے پیچھے چلو۔ شافعیؒ کے پیچھے جاؤ' یا فلاں فلاں کے پیچھے جاؤ۔ اللہ نے ایک بات کہی ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ میں معبود ہوں' میرے سوا کوئی

معبود نہیں' اور محمد ﷺ میرے رسول ہیں۔ کوئی امام میرا رسول نہیں' جو پیغام محمد ﷺ دیں' جو عمل وہ کرے' وہ میرا پیغام ہوگا۔ اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو' تو اس کو اختیار کر لو۔ اب بتایئے جو ضدی ہوگا' جو متعصب ہوگا' جو تماش بین ہوگا وہ تو کہے گا مولوی اختلاف پیدا کرتا ہے' اور جس کو اللہ نے عقل دی ہوگی جو سمجھ والا ہوگا وہ تو کہے گا یہی تو اتحاد والا راستہ ہے۔ دیانت داری سے بتایئے! آپ نے جو میری باتیں سنی ہیں' آپ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ اتحاد کی دعوت صرف یہ ہے۔ حنفیت سے توبہ کر لو' وہابیت سے توبہ کر لو' مالکیت سے توبہ کر لو۔ اتحاد کی دعوت صرف یہی ہے۔ سب سے توبہ سلسلہ چشتیہ سے توبہ کر لو' اویسیہ سے توبہ کر لو' نقشبندی' سہروردی سے' فلاں فلاں سے' شافعیت سے توبہ کر لو۔ فلاں فلاں سے توبہ کر کے' صرف ایک محمد رسول اللہ ﷺ کو مان لو۔ اس کو مان لو' اس کے نام پر مذہب ہو' اس کی پیروی ہو' کیا یہ سلامتی کی راہ نہیں ہے؟ یہ اتحاد کی راہ نہیں ہے؟ کوئی کہہ سکتا ہے ہم جو بات کہتے ہیں وہ اختلاف کی بات ہے۔ میرے بھائیو! جس کو چوٹ پڑتی ہے' وہ کہتے ہیں دیکھو جی انتشار پیدا کرتے ہیں۔ ورنہ دعوت دین کی یہی ہے۔ چونکہ رمضان آرہا ہے' اور بڑا اہم معاملہ ہے' پھر سمجھیں کہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ یہ بڑی محنت کا مسئلہ ہے۔ سارا دن تکلیف میں رہا' اور پھر خصوصاً گرمی کے موسم میں۔ دیکھو گرمی کتنی سخت اور پیاس کا کتنا زور ہے۔ پھر روزہ نباہنا اور رات کو پیاس سے پانی پی پی کر پیٹ بھر لینا اور اٹھنے کی ہمت نہ ہونا۔ پھر تراویح پڑھنا کوئی آسان کام ہے؟ اس عمل سے پہلے' اس تکلیف اٹھانے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنے راستے کو درست کر لیں۔ ہم اس کا تعین کر لیں' اس کی تحقیق کر لیں' اس کا یقین پیدا کر لیں کہ صحیح راستہ کون سا ہے؟ اور اگر آپ نے راستے کی فکر نہ کی اور چل پڑے' سفر شروع کر دیا' پھر آپ جیسا بے وقوف کوئی نہیں۔ یہ وہ بے وقوف ہے جو راستہ کا تعین نہیں کرتا' اور ایسے ہی سفر شروع کر دیتا ہے۔ وہ بے وقوف ہے کہ نہیں؟ اس لیے ہم کہتے ہیں تبلیغی جماعت والے تبلیغ کرتے ہیں' عصر کے بعد چکر لگایا اور پندرہ بیس لڑکوں کو کھینچ کر مسجد میں داخل کر دیا۔ پھر محنت کرو۔۔ کلمہ پر' ذکر و فکر پر۔۔ ہم کہتے ہیں کہ ان بے چاروں کو اسلام کی سمجھ نہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ دین اسلام کیا ہے' اور نتیجہ کیا ہے؟ ان

سے درویش اور صوفی تو تیار ہوتے ہیں ایک مجاہد مسلمان ان سے کبھی تیار نہیں ہو سکتا' جو انقلاب لانے والا ہو' جو لگام دینے والا ہو' ایسا کبھی تیار نہیں ہوتا۔

میرے بھائیو! مسلمان ہمیشہ قدم بعد میں اٹھاتا ہے اور پہلے یہ سوچتا ہے کہ یہ قدم کدھر کو اٹھے گا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اور جو یہ نہیں سوچتا وہ بھی عقل مند نہیں ہو سکتا ہے ؟ مسلمان کبھی بے وقوف نہیں ہوتا۔ کافر' بد عتی' بہت بڑا عالم کیوں نہ ہو وہ بے وقوف ہو گا۔ وہ کتنا ہی بڑے سے بڑا عالم کیوں نہ ہو' وہ بے وقوف ہو گا۔ اور مسلمان جو صحیح ہو گا وہ بے شک ان پڑھ ہی کیوں نہ ہو وہ کبھی بھی بے وقوف نہیں ہو گا۔ وہ دنیا میں بے وقوفی کی بات کر دے گا لیکن دین کے معاملے میں وہ کبھی دھوکے میں نہیں آئے گا۔ اصل نقصان تو دین کا نقصان ہے۔ دنیا کا نقصان کوئی نقصان نہیں۔ میرے بھائیو! اب یہ رمضان شریف ہے۔ اب آپ یہ اندازہ کر لیں۔ پہلے اذانیں مغرب کی اور صبح کی اکٹھی چلتی تھیں۔ کیوں؟ سورج غروب ہو جائے تو مغرب کی اذان اور پو پھٹے تو صبح کی اذان۔ لیکن اب دیکھو واللہ! اہل حدیث علیحدہ' شیعہ علیحدہ' دیوبندی اور بریلوی علیحدہ۔ اب مذہب میں تفریق ڈال دی۔ سورج غروب بھی ہو جائے' دیوبندی کبھی بھی اذان نہیں دے گا۔ وہ جب تک گھگو' سائرن نہ بج جائے' وہ کبھی اذان نہیں دے گا۔ وہ کہے گا کہ ابھی ٹھہرو' ابھی سورج ہے' ابھی یہ ہے' ابھی وہ ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے میرے بھائیو! بات یہاں پہنچی ہے کہ تیرے نزدیک فیصلے کا حق کسے ہے ؟ اگر تو فیصلہ کرواتا عوام سے تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تو جاہل ہے۔ اگر تو کہتا ہے کہ ہمارے بزرگ یہ کہتے ہیں تو بے وقوف ہے اور اگر تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ حکم ہے تو تو عقل مند ہے' تو مسلمان ہے۔ اب یہ اختلاف ہے کہ روزہ کب افطار کرنا چاہیے ؟ اور دنوں میں تو یہ ریڈیو والے بھی طلوع اور غروب باقاعدہ بتلاتے ہیں۔ اور جب رمضان شریف آجاتا ہے تو لوگوں کے روزے برباد کرتے ہیں۔ کہ افطاری کا وقت یہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم فیصلہ کریں گے۔ نبی کو فیصلے کا کوئی حق نہیں ہے۔ افطاری کا وقت ہے اگر آدمی غیر جانبدارانہ کام کرے اور پھر یہ کہے کہ طلوع کا وقت یہ ہے' غروب کا وقت یہ ہے۔ جس نے روزہ کھولنا کھول لے اس کی مرضی ہے۔ اور بھائیو! روزہ افطار کرنے کا اسلامی طریقہ کیا

ہے ؟ جب سورج غروب ہو جائے روزہ گیا۔ میں احمد پور شرقیہ سے آرہا تھا' دوست کہنے لگے 'جلدی آنا تھا۔ میں چلا آیا۔ روزہ راستے ہی میں افطار کرنا تھا۔ تو چونکہ کھلی جگہ تھی' سورج نظر آرہا تھا۔ جب یہ یقین کر لیا کہ سورج غروب ہو گیا ہے تو کھجور میرے پاس تھی میں نے منہ میں ڈال لی' اور روزہ افطار کر لیا۔ ایک دو داڑھی والے بھی تھے 'بظاہر اچھا خاصا دین کا رنگ لیے ہوئے تھے' انھوں نے کہا کہ آپ نے تو روزہ خراب کر لیا۔ میں نے کہا کہ آپ کو سورج نظر آتا ہے ؟ انھوں نے کہا کہ سورج بے شک نظر نہ آئے لیکن ابھی دیر ہے۔ میں نے کہا دیر نہیں اندھیر ہے۔ میں نے کہا جب سورج غروب ہو گیا روزے کا وقت ہو گیا۔ تم رو کے رہو تو تمھاری مرضی۔ سورج جب غروب ہو جائے تو روزہ گیا۔ تم روزہ افطار کرو یا نہ کرو۔ اب روزہ نہیں ہے۔ چونکہ روزہ تھا۔ اللہ کے حکم کے تحت۔ اللہ نے چھٹی دے دی کھول دو۔ تم نے نہیں کھولا تو تمھاری بد قسمتی۔

روزہ کب افطار ہوتا ہے ؟ جب سورج غروب ہو جائے' اذان کا انتظار نہیں' سائرن کا انتظار نہیں' سورج غروب ہو جائے تو روزہ گیا۔ یہ اطمینان اگر آپ کر لیں کہ سورج غروب ہو گیا تو پھر روزہ ختم ہو گیا۔ اب آپ کھولیں یا نہ کھولیں روزہ گیا۔ چنانچہ صحابہ کے بارے میں یہ بات بھی ہے کہ کوئی چیز روزہ کھولنے کے لیے نہیں ملی۔ درخت کی پتی تک نہیں ملی۔ درخت کی چھال اور چھلکا تک نہیں ملا۔ مجبور تھے' کوئی صورت نہ تھی چنانچہ مغرب کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد کوئی چیز ملی تو اس سے روزہ چھوڑ دیا۔ کیا نظریہ تھا؟ روزہ تو ہے نہیں سورج غروب ہو گیا ہے' روزہ ختم۔ آپ نے روزہ کھولا ہے یا نہیں روزہ ختم۔۔۔ جب سورج غروب ہو گیا روزہ ختم ہو گیا۔ ہم نے دیکھا کہ بچوں کو پڑھاتے ہوئے اگر کوئی لڑکا شرارت کر دیتا تو استاد کہتا کہ کھڑے ہو جاؤ وہ کھڑا ہو جاتا اور جب دیکھ لیا کہ دس پندرہ منٹ کھڑا رکھا ہے' کافی سزا مل گئی ہے' کہتا ہے اب بیٹھ جا۔ وہ کہے نہیں میں نہیں بیٹھتا۔ اب یہ لڑکا فرمانبردار ہے یا نافرمان۔ ہمارے روزے رکھنے والوں کا بھی یہی حال ہے۔ خدا نے کہا روزہ رکھو' بہت اچھا جی! رکھ لیا۔ خدا کہتا ہے کہ چھوڑ دو۔ نہیں جی! میں تو ابھی نہیں چھوڑتا۔ ہم تو تسلی سے چھوڑیں گے۔ اس میں تسلی والی کونسی بات ہے۔

خدا کے لیے دین کو سیکھو۔ میرے بھائیو! دین یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر چلنا۔ اور آپ نے بھی ۔۔۔ اللہ اکبر آپ کی بصیرت پر قربان جائیں آپ کی دور اندیشی پر آپ نے فرمایا لَایَزَالُ الَّذِیْنَ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ آپ نے ایک بات بتادی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام کا غلبہ اس وقت تک رہے گا جب لوگ جلدی روزہ افطار کرتے رہیں گے۔ اب دیانت داری سے بتایئے! ہر ذہن کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ آج اسلام کا غلبہ ہے؟ اس دنیا پر اسلام غالب ہے؟ ہر کسی کا یہی جواب ہوگا کہ نہیں اسلام غالب نہیں ہے۔ اب دوسری بات کو دیکھ لیں کہ روزہ جلدی افطار کرتے ہیں یا دیر سے افطار کرتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ دیر سے افطار کرتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر دیکھیں آپ نے فرما دیا کہ دین غالب رہے گا جب تک مسلمان روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔ چونکہ مسلمان غالب نہیں ہیں جو آپ نے علامت قرار دی تھی۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کا روزہ کھولنا صحیح نہیں ہے۔

میرے بھائیو! خال خال ہی لوگ' بہت کم لوگ ہیں جن میں یہ جرأت ہے پچاس آدمیوں میں بیٹھے ہوئے اور روزہ جلدی افطار کر دیں۔ لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا لیکن روزہ افطار وہ ان کے ساتھ ہی کریں گے۔ اسلام تو انسان کو دلیر بناتا ہے۔ اسلام تو آدمی کو جرأت مند بناتا ہے۔ اپنی سوسائٹی میں' اپنی برادری میں' اپنے ماحول میں اس کی بات نرالی ہی ہے۔

باقی جتنے مذہب ہیں وہ سارے Compromise کر لیتے ہیں' سارے ہی برادرانہ ہیں' وہ پنچایتی ہیں۔ جو خود تجویز کیے ہوئے ہیں' جو خود بنائے ہوئے ہیں۔ آ کر اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر لینا کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن یہ مذہب اللہ اکبر اس میں نہ کسی امام کا دخل' نہ کسی پیر کا دخل' نہ کسی فقیر کا دخل' نہ کسی پاکستانی کا دخل' نہ کسی غیر پاکستانی کا دخل۔ یہ دین' یہ بات محض اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔ دیوبندی ڈھیلا ہو' اہل حدیث کا دوست ہو' تو وہ کیا کہے گا۔ کہ رفع الیدین کر لو تو بھی ٹھیک ہے نہ کرو تو بھی ٹھیک ہے۔ الحمد شریف

پڑھ لو تو بھی ٹھیک ہے' نہ پڑھو تو بھی ٹھیک ہے اور اس سے بحث شروع کر دو۔ تو کہے گا کہ نہیں رفع الیدین منسوخ ہو گئی ہے' جو امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھے اس کے منہ میں آگ پڑے گی۔ اگر دوست ہے تو کہے گا کہ یہ بھی ٹھیک' وہ بھی ٹھیک۔ اگر ضدی بن جائے گا تو کہے گا کہ نہیں' رفع الیدین منسوخ ہے۔ اور اگر الحمد شریف پڑھے گا تو منہ میں آگ پڑے گی۔ یہ دوغلاپن ہے۔ ادھر پنڈی میں مناظرہ ہوا' الحمد شریف پر ہی مناظرہ تھا' مولانا غلام اللہ حسن صاحب ایک طرف تھے اور ہماری طرف سے حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب تھے' ان کے لیے تو پابندی لگا دی گئی کہ آپ وہاں نہیں جا سکتے۔ بہر کیف تھانے میں گئے' وہ مولوی صاحب پہلے پہنچ گئے اور بات کی۔ ان پڑھ تو جاہل ہوتا ہے بے شک وہ ایم اے ہو' پی ایچ ڈی ہو۔ ان پڑھ سے مراد جو دین سے بے خبر ہوتا ہے وہ ہے۔ تھانیدار ہو' ایس ایس پی ہو۔ ڈی ایس پی ہو' سب جاہل' بے خبر اسے دین کا کیا پتہ۔ مولوی صاحب کہنے لگے دیکھئے جی! ہم تو کہتے ہیں الحمد شریف پڑھ لو تو نماز ہو جاتی ہے اور نہ پڑھو تو تب بھی ہو جاتی ہے۔ نماز سب کی ہو جاتی ہے' کسی کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی۔ تھانیدار کہنے لگا تمھاری بات تو بہت اچھی ہے' صلح کن بات ہے' صلح کرنے والی بات ہے' اور یہ شرارت کرنے والی بات ہے کہ تمھاری نماز نہیں ہوتی۔ کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ نماز نہیں ہوتی۔ پبلک بھی خوش اور تھانیدار بھی خوش۔ دیکھو جی! مذہب تو ایسا ہی چاہیے۔

جب اہل حدیثوں نے دیکھا' انھوں نے کہا کہ تھانیدار صاحب آپ نے کبھی سوچا ہے کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ اور مولوی صاحب سے سوال کیا کیوں جی! مولوی صاحب اسلام کسے کہتے ہیں؟ کیا اسلام وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے یا وہ جو میں اور آپ کہتے ہیں؟ کہ جی! اسلام تو وہی ہے جو اللہ اور اس کا رسول ﷺ کہے۔ تو پھر اہل حدیث عالم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تو یہ بات ہے: لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ جو الحمد شریف نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ اب وہ خوش ہو رہا تھا کہ دونوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ لہذا اہل حدیث عالم نے کہا اگر دین وہ ہے جو

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ تو کہتے ہیں کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ جو الحمد شریف نہ پڑھے 'اکیلا ہو' جماعت میں ہو' فرض ہو' نفل ہو' پہلی رکعت ہو' آخری رکعت ہو جس رکعت میں الحمد شریف نہیں پڑھی اس کی وہ رکعت نہیں۔ اب تھانیدار سوچنے لگ گیا۔ بات تو ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ جب دین وہ ہے جو اللہ کہے اور اس کا رسول ﷺ کہے۔ تو پھر ایک مولوی ڈھیلا پڑھ جائے' لیٹ جائے' اور ایک مولوی کھڑا رہے۔ یہ تو کوئی بات نہ بنی۔ پھر اسے سمجھایا گیا' بتایا گیا' یہ الحمد شریف۔۔ یہ کوئی Compromise والی بات نہیں۔ یہ کوئی پنچایتی دین نہیں ہے۔ دین وہ ہے جو محمد ﷺ نے کہا ہو۔ اور ہم چونکہ اہل حدیث ہیں' نبی کی حدیث پر عمل کرنے والے ہیں' نبی کی بات پر کٹ مرنے والے ہیں' جہان ہمیں کچھ بھی کہے' ہماری تعداد تھوڑی ہو یا زیادہ۔ ہمیں لوگ برا سمجھیں یا اچھا ہم اپنے مذہب کو کبھی نہیں بدلتے۔ بات سچ ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔ اس لیے آپ ہمیں کچھ کہیں یا کچھ نہ کہیں' ہم تو یہی کہیں گے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے کہنے کے مطابق جو نماز میں الحمد شریف نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ ہمارا اور ان کا اختلاف ہے۔ اب تھانیدار ڈھیلا پڑ گیا۔ چپکے سے بیٹھ گیا اور کہا آپ چلے جائیں۔ ہم مناسب نہیں سمجھتے ہیں کہ مناظرہ ہونے دیں۔ آپ منتشر ہو جائیں۔ ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

میرے بھائیو! اس بات کا یقین پیدا کر لو کہ میں کوئی مزے لینے کے لیے بات نہیں کر رہا۔ خدا کی قسم! میرے ہاں اس کی اتنی اہمیت ہے' اتنی اہمیت میرے دل میں ہے کہ اب دیکھو رمضان شریف آرہا ہے' پورے تیس دن کا کورس ہے۔ تیس دن کا وقت ہے کہ میں جو تمھیں تیس دن کا کورس کروا رہا ہوں' جیسے حکیم کہتا ہے اس دوائی کا کورس پندرہ دن کا ہے' اس دوائی کا کورس ہفتے کا ہے' ہفتے کے بعد کورس ختم۔۔۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ چند دن کا یہ کورس ہے اور پھر بتایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ

الْقُرْاٰن ۔ یہ رمضان کا مہینہ ایک کورس ہے۔ اب میرے بھائیو! یہ ایک مہینے کا کورس اور پھر جون کے مہینے میں۔۔۔ اس کورس کا پورا کرنا اور پھر آپ حنفی کے حنفی رہیں۔ دیوبندی کے دیوبندی رہیں' بریلوی کے بریلوی رہیں یا اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی اور کے نام پر اپنا مذہب چلاتے رہیں۔ اب یہ تراویح کا مسئلہ 'آٹھ اور بیس کا۔۔۔ یہ کیا چکر ہے؟ آٹھ اور بیس۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔ خدا کی قسم! کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی چکر نہیں۔ یہ یہی چکر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کچھ کہیں اور ہم کچھ کریں۔ چونکہ ہم اور ہیں' ہم اوروں کو مانتے ہیں' اور ہمارے پیشوا' مقتدا اور امام اور ہیں۔ اس لیے ہم ان کی پیروی کریں گے۔ ورنہ بخاری شریف اٹھالو' مسلم شریف اٹھالو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَ لاَ فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً حضور ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ وَلاَ تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ فرمایا مجھے نہ پوچھ کہ وہ رکعتیں کتنی عمدہ اور اچھی کر کے پڑھتے تھے۔ گیارہ رکعت۔۔۔ اب آپ نے دیکھا ہے کہ ہماری بیس کیسے ہوتی ہیں؟ ایک دن یہاں تراویح پڑھ کر دیکھ لیں اور ایک دن وہاں پڑھ کر دیکھ لیں۔ جتنی دیر میں ہم گیارہ رکعت پڑھیں گے اتنی دیر میں وہ تیئس پڑھ لیں گے۔ میں مسئلے کو الجھانا نہیں چاہتا۔ آپ خود فیصلہ کر لیں جتنی دیر میں ہم گیارہ پوری کرتے ہیں اتنی دیر میں وہ تیئس پوری کر دیتے ہیں۔ آپ دیانت داری سے بتائیں۔ نماز کس کی اچھی ہو گی۔ گیارہ والے کی یا تیئس والے کی؟ اگر ایک گھنٹے میں وہ تیئس گن دیتے ہیں تو لازمی بات ہے' قدرتی بات ہے' بڑی سادہ سی بات ہے۔۔۔ یہ نمازیں جو گیارہ رکعتیں اطمینان کے ساتھ ہوں گی' سکون کے ساتھ ہوں گی' ٹھہر ٹھہر کر ہوں گی وہ بہتر ہوں گی یا پھر وہ جو ایک گھنٹے میں تیئس رکعتیں پڑھ دی جائیں۔

اللہ اکبر' تو پھر جاہلوں کی باتیں ہیں۔ یہ تو بس ہیں۔ جو ہمارے بزرگ ہیں' چالیس سال انھوں نے عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ سبحان اللہ! کیسے بزرگ تھے۔ خوش ہوتے ہیں' داد دیتے ہیں کہ ایک ایک رات میں سارا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ کوئی کہتا

تھا کہ یہ امام بڑی نماز پڑھتے ہیں۔ امام صاحب نے سنا تو انھیں بڑی شرم آئی' دیکھو لوگ میرے بارے میں کیسی باتیں کرتے ہیں۔ حالانکہ میں اتنی عبادت تو نہیں کرتا جتنی لوگ کہتے ہیں۔ ان کو غیرت آئی۔ چنانچہ انھوں نے روزانہ ایک ہزار رکعت رات کو پڑھنی شروع کر دی۔ اللہ۔۔۔! سبحان اللہ۔۔۔! ایک ہزار رکعت اور روزانہ رات کو پڑھا کرتے تھے۔ اب یہ نہیں سوچا جو ایک ہزار رکعت رات میں پڑھے گا وہ مشین چلائے گا یا نماز پڑھے گا۔ وہ مشین چلائے گا یا نماز پڑھے گا۔

میرے بھائیو! یہ دین کو بگاڑنے والی باتیں ہیں' جاہلوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو دیکھ لو' بائبل کو پڑھ کر دیکھ لو۔۔۔ ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتنی عزت کریں' اتنا ان کو مانیں' دوسری طرف نعوذباللہ یہ کہیں کہ وہ تو فاحشہ عورتوں سے مالش کروایا کرتے تھے۔ جہاں باطل آجاتا ہے دین صحیح نہیں رہتا۔ پھر وہاں ہر طرح کی باتیں ہو جاتی ہیں۔ بے تکی۔۔۔ ادھر ادھر کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ایک رات میں قرآن مجید ختم نہیں کیا۔ اب میرے بھائیو! کوئی کہے کہ فلاں صحابی پڑھ لیتا تھا' ہم کہیں گے کوئی خوبی نہیں کہ فلاں امام پڑھ لیتا تھا۔ ہم کہیں گے کہ کوئی خوبی نہیں۔ کوئی کہے کہ ہمارے حضرت صاحب پڑھ لیتے تھے' ہم کہیں گے کہ کوئی خوبی نہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ معیار محمد ﷺ کی ذات ہے۔ اور کوئی معیار نہیں ہے۔ جو نبی ﷺ سے آگے بڑھے گا وہ بھی برباد اور جو اڑیل ٹٹو کی طرح پیچھے رہ جائے گا وہ بھی برباد ہو جائے گا۔

اسلام کیا ہے؟ میرے بھائیو! جیسے اول درجے کی اینٹ کیسی ہوتی ہے؟ اس کی کیا خوبی ہوتی ہے؟ کسی مستری صاحب سے پوچھ کر دیکھ لو' جہاں سے مستری جیسے مرضی اس کو توڑے' جہاں سے تراشے وہیں سے وہ ٹوٹے تو وہ اول درجے کی اینٹ شمار ہوتی ہے۔ پکی اینٹ کی قیمت زیادہ ہوتی ہے کھنگر اینٹ شکل ہی سے فوراً پہچانی جاتی ہے۔ مستری مارے کہیں سے اور ٹوٹے کسی اور جگہ سے۔ اسلام کیا ہے؟ جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ اسلام ہے۔ شیعہ کا کیا اسلام ہے؟ کبھی ہٹ جانا' کبھی تھک جانا' کبھی اپنی مرضی کرنا' کبھی

ادھر چل پڑنا، کبھی ادھر چل پڑنا۔ کبھی کچھ کرنا، کبھی کچھ کرنا یہ اسلام نہیں ہے۔

میرے بھائیو! باتیں بڑی تنگی اور سخت ہیں۔ اللہ جسے ہدایت دے گا، اللہ جسے سمجھ دے گا، وہ لازماً ان باتوں کو سمجھے گا اور مجھے خدا کی ذات سے یہ بڑی امید ہوتی ہے کہ آدمی ضدی نہ ہو، متعصب نہ ہو، اور یہ اس نے طے کیا ہو ہم اس کی مانیں گے جو حق سنائے گا، خواہ کوئی آدمی ہو۔ جو نووارد ہو، یا وہ ہمیشہ آتا ہو اللہ کے فضل سے وہ ہماری باتیں سن کر اگر وہ وزن کرے گا، اگر وہ ذرا عقل سے کام لے گا تو دین کی باتوں کو تسلیم کرے گا۔ کہ یہ باتیں بالکل صحیح ہیں۔ بھائیو! یہ کوئی میری ذات کا کمال نہیں، یہ حق کی برکت ہے۔ اور حق کسے کہتے ہیں ؟ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

چاند دیکھنے کا جو معاملہ تھا، انھوں نے دس، ساڑھے دس بجے اعلان کیا اور یہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ چاند فلاں جگہ دیکھا گیا ہے یا نہیں۔ یا فلاں شہر چاند دیکھا گیا ہے یا نہیں۔ لیکن سب سے بڑی بات چاند والی یہ کہ ملک میں ایک دن روزہ ہو گا، اور ایک ہی دن عید۔ میرے بھائیو! یہ بالکل غیر اسلامی بات ہے۔ خواہ یہ کسی منہ سے نکلی ہو۔ ہم نے تو اسی وقت جب خبر سنی تو کہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم روزہ رکھ لیں۔ اور میں نے یہ عرض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث عَنِ ابْنِ يَاسِرٍ قَالَ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَشُكُّ فِيْهِ جو اس دن کا روزہ رکھے جس میں کوئی شک ہے اس نے ابو القاسم کی نافرمانی کی۔ ہمارے قریب ہی مردان، بہاول نگر ہے، سکھر ہے کہیں بھی چاند نہیں دیکھا گیا۔ اب یہ اعلان کر دیا گیا کہ چاند دیکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کل کو یہ حکومت اسلام کا حلیہ بدلنے کے لیے یہ کوئی قانون بنا دے جیسے اور قانون بنتے رہتے ہیں۔ تو انسان کو اپنے دین کے بچاؤ کے لیے آہستہ آہستہ یہ اسلامی چیزیں تو قبول کرنی ہی پڑیں گی۔ اپنے دل کو سمجھائیے! نتیجہ کچھ بھی

نکلے 'الٹا نکلے یا سیدھا نکلے- تو فرمایا مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِىْ يَشُكُّ فِيهِ جو شک کے دن کا روزہ رکھے وہ حضور ﷺ کا نافرمان ہے-اب بتایئے! کیا یہ شک نہیں ہے کہ ہمارے اردگرد سو' دو سو' تین سو میل تک چاند نظر نہیں آیا۔ بہاول پور میں بالکل مطلع صاف تھا' لیکن اب یہ اعلان کر دیا۔ لوگ ہیں بے چارے رسمی 'اہل حدیث بھی رسمی۔ سب ہی سن۔ اب انھوں نے دیکھا کہ دنیا جو کر رہی ہو تو وہ بھی وہی کرنے لگ گئے۔ جب سائرن بج گیا' روزہ کھل گیا۔ اور جب سائرن بج جائے گا روزہ بند کر دیا جائے۔ صبح کا سائرن بجتا ہے تو روزہ دار کی سحری ختم کر دیتا ہے۔ لیکن حالانکہ میں کتنی بار بتاؤں ہمارے منہ سے کسی کا نام نہیں نکلتا کہ فلاں کی بات سن لو' اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ جب سفید دھاگہ عین روشن ہو جائے۔ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ قرآن کے لفظ ہیں۔ جب تم کو نظر آنے لگ جائے۔ کسی کو بتلانے کی ضرورت نہیں ہے' یہ سیاہی ہے' یہ سفیدی ہے۔ پو پھٹ گئی ہے۔ اب کھانا پینا چھوڑ دیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب اذان صبح دی جا رہی ہو وقت پر عبداللہ بن ام مکتوم دیتا ہے آپ کھا پی رہے ہیں' آپ کے ہاتھ میں کچھ ہے کوئی روٹی ہے 'کوئی چائے ہے 'کوئی لسی ہے تو فرمایا اس کو پورا کر لو۔ یہ کون چھٹی دیتا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ چھٹی دیتے ہیں۔ اور ہمارا آج کل مذہب کیا ہے ؟ دو بجے سائرن 'پونے دو بجے سائرن بجے گا۔ اسی وقت کھا پی کر سو جائیں گے۔ دوسرا سائرن بجے گا' دس منٹ' پانچ منٹ پہلے بس پانی پی کر چھٹی۔ اور یاد رکھیے گا جتنی دیر سے سحری کھائی جائے اتنا ثواب زیادہ ہے۔ آپ ﷺ کی سحری اور اذان میں کتنا فرق تھا؟ پچاس آیتوں کے پڑھنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ اتنا فرق تھا یعنی کوئی پچاس آیتیں پڑھے' اذان اور آپ کے کھانے کے ختم ہونے پر جماعت تک اتنا فاصلہ ہوتا تھا۔ اس سے نتیجہ کیا نکلا ؟ یہ کہ دیر سے کھانا کھاؤ۔۔۔ عین پو پھٹنے تک ثواب زیادہ ہے۔ سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ کھول دو۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 77

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَاۗءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ کَانُوْا لاَ یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَھُمْ اَنْفُسُھُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ فِی الْعَذَابِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مَا اتَّخَذُوْھُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰکِنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ج وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰی ط ذٰلِکَ بِاَنَّ

مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُوْنَ ٥ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ٥ وَ مَا لَنَا لاَ نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ٥ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ٥وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ [5:المائدہ:78-86]

اللہ عزوجل نے انسان کو پیدا کیا ہے۔اس کو بہت سی نعمتیں دی ہیں اور ان نعمتوں میں جو سب سے اعلیٰ نعمت ہے وہ عقل ہے۔انسان اگر عقل سے کام لے تو انسان اپنے جتنے دنیا کے منافع ہیں ان کے حصول کی کوشش کرے گا اور جتنے نقصانات ہیں' خرابیاں ہیں' ان سے بچنے کی کوشش کرے گا۔اور یہ بڑی عقل مندی کی بات ہے کہ خطرے سے بچ جائے اور اپنے فائدے کے پیچھے پڑے اور اپنے نقصان سے بچے۔یہ بہت ہی اچھا ہے اور عقل کا فائدہ بھی یہی ہے۔اور اگر انسان نقصانوں سے نہ بچ سکے اور فائدہ کی خاطر کوشش نہ کرے تو اس کے عقل مند ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اگر انسان عقل سے کام لے تو دنیا میں بہت سے ایسے فارمولے ہوتے ہیں' ایسے اصول ہوتے ہیں جن سے آدمی خود ہی جج کر سکتا ہے کہ بات صحیح کیا ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیے۔دنیا میں ایسے اصول بھی ہوتے ہیں جن پر دنیا کا نظام چل رہا ہے کہ اگر انسان ان سے کام لے' اور ہمت کرے تو وہ اپنی دنیا بھی بہتر کر سکتا ہے اور بہت سے مغالطوں سے بھی بچ سکتا ہے۔یہ جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے پڑھیں ہیں اس میں اللہ عزوجل نے اسی طرح کے بہت اصول بیان فرمائے ہیں۔پہلی بات یہ کہی: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ

اِسۡرَآئِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ہم سے پہلے یعنی مسلمانوں سے پہلے، محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے دو قومیں بڑی مشہور تھیں: ایک بنی اسرائیل، یہودی، اور دوسری عیسائی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے۔ ان میں سے لوگ بگڑ گئے جیسا کہ آج ہم میں لوگ بگڑے ہوئے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآئِیۡلَ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر ہو گئے ان پر لعنت کی گئی۔ کس کی زبان سے ؟ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ داؤد پیغمبر کی زبان سے اور عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ان کافروں پر لعنت کی گئی۔ تو اس کا معنی صاف اور واضح یہ ہو گیا کہ جو آدمی بگڑ جائے، کافر ہو جائے، تو پھر خدا اس سے ناراض ہے۔ کیسے پتہ چلتا ہے ؟ فرمایا ہم نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے ان پر لعنت کروائی۔ کہ تم لوگوں کو بتا دو اگر تمھاری یہی زندگی ہے تو اللہ تم سے سخت ناراض ہے اور خدا نے تم کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ لعنت کے معنی کیا ہوتے ہیں ؟ "رحمت سے دوری" اللہ نے تم کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور وہ کافر ہو گئے۔

اب اس کی وضاحت کر دی کہ کافر کیسے ہوتا ہے، کافر کوئی قوم نہیں ہے۔ کافر کوئی خاندان نہیں ہے۔ کَانُوۡا لَا یَتَنَاہَوۡنَ عَنۡ مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡہُ کفر کیا ہے ؟ کفر یہ ہے کہ برائی سے باز نہ آنا۔ کَانُوۡا لَا یَتَنَاہَوۡنَ عَنۡ مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡہُ اس برائی سے جس کو ایک دفعہ کر لیا اس سے باز نہ آئے۔ پھر دوبارہ اسی کو کیا۔ سہ بار اسی کو کیا۔ گناہ ان کی عادت مستقلاً بن گئی۔ گناہ ان کی گھٹی میں پڑ گیا۔ اسی ڈگر پر لگے ہوئے ہیں اور کوئی ڈر ہی نہیں۔ پرواہ ہی کچھ نہیں ہے۔ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ یہ سب سے بری حرکت تھی جو وہ کرتے تھے۔ یہ بہت برا کام ہے۔ چلو بشری تقاضے سے انسان سے گناہ ہو جائے، لیکن ڈر جائے، تائب ہو جائے، خدا کے آگے روئے، جیسے بچہ غلطی کر کے باپ سے کہہ دے ابا جی غلطی ہو گئی

ہے۔اب کون ماں باپ ہے جو معاف نہ کرے کہ میرا بچہ معافی مانگتا ہے اور اسے احساس ہو گیا ہے۔اسے معاف کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر نقصان بھی کرنا ہے اور پھر ڈرنا بھی نہیں تو یہ کفر ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس قوم کی یہ عادت بن جائے'اس قوم پر پیغمبر بھی لعنت کرتے ہیں اور اس قوم پر اللہ کی طرف سے بھی لعنت ہوتی ہے۔اب آپ یہ فٹ کر کے دیکھیں اپنے پاکستانی بھائیوں پر'اپنے مسلمانوں پر'تو پھر بات بالکل واضح ہے۔کفر اور شرک کی کوئی انتہا نہیں ہے۔جیسا بالکل بادلوں کی گھٹائیں چڑھ آتی ہیں اسی طرح کفر کی اور شرک اور بدعتوں کی گھٹاؤں پر گھٹائیں آرہی ہیں۔اور کوئی ڈر نہیں لگتا۔ مولوی بھی انھیں گلے لگائے ہوئے ہیں اور احساس تک نہیں۔تو فرمایا ایسے لوگوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔کوئی پتہ نہیں کب ایسے لوگوں پر عذاب آجائے۔

دوسری برائی کیا بیان کی تَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فرمایا جب آدمی برا ہو جاتا ہے پھر تو دیکھے گا اس کی دوستی کافروں سے ہو جاتی ہے۔ورنہ قاعدہ تو یہ ہے کہ مومن کی دوستی کس سے ہو؟ مومن سے۔ کسی نیک آدمی سے۔اور اگر دوستی کسی کافر سے لگ جاتی ہے تو سمجھ لو وہ برباد ہو گیا۔یہ دوسرا اصول بیان کیا ہے۔دیکھو کتنا موٹا اصول ہے۔یعنی کمپنی'صحبت'سوسائٹی اگر آپ کی سوسائٹی گندی ہے'تو پھر خدا کو فیصلہ سنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ قیامت کے دن فیصلہ سنائے کہ آپ گندے ہیں'آپ بے ایمان ہیں'آپ دوزخی ہیں'آپ پر خدا کا غضب ہے۔خدا کو سنانے کی ضرورت نہیں۔تم خود نتیجہ نکال سکتے ہو۔کہ اگر تمھاری دوستی کافروں کے ساتھ ہے۔برے لوگوں کے ساتھ ہے۔ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ قرآن بیان کرتا ہے کہ اے مسلمانو! سن لو جو تم میں سے کافروں سے دوستی لگائے گا۔کافروں سے'مشرکوں سے'بدعتیوں سے دوستی لگائے گا'گندے کردار والے سے دوستی لگائے گا فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ہم اس کو ان ہی میں شامل کر دیتے ہیں'ان کا شمار انہی لوگوں میں ہو جاتا ہے۔

پہلا اصول یہ ہو گیا کہ جب گناہ عادت بن جائے گناہوں سے لوگ نہ ڈریں تو پھر وہ قوم ملعون ہو جاتی ہے۔ اس قوم پر خدا کا غضب سخت ہو جاتا ہے۔ کوئی پتہ نہیں کب خدا کا عذاب آ جائے۔ دوسری بات یہ بیان کی کہ جب انسان برا ہو جاتا ہے تو پھر اس کی سوسائٹی بری ہو جاتی ہے۔ اور یہ سمجھو کہ ایک طرح کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے گردو پیش کو دیکھ لے۔ اپنے ساتھیوں کو دیکھ لے کہ تیری رشتہ داری کن لوگوں میں ہو رہی ہے۔ تیرا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے۔ تیرے دوست کون ہیں؟ تیرا یارانہ کن کے ساتھ ہے؟ اگر وہ لوگ بد ہیں' تو تو بھی بد ہے۔ بے شک تو نیک ہے' نمازیں پڑھتا ہے' روزہ رکھتا ہے۔ حج کرتا ہے۔ تیرے منہ پر داڑھی ہو اور اس کے منہ پر داڑھی نہ ہو۔ اگر تیری سوسائٹی گندی ہے' بے دینوں کی ہے۔ جس قسم کی سوسائٹی ہے ویسا ہی تو ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔۔ آدمی جس کے ساتھ محبت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہی اس کو اٹھائے گا۔ آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

دیکھ لیں آپ اگر ایک برا آدمی بار بار مسجد میں آئے' نیک لوگوں سے ملے' مولوی کے پاس بیٹھے' کوئی مسئلہ پوچھے' کبھی کوئی بات پوچھے' کبھی کوئی بات پوچھے تو فوراً لوگ کہیں گے کہ یہ تو بدل گیا ہے۔ پہلے سینما میں نظر آتا تھا' اب مسجد میں نظر آتا ہے۔ ساتھی بدل گئے۔ سوسائٹی بدل گئی۔ فوراً آپ نے یہ حکم لگا دیا کہ وہ جی اب بدل گیا ہے۔

اب اس کا حال بالکل کچھ اور ہے۔ فرمایا: تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ تو ان لوگوں میں سے جو بنی اسرائیل کے ہیں دیکھے گا کہ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کہ وہ کافروں سے دوستی لگاتے ہیں۔ یہودی بھی کافر تھے' عیسائی بھی کافر تھے اور نمبر اول کافر کون تھے؟۔۔۔ مکے والے۔۔۔ اگر ان میں شرافت ہوتی' اگر یہودیوں میں شرافت ہوتی تو وہ دیکھتے کہ مسلمان ہمارے قریب ہیں۔ یہ سارے نبیوں کو مانتے ہیں' ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں' سلیمان علیہ السلام کو مانتے ہیں' داؤد علیہ السلام کو مانتے ہیں' ہمارے بہت قریب ہیں۔ مکے والے۔ یہ کسی نبی کو مانتے ہی نہیں۔ نہ قیامت کو مانتے ہیں' وہ بہت دور ہیں' ہمیں

ان کے قریب زیادہ رہنا چاہیے۔ ہمیں مسلمانوں سے دوستی لگانی چاہیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے مسلمانو! تمھاری دشمنی میں ان کا کفر اتنا بڑھ چکا ہے کہ تمھارے ساتھ بیٹھنا' اٹھنا' ملنا مشورے دینا' ساتھ دینا یہ چیز ان کو گوارہ نہیں ہے۔ وہ کافروں سے جا جا کر دوستی لگاتے ہیں۔

یہودی اپنے علماء کو کچھ نہ کچھ عزت دیتے تھے۔ مولوی کسی کا ہو' شیعہ کا ہو' دیوبندی کا ہو' بریلویوں کا ہو' لوگ کچھ نہ کچھ اس کا لحاظ کرتے ہیں۔ اس زمانے میں مولوی کون لوگ تھے۔ یہودی' بڑی بڑی پگڑیوں والے۔ بڑی بڑی گدیوں والے۔ بڑے مشہور معروف' یہ کبھی مکہ میں آجاتے تو مکہ کے کافر ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ اور پھر اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں ان سے فیصلہ لیتے۔ کہ بھئی ہم تو ان پڑھ ہیں' جاہل ہیں آپ پڑھے ہوئے ہیں' مولوی ہیں' دیانت داری سے سچ سچ بتائیں۔ وہ کہتے کہ جی ہاں! کیا مسئلہ پوچھنا ہے ؟ مکے والے کہتے کہ دیکھو ہم اس محمد ﷺ سے کہتے ہیں کہ مل جل کر رہ' کسی کو برا نہ کہہ' ہم تیری برادری ہیں' تیرے بھائی ہیں' تیرے قریبی ہیں' لڑنا جھگڑنا اچھا نہیں ہے۔ مل جل کر رہ۔۔۔ لیکن یہ ہمیں کافر بتاتا ہے' ہمیں مشرک بتاتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو کہتا ہے کہ یہ سب مشرک تھے۔

ہم اسے کہتے ہیں کہ مل جل کر رہ' یہ دشمنی ڈال رہا ہے' گھر گھر میں اس نے فساد پیدا کر دیا ہے۔ فلاں مسلمان ہو گیا' وہ اپنے گھر والوں سے لڑتا ہے' گھر والے اسے نکالتے ہیں۔ اس نے ہر گھر میں فساد پیدا کر دیا ہے۔ اور ہم اسے کہتے ہیں کہ چھوڑ اس چکر کو۔۔۔ گھر گھر لڑائی نہ ڈال۔ مل جل کر رہ۔ اچھا اب فتویٰ کس سے لے رہے ہیں ؟ یہودی عالموں سے۔ تو یہودی عالموں نے فتویٰ کیا دیا ؟ یہ کہ تم بہت اچھے ہو۔ یہ لڑائی کروا رہا ہے۔ تم اچھے ہو جو مل جل کر رہنے کا [illegible] رہے ہو۔ یہ گڑبڑ کر رہا ہے جو گھر گھر لڑائی ڈال رہا ہے۔

وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ سَبِیْلًا یعنی مشرکوں کو اچھا بتایا انھوں نے اور مسلمانوں کو برا بتایا جو فساد کر رہے ہیں۔ اس مذہب کی بنا

پر۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا۔ تَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ یَتَوَلَّوۡنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اگرچہ یہ عالم ہیں' نبیوں کو ماننے والے ہیں' آخرت کو ماننے والے ہیں۔ عقائد وغیرہ ان کے بالکل ایسے تھے جیسے آج کل ہم رسمی مسلمانوں کے ہیں۔ لیکن تو کیا دیکھتا ہے۔ مشرکین مکہ سے جا جا کر دوستیاں لگاتے ہیں۔ لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَہُمۡ اَنۡفُسُہُمۡ یہ عمل ان کا بہت ہی برا ہے۔ یہ عمل ان کا بہت ہی برا ہے۔ چلو وہ اپنی جگہ پر برے تھے۔ اپنے سے بڑے کافروں سے جا کر ملنا' اور نیکوں کی توہین کرنا' نیکوں کی بے عزتی کرنا' نیکوں کو جھوٹا ثابت کرنا' یہ عمل ان کا بہت برا ہے۔ اَنۡ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ اللہ ان پر سخت ناراض ہے۔ وَ فِی الۡعَذَابِ ہُمۡ خٰلِدُوۡنَ اس جرم کی سزا ان کو یہ ملے گی کہ ہمیشہ ہمیش عذاب میں رہیں گے۔

اب دیکھو! اپنے کفر کی بات نہیں کر رہا ہے کہ تو نے کفر کیا ہے۔ تو کافروں سے دوستی لگائے اور نیک آدمیوں کو Degrade کرے۔ ان کی توہین کرے۔ انکی بے حرمتی کرے۔ ان کو کہے کہ ویسا ہے' ایسا ہے۔ جیسا آپ دیکھ رہے ہیں۔ دو چار آدمی بیٹھ جائیں تو جو داڑھی والوں کے پیچھے پڑھتے ہیں' مولوی کی مذمت شروع کر دیتے ہیں۔ فرمایا ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے۔ اللہ ان پر غضب ناک ہے اور یہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ وَلَوۡ کَانُوۡا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ اگر یہ لوگ سیدھے ہوتے تو نبی پر ایمان لاتے' نبی کی کتاب پر ایمان لاتے۔ اتَّخَذُوۡہُمۡ اَوۡلِیَآءَ اگر یہ ایمان والے ہو جاتے تو کافروں سے کبھی دوستی نہ لگاتے۔

چنانچہ یہ نشانی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے معیار کے طور پر قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ اگر آپ کو غیر اچھے لگتے ہیں۔۔۔ دیکھئے! جو چیز دوسری پر منطبق ہو جائے وہ غیر نہیں ہوتی بلکہ غیر وہ ہوتی ہے جو اس پر منطبق نہ ہو۔ جو علیحدہ علیحدہ رہے وہ غیر ہے۔ اب ہمارے لیے غیر کیا ہیں؟۔۔۔ دیوبندی اور اہل حدیث کو دیکھو کہ یہ آپس میں غیر ہیں۔ مسجدوں پر جھگڑے' مسئلوں پر جھگڑے۔۔۔ فساد ہی فساد۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے مسجد پر

قبضہ کر لیا' وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے مسجد پر قبضہ کر لیا۔ مولوی علیحدہ 'مسئلے علیحدہ 'مسجدیں علیحدہ۔۔۔ وہ غیر ہیں۔ کوئی منافقت کے طور پر کہے کہ جی! ایک ہیں 'کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔۔ہاں شیعہ سے کم فرق ہے۔ لیکن دونوں ایک ہی نہیں۔ اگر دونوں ایک ہوتے توان کے مسئلے ایک ہوں' مولوی ایک ہوں' جب یہ نہیں تو وہ غیر ہیں۔

پھر جب آدمی غیر سے دوستی لگاتا ہے' ان کی تعریفیں کرتا ہے' وہ مجرم ہے۔ سمجھ لو کہ جو حق ہے اس پر اس کے پاؤں مضبوط نہیں ہیں۔ میں نے پچھلے جمعہ میں یہ بات کہی تھی اور اب بھی یہ بات کہہ رہا ہوں اور اس کو خوب توجہ سے سن لو' آخر مرنا ہے اور میں نے کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ ہمارا جمعہ جو ہے آپ کو ایک امتحان دیتا ہے' ایک کورس آپ کے لیے مقرر کرتا ہے۔ اس کورس کی تیاری کروانا اس کا فرض ہے جو منبر پر چڑھتا ہے۔ اسے آپ کو ہوشیار کرنا ہے' خبردار کرنا ہے' کہ نمبر کیسے لگتے ہیں اور کیسے کٹتے ہیں۔ جب بچوں کو ہم پڑھاتے ہیں تو ان کو بتاتے ہیں کہ اگر یہ حرکت کرے گا تو نمبر کٹ جائیں گے' تو یہ نہ سمجھ کہ مجھے بہت آتا ہے۔ اور بات یہ ہے کہ لکھنا کیسے ہے؟ کوئی اس میں ایسی غلطی نہیں کرنا' کوئی اس میں ایسا انداز اختیار نہیں کرنا جس سے نمبر کٹ جائیں۔ تو میں آپ کو اس انداز سے تیار کر رہا ہوں۔

ایک تو یہ ہے کہ حق کو پہچانیں اور یہ تو آپ کا علم ہے' آپ کا نالج ہے۔ آپ کا کورس ہے کہ حق کو پہچانیں کہ حق کیا ہے؟ اور آپ کو خود کرنا کیا ہے؟ اور پھر دوسرا یہ دیکھیں' اس بات کا خیال کریں کہ ایسی Mistake نہ کریں' ایسے غلط اقدامات نہ کریں جس سے آپ کے نمبر کٹ جائیں۔ اور وہ کیا ہے؟ آپ بے شک رفع الیدین کرتے ہیں' آپ بے شک آمین کہتے ہیں' آپ داڑھی رکھتے ہیں لیکن داڑھی منڈا آپ کو برا نہیں لگتا۔ اب آپ کا داڑھی رکھنا جو ہے اس کے نمبر کم ہو گئے۔ دیکھیے خوب سمجھ لیجیے اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ جی! یہ کوئی بات نہیں' سب ٹھیک ہے۔ بھائی اس اعتبار سے کہ یہ کلمہ پڑھتے ہیں لیکن ہیں دور کے۔ کیا خیال ہے کہ مکے والے حضور ﷺ کے بھائی' برادری نہیں تھی' ابو جہل' ابو لہب ۔۔۔۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کے بھائی نہ تھے۔ یہ برادری نہ تھی۔ لیکن دیکھ لو کتنا فرق تھا۔

فرق کیوں تھا؟ مذہب کی وجہ سے۔ اب اگر آپ داڑھی رکھتے ہیں اور آپ کو جو بغیر داڑھی کے ہیں وہ آپ کو برا نہیں لگتا۔ آپ اس کو بھی ٹھیک سمجھتے ہیں۔ اب داڑھی کے نمبر کٹ گئے۔ آپ کو داڑھی رکھنے کے جو نمبر ملیں گے وہ کم ہوں گے۔ آپ آمین کہتے ہیں' آپ رفع الیدین کرتے ہیں' لیکن کہتے ہیں کہ جو نہیں کرتے وہ بھی ٹھیک ہیں تو آپ کے نمبر کٹ گئے' آپ کو پورے نمبر نہیں ملیں گے۔

اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کوئی نیکی ہے کہ جو تو کرتا ہے' اگر ایک کام کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں برابر ہو جائیں تو کام کرنے کا فائدہ؟ عقل کی بات ہے' سوچنے کی بات ہے اور دین ہے ہی عقل والوں کے لیے۔ بے عقلوں کے لیے تو دین ہے ہی نہیں۔ آپ دیکھو ناں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین کر لو تو بھی ٹھیک ہے' نہ کرو تو بھی ٹھیک ہے۔ اب یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ نفل پڑھو تو بھی ٹھیک ہے اور نہ پڑھو تو بھی ٹھیک ہے۔ جو نفل نہ پڑھے تو بھی گنہگار نہیں ہے' لیکن ثواب سے تو محروم ہے۔ مگر فرض کر لیں کہ عصر کی اذان ہوئی' فرضوں سے پہلے کسی نے چار نفل پڑھ لیے۔ کسی نے دو پڑھ لیے اور کسی نے پڑھے ہی نہیں کیوں کہ آپ ﷺ نے اس کی تاکید کی ہی نہیں۔ آپ نے یہ بتا دیا کہ یہ سنت ہے۔ لیکن تاکید نہیں کی بلکہ ہمیں اختیار دے دیا' ہماری مرضی پر چھوڑ دیا۔ لیکن فرق ہے کہ نہیں؟ ایک نے چار نفل پڑھ کر ثواب حاصل کر لیا اور دوسرا محروم ہی رہا۔ اب دونوں برابر کیسے ہوئے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور پھر رفع الیدین تو سنت تاکیدی ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی نماز نہیں پڑھی جب کہ رفع الیدین نہ کی ہو۔ کوئی بھی صحیح سند اور روایت ایسی نہیں کہ جس میں کوئی صحابی یہ بیان کرے کہ میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا لیکن آپ نے رفع الیدین نہ کی۔ آپ فرض نماز پڑھتے' نفل پڑھتے' سنتیں پڑھتے' وتر پڑھتے' گھر پر پڑھتے' سفر میں پڑھتے' حضر میں پڑھتے' آپ جب بھی پڑھتے' جہاں بھی پڑھتے' جہاں بھی پڑھتے صحابیؓ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے۔ پھر آپ اس کی ہسٹری دیکھ لیں۔ لیکن عقل سے۔ اگر ضد ہو گی تو دین سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اگر بے عقلی سے کام لیں' اور ضد کرے پھر

دین سمجھ میں نہیں آتا۔ پھر لڑائی ہوتی ہے' دین کے مسئلے عقل والے کی سمجھ میں آسکتے ہیں' بشرطیکہ ضدی نہ ہو۔ اگر ضد کرے اور بے عقلی سے کام لے تو پھر مسئلے الجھ جاتے ہیں۔

چونکہ یہ مسئلہ چھڑ گیا اس لیے میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔ دیکھیے نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ توجہ سے سنیے گا۔ کہ نبی نماز پڑھتے تھے۔ اب آپ دیانتداری سے بتائیں کہ آپ کو نماز کیسی پڑھنی چاہیے۔ کس طریقے کی پڑھنی چاہیے۔ اپنے ایمان سے پوچھیں' جو کلمہ پڑھنے کے بعد آپ کے اندر ایمان پیدا ہوتا ہے' اپنے اس ایمان سے سوال کریں کہ آپ کے لیے نماز کا Sample کیا ہے؟ نماز کا نمونہ کونسا ہے؟ آپ بلاتردد کہیں گے کہ ہمارے لیے نمونہ محمد ﷺ ہیں۔ یہ تو آپ کی عقل کا فیصلہ ہے۔ یہ تو آپ کے ایمان کا فیصلہ ہے۔ اور حدیث بھی صاف اور واضح ہے۔ آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ لوگو! نماز ایسی پڑھو جیسی وہ پڑھتا ہے۔ یا فلاں پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّيْ لوگو! نماز ایسے پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اب مسئلہ واضح ہو گیا کہ ہمیں نماز پڑھتے ہوئے یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ میں حنفی ہوں' میں شافعی ہوں' میں وہابی ہوں' میں فلاں ہوں' میں فلاں ہوں۔ یہ سب تقسیمیں ہماری ہیں۔ بالکل غلط ہیں۔ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوں تو پہلی ہی کام یہ ہونا چاہیے کہ یہ فیصلہ کرنا ہے کہ میں نماز حنفی طریقے کی پڑھوں' شافعی طریقے کی پڑھوں' وہابی طریقے کی پڑھوں یا محمد ﷺ کے طریقے کی پڑھوں۔

اب آپ کا ایمان آپ کو کیا بتائے گا؟ یہی نا۔۔ کہ نماز محمد ﷺ کے طریقے کی پڑھنی ہے۔ تو سمجھے گا کہ آپ نے نماز پڑھنے سے پہلے جس ایمان کی ضرورت تھی وہ اپنا ایمان درست کر لیا۔ اب پڑھیں۔ اب مسئلہ آگیا۔ رفع الیدین کا کرنی چاہیے کہ نہیں کرنی چاہیے۔ دیکھیں رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے۔ اس کی ہسٹری اور تاریخ سنیں۔ آپ ﷺ ہمیشہ کرتے تھے۔ مکہ میں بھی کرتے تھے اور مدینے میں بھی کرتے تھے اور سب سے معتبر عمل وہ ہوتا ہے جو آخر میں ہو اور حنفی مولوی لوگوں کو اکثر یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا

اور قائل حدیثوں کا فرق یہ ہے کہ یہ منسوخ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں اور ہم ان پر جو عمل آخری ہو۔

عقل کی بات ہے 'مسئلہ قابل اعتبار وہ ہوتا ہے جو آخری ہو۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی 'آپ بیمار تھے 'آپ نے وہ نماز بیٹھ کر پڑھائی۔ سب صحابی بھی بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ امام تھے 'آپ نے جماعت کروائی 'صحابہ نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور وہ سب بیٹھے ہوئے تھے۔ تو مسئلہ کیا نکلا؟ یہ کہ اگر امام بیمار ہو اور کوئی بخار وغیرہ ۔۔۔ اور وہ بیٹھ کر جماعت کروائے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے۔

لیکن پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ جب آپ ﷺ اپنی آخری بیماری میں تھے 'آپ نے اپنے مصلے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امام مقرر کر دیا۔ چونکہ حضور ﷺ کی نیت یہ تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے میری جگہ لینے والا 'میرے مصلے پر کھڑا ہونے والا ابو بکرؓ ہو گا دوسرا کوئی جرأت نہ کرے۔ خلیفہ بھی یہی ہو گا 'امیر المؤمنین بھی یہی ہو گا۔ خلیفۃ المسلمین بھی یہی ہو گا اور مسلمانوں کا امام بھی یہی ہو گا۔ عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ لوگ انتظار میں تھے کہ آپ آئیں اور عشاء کی نماز پڑھائیں۔ بخار تھا 'آپ کو ٹائیفائیڈ بڑا سخت ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: اچھا پانی لاؤ 'ٹب میں پانی ڈالا اور وہ پانی آپ پر ڈالا گیا۔ اب یہ ہے کہ آپ اٹھنے لگتے ہیں تو گر جاتے ہیں۔ تین دفعہ یہی ہوا۔ مسجد میں لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ آئیں۔ جب آپ نے دیکھ لیا کہ مجھ میں ہمت نہیں ہے 'مسجد میں جانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے تو آپ نے فرمایا: مُرُوْا اَبَابَکْرٍ ۔۔ ابو بکرؓ کو کہو۔ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یہ واقع ہوا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابو بکر کا دل بڑا نرم ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے رو ئیں گے 'اور سوچیں گے کہ اب وہ دن آگیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہیں اور میں نماز پڑھا رہا ہوں۔ ان سے نماز پڑھائی نہیں جائے گی۔ ان کا دل بڑا نرم ہے۔ آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیں۔ دل میں یہ بھی خیال تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا

کہ لوگ کہیں گے کہ یہ منحوس ہے۔ جس دن سے مصلے پر آیا ہے تو نبی ﷺ سے اٹھایا نہیں گیا۔ دل میں یہ بات بھی تھی کہ یہ کام میرے باپ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت عمرؓ یا پھر کوئی اور کر دے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جب حضرت عائشہ کی یہ بات سنی کہ آپ حضرت عمر کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھائیں تو اللہ کے رسول ﷺ غصہ میں آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ انکار کرتا ہے اس بات سے کہ لوگوں کی امامت ابو بکرؓ کے سوا کوئی اور کروائے۔ یَأبَی اللّٰہُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اللہ بھی انکار کرتا ہے اور مومن بھی انکار کرتے ہیں۔ نماز ابو بکرؓ ہی پڑھائے گا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مقرر کر دیا اور وہ نماز پڑھانے لگ گئے۔ پڑھاتے رہے 'ایک پڑھائی' دو پڑھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی نمازیں پڑھائیں۔ اس کے بعد پھر یہ ہوا تا کہ کل کو کوئی تاریخ والا یہ بات نہ بنائے کہ سب سازش تھی۔ حضرت عائشہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں اور اندر ہی اندر یہ سازباز ہو گئی کہ اس نے پیغام بھجوا دیا اللہ کے رسول ﷺ کو پتہ بھی نہیں تھا۔ یہ سب فراڈ تھا۔ یہ خلافت کے بنانے کا بہانہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم نہیں تھا کہ ابو بکر جماعت کروائے۔ رسول اللہ ﷺ نے تیسرے دن جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ کو تھوڑا سا افاقہ ہوا' آپ نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حالانکہ پاؤں پر بوجھ نہیں پڑ رہا تھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ پاؤں لکیر کھینچے جا رہے تھے۔ پاؤں میں اتنی سکت نہیں تھی کہ آپؐ پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ پاؤں بے جان ہو چکے تھے اور گھسیٹے جا رہے تھے۔ اسی حالت میں اللہ کے رسول ﷺ باہر آئے اور آ کر جماعت میں شریک ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ پیچھے ہٹنے لگے کہ اللہ کے رسولؐ آگے آئیں اور جماعت کروائیں۔ آپ نے اشارہ کیا کہ نہیں۔ آپ نے روک دیا۔ آپ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور جماعت کروائی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ دائیں طرف ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ بائیں طرف ہیں اور جماعت ہو رہی ہے۔ لوگ کھڑے ہیں' لوگ بیٹھے ہوئے

کہ لوگ کہیں گے کہ یہ منحوس ہے۔ جس دن سے مصلے پر آیا ہے تو نبی ﷺ سے اٹھائی نہیں گیا۔ دل میں یہ بات بھی تھی کہ یہ کام میرے باپ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت عمرؓ یا پھر کوئی اور کر دے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جب حضرت عائشہ کی یہ بات سنی کہ آپ حضرت عمر کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھائیں تو اللہ کے رسول ﷺ غصہ میں آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ انکار کرتا ہے اس بات سے کہ لوگوں کی امامت ابو بکرؓ کے سوا کوئی اور کروائے۔ یَأبَی اللّٰہُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اللہ بھی انکار کرتا ہے اور مومن بھی انکار کرتے ہیں۔ نماز ابو بکرؓ ہی پڑھائے گا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مقرر کر دیا اور وہ نماز پڑھانے لگ گئے۔ پڑھاتے رہے 'ایک پڑھائی' دو پڑھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی نمازیں پڑھائیں۔ اس کے بعد پھر یہ ہوا تا کہ کل کو کوئی تاریخ والا یہ بات نہ بنائے کہ سب سازش تھی۔ حضرت عائشہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں اور اندر ہی اندر یہ سازباز ہو گئی کہ اس نے پیغام بھجوا دیا اللہ کے رسول ﷺ کو پتہ بھی نہیں تھا۔ یہ سب فراڈ تھا۔ یہ خلافت کے بنانے کا بہانہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم نہیں تھا کہ ابو بکر جماعت کروائے۔ رسول اللہ ﷺ نے تیسرے دن جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ کو تھوڑا سا افاقہ ہوا' آپ نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حالانکہ پاؤں پر بوجھ نہیں پڑ رہا تھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ پاؤں لکیر کھینچے جا رہے تھے۔ پاؤں میں اتنی سکت نہیں تھی کہ آپؐ پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ پاؤں بے جان ہو چکے تھے اور گھسٹتے جا رہے تھے۔ اسی حالت میں اللہ کے رسول ﷺ باہر آئے اور آکر جماعت میں شریک ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ پیچھے ہٹنے لگے کہ اللہ کے رسولؐ آگے آئیں اور جماعت کروائیں۔ آپ نے اشارہ کیا کہ نہیں۔ آپ نے روک دیا۔ آپ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور جماعت کروائی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ دائیں طرف ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ بائیں طرف ہیں اور جماعت ہو رہی ہے۔ لوگ کھڑے ہیں' لوگ بیٹھے ہوئے

الیدین کرتے۔ اور جب دو رکعت کا تشہد بیٹھ کر اٹھتے تو اس وقت کھڑے ہو کر رفع الیدین کرتے۔ یہ کب مسلمان ہوئے ؟ نو ہجری میں۔۔۔ گرمی کے موسم میں' جنگ تبوک سے پہلے۔۔۔ یہ کہتے ہیں کہ میرا بھائی میرے ساتھ تھا۔ آپ نے ہمیں دین کی باتیں سکھائیں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم نے میری نماز دیکھی ؟ ہم نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: جیسے میں نماز پڑھتا ہوں ایسے نماز پڑھنا۔ اب دیکھ لیں کہ نو ہجری میں رفع الیدین ثابت اور حضور ﷺ حکم دیتے ہیں کہ جیسے میں نے نماز پڑھی ایسے نماز پڑھنا۔ دونوں بھائیوں سے فرمایا کہ جب تم واپس جاؤ گے تم میں سے ایک اذان کہے گا اور جو بڑا ہو گا وہ جماعت کروائے گا۔ ہمیں یہ مسئلہ بتایا اور ہم چلے گئے۔ اور پھر جب آپ جنگ سے واپس آئے' سردی آگئی' نو ہجری ہے 'وائل بن حجرؓ۔۔۔ یمن کے شہزادے ہیں۔۔۔ یہ آکر مسلمان ہوتے ہیں۔ بڑا زیرک' بڑا دانا' شاہی خاندان کا یہ نوجوان تھا۔ ان کے آنے سے پہلے آپ ﷺ نے خوشخبری دی کہ عنقریب یمن کا شہزادہ آکر مسلمان ہو گا۔ آپؐ نے تحفہ کے طور پر ان کو اپنی چادر اتار کر دی۔ ان کے لیے جگہ بنائی۔ بڑی عزت کے ساتھ ان کو بٹھایا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں حضور ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ اب یہ نو ہجری ہے۔ سردی کا موسم ہے۔ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز کروائی تو اللہ اکبر کہا۔۔ اور رفع الیدین کی۔ پھر کپڑے کی بکل مار لی۔ سردی کا موسم تھا۔ جب رکوع کو جانے لگے تو بکل میں سے ہاتھ نکال کر آپ نے رفع الیدین کی۔ یہ نو ہجری ہے' سردی کا موسم ہے۔ وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں اور یہ مسلم شریف میں حدیث ہے۔ کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا کہ حدیث ضعیف ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ اب نو ہجری' سردی میں ثابت ہو گیا کہ رفع الیدین آپ کا عمل تھا۔ اب کتنا عرصہ باقی رہ گیا؟ دسویں ہجری اور گیارھویں ہجری کے ربیع الاول کے مہینے تک۔۔ اب یہ یہاں تک آپ کو پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ یہی وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ پھر اگلے سال میں سردی کے موسم میں آیا۔ نو ہجری میں تو آکر مسلمان ہوتے ہیں' آپؐ کی نماز کو دیکھا' نوٹ کیا اور کتنا زبردست

مشاہدہ ہے کہ آپ نے بکل ماری ہوئی ہے اور اس میں سے ہاتھ نکال کر رفع الیدین کیا۔ اگلے سال پھر میں سردی میں آیا۔ یہ حدیث ابوداؤد میں ہے' طحاوی میں ہے اور دیگر حدیث بہت سی کتابوں میں۔۔۔ تاریخ کی کتابوں میں۔ آپ تاریخ دیکھ لیں' یہ تاریخوں میں موجود ہے کہ اگلے سال سردی کا موسم ہے۔ ایک سال کے بعد' دس ہجری میں وائل بن حجرؓ پھر آگئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ کو دیکھا' اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا' یوں رفع الیدین کرتے ہیں کہ جیسے ان کے ہاتھ پنکھے ہیں۔ یہ ابوداؤد میں حدیث ہے۔ آپ دس ہجری میں سردی کے موسم میں پہنچ گئے اور اس کے قریب قریب ساڑھے پانچ یا چھ مہینے کے بعد فوت ہو جاتے ہیں۔ کہاں تک پہنچ گئے آپ؟ کہ آپ کی وفات کے پانچ چھ ماہ پہلے کا عمل بالکل ثابت ہے کہ آپؐ رفع الیدین کرتے تھے۔ اب اگر لڑنا نہ ہو' جھگڑنا نہ ہو' پارٹی بازی نہ ہو' فرقوں کا اختلاف نہ ہو تو اب مسئلے کا حل کیا ہے؟ اب کوئی حنفی عالم یہ بات بیان کر دے' کوئی صحابی اس وائل بن حجرؓ کے بعد دس ہجری کے بعد کوئی روایت بیان کر دے کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ تو رفع الیدین ختم ہو گیا۔ یہ دیکھو سیدھی سی بات ہے' اگر لڑنا جھگڑنا مقصود نہ ہو' نیت صاف ہو' ایمان درست ہو' عقل صحیح ہو تو پھر اب کیا دلیل چاہیے۔ کہ اس دس ہجری سردی کے بعد کا کوئی واقعہ بیان کر دے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ رفع الیدین نہیں کرتے تھے تو رفع الیدین ختم۔۔۔ ورنہ رفع الیدین کرنا آپ کی زندگی کا آخری عمل ہے۔ یہ سنت سے ثابت ہے۔ اور آپ کے سر چڑھ گئی۔ یہ دیکھو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ کوئی فساد نہیں' کوئی جھگڑا نہیں۔ تاریخی بات ہے۔ اب اس کے تحت اس کو پڑھے لکھے لوگ اپنے دلوں پر نوٹ کر لیں۔ مولویوں سے پوچھ لیں ہم نے یہ رسالہ بھی لکھا کہ ہم نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟ اور سب عالموں کو ہم نے دعوت دی ہے' کوئی عالم حضرت وائل بن حجرؓ کے دسویں سال بعد کا کوئی واقعہ بیان کر دے تو رفع الیدین ختم۔۔۔ ورنہ دیانت داری کی بات ہے اگر تم نے نماز محمد ﷺ کے طریقے کی پڑھنی ہے تو رفع الیدین کے ساتھ پڑھو۔ اور اگر آپ نے یہ کہا کہ میں تو حنفی ہوں' تو پھر آپ گئے' پھر معاملہ ختم۔۔۔ حنفی کوئی مذہب ہے' حنفی کوئی دین ہے؟ دین محمد ﷺ کا ہے۔ آپ کا ایمان کیا کہتا ہے؟

آپ کا ایمان دین محمد ﷺ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔۔۔ یہ بالکل نہیں ہے کہ ابو حنیفہؒ رسول اللہ ۔۔۔ یا محمد بن ادریس ۔۔۔ امام شافعیؒ کا نام ہے ۔۔۔ وہ رسول اللہ ۔۔۔ یا کوئی اور رسول اللہ ۔۔۔ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ۔۔۔ اگر ضد نہ ہو' عقل صحیح ہو' ایمان درست ہو تو پھر سنت یہی ہے۔ جو دسویں سال میں وائل بن حجرؓ نے بیان کی ہے کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی ﷺ کو دیکھا کہ سارے رفع الیدین کر کے نماز پڑھتے تھے اور یہی صحابی وائل بن حجر کی روایت موجود ہے۔ میں نے دیکھا حضور یوں ہاتھ سینے پر باندھتے تھے' یہی وائل بن حجرؓ جو نویں ہجری میں آکر مسلمان ہوئے اور دوبارہ چکر لگایا کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ سینے پر ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ میرے بھائیو! جب آدمی یہ طے کر لے کہ دین نہ اور کسی کا ہے اور نہ ہی اس کو کوئی ایڈیشن ہے۔ پڑھے لکھے لوگ ہو' خوب سن لو اور دین کا کوئی نیا ایڈیشن نہیں ہے۔ دین کا ایک ہی ایڈیشن ہے۔ اور وہ محمدی ہے۔ محمد ﷺ کے بعد کوئی ایسا نہیں جو اس اتباع کے قابل ہو۔ جو اطاعت کے قابل ہو ۔۔۔ وہ نبی ہو اور اس کے نام پر مذہب بنے۔ سنت پر عمل کیا جائے۔ محمد ﷺ آخری نبی ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جس نے اپنا مذہب اور بنالیا ' اپنے مسئلے بنالیے' جیسے حنفی یا شافعی ۔۔۔ یا کوئی اور وہ برباد ہو گیا۔ خواہ میں ہوں یا آپ ۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ جب بات طے ہو جائے تو حق پر ڈٹ جائے' پھر جو پھسل جائے وہ غیر ہے۔ یہ بات جو یہاں بیان ہو رہی ہے۔ جب آدمی کو حق معلوم ہو جائے' اور وہ اس سے پھسل جائے' اس سے گر جائے۔ اب اگر آپ نے ایسے شخص سے ہاتھ ملایا تو کیا ہو گا؟ آپ بھی گریں گے' نیچے آئیں گے۔ اسی لیے میں آپ سے عرض کر دوں اور یہ فخر کی بات نہیں ہے۔ حقیقت کا اظہار ہے۔ جب ہم نے یہاں کام شروع کیا تو ہمیں دیوبندیوں نے بہت کچھ کہا۔ اور ان کے نمائندے کون تھے۔ مولانا عبدالقادر آزاد صاحب' جو آج کل شاہی مسجد کے خطیب اور امام ہیں۔ وہ ہمیں کہنے لگے کہ آپ ہم سے مل کر کام کریں۔ دیکھیے! سمجھنے کی بات ہے' توجہ سے سنیے! آپ ہم سے مل کر کام کریں ۔۔۔ ہم بریلویوں کے خلاف کام کریں' ہم شیعہ کے خلاف کام کریں۔

ہم اور آپ مل کر کام کریں تو میں نے ان سے کیا کہا؟ کہ دین کا تو ہم کام کرتے ہیں۔ اگر ہم دیوبندیوں سے ملیں تو پہلے نقصان تو یہ اٹھائیں کہ اوپر سے نیچے گریں اور تمہارے لیول پر آ جائیں۔ دین میں کچھ ملاتے والی بات بالکل غلط ہے۔ خوب سوچ لو سمجھ لو۔ اس کو لوگ رواداری کہتے ہیں۔ اس کو لوگ کہتے ہیں کہ اس میں بہت برداشت ہے۔ دین میں اپنے مقام سے نیچے اترنا' اپنے مقام سے نیچے آ کر کسی کے ساتھ کام کرنا یہ خود دین بنانے والی بات ہے۔ جو امام رفع الیدین چھوڑ دیتا ہے اس لیے کہ لوگ رفع الیدین کو برا کہتے ہیں' اس وجہ سے جس نے رفع الیدین چھوڑ دیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ لوگوں کو دین پر لاتا ہے؟ بلکہ وہ خود بے دین ہو گا۔ خدا نے یہ کب کہا کہ میرے دین کے لیے بے دین ہو جاؤ۔ خدا کہتا ہے کہ دین میرا' تو دین دار رہ۔ کوئی آئے نہ آئے۔ پھر نتیجہ کیا نکلا؟ دشمنی ہو گئی۔ دیوبندیوں نے ہمارے خلاف۔۔۔ جو لوگ جانتے ہیں ان کو پتہ ہے۔۔۔ جب محرم آتا ہے اب محرم شیعہ کا معاملہ ہے۔ لیکن یقین جانیے! جب محرم آتا ہے تو دیوبندی' شیعہ اور بریلوی سب ایک ہوتے تھے۔ فائلیں اٹھا کر دیکھ لیں۔ سی آئی ڈی والوں سے مل کر دیکھ لیں' دیوبندی مولوی سے پوچھ لیں سب میرے خلاف رپورٹیں کرتے تھے کہ یہ شرارتی ہے۔ اس پر پابندی لگا دو۔ چنانچہ جب محرم آیا۔ مجھ پر پابندی لگ گئی کہ بہاول پور ضلع کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتا۔ گورنمنٹ نے پابندی لگا دی۔ اور شیعہ کے ساتھ کون ملتے؟ ۔۔۔ دیوبندی۔۔۔ دیوبندی شیعہ کے ساتھ ملتے تھے اور مخالفت میری کرتے تھے۔ اور پھر مولانا داؤد غزنوی جو اہل حدیثوں کے سیاسی لیڈر تھے ان سے جا کر کہنے لگے کہ عبداللہ نے بڑی شرارتیں کی ہیں بڑا سخت ہے۔ وہ سب کو گمراہ بتاتا ہے' وہ سب کو غلط کہتا ہے اور حق پر صرف اہل حدیث ہیں۔ وہ چونکہ سیاسی مولوی تھے انھوں نے دو چار آدمی میرے پاس بھیج دیے کہ بھئی آپ کو ایسی سختی نہیں کرنی چاہیے' آپ کو آرام سے کام کرنا چاہیے' آپ کو مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی مریض ہے۔ ہمارا مولوی بھی اسی مرض کا مریض ہے۔ میں نے ان سے کہا اور ایک صدیقی صاحب بھی ملتان سے آئے تھے' جن کو انھوں نے بھیجا۔ میں پھنس جاؤں گا۔

آپ اہل حدیث میرا ساتھ نہ دیں، لیکن یہ بات ہم نہیں کریں گے کہ نیچے گر کر تبلیغ کریں۔ ہمارا مقام بہت اونچا ہے۔ اہل حدیث نبی کا وارث ہے۔ اہل حدیث نبی کا جانشین ہے۔ اہل حدیث نے نبی سے سنت پکڑی ہے۔ اور یہ اہل حدیث نبی کا ورثہ ہے۔ باقی کوئی حنفی بن گیا، کوئی شافعی بن گیا، کوئی کچھ بن گیا، کوئی کچھ بن گیا۔ یہ اہل حدیث ہیں کہ نبی سے حدیث لی۔ اب اگر یہ کسی کے ساتھ سودا کریں، کسی کے ساتھ سمجھوتہ کریں تو حقیقت کیا ہے؟ اہل حدیث اوپر ہے، دیوبندی اس کے نیچے ہے، بریلوی اس کے نیچے ہے۔ اور سب سے نیچے شیعہ ہیں۔ اب اگر ہم ملیں تو کیا کریں؟ اوپر سے نیچے دیوبندیوں کے لیول پر آگئے۔ دیوبندیوں کو تو فائدہ ہو جائے گا۔ اہل حدیث کا تو بیڑا غرق ہو گیا۔ وہ جو اس کا ٹاپ نمبر تھا وہ ختم ہو گیا۔ اور پھر نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ کا شکر ہے دیکھ لو ہم نے بہاول پور میں کام شروع کیا اور اب یہ معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ سارے ڈویژن میں اللہ کے فضل سے جگہ جگہ تعارف ہے اور مولوی دم نہیں مارتے۔ ہماری بات قرآن و حدیث ہے، ہماری سیدھی سی بات ہے۔ اگر محمد ﷺ پر ایمان لانا ہے تو کسی اور کو دین میں داخل نہ کرو۔ اس لیے یہ بات صحیح یا غلط؟ یہ درست اور واضح ہے جس کا جواب نہیں۔

اللہ کا شکر ہے یہ خالص دین ہے اور سچی بات ہے۔ مولوی تک جو کوئی دیوبندی فوت ہو گیا تو وصیت کرے کہ جنازہ ہمارا اہل حدیث سے پڑھوانا۔ ایک مولانا بہت مشہور گزرے ہیں۔ پانی پت کے قاضی ثناء اللہ۔۔۔ بظاہر وہ عام مسئلوں میں حنفی تھے لیکن ان کی کتاب "مالا بد" میں ان کا وصیت نامہ چھپا ہے۔ یہ کتاب علی گڑھ یونیورسٹی میں پڑھائی جاتی تھی۔ اس کے آخر میں ان کا وصیت نامہ درج ہے۔ بڑے مشہور عربی کے عالم تھے۔ اس نے بڑی بڑی تقریریں لکھیں ہیں۔ اور کتابیں بھی لکھی ہیں۔ اس وصیت نامہ میں لکھتے ہیں کہ میرا جنازہ اہل حدیث پڑھائے۔ کیوں؟ ان کو پتہ ہے کہ حنفی بلٹی ہی کرتے ہیں۔ حنفی صرف جنازہ ہی بلٹی کرتے ہیں۔ جنازہ نہیں پڑھتے۔ دیکھا آپ نے حنفیوں کا جنازہ کیسا ہوتا ہے؟ نمازیں دیکھ لیں۔

میرے بھائیو! اب دیکھو نا! چاول باسمتی کے اعلیٰ چاول اور گھٹیا چاول۔۔۔ ایک

ذکھ مارو تو فوراً پتہ چل جاتا ہے یہ چاول کیسے ہیں؟ اہل حدیث کی نماز دیکھ لو' اہل حدیث کا جنازہ دیکھ لو' اہل حدیث کی کھری باتیں' کھلی باتیں۔ قرآن وحدیث کی دعوت۔۔۔ دیکھ لو' دو منٹ میں پتہ چل جاتا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ خالص کیا ہے اور بناوٹی کیا ہے؟

اس لیے یہ باتیں میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات فرمائی ہے کہ جب تم دنیا میں رہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں نمبر پورے ملیں تو پھر جس معاشرہ میں تم رہتے ہو لوگوں کی آراء تمھارے بارے میں دو نہ ہوں۔۔۔ دیوبندی کہیں کہ نہیں جی نہیں۔۔۔ وہ ہمارا تھا' ہمارے ساتھ تھا' نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیتا تھا' ہمارے ساتھ تو یوں تھا۔ اور اہل حدیث کہیں نہیں وہ رفع الیدین بھی کر لیتا تھا۔ وہ تو ہمارے ساتھ تھا۔۔۔ بالکل صاف اور واضح ہو۔۔۔ سارے دیوبندی کہیں کہ نہیں جی! وہ تو وہی ہے۔

اللہ کا شکر ہے' خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو میرے بارے میں کوئی دیوبندی' کوئی دوسرا یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ہمارا تھا۔ وہ کہیں گے کہ جی! وہ تو ہمارے بہت خلاف تھا۔ ہاں بے دین' بے نماز' داڑھی نہیں رکھتا تھا یہ تو وہ کہہ نہیں سکتے۔ لیکن دیوبندی نہیں تھا' بریلوی نہیں تھا' پھر کس دین پر تھا۔ جس کی میں آپ کو دعوت دے رہا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنا لو۔ یہی خالص دین ہے۔ قرآن اور حدیث۔۔۔ یہ خالص دین ہے۔ یہ میل جول' یہ ڈھیلے ڈھیلے۔۔۔ یہاں رفع الیدین کر لی' وہاں چھوڑ دی' اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لی' اس کے پیچھے بھی پڑھ لی۔ نہیں بالکل نہیں۔ اہل حدیث نبی کا وارث ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب دنیا سے گئے تو حدیث بڑی مشہور ہے آپ نے فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لوگو! اب میں جا رہا ہوں' میں نے تئیس سال کورس تیار کروایا' تئیس سال میں نے پڑھایا۔ اور بعد میں بھی لوگ آئیں گے۔ میں تم کو اپنا کورس دیے جا رہا ہوں تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ یہ دو چیزیں ہیں۔ یہ کورس میں تم کو دے کر جا رہا ہوں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ دیکھو

کتنی بڑی بات ہے۔ جب تک تم ان دونوں چیزوں کو جو میں ورثے کے طور پر تم کو دے کر جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے پکڑو گے لَنْ تَضِلُّوْا کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ دو چیزیں کونسی ہیں؟ فرمایا ایک قرآن اور دوسری میری حدیث۔ بس یہ دو ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ میں حنفیت دے کر جا رہا ہوں' میں تمھیں شافعیت دے کر جا رہا ہوں۔ 'میں تمھیں فلاں چیز دے کر جا رہا ہوں' میں فلاں چیز دے کر جا رہا ہوں۔

اب ہمارا دین کیا ہے؟ قرآن و حدیث۔ جو مسئلہ قرآن و حدیث میں ہے وہ ہمارا ہے۔ کوئی کہے کہ آ' میں تجھے حجرے میں لے جاتا ہوں وہاں فقہ حنفی کا مسئلہ ملے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ ہماری ہے ہی نہیں' فقہ حنفی ہماری ہے ہی نہیں۔ ہمارے اپنے مولوی کی فقہ نہیں ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں تمھاری فقہ کونسی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فقہ نے تو تم کو برباد کیا ہے۔ اب تم ہماری فقہ کا پوچھتے ہو؟

امام مالکؒ دیکھ لو کتنے مشہور امام ہیں' مدینے کے امام ہیں۔ ان کی کتاب "مؤطا امام مالک" کا انداز کیا ہے؟ وہ اس میں حدیثیں بیان کرتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ ـــــ حضور ﷺ نے یوں فرمایا۔ اس کے ساتھ مؤطا امام مالک فقہ مالکی کی کتاب ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ امام مالکؒ لکھتے ہیں: قَالَ مَالِكٌ ـــــ مالکؒ کی رائے یہ ہے۔ مالک یہ کہتا ہے۔ چونکہ امام تھے۔ حدیثیں بھی نقل کیں' اپنی رائے' اپنا فتویٰ بھی نقل کیا۔ چنانچہ مالکی اس پر جان دیتے ہیں۔ قال مالک ـــ ہمارے امام مالک نے یہ فرمایا۔ پھر امام مالک کا کیا حال تھا؟ جب موت کا وقت قریب آیا تو پھر کہتے ہیں کہ کاش میں اپنی کتاب میں قال مالک نہ کہتا۔ صرف قال رسول اللہ ہی پر اکتفا کرتا۔ اب دنیا میں بعد میں آنے والے جو آئیں گے' میرے پیروکار Followers وہ یہی کہیں گے کہ مالک نے یوں فرمایا۔ میں تو پھنس گیا۔ یعنی خدا مجھے اس پر نہ پکڑ لے۔

اب لوگوں کو اتنی عقل تو ہوگی نہیں کہ وہ یہ سمجھیں کہ امام کی رائے صرف اس کی رائے ہے' وہ کوئی دین تو نہیں ہے۔ دیکھو خوب سمجھ لو۔ امام کی رائے اس کی رائے ہے'

اس کا اجتہاد ہے۔ اس کی Judgement ہے۔ اس کا فیصلہ ہے' اور اپیل ہمیشہ فیصلے کے خلاف ہوتی ہے۔ یہ عدالتیں آپ کے سامنے ہیں۔ یہ چھوٹی کورٹ ہے۔ اس نے فیصلہ کر دیا' اب آپ کو حق ہے اس کے خلاف اپیل کرنے کا۔ اب اپیل کس کے خلاف ہو گی۔ اپیل جو ہوتی ہے' وکیلوں سے پوچھ لو' اپنی عقل سے پوچھ لو' اپیل جج کی Judgement کے خلاف ہوتی ہے۔ تو نتیجہ کیا نکلا؟ کہ امام ابو حنیفہؒ مسلمانوں کے جج تھے۔ امام شافعی مسلمانوں کے جج تھے۔ ان کی ججمنٹ کے خلاف اپیل ہو سکتی ہے۔ اگر کسی کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی تو وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہیں ہو سکتی۔

یہ دین ہے۔ آپ کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ محمد کی بات کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ ان کی بات دین ہے اور ہر ایک امام کی بات کو چیلنج کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ وہ دین نہیں ہے۔ اور حنفی بن جانے کے معنی کیا ہیں؟ جو ہمارے امام نے کہہ دیا۔ تیرے امام کی رائے صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے۔ تو نے اس کو دین بنا لیا ہے۔ یہی مغالطہ ہے۔ جس کی وجہ سے آج بربادی ہو رہی ہے۔ حنفی کہتے ہیں کہ اگر اسلام لانا ہے تو فقہ حنفی کو نافذ کرو۔۔۔ شیعہ کہتے ہیں کہ اگر اسلام کو نافذ کرنا ہے تو ہماری فقہ جعفریہ۔۔ امام جعفر صادق کے فیصلے۔۔ ان کو نافذ کر دو۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اگر اسلام لانا ہے تو قرآن و حدیث کو نافذ کر دو۔

جہاں اجتہادی مسئلہ آ جائے وہاں امام ابو حنیفہؒ کو بھی Consult کرو' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی Consult کرو۔ اور اگر نیا مسئلہ ہے جو پہلے Discuss نہیں ہوا تو موجودہ عالم مل بیٹھ کر اس کو Discuss کر سکتے ہیں۔ حنفی' شافعی' مالکی یہ سب بیٹھ جائیں۔ جس کی بات قرآن و حدیث سے زیادہ قریب ہو اس کو اختیار کر لیں۔

فقہ حنفی کیسے آئے' فقہ جعفری کیسے آئے؟ کیا ہی سادہ لوحی ہے۔ دین کا معاملہ سادہ سا ہے۔ میں جو بات بیان کر رہا تھا وہ بہت دور چلی گئی۔ آج یہی سہی۔ اپنے ذہنوں کو خوب اچھی طرح صاف کر لو کہ اور یہ بات خوب سمجھ لو کہ نجات کے لیے ضروری ہے کہ ہم صحیح مسلمان بن جائیں۔ صحیح مسلمان کون ہوتا ہے؟ وہ جس کا یہ ایمان ہو کہ دین وہ ہے جو اللہ اور

اس کے رسول ﷺ فرمائیں۔ کسی اور کی بات دین نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا، دوسرے صحابیؓ نے ٹوک دیا کہ یوں نہیں یوں ہے۔ انھوں نے دوسرے کو بلا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ مسئلہ ایسے ہی ہے جیسے اس آدمی نے کہا تھا۔ انھوں نے اپنی بات فوراً واپس لے لی۔ یہ دین ہے۔ جب حضرت عمرؓ کا یہ حال ہے، حضرت ابوبکرؓ کا یہ حال ہے۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ تھے۔ احکام جاری کرتے تھے۔ اگر کوئی مسئلہ آجاتا جس کا انھیں علم نہ ہوتا تو باوجود اتنے بڑے عالم ہونے کے صحابہ کو جمع کرتے جس میں حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہوتے اور فرماتے کہ یہ مسئلہ درپیش ہے۔ اس کا حل بتاؤ۔ اب ان کے مشورے سے جو رائے قائم ہوتی اس کو نافذ کر دیتے۔

آج ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر ملک میں اسلام لانا ہے تو کیا کرو۔ قانونی حیثیت صرف قرآن و حدیث کو ہو۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا آجائے تو عالم بیٹھ کر مشورہ کر لیں۔ وہ دین تو نہیں ہو گا تو وہ وقتی کام چلائے گا۔ مجتہد کا اجتہاد، جج کی ججمنٹ پر اس وقت عمل کرنا شرعی حکم ہے لیکن وہ دین نہیں ہے کہ جس کو چیلنج نہ کیا جا سکتا ہو۔ اس کے بعد اگر مسئلہ معلوم ہو جائے کہ حدیث میں یوں آیا ہے۔ حضرت عمرؓ باہر گئے میدان میں جہاں جنگیں ہوتی تھیں، وہاں طاعون پھیل گیا۔ اب حضرت عمرؓ سوچ رہے ہیں کہ کیا کریں؟ جہاں وبا پھیلی ہے وہاں جائیں کہ نہ جائیں۔ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ وہاں نہ جائیں۔ تو حضرت ابو عبیدہ جو فوجیوں کے کمانڈر انچیف تھے کہنے لگے۔ اے عمرؓ اب تقدیر سے بھاگتا ہے۔ کیوں نہیں جاتا؟ آگے کیا ہے جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ تو حضرت عمرؓ کہنے لگے افر الی قضاء اللہ الی قضاء اللہ۔۔۔ وہ بھی اللہ کی تقدیر یہ بھی اللہ کی تقدیر۔۔ میرا خیال ہے جانا ٹھیک نہیں ہے۔

اتنے میں ایک صحابی آگئے۔ انھوں نے آکر حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس علاقے میں وبا پھیلی ہو وہاں نہ جاؤ اور جو وہاں ہیں وہ بھی وہاں ہی رہیں۔ اور جو وہاں گیا نہیں وہ وہاں جائے نہ۔ سب ٹھنڈے ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ ٹھنڈے پڑ گئے اور حضرت عمرؓ کو سکون ہو گیا کہ فیصلہ ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی یہ رائے ہے، حضرت ابو عبیدہؓ کی یہ رائے ہے، صحابہ میں جو عشرہ مبشرہ ہیں ان کی بھی رائے بن رہی ہے۔ اور یہ صحابی قطعی جنتی ہیں۔ جب

اللہ کے رسول ﷺ کی بات آگئی' دین آگیا۔ سب ختم ہو گئے۔ فیصلہ وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

دین کو سیکھ لو۔ اب اس کے بعد آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ اور میں اللہ کے فضل سے بڑی خوشی کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں 'بڑے دعوے کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں جو ہمارے یہاں جمعہ پڑھ جائے وہ ڈھیٹ بنا رہے تو اس کی مرضی ورنہ وہ مغالطے میں کبھی نہیں رہے گا۔ ہم نے اس کو اس طرح بالکل واضح کر دیا۔ اور سمجھا دیا کہ سب مغالطے نکل جائیں اور آپ کی آخرت درست ہو جائے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر78

اِنَّ الحَمدَ لِلّٰہِ نَحمَدُہ، وَنَستَعِینُہ، وَ نَستَغفِرُہ، وَ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَ مِن سَیِّاٰتِ اَعمَالِنَا مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہ، وَ مَن یُّضلِلہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہ، وَ اَشھَدُ اَن لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحدَہ، لاَ شَرِیکَ لَہ، وَ اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہ، وَ رَسُولُہ،

اَمَّا بَعدُ فَاِنَّ خَیرَ الحَدِیثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیرَ الھَدیِ ھَدیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُورِ مُحدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحدَثَۃٍ بِدعَۃٍ وَ کُلَّ بِدعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

وَالعَصرِ ۝ اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ ۝ اِلاَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوا بِالحَقِّ ۵ لا وَ تَوَاصَوا بِالصَّبرِ

[العصر:103:1-3]

میرے بھائیو! دنیا کی یہ زندگی بالکل برف کی طرح ہے۔ آپ استعمال کریں نہ کریں، آپ سو رہے ہوں، آپ جاگ رہے ہوں، آپ خوشی میں ہوں یا تکلیف میں ہوں، کسی حالت میں ہوں یہ بھاگی جا رہی ہے۔ اس کو ٹھہراؤ نہیں ہے۔ کسی وقت بھی یہ رکتی نہیں جیسا کہ برف پگھلتی جائے گی۔ آپ کی بچے یا نہ بچے۔ آپ اس سے کوئی چیز ٹھنڈی کریں یا نہ کریں۔ آپ اس سے کوئی فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں برف پگھلتی جائے گی۔ اگر آپ نے اسے استعمال کر لیا، اس سے کوئی فائدہ اٹھالیا تو آپ کی رقم بچ گئی، اصل قیمت بچ گئی۔ ہو سکتا ہے کوئی نفع بھی ہو جائے۔ لیکن آپ کی برف نہ بچے، آپ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیں تو وہ آپ کا

انتظار نہیں کرے گی۔ زندگی کی بھی بالکل یہی صورت ہے۔ جب سے انسان اس دنیا میں آنکھیں کھولتا ہے۔ سانس لیتا ہے' ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ ماشاء اللہ بچہ جوان ہو گیا۔ اتنے سال کا ہو گیا ہے۔ شادی کرنے والے ہیں' شادی ہو گئی ہے' اب جی! ماشاء اللہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ اب اللہ کا شکر ہے' یہ ہے' وہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا ایک ایک دن کم ہوتا گیا۔ اس کی زندگی کا ایک دن کم ہو گیا' اس کی زندگی کے دو دن گزر گئے۔ تین دن گزر گئے۔ علی ھذا القیاس۔!

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت واضح لفظوں میں زمانے کی قسم کھا کر کہا کہ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ خسارے میں ہے۔ مگر اس خسارے سے بچے گا کون؟ وہ جو یہ کام کرے۔۔۔ یاد کر لیں گرہ دے لیں۔ ان کو اچھی طرح یاد کر لیں اور یہ بات کسی مولوی کی نہیں ہے' کسی عام آدمی کی نہیں' کسی لیڈر کی نہیں۔ اللہ کی بات ہے۔ جس سے ہمیں واسطہ پڑنے والا ہے۔ اِنَّ الاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ٥ جتنے انسان ہیں سب کے سب خسارے میں ہیں۔ اِلاَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر جو لوگ ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد نیک عمل کریں۔ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پھر خاص طور پر حق بات کی وصیت کریں۔ اور جونہی حق کا بیان ہو گا تو تکلیفیں لازمی آئیں گی۔ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پھر اس پر صبر بھی کریں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی خسارے سے بچیں گے۔ ورنہ سب خسارے میں پڑیں گے۔

اب یہ بڑی سادہ سی بات ہے کہ اس کے لیے کسی لمبے چوڑے علم کی ضرورت نہیں کہ آپ پڑھے لکھے ہی ہوں تب ہی بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ آپ اپنی زندگی میں کیا کام کرتے ہیں۔ کیا آپ ایمان لے آتے ہیں۔ آپ کا ایمان ٹھیک ہے۔ اور مجھے تو یہ فکر ہوتی ہے کہ اللہ میرا معاف کرے جیسے پہلے بھی یہ بات عرض ہوئی ہے کہ ہم لوگ چیزوں کے نام لیتے ہیں مگر سمجھتے نہیں کہ یہ چیز کیا ہے؟ توحید کا ہمیں پتہ ہی نہیں' شرک کا ہمیں پتہ ہی نہیں۔ سنت کا ہمیں پتہ نہیں' ایمان کا ہمیں پتہ نہیں۔ "رسول کون

ہوتا ہے ؟" اس کا ہمیں پتا نہیں۔ آج کل توحید جو ہے شرک کا نام بن گیا ہے۔ بڑے بڑے مشرک ہوں گے مگر توحید والے کہلائیں گے۔ بدعتوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے مگر اہل سنت کہلائیں گے۔ دین سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ زبردستی کے مسلمان کہلائیں گے اور لوگ بھی تسلیم کریں گے۔ لوگ بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ کہ جی! بات ٹھیک ہے۔

تو یہ چار کام بہت ضروری ہیں۔ سب سے پہلے ایمان۔۔۔ ایمان کیسے کہتے ہیں۔ خوب توجہ سے سنیے اور خوب سمجھیے جیسے سبق ہوتا ہے۔ ایمان جو ہے اس کی معنی یہ ہیں کہ جس چیز پر آپ ایمان لانا چاہتے ہیں پہلے اس کو سمجھیں کہ اس کی حیثیت کیا ہے ؟ جو اس کا مقام ہے' جو اس کی حیثیت ہے اس کو دل سے تسلیم کرلیں۔ یہ اس پر ایمان ہے۔ اور اگر آپ نے اس کے مقام کو ہی نہ سمجھا۔ لونچا نیچا کر کے آپ نے اس کو مان لیا۔ بڑی عزت کی' بڑا احترام کیا اور بڑی عقیدت کے ساتھ آپ نے اس کو مان لیا۔ وہی کفر ہو سکتا ہے۔ کیا عیسائی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں ؟ نہیں' کفر کرتے ہیں۔ آپ خود ہی سوچ لیں کیا عیسائی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے تو کافر ہیں۔ کیوں ؟ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی محبت کی' ان کو اتنا اونچا کیا' اتنا اونچا درجہ بڑھایا کہ وہ کافر ہو گئے۔ پھر ایمان کے معنی کیا ہوئے۔ ایمان کے معنی یہ ہوئے کہ پہلے پچانو کہ وہ کیا ہیں' ان کا مقام کیا ہے ؟ ان کی حیثیت کیا ہے ؟ اس مقام پر رکھ کر ان کے درجے کو پہچانو۔ یہ ایمان ہے۔

اب ہمارے بریلوی بھائی "محمد رسول اللہ" ﷺ پڑھتے ہیں۔ سلام سلام پڑھتے ہیں۔ بڑے نعرے لگاتے ہیں۔ عاشق بنتے ہیں' لیکن اللہ کے رسول ﷺ کو نور بتاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب بتاتے ہیں حالانکہ وہ عالم الغیب ہیں اور نہ ہی وہ نور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ نبی ہیں۔۔۔ بس۔۔۔ جیسے کوئی آدمی کہے کہ تیرا اس عورت پر ایمان ہے ؟ تو اس کو مانتا ہے ؟ اور حقیقت میں وہ اس کی بیوی ہے۔ وہ کہے گا ہاں' مانتا تو ہوں کہ وہ میری ماں ہے۔۔۔ اب اس نے ایک عورت کا جو کہ اس کی بیوی ہے اس کا درجہ بڑھا کر اس کو ماں کر دیا۔ کہاں ماں کا درجہ اور کہاں بیوی کا درجہ ؟ اب بتائیے کہ وہ اس سے کفر نہیں کر رہا؟ عز

(ت بے شک زیادہ دے رہا ہے' اس کا Status بڑھا رہا ہے۔ لیکن اس سے ہم کیا کہیں گے ۔۔۔ بعض تو یہ کہیں گے کہ تو نے اس سے نکاح کیا ہے۔ اب یہ بیوی نہیں رہی۔ قصہ ختم۔۔۔ سارا نظام ہی درہم برہم ہو گیا۔ بیوی کو بیوی مانتے اور ماں کو ماں مانتے تو پھر نظام درست' ورنہ نظام خراب ہی ہو گیا۔ اللہ کو اگر کوئی نبی بنا دے اور نبی کو اللہ بنا دے' پیر کو اللہ کا درجہ دے دے اور اللہ کا درجہ پیر سے بھی کم کر دے تو نہ اللہ پر ایمان رہا اور نہ ہی پیر پر۔ اس کو کفر ہی کہتے ہیں اس کو ایمان کبھی نہیں کہتے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل کے مسلمان اگرچہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں' اربوں کی تعداد میں ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ لاکھوں نماز پڑھتے ہیں لیکن کورے۔ کوئی ایمان کا پتہ ہی نہیں۔ یہ بنیادی چیز ہے۔ ان کا اللہ کے رسول ﷺ پر بالکل ایمان نہیں ہے۔

دیکھو ایمان کے معنی کیا ہیں؟ ایمان کے معنی یہ ہیں کہ آپ اس کو مانیں اس کی صفات کے ساتھ۔ اس کو مانیں اس کی حیثیتوں کے ساتھ۔ اس کے درجے کے ساتھ۔ اس کے Status کے ساتھ۔ جو اس کا مقام ہے اس کے ساتھ۔

اب جنگ احد ہوئی' جنگ احد میں پہلے مسلمانوں کو فتح ہوئی' لیکن صحابہؓ سے کچھ غلطی ہو گئی۔ مال لوٹنے لگ گئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اَصَابَکُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ کہاں تم کافروں کے پیچھے دوڑے جا رہے تھے' ان کا تعاقب کر رہے تھے' اللہ تعالیٰ نے پانسہ ہی پلٹ دیا۔ اور اب تم بھاگ رہے تھے۔ اور وہ تمھارے پیچھے تھے۔ خدا کی طرف سے تمھیں یہ سزا ملی اور نقصان کیا ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ زخمی ہو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ گڑھے میں گر گئے۔ آپ کو زخم آئے۔ آپ کو بڑی تکلیف پہنچی۔ بہت سے صحابہؓ شہید ہوئے۔

اب لوگوں میں یہ خیال آنے لگے کہ اگر یہ نبی ہوتا تو مد مقابل ہار جاتے' اگر نبی ﷺ ہوتا تو کافروں کو مار دیتا۔ اور یہ بھی مشہور ہو گیا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ کہ محمد ﷺ کو تو قتل کر دیا گیا ہے۔ کسی کے دل میں کچھ خیال' کسی کے دل میں کچھ خیال۔ لوگوں کو بڑی حیرانی تھی کہ وہ اللہ کا رسولؐ اور ہار جائے؟ اللہ کے رسول ہو اور کافروں کے ہاتھوں زخمی ہو

جائے۔ اسے شکست ہو جائے۔ ہائے ہائے! اور اللہ کو یہ پتہ ہی تھا کہ بریلوی بھی آخر آنے والے ہیں۔ اللہ نے دیکھو قرآن میں فوراً آیت اتاری۔۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ محمد ﷺ صرف رسول ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ تم نے اسے خدا سمجھا' تم نے اسے خدا کا بیٹا سمجھا' تم نے اسے خدا کا شریک سمجھا تھا۔ تم نے اس کو خدا کا بھیجا سمجھا تھا۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ یہ تو صرف رسول تھے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے ہاتھ میں نہ نفع نہ نقصان' نہ فتح نہ شکست' نہ عزت نہ ذلت۔ کوئی چیز اس کے ہاتھ میں نہیں۔ اس کو تم سے زیادہ جو شرف حاصل تھا وہ یہ تھا کہ میں اس کی طرف وحی کرتا تھا۔ اور یہ پیغام لوگوں تک پہنچا دیتا تھا۔ بس یہی فرق ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں۔

جو تلوار ایک دوسرے مسلمان کو زخمی کر سکتی ہے وہ تلوار اس کو بھی کاٹ سکتی ہے۔ جو چوٹ کسی اور کو لگ سکتی ہے وہ اس کو بھی لگ سکتی ہے۔ جیسے نقصان اس کو پہنچ سکتا ہے وہ اس کو بھی پہنچ سکتا ہے۔

دیکھو قرآن نے حصر سے کہا ہے وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ کیا پس اگر وہ مر جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم دین چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔ سن لو مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ جو شخص اپنی ایڑیوں پر ریٹرن (Return) ہو جائے' دین چھوڑ جائے کہ چلو جی جب محمد ﷺ ہی فوت ہو گئے' وہی شہید ہو گئے تو وہ کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا؟ جہنم میں جائے گا۔

جب پھر اللہ کے رسول ﷺ فوت ہو گئے' ظاہر بات ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ حضرت عمرؓ تک متزلزل ہو گئے۔ حضور ﷺ تو فوت ہو گئے' آپ ﷺ پر موت واقع ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ابھی آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ آپ نے ابھی بہت کام کرنے ہیں' جس نے یہ کہا کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے

رہیں میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ دماغ پر اتنا Shock ہوا' اتنا اثر ہوا کہ دماغ ہی مختل ہو گیا۔ دماغ ہی ٹھیک نہ رہا۔ اب مسجد میں بہت لوگ ہیں' لیکن ڈر کے مارے کوئی دم نہیں مار رہا۔ حضرت عمرؓ تلوار کھینچے کھڑے ہیں' کوئی کہے تو سہی کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ باہر سے آئے' حضور ﷺ کے گھر گئے' چادر اٹھائی' بوسہ دیا اور اس کے بعد کہنے لگے۔ آپ تو فوت ہی ہو چکے ہیں سیدھے مسجد میں آئے۔ حضرت عمرؓ سے الجھے نہیں' کہ عمرؓ! سن تو غلط کہتا ہے۔ بلکہ سیدھے منبر پر چڑھ گئے اور کہنے لگے۔ مَنْ کَانَ یَعْبُدُاللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لاَّ یَمُوْتُ جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کا اللہ تو زندہ ہے۔ کبھی نہیں مرے گا وَ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ اور جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اس کا معبود آج مر گیا ہے۔ اور پھر قرآن کی وہ آیات پڑھیں وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ محمد ﷺ تو صرف اللہ کے رسول ہیں' آپؐ سے پہلے کتنے رسول آئے ان کو دیکھ لو وہ انسان ہی تھے' اَفَاِنْ مَّاتَ اگر ان کو موت آجائے۔ اَوْ قُتِلَ یا وہ شہید کر دیے جائیں کیا تم دین چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔ دیکھو کیسی حیثیت اور حقیقت واضح کر دی۔ ایسا کیوں؟ تاکہ لوگوں کو بالکل پتہ لگ جائے کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ میرے بھائیو! ایک آدمی نے۔۔۔ دیکھو اس بات کو ہم ہمیشہ کہتے ہیں۔ اللہ نبی وارث۔۔۔ جو اللہ اور اس کے رسول چاہیے۔۔۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں۔۔ ایک آدمی نے کہا وَمَا شَآءَ اللّٰہُ وَ مَا شَاءَ مُحَمَّدٌ۔۔۔ جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہیں وہی ہو جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا لاَ تَقُلْ ھٰذَا یہ نہ کہہ بلکہ یہ کہہ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ جو اکیلا اللہ چاہیے۔ اللہ کی مشیئت میں میرا کوئی دخل نہیں۔ اب کہو کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی گستاخی کی تھی؟ اللہ کے رسول کو کوئی برا لفظ کہا تھا' اس نے عقیدت کا اظہار کیا تھا' اس نے محبت کا اظہار کیا تھا' آپ ﷺ کی عزت بڑھائی۔ لیکن اللہ کے رسول

ﷺ کو پسند نہیں آیا۔ آپؐ نے اس کو روک دیا۔ آپ نے فرمایا: کہو قُلْ مَاشَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وہ جو اکیلا اللہ چاہیے۔ اللہ کی چاہت میں کسی دوسرے کا دخل نہیں ہے۔ اب آج دیکھ لو اگر ہم یہی باتیں آج اپنے دوستوں کے سامنے' اپنے بھائیوں کے سامنے بیان کریں تو یہی کہیں گے' "بے ادب ہیں' گستاخ ہیں' منکر رسول ہیں' یہ مانتے ہی نہیں۔" میرے بھائیو! حقیقت ہے اس میں ایمان تک نہیں۔ یہ فرق ہے۔ اگر ان کا ایمان اللہ کے رسول پر ہے تو ہمارا نہیں۔ اگر ہمارا ایمان ہے تو ان کا ایمان نہیں۔ ایمان کہتے کسے ہیں؟ اسے یاد کر لو۔ اسے خوب ذہن نشین کر لو۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ پیروں کو نہیں مانتے' مطلب کیا ہے کہ ان کا پیروں پر ایمان نہیں ہے۔ اچھا لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ انھیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ایمان کا معنی کیا ہے؟ ہم پیروں کو پیر مانتے ہیں' کہ وہ لوگوں کے نذرانے وصول کرتے ہیں۔ گھوڑوں پر چڑھ کر آتے ہیں اور ان سے فیسیں وصول کرتے ہیں' ان سے لگان وصول کرتے ہیں۔ یہ ہمارا مشاہدہ ہے۔ ہم اس کو مانتے ہیں۔ لیکن وہ کیا کہتے ہیں؟ تم یہ مانو کہ یہ جو چاہیں تو کر دیتے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں مانتے۔ اگر اب یہ کسی کے اختیار کی بات ہی نہیں۔ یہ اللہ کا کام ہے' یہ کہہ دینا کہ کسی پیر کے ہاتھ میں عزت اور ذلت ہے نہیں' صحت اور بیماری نہیں۔ کسی کے ہاتھ میں زندگی اور موت نہیں' کسی کے ہاتھ میں فتح اور شکست نہیں۔ نہ نبی کے ہاتھ میں' نہ ولی کے ہاتھ میں' نہ پیر کے ہاتھ میں' نہ کسی زندہ کے ہاتھ میں' نہ کسی مردہ کے ہاتھ میں۔ یہ تو کسی کو مانتے ہی نہیں۔ ان کا تو ایمان ہی نہیں۔

اب ان کا ایمان پیر پر کیا ہے؟ انھوں نے پیر کو خدا بنا لیا۔ یہ ایمان ہی نہیں۔ اب اگر کسی میٹرک پاس کو ایم اے بنا دیا جائے تو کیا یہ ایمان کی بات ہے؟ یہ تو مذاق ہے کہ ایک میٹرک پاس کو آپ ایم اے کہہ دیں۔

میرے بھائیو! ایمان ہے کہ جو وہ ہے اس کو ویسا ہی ماننا۔ اسی لیے تو کہتے ہیں کہ مومن کو ایمان پر بہت محنت کرنی چاہیے۔ اس کو ذہن نشین کر لینا چاہیے' یہ اللہ کا معاملہ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے سامنے دعوت پیش کی تو مکہ کے مشرک بھی اپنے طور

پر اللہ کو مانتے تھے' یہودی بھی مانتے تھے' عیسائی بھی اللہ کو مانتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ بھی اللہ کو مانتے تھے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ کیا کہتے تھے کہ تم سب کافر ہو۔ سب کافر ہو۔ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ ــــ یہ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کمال کرتے ہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں اور تم کہتے ہو ہم کفر کرتے ہیں۔ پھر آخر انھوں نے کہا: صِفْ لَنَا رَبَّكَ اچھا تو بتاؤ تیرا رب کیسا ہے؟ کیا ہے؟ تو پھر قرآن کی سورت نازل ہوئی۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ اللّٰهُ الصَّمَدُ ٥ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ٥ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ اللہ پر ایمان لانے کے معنی کیا ہیں؟ یہ کہ اللہ ہے' میں اللہ کو مانتا ہوں ــــ اس کی صفات کو نہ ماننا اللہ پر ایمان ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ معتزلہ اور دوسرے لوگ جو ہیں وہ اللہ کی صفات کے منکر ہیں۔ اللہ کی صفات کو تسلیم نہیں کرتے۔ اللہ پر ایمان نہ ہوا۔ کسی چیز کو اس کی صفات سے علیحدہ کر کے ماننا نہ ماننا ہوا۔ ایمان ہی نہ ہوا۔ اللہ کو ماننا چاہیے۔ اللہ کی صفات کے ساتھ اس کو ماننا ایمان ہے۔ اللہ کی صفات کیا ہیں؟ سنتا ہے' دیکھتا ہے' علم والا ہے' قدرت والا ہے۔ اور اسکی صفات خاص میں کوئی شریک نہیں ہے۔

اللہ کی صفت علو ہے۔ اللہ سب سے اعلیٰ ہے' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى' اللہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں جو ہمارے طالب علم سعودیہ جاتے ہیں اور وہاں پڑھتے ہیں ان کو وہاں جا کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے ملک میں جن کو اچھے عقیدے والے سمجھتے ہیں ان کا معاملہ بھی صفر ہے۔ یعنی ہمارے ہاں دیوبندی تو خیر سارے کے سارے ہی ورنہ اہلحدیث بھی اتنے ڈوبے ہوئے ہیں۔ اللہ کے بارے میں' اللہ کی صفات کے بارے میں اتنے ڈوبے ہوئے ہیں کہ پناہ بخدا! بہت ہی قصوروار ہیں' بہت ہی خطاکار ہیں' اور ان کے عقیدے غلط ہیں' اللہ کی صفات کے بارے میں بلاشبہ ہو سب سے اوپر ہیں۔

اب ہمارے بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں' شاعروں کے کلام کو پڑھتے ہیں اور اس میں یہ بھی کہ "جدھر دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے" خدا ہر جگہ موجود ہے۔ ادھر بھی ہے ادھر بھی

ہے' دائیں بھی ہے بائیں بھی ہے' ہر جگہ موجود ہے۔ یہ بھی خدا ہے' وہ بھی خدا ہے۔ اب لوگوں میں مشہور ہے کہ کسی نے پوچھا کہ خدا کا منہ کدھر کو ہے؟ جواب دیا گیا کہ تو بتا کدھر نہیں ہے؟ واہ واہ! کیا اچھا جواب ہے۔ پھر لالٹین رکھ دی گئی۔ بتا اس کو منہ کدھر ہے؟۔۔۔۔ یعنی خدا کے بارے میں عجیب عجیب تصورات۔ اپنے آپ پر قیاس کرتے ہیں' اپنے اندازے سوچنا' اپنے اندازے کی یہ ساری باتیں۔ اور اگر آپ خالی الذہن ہو کر قرآن پاک پڑھیں' خالی الذہن ہو کر نماز پڑھیں تو آپ کا ذہن اس عقیدے پر پختہ ہو جائے کہ خدا کی ذات علو ہے۔ اللہ نیچے نہیں ہے۔ علم تو اس کا ہر جگہ ہے' قدرت تو اس کی ہر جگہ ہے' سنتا تو وہ ہر کسی کی ہے' دیکھتا تو وہ ہر چیز کو ہے' کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں ہے۔ لیکن اپنی ذات کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ ہے' سب سے افضل ہے۔

اس عقیدے پر ابھی کچھ دن ہوئے کتابیں آئی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ جو یہ عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے اور واجب القتل ہے۔ جس کا یہ عقیدہ نہ ہو وہ واجب القتل ہے' وہ مسلمان ہی نہیں۔ اب آپ اندازہ کرلیں۔ ہم سجدہ کرتے ہیں۔ دیکھو ناں اس سے بڑا سبق اور کیا ہو گا اور نماز بڑی پیاری چیز ہے۔ قرآن مجید اور نماز دو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ایک Lay-man اور عام آدمی بھی اس کو سمجھ لے تو اس کا بھی عقیدہ درست ہو جائے۔

دیکھو نا ہمارے جاہلوں میں مشہور ہے کہ اللہ ہماری تو سنتا ہی نہیں اور پیروں کی موڑتا نہیں۔ اور جی اسٹیرھی بھی لگانی چاہیے تب کام بنتا ہے۔ اوپر وہ ہوتا ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے واسطہ چاہیے۔ بغیر واسطے کے کام نہیں بنتا۔ کوئی وسیلہ ضرور ہی چاہیے۔ یہ کتنا غلط عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں میں یہ سوچنا' یہ ایمان رکھنا اسلامی عقیدہ ہے ہی نہیں۔ دیکھیے نماز میں اس کا کیسا علاج ہے؟ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ' ہر رکعت میں رکھ دیا۔ آپ رکوع میں گئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ' سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور جب رکوع سے اٹھے تو کہا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ' جس نے اللہ کی تعریف کی اللہ نے اس کی بات سن لی۔ اس کو قبول کرلیا۔ اب اس سے کیا بات نکلی۔ یہ کہ اللہ بغیر وسیلے کے

ہر ایک کی سنتا ہے۔ کوئی کسر باقی ہے ؟ یعنی جو نماز پڑھے' اس کا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بغیر وسیلے کے کام نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ نماز میں کہتا ہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' ---

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' اس کے معنی ہیں "سن لی اللہ تعالیٰ نے اس کی بات جس نے اس کی تعریف کی۔ اور اس کے بعد پھر وہ کہے کہ ہماری تو سنتا ہی نہیں ہے۔ یہ جہالت ہے۔ کوئی انتہا ہے جہالت کی۔

پھر سجدہ میں چلا گیا' اب سجدہ میں بہت نیچے چلا گیا۔ پچھلا حصہ اوپر' اگلہ حصہ جو بہت شرف والا ہے وہ نیچے چلا گیا۔ کیا کہتا ہے ؟ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی ---۔ رکوع میں تھا تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ میرا رب عظمت والا ہے اور سجدہ میں کیا ہے ؟ میرا رب اعلیٰ ہے 'بلند ہے۔ یہ ہے اعلیٰ ڈگری Super lative Degree دیکھو جی! یہ چیز تو بہت اعلیٰ ہے۔ Super Lative Degree ہے' تفضیل کل ہے۔ اور اعلیٰ کے معنی سب سے اوپر۔ بندہ جونہی سجدہ میں جاتا ہے' اس کی زبان سے کیا بات نکلتی ہے ؟ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی میرا رب سب سے اوپر ہے۔ وہ پاک ہے۔ تمام پستیوں سے' تمام ذلتوں سے' تمام قصوروں سے' تمام خطاؤں سے' سب سے وہ پاک ہے۔

اچھا اب یہ نہ دیکھو ہر کوئی یہ مانتا ہے کہ اعلیٰ وہ ہے جو بلند ہے اور سلام پھیر کر کیا کہہ دیں گے۔ وہ تو ہر جگہ ہے۔ ادھر بھی ہے ادھر بھی ہے۔ نیچے بھی ہے اور اوپر بھی ہے۔ دائیں بھی ہے اور بائیں بھی ہے۔ یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ معراج ایک دلیل ہے۔ معراج کو سب مانتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی مانتے ہیں کہ جب معراج ہوا تو آپ کو آسمانوں پر لے جایا گیا' اگر خدا ہر جگہ موجود ہے تو معراج اوپر کیوں ہوا؟ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص مقام نہیں' تمام موجودات سے برابر فاصلے پر ہے 'کوئی مرکز نہیں اور کوئی خاص اس کا مقام نہیں۔ تو پھر تمام جگہیں اس کے لیے برابر ہیں۔ پھر یہ کیا ہوا کہ آپ کو معراج ہوا تو اللہ نے اوپر بلا لیا۔ آپ کا اوپر جانا سب اس کو مانتے ہیں۔ جب معراج ہوا تو آپ اوپر گئے۔ پھر

وحی کہاں سے آتی ہے۔ نیچے سے یا اوپر سے ؟ یعنی کس قدر شواہد موجود ہیں' کتنے دلائل موجود ہیں کہ ہر انسان کا ضمیر گواہی دیتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود چونکہ شیطان نے بھکانا ہے۔ اس لیے پھر وہی بات کہ نہیں جی! اب وہ اپنا فلسفہ کہ ہم یہ کہیں گے کہ اللہ اوپر ہے اور پھر قرآن خود کہتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اور یہ قرآن کے الفاظ ہیں۔ خدا عرش پر مستوی ہے۔ جب وہ عرش پر ہے اور اوپر ہے تو پھر وہ محدود ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ نیچے نہیں ہے۔ اچھا وہ اگر اوپر ہے اور نیچے نہیں ہے تو پھر وہ محدود ہو گیا۔ اگر وہ محدود ہو گیا تو اس کا جسم ہو گا' اگر اس کا جسم ہے تو پھر وہ مرکب ہے' اگر مرکب ہے تو حادث ہے' اگر حادث ہے تو خدا نہیں ہے۔ یہ سب اپنا ہی فلسفہ ہے جو بنا کر ایک بات کر دی۔ یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن کیا کہتا ہے' حدیث کیا کہتی ہے' اللہ کے رسول ﷺ کی کیا تعلیم ہے ؟

آپ حیران ہوں گے' بخاری شریف' مسلم شریف اور حدیث کی تمام کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی نے کسی بات پر اپنی ایک لونڈی کو تھپڑ مار دیا اور گالیاں والیاں بھی دیں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ بہت خفا ہوئے اور اسے فرمایا کہ تم میں ابھی تک جاہلیت باقی ہے۔ اکھڑ آدمی تم نے یہ بہت بری حرکت کی ہے۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو آزاد نہ کر دوں ؟ آپ اس کا امتحان لیں' اس کا ٹیسٹ لیں۔ اس وقت جس غلام اور لونڈی کو آزاد کیا جاتا تھا اس سے امتحان لیا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اس کا ٹیسٹ لے لیں' اس کا امتحان لے لیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے دو سوال کیے۔ پہلا سوال اَیْنَ اللّٰہ اللہ کہاں ہے ؟ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَآءِ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اللہ اوپر ہے۔ پھر آپ نے دوسرا سوال کیا مَنْ اَنَا میں کون ہوں ؟ اس نے کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے اس سے یہ دو سوالات کیے۔ سمجھ لو یہ تو سوال پچاس پچاس نمبروں کے تھے۔ آپ نے فرمایا جا اس کو آزاد کر دے۔ یہ مسلمان ہے۔ اور یہاں آج کل دیکھ لو دو سوال کر کے دیکھ لو۔ ہمارے جتنے مولوی ہیں وہ اوپر پہنچیں گے ہی

نہیں۔ کیوں ؟ وہ کہیں گے اللہ لو پر نہیں۔ یعنی میں تو عرض کر رہا ہوں ایمان کے معنی کیا ہیں ؟ ایمان لفظ تو بہت سادہ سا ہے۔ ایمان کے معنی اللہ کا نام لے لینا نہیں ہے۔ گاندھی کو دیکھ لو وہ اللہ کا کتنا نام لیتا تھا۔ تقریر سے پہلے قرآن کی تلاوت کروایا کرتا تھا۔ جو لوگ پرانی عمر کے ہیں ان کو پتا ہے کہ مہاتما گاندھی قرآن کی تلاوت کروایا کرتا تھا۔ پھر تقریر شروع کرتا تھا۔ بس صرف نام ہی لیتا تھا۔ ایمان اس میں نہیں تھا۔ ایمان کے معنی کیا ہیں ؟ ایمان یہ کہ اللہ کو اس کی ذات' اس کی صفات' اور اس کی حیثیت کے ساتھ تسلیم کرنا۔ محمد ﷺ پر ایمان کے معنی ہیں کہ آپ کو ان کی ذات کے لحاظ سے اور ان کی صفات کے لحاظ سے تسلیم کرنا۔ دیکھ لو ہمارے ہاں تو بہت سے لوگ اللہ پر ایمان ہی میں فیل ہو جاتے ہیں اور دوسرے جو محمد ﷺ پر ایمان میں فیل ہو جاتے ہیں۔

اب یہ بریلوی اور شیعہ بھائی آپ کے سامنے ہیں۔ وہ سیدھا اور صاف کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے نور سے نور ہیں۔ نُورٌ ا مِنْ نُوْرِاللّٰہِ اللہ کے نور میں سے نور۔۔۔۔ بہت مشہور ہے آپ نے یہ سنا ہی ہوگا۔ قصہ ہی ختم۔۔۔ اب ایمان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' کلمہ وغیرہ سب باطل ہو گئے۔ کسی کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ جب نُورٌ ا مِنْ نُوْرِاللّٰہِ کہہ دیا۔ جب حیثیت متعین نہیں ہے۔ اور آپ کو اس کی صفات کا علم نہیں ہے تو گویا آپ کا ایمان نہیں ہے۔ اور ایمان کے لیے جیسے میں نے عرض کیا کہ ضروری ہے کہ آپ کو یہ پتہ ہو کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔ اس کی جو حیثیت ہے اس حیثیت کے ساتھ اس کو تسلیم کرنا یہ ایمان ہے۔

اب دیکھو نا۔۔۔ ہم ابو بکر صدیق ؓ کو مانتے ہیں کہ وہ خلیفہ تھے۔ ہم ان کو نبی نہیں مانتے۔ اسی لیے لوگ کہتے ہیں کہ آپ اماموں کو نہیں مانتے۔ حنفی لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ اماموں کو نہیں مانتے۔ اس کا مطلب کیا ہے ؟ آپ حنفی کیوں نہیں ؟ آپ شافعی کیوں نہیں ؟ آپ مالکی کیوں نہیں ؟ آپ اماموں کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے بندو! امام پیروی کے لیے نہیں ہوتے' پیروی کے لیے تو نبی ہوتا ہے۔ اگر تم نے امام کا

مطلب یہ سمجھا ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کی پیروی کی جائے تو تمہارا ایمان صحیح نہیں ہے۔ قصہ ہی ختم ہو گیا۔ امام کے معنی ہیں Leading Personality کسی علم میں وہ بہت آگے ہے۔ علم میں اس کا مقام بہت ہے۔ لیکن پیروی کے لائق' اتباع کے لائق' اطاعت کے لائق سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے کوئی نہیں۔

چنانچہ دیکھ لو حضرت عمرؓ انگلیوں کی دیت کے بارے میں فتویٰ دیتے ہیں کہ کسی نے کہہ دیا کہ اے امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین! آپ کا یہ فتویٰ صحیح نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ پوچھتے ہیں کہ تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ کہتے کہ ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ یہ فتویٰ دیتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ میری توبہ۔ ! میرے فتویٰ غلط ہے۔ بات وہی ٹھیک ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ قصہ ختم۔۔۔ میں کوئی نبی ہوں کہ میری بات مانی جائے۔ میری بات غلط ہو سکتی ہے۔ میری بات چھوڑی جا سکتی ہے۔

اس لیے امام مالک کہا کرتے تھے۔ وہ مسجد نبوی میں حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ اور پاس ہی اللہ کے رسول ﷺ کی قبر تھی۔ وہ کہتے کہ دنیا میں ہر آدمی کی بات رد کی جا سکتی ہے اور مانا بھی جا سکتا ہے سوائے اس قبر والے کی بات کے۔ یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے کہ جس کی ہر بات مانی جائے گی۔ ہر ابو بکر صدیق ہوں' حضرت عمر ہوں' حضرت عثمان ہوں' حضرت علی رضی اللہ عنہم ہوں' کوئی ہو اللہ نے کسی کی بات کی کوئی گارنٹی نہیں دی کہ جب بولتا ہے تو سچ ہی بولتا ہے۔ میری جانب سے ہی بولتا ہے۔ یہ گارنٹی صرف اور صرف محمد ﷺ کی ہی دی ہے۔ دیکھو نا۔۔۔ قرآن میں ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ عین اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ بس قصہ ہی ختم۔۔۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ آپ کے علاوہ کسی کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے۔ اگر آپ حنفی بن گئے' آپ شافعی بن گئے' وہابی بن گئے' آپ نے اپنا کوئی پیر بنا لیا۔ آپ نے اپنا کوئی امام پکڑ لیا' اس کی راہ پر لگ

گئے'اس کی بات کو Follow کرنے لگ گئے اور یہ رویہ اختیار کیا کہ جو وہ فرمائے وہ ٹھیک ہے تو آپ صاف ہو گئے۔

میرے بھائیو! باتیں سخت ہیں اور آپ کو بظاہر بہت خشک نظر آ رہی ہیں۔ لیکن اندازہ کرو کتنی صاف اور ستھری ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارا ایمان کام نہیں دیتا۔ آخر دیکھو ناں کہ ہم سوچتے ہیں کہ ہم میں کتنے نمازی ہیں' کتنے روزہ رکھنے والے ہیں' ان میں جان کیوں نہیں ؟ شاید آپ نہ سوچتے ہوں خدا کی قسم میں تو بہت سوچتا ہوں۔ کہ اللہ دنیا میں اتنے مسلمان ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے' حج کرنے والے' لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اور ہم نے خود حج پر جا کر دیکھا ہے کہ وہاں لوگ اتنے ہوتے ہیں جیسے ٹڈی دل ہوتا ہے۔ اس طرح سے انسان ہوتے ہیں۔ لیکن آپ ذرا چیک کر کے دیکھیں تو نہ ایمان' نہ دین' نہ اسلام کچھ بھی نہیں۔ کورے کے کورے۔ پھر اب اللہ کیا حج قبول کرے کیا نماز قبول کرے اور کیا دعا سنے۔ میں آپ کو وہ پوائنٹ بتا رہا ہوں کہ آخر وجہ کیا ہے اتنے نمازی ہیں' اتنے روزہ دار ہیں' اتنے حج کرنے والے ہیں لیکن بات پھر بھی نہیں بن پا رہی۔ یہودی کتنے ہیں ؟ اسرائیل کتنا بڑا ملک ہے ؟ ایک چھوٹا سا ملک ہے' تھوڑی سی تعداد میں دیکھ لو اس کے رہنے والے ہیں لیکن ہمارے لیے ہوّا بنے ہوئے ہیں' اور دیکھ لو مسلمان کتنے ہیں ؟ کوئی حد نہیں' عربوں کی کوئی حد نہیں۔ لیکن دیکھ لو یہودی کیسے چھایا ہوا ہے۔ مسلمان بالکل بے کار' کسی کام کا نہیں۔ نماز' روزہ حج زکوٰۃ کچھ نہیں۔

اب دیکھو نا۔۔۔ یہ بات ہمارے سر لگا دینا کہ یہی کہتا ہے کہ نہ تمھارے روزے' نہ تمھاری نمازیں' نہ تمھارا کچھ اور۔ صفائی کرتا رہتا ہے۔ میں صرف فتوے نہیں دیتا' میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ کہ آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں ؟ میں نے بات کتنی کھول کر آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ آپ کا دل گواہی نہیں دیتا ؟۔۔ ایک دفعہ علماء کا اجتماع فیصل آباد میں ہوا۔ میں نے اس میں تقریر کرتے ہوئے کہا دیکھو یہاں سب عالم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اہل حدیثوں کا اجتماع ہے۔ دیکھو قرآن مجید کی آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اللہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے وعدہ کرتا ہے۔لَیَسْتَخْلِفَنَّکُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کہ میں دنیا میں ان کو ضرور حکومت دوں گا۔ کیا اللہ اپنے اس وعدہ سے منحرف ہو گیا ہے؟ کیوں نہیں اللہ اپنا وعدہ پورا کرتا؟ یا پھر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ کیوں؟ اگر دنیا میں اتنے مسلمان ہیں' کلمہ پڑھنے والے ہیں' نماز پڑھنے والے ہیں' روزہ رکھنے والے ہیں' سب کچھ کرنے والے ہیں لیکن سب کے سب غلام۔۔۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ پاکستان آزاد ہے۔ خدا کی قسم ہم نمبر 1 غلام ہیں۔ غلام اصل ہے کیا؟ اصل غلامی ذہن کی غلامی ہے۔ ایک آزاد مسلمان کو پکڑ کر قید کر دیں وہ آپ سے ڈرے گا نہیں اگر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پر چلنے والا ہو گا۔ اس کے دل میں کسی کا خوف نہ ہو' وہ بالکل آزاد ہے۔ اور دوسری طرف اگر وہ آپ کی حکومت میں گورنر ہے' پرائم منسٹر ہے' اور ہر ایک کے ساتھ جی حضور' جی حضور! کرتا ہے تو وہ غلام ہے۔ اصل آزادی ذہن کی آزادی ہے۔ آپ کے ذہن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کی اطاعت کا جذبہ نہ ہو۔ آپ دیکھ لیں ہم غلام در غلام ہیں۔ پہلے امریکہ اور روس کی تہذیب کے پھر اپنے ملک کی تہذیب کے' یہ تہذیب کیسی بھی غلط سلط ہے ہم اس کے غلام ہیں۔ آزادی کسے کہتے ہیں؟ آزاد وہ ہوتا ہے جو اللہ کا فرمانبردار ہو' اس کے سوا کسی کی بات کو تسلیم نہ کرتا ہو وہ آزاد ہے۔

اب یہ غلامی دور کیوں نہیں ہوتی؟ اس لیے کہ ہم اللہ کے غلام نہیں ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو خط لکھا کہ مجھے نصیحت کرو لیکن ہو مختصر سی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں ایک سطر لکھی۔ اگر تو لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ کرے' اللہ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے تو لوگ تجھ سے ناراض ہی رہیں گے' کبھی راضی نہ ہوں گے۔ اور اگر تو اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرے اور لوگوں کی بالکل پرواہ ہی نہ کرے تو لوگ تیرے پیچھے لگ جائیں گے۔ تیرے تابع ہو جائیں گے۔ بس یہ خط لکھا اور روانہ کر

دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دنیا کی قومیں اس قدر مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گی جس طرح کھانے کے پیالے پر بھوکے لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ جب آپ نے یہ بیان فرمایا تو صحابی پوچھتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس وقت مسلمان تھوڑے ہوں گے؟ فرمایا بڑی تعداد میں ہوں گے لیکن ان کے دلوں میں خدا کا خوف نہ ہوگا۔ وہ لوگوں سے ڈرتے ہوں گے۔ جب لوگوں کے دلوں میں لوگوں کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ بزدل ہو جاتے ہیں۔ اور جب کسی کے دل میں سوائے اللہ کے ڈر کے کسی اور کا ڈر نہ ہو تو پھر وہ آدمی دلیر ہو جاتا ہے۔

اور یہ توحید ہے۔ آج کے مسلمانوں سے توحید غائب ہے۔ آج مسلمان توحید کو کھو بیٹھے ہیں۔ اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ تو میرے بھائیو! یہ باتیں میں آپ سے اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہم مسلمان ہونے کی کوشش کریں۔

جب آپ جمعہ پڑھ کر جائیں تو کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ یہیں جھاڑ کر نہ چلے جائیں۔ یہاں سے کچھ نہ کچھ اپنے پلے باندھ کر لے جایا کریں۔ راستے میں بھی سوچیں' اور گھر جا کر بھی غور کریں۔ اس میں سے کچھ نہ کچھ پیغام اپنی بیوی کو بھی پہنچائیں' اپنے بچوں کو بھی سنائیں۔ اپنے گھر والوں میں اس کے نفاذ کی کوشش کریں۔ اس لیے کہ کم از کم ہماری نجات تو ہو جائے۔

یاد رکھو! منافق کی نجات نہیں ہوگی۔ منافق کی نماز نہیں۔ منافق کسے کہتے ہیں؟ اس کو جس سے اسلام بدنام ہوتا ہے۔ جس سے مسلمان بدنام ہوتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ اسلام کی بدنامی کی کوئی انتہا ہے؟ اتنی بدنامی' اتنی بدنامی کہ اب تو دنیا صاف لفظوں میں کہنے لگ گئی کہ اسلام ایک مردہ مذہب ہے۔ اسلام اب چل نہیں سکتا۔ اور اسکی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ ہم مسلمانوں پر اور خاص کر مولویوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

خدا کے لیے آپ اس بات کا خیال رکھیں' سننے کے بعد اپنے اندر کچھ نہ کچھ تبدیلی ضرور لایا کریں۔ اپنے دل کو مضبوط کریں' اپنی اصلاح کی کوشش کریں' اس کے بعد اپنے گھر میں انقلاب لائیں۔ اور اگر آپ کے دل میں یہ تڑپ پیدا نہیں ہوتی تو سمجھ لیں کہ آپ

کے اسلام میں جان نہیں ہے۔ اگر ایمان میں جان نہ ہو تو پھر نماز کو نہ دیکھیں کہ نمازی ہوں'
مجھے نماز کی عادت ہے۔ بعض لوگوں کو زہر کھانے کی بھی عادت ہوتی ہے اور زہر زہر ہوتا
ہے۔ اور اگر کسی کو لگ جائے تو پھر کچھ نہیں کہتا۔ اسی طرح سے نماز ہے۔ نماز بہت بڑی
معراج ہے۔ بہت بڑی پریکٹس ہے۔ اور کسی کو عادت پڑ جائے تو اٹھائے رکھتی ہے۔ جہاں
بیٹھا ہوتا ہے وہیں رہتا ہے۔ کسی کو کچھ نہیں ہوتا۔ اور اگر نماز انسان کو فٹ بیٹھ جائے۔ اور
انسان میں نماز کب فٹ بیٹھتی ہے جب انسان میں غیرت ہو۔ جب ایمان میں جان ہو۔
جب آپ کے اندر ولولے ہوں۔ جب آپ کے اندر جوش اٹھے۔ آپ کہیں کچھ کرنا چاہیے۔
آج کل مسلمانوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔

ہائے ہائے! دیکھ لیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کہا کرتے تھے۔ اَیُّ السَّمَآءِ
تُظِلُّنِیْ وَ اَیُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِیْ کونسا آسمان سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھے اٹھائے گی۔
لیکن دیکھ لو ہمارے سامنے ہی کوئی اسلام کی ٹانگ توڑ رہا ہے اور کوئی اس کا حلیہ بگاڑ رہا ہے۔
کوئی اسلام کی جیسے مرضی درگت بنائے ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ بالکل پرواہ نہیں
کرتے۔ ذرا پرواہ نہیں ہے۔ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہمارا ایمان مردہ ہو چکا ہے۔ میں یہ
بات بار بار آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ اب دیکھ لو جنھوں نے روزے رکھنے ہیں وہ ابھی سے
سوچ لیں کہ میری کمائی ٹھیک ہے کہ نہیں؟ رشوت کی کمائی والا جتنے مرضی روزے رکھے'
جتنے مرضی افطار کروائے اس کو ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور جو حلال پر رکھے اور حلال پر
کھولے تو اس کو ان روزوں کا فائدہ ہے۔ اور اگر کسی نے حرام پر روزہ رکھا اور حرام پر افطار کیا'
تو اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ کوئی فائدہ نہیں۔ یعنی جب تک انسان سوچتا کہ ہم نے نمازیں
پڑھیں' ہم نے روزے رکھے' حج کیے' زکوتیں دیں کہ کیا بات ہے؟ فرق کیوں نہیں پڑتا
کوئی Change کیوں نہیں آتی۔ کوئی جان نہیں پڑتی۔

میں حیران ہوں کہ آدمی جو کسی حکیم سے چند دن علاج کرواتا ہے' تو یا تو اسے
چھوڑ دیتا ہے یا کہتا ہے کہ مجھے بہت فائدہ ہوا ہے۔ میرا دل کام کرنے کو چاہتا ہے۔ میرا دل

چاہتا ہے کہ میں دوڑوں۔ چھلانگیں لگاؤں۔ خون کا دوران شروع ہو گیا ہے' مجھ میں اچھی خاصی جان پڑ گئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دوائی کا فائدہ ہے اس کو جاری رکھا جائے۔ اور اگر پانچ چھ دن دوائی کھانے کے بعد کچھ نہ ہو' فائدہ کچھ نہ ہو' پیسے بے کار جا رہے ہوں تو پھر علاج کا فائدہ؟

لیکن دیکھ لو رمضان آیا' روزے رکھ لیے' دوسرا سال آیا' روزے رکھ لیے' تیسرا سال آیا روزے رکھ لیے۔ عیدیں ہم نے پڑھیں۔ نمازیں ہم نے پڑھیں۔ حج ہم نے کیے۔ لیکن کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی جان پڑی ہو۔ کوئی تبدیلی آئی ہو۔ آخر یہ بات ایسی مردنی کیوں ہے؟

اس پر غور کریں' اس پر توجہ دیں۔ آپ سے بار بار عرض کرتا ہوں کہ بغیر سوچے سمجھے اللہ کو اسلام پسند نہیں ہے۔ قرآن جا جا کہتا ہے وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ یہ دنیا کی زندگی کیا ہے؟ کھیل ہے' اور تماشا ہے۔ وَ اِنَّ الدَّارَالاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ اصل زندگی تو بس اگلے جہان کی زندگی ہے۔ اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ تم کیوں عقل نہیں کرتے۔ خدا نے جب ہمیں عقل دی ہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے کام لو۔ غور و فکر کرو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر79

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ فَلاَ تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلاَ يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا

[35الفاطر:5]

ہم جانتے ہیں اور کوئی آدمی اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کر سکتا کہ جب کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کا ضرور نتیجہ نکلتا ہے۔ اچھا کام ہو تو اچھا نتیجہ نکلے گا اور اگر برا کام ہو تو برا نتیجہ نکلے گا۔ آپ کسی آدمی سے اچھی بات کریں، خوش اخلاقی سے پیش آئیں، تحفے بھیجیں اور اچھا سلوک کریں تو آپ کو اچھے رد عمل کی امید ہو گی۔ اور اگر آپ کسی کو گالی دیں، کسی کو برا بھلا کہیں، تو ظاہر ہے کہ وہ بھی آپ سے لڑے گا ہی۔ دوسری طرح سمجھیں کہ اگر آپ کوئی ایسی چیز کھائیں جو مضر صحت ہے تو آپ کا کیا خیال ہو گا؟ یہی نا کہ وہ آپ کو نقصان ہی پہنچائے گی۔

یہی قاعدہ دین کے معاملات میں بھی مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے بندو!
تم جو کام کرو گے وہی اس کا نتیجہ نکلے گا۔ اچھے کام کرو گے تو اچھا نتیجہ نکلے گا اور اگر برے کام
کرو گے تو اس کا نتیجہ بھی برا ہی نکلے گا۔ اس سے زمین میں فساد ہو گا' بدامنی ہو گی' بے چینی
ہو گی' جو قلبی اطمینان اور سکون ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ اور اگر اچھا کام کرو گے تو فضا تک
تمھارے لیے ہموار ہو جائے گی۔ دنیا میں چین اور سکون ملے گا۔ امن نصیب ہو گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا
كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ زمین میں فساد برپا ہو چکا ہے۔ کیا سمندروں میں اور کیا خشکی میں
لوگوں کے عملوں کی وجہ سے۔ آج کل بظاہر بدامنی کا زمانہ ہے۔ بے چینی کا زمانہ ہے۔ ملک
میں اطمینان اور سکون نہیں۔ کسی بھی ملک میں اطمینان اور سکون نہیں۔ پاکستان کا حال تو آپ
کے سامنے ہے کسی بھی ملک میں امن اور سکون نہیں ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے ؟ سب ہی یہ
کہیں گے کہ یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔

جب اللہ نے یہ بات فرما دی۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا
كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ فساد ظاہر ہو چکا ہے' بر میں بھی' خشکی میں بھی' اور سمندروں میں
بھی۔ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اعمال ہی ایسے ہیں۔ جو
اعمال لوگ کرتے ہیں ان کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری دنیا فساد کی لپیٹ میں آ گئی ہے۔ ہر طرف
بدامنی اور بے چینی ہے۔ ویسے ہمارے مفکرین بیٹھے اور سوچ رہے ہیں کہ اس کا علاج کیا ہے
؟ ہمارے لیڈر یہ کہتے ہیں کہ اگر جمہوریت بحال کر دی جائے' تو امن اور چین ہو جائے گا۔
اور حالانکہ یہ اتنی بڑی غلطی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ بھٹو صاحب کے زمانے میں
جمہوریت بحال ہو گئی تھی' الیکشن ہوئے تھے' اور بہت حد تک صحیح الیکشن ہوئے لیکن دیکھ لو
ملک میں کیسے بدامنی ہوئی' کیسے فساد ہوا؟ اور ابھی تک اس کا اثر زائل نہیں ہوا۔ یہ کوئی علاج
نہیں کہ لوگوں کو آزادی مل جائے اور لوگ کھل کر اپنی رائے کا اظہار کریں ۔۔۔ یہ کوئی

علاج نہیں ہے۔

جو علاج بیماریوں کا قرآن بتاتا ہے اصل میں وہی علاج صحیح ہے اور جو بے دین طبقہ' ہمارا یہ پڑھالکھا طبقہ سوچتا ہے یہ کوئی علاج نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ فساد تمام روئے زمین پر آچکا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ تمھارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اگر تمھارے اعمال اچھے ہوں تو تمھارا یہ حشر نہ ہو' تمھاری یہ درگت نہ بنے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اگر لوگ اچھے عمل کریں تو اللہ اتنا مہربان ہو جائے کہ رات کو بارش کر دے اور صبح کو دھوپ نکال دے تاکہ کاموں میں کوئی خرابی واضح نہ ہو۔ جہاں کسی کو جانا ہو وہ جاسکتا رہے اور بارش بھی اللہ دے دے' زمین سرسبز ہو جائے اور پانی سے مالامال ہو جائے۔ (مشکوۃ کتاب الاداب' باب التوکل والصبر) یہ صورت کہ ان کا کام بھی چل جائے اور رکاوٹ بھی کوئی پیدا نہ ہو۔ مگر کب؟ جب اللہ لوگوں پر مہربان ہو اور اللہ لوگوں پر خوش ہو جبکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ بے موسمی بارشیں ہو رہی ہیں' کئی سال سے یہی تجربہ ہو رہا ہے' گندم تباہ ہو رہی ہے۔ اسی طرح اسٹیشنوں کو دیکھ لو' گوداموں میں دیکھ لو' کس طرح سے تباہی ہو رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لوگ بے عقل ہیں' لوگ بے وقوف ہیں؟ نہیں بڑے بڑے مدبر' بڑے بڑے باہر سے اسپیشلائزیشن کر کے آتے ہیں۔ بڑے بڑے اکانومسٹ آتے ہیں' ڈگریاں لے کر آتے ہیں لیکن دیکھ لو کیسی تباہی ہو رہی ہے؟

وجہ کیا ہے؟ کوئی وجہ نہیں صرف ایک ہی وجہ ہے بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ جب اعمال برے ہوں گے تو اس کا نتیجہ لازمی برا ہی نکلے گا۔ اب برے اعمال کون سے ہوتے ہیں اور اچھے اعمال کون سے ہوتے ہیں؟ اب دیکھیے جو عمل خدا کے حکم کی روشنی میں کیا جائے وہ عمل اچھا ہوتا ہے اور جو عمل خدا سے آزاد ہو کر' خدا سے بے پرواہ ہو کر' خدا

سے بے نیاز ہو کر کیا جائے وہ برا ہو تا ہے۔ اللہ خالق ہے' اللہ رازق ہے' اللہ مالک ہے' خدا کہتا ہے: اے بندے! میں نے تمھیں پیدا کیا ہے' میں نے تمھیں طاقت دی ہے' اور میں ہی تمھارے لیے طاقت بحال کرنے کا سامان پیدا کرتا ہوں۔ اب تو اس طاقت کو اپنی مرضی سے خرچ کرے' یہ بے انصافی اور ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ تمھیں چاہیے کہ اپنی طاقت کو میرے حکم کے تحت خرچ کرے' جب اللہ کے حکم کے تحت خرچ ہو گی تو اس کے نتائج بہترین نکلیں گے۔ جب اچھے نتائج نکلیں گے تو کبھی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ دیکھ لیں کس قدر سکون اور چین ہو تا چلا گیا۔ آپ نے فرمایا "حیرہ" مکہ سے کتنی دور جگہ ہے مکہ سے سینکڑوں میل دور ہے' وہاں سے ایک عورت چلے گی اور بلا خوف و خطر حج کے لیے چلے گی اور اسے کوئی خوف و خطر نہیں ہو گا۔ پورے سکون کے ساتھ وہاں تک پہنچے گی اور بلا خوف و خطر حج کے لیے آئے گی اور حج سے واپس جائے گی۔

اور آج آپ دیکھ لیں کتنے یہاں اغوا ہوتے ہیں؟ اللہ میرا معاف کرے لڑکیوں کے اغوا' عورتوں کے اغوا تو علیحدہ رہ گئے' آدمیوں کے اغوا کتنے ہو رہے ہیں اور پھر کوئی پتہ نہیں چلتا کہ اس کا کیا بنے گا۔ اس کا کیا حشر ہو رہا ہو گا؟ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ہر شہر میں پولیس موجود ہے' فوج موجود ہے' چاروں طرف حکومتیں موجود ہیں بلکہ ڈبل ڈبل حکومتیں موجود ہیں لیکن کوئی کسی قسم کا اطمینان اور سکون نہیں ہے۔ یہ کیوں؟ صرف قرآن سے دوری کی وجہ سے۔ اللہ کی جو تعلیم ہے اس سے دوری کی وجہ سے۔

اللہ نے فرمایا یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَاللّٰہِ حَقٌّ [35:الفاطر:5]

لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جو بات اللہ کہتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے۔ وہ غلط کبھی نہیں ہوتی۔ فرمایا لاَ یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ اللہ اپنے وعدہ کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لاَ یَعۡلَمُوۡنَ [30:الروم:6] لیکن اکثر لوگ۔ مسلمان اس بات کو جانتے نہیں

ہیں۔ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وہ صرف ظاہری دنیا کو جانتے ہیں و هم عن الآخرة هم غافلون [30:الروم :7] آخرت کا انھیں کچھ پتہ ہی نہیں۔ کیسے! کیا آج کل بالکل یہ حالت نہیں ہے؟ اللہ کیا وعدہ کرتا ہے' اللہ کیا کہتا ہے؟ اس کی بالکل پرواہ نہیں۔ دیکھیے! اللہ کی کہی ہوئی بات سو فیصد یقینی ہے۔ وہ کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اللہ نے یہ بات صاف کہی ہے۔

دیکھو! قرآن آیا ہے۔ یہ ہماری دنیا کی زندگی میں آیا ہے۔ یہ تو نہیں کہ ہم مر کر جائیں گے تو قرآن وہاں ملے گا؟ قرآن اب آ گیا ہے۔ قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ اس انداز سے رہنمائی کرتا ہے کہ دنیا میں تم ایسی زندگی گزارو۔ اگر قرآن کی روشنی میں گزارو گے تو تمھاری آخرت بھی درست ہو گی۔ بظاہر رہنمائی دنیا کی کرتا ہے لیکن سیدھی ہماری آخرت بھی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم اس قسم کی ہے کہ وہ رہنمائی دنیا کی کرتا ہے' جس سے ہماری دنیا بہتر ہوتی ہے۔ لیکن نتیجے کے طور پر ہماری آخرت بھی بہتر ہوتی ہے۔ جبکہ ہم کیا کرتے ہیں' ہم نے قرآن مجید کو رہنما ماننا چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ ہمارے 95 فیصد آج کل کے مسلمان قرآن کو رہنما مانتے ہی نہیں۔ یہ ایمان ہی نہیں کہ قرآن ہدایت کرتا ہے۔ قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن ہمارے لیے گائیڈ ہے۔ یہ ایمان ہی نہیں۔ بالکل اس طرف رخ ہی نہیں کرتے۔

بس کسی کو امریکہ بھیجیں گے' وہ وہاں جائے گا ٹریننگ لے کر آئے گا اور اپنے ملک میں آکر حکومت کرے گا۔ روس سے ٹریننگ لے آؤ اور آکر حکومت کرو۔ برطانیہ بھیجتے ہیں ریفریشر کورس کے لیے کہ وہاں سے ٹریننگ لے آؤ اور آ کر اپنے ملک میں حکومت کرو۔ اور قرآن کیا کہتا ہے؟ اس کی بالکل پرواہ نہیں' کسی بڑے کو اور نہ کسی چھوٹے کو' نہ حاکم کو اور نہ محکوم کو۔ بالکل اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ میرے بھائیو! یہ قرآن سے ایمان کی نفی ہے۔ یہ حقیقت میں قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

اللہ اپنے نبی ﷺ سے کیا کہتا ہے: فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ اے نبی! سیدھا رہ کہ

اپنے آپ کو جیسے تجھے حکم ہوتا ہے۔ اندازہ تو کریں یعنی محمد ﷺ جیسا شریف انسان نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ آئندہ کبھی پیدا ہوگا۔ ایسا شریف انسان لیکن خدا نے فرمایا فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ جیسے تجھے حکم ہوتا ہے ویسے کر۔ اور دوسری جگہ اللہ نے فرمایا فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَكَ [11:ھود:112] اور تو سیدھا رہ اور جو لوگ تیرے ساتھ توبہ کر کے شامل ہوتے جاتے ہیں ان سے بھی کہو کہ وہ بھی سیدھے رہیں۔ اپنی نہ چلائیں وَلَا تَطۡغَوۡا [11:ھود:112] خدا کے حکم سے بغاوت نہ کریں۔ اگر اپنی چلائیں گے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ وہی نتیجہ نکلے گا جو آج پاکستان میں نکل رہا ہے۔ ساری دنیا میں جو آج نتیجہ نکل رہا ہے۔

دیکھیے قرآن پر ایمان کے یہ معنی قطعاً نہیں ہیں کہ اس کو چوم لیا، چاٹ لیا، اس کو سر پر اٹھا لیا، بہترین سبز غلاف میں، بہت قیمتی غلاف میں اس کو لپیٹ لیا اور اونچی جگہ پر اس کو رکھ دیا۔ بیٹی کی شادی کی، جہیز میں اس کو رکھ دیا، یہ کوئی ایمان کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ سلوک تو سکھ بھی اپنی کتاب کے ساتھ کرتے ہیں۔ کبھی آپ نے سکھوں کو دیکھا ہے؟ جب وہ گرنتھ اٹھا کر لے جاتے ہیں وہ پنکھا جھولتے جاتے ہیں۔ کتنا احترام ہے مسلمانوں سے بھی بڑھ گئے احترام میں لیکن کیا نتیجہ نکلا اس سے سکھ سکھ ہی ہے۔

بالکل یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ قرآن مجید کو پیٹھ نہ کرو، اس سے قرآن مجید کی بے ادبی ہے۔ قران مجید کا اس سے احترام نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ فرماتا ہے۔ فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ [3:آل عمران:187] ویسے پھینک رکھا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک رکھا ہے۔ قرآن نے یہ کردار یہودیوں کا بیان کیا ہے۔

اب دیکھیے! کبھی آپ نے سوچا ہے کہ ہمارے گھر میں قرآن کی حکمرانی ہو، برادری میں قران کا حکم چلتا ہو، ہمارے شہر میں، ہمارے ملک میں قرآن کا حکم چلتا ہو۔۔۔نہ۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ اور میں نے آپ ﷺ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس بات کا جواب سوچ لیں،

سمجھ لیں۔ دیکھیں مرتے ہی آپ کو پتہ لگ جائے گا۔ جونہی موت آئی فوراً پتہ لگ جائے گا کہ ہم رسمی مسلمان تھے اور اسلام کو ہمارا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

قرآن کو پڑھ کر دیکھیے! قرآن نے یہ بات صاف کہی ہے۔ سورۃ المائدہ میں قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب ۔۔۔ تورات اور انجیل کو گلے لگانے والو! اس کو چومنے اور چاٹنے والو! لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ [5:المائدہ:68] تمہارا کوئی دین ایمان نہیں۔ جب تک تم اس پر عمل نہیں کرو گے۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ اب آپ اپنے دل سے پوچھیے آپ نے آخر قبر میں جانا ہے۔ آپ کا قرآن پر عمل ہے؟ اور اگر قرآن پر عمل نہیں ہے تو آپ کا قرآن پر ایمان نہیں ہے اور جس کا قرآن پر ایمان نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

اللہ اکبر! جب ہم کہتے ہیں کہ پاکستان میں دس کروڑ یا بارہ کروڑ مسلمان آباد ہیں تو ہم کہتے ہیں اس مغالطے میں نہ پڑو۔ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو جی! کیسے بے وقوف ہیں۔ یہ ہے ناانتشار کی بات۔ کیسی غلط بات کہتے ہیں' سارا جہان ان کو مسلمان کہتا ہے' اور سارا جہان یہ کہتا ہے کہ پاکستان میں بارہ کروڑ مسلمان ہیں اور یہ کہتے ہیں یہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ میرے بھائیو! ٹھنڈے دل سے سوچو! غور کرو' آپ خود فیصلہ کر لیں گے کہ حقیقت کیا ہے؟

اب سوچیے! کہ خاوند کا خط آیا ہے' بیوی اسکی پاکستان میں رہتی ہے' خاوند اس کا باہر رہتا ہے۔۔ سعودی عرب یا کسی اور ملک میں۔۔۔ وہاں سے وہ خط لکھتا ہے کہ فلاں کام کرو' فلاں جگہ جانا' فلاں جگہ نہیں جانا۔ گھر پر رہنا کوئی اور بات۔۔۔ اور وہ اس خط کو چومتی ہے' چاٹتی ہے' سینے سے لگاتی ہے کہ میرے خاوند کا خط ہے۔ اس سے بڑی محبت کرتی ہے۔ لیکن پڑھ کر یہ نہیں دیکھتی کہ اس میں لکھا کیا ہے؟ اس نے کہا کیا ہے؟ اس خط کے اندر اس نے کیا تاکید کی ہے؟ اس کی طرف اس کا ذہن ہی نہیں جاتا۔ وہ اس بات کی پرواہ ہی نہیں کرتی۔ دیانتداری سے بتایئے کہ جب خاوند کو معلوم ہوگا' جب وہ گھر آئے گا' اس کو معلوم ہو گا کہ جو

کچھ میں نے کہا تھا بیوی اس کی بالکل خلاف ورزی کرتی رہی ہے تو کیا وہ اسکا چومنا' چاٹنا' اس کو ٹرنک میں رکھنا پسند آئے گا؟ وہ خاوند اس سے خوش ہو گا؟ کہ اس نے میرے خط کی بڑی عزت کی؟

آخر کیوں ہم اس مغالطے میں ہیں کہ ہم مسلمان ہیں؟ میرے بھائیو! مسلمانوں سے خدا کبھی ایسا سلوک نہیں کرتا جیسا کہ ہم سے کرتا ہے۔ مسلمانوں سے خدا کبھی ایسا سلوک نہیں کرتا جیسا کہ آج مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ خدا مسلمانوں کو کبھی بھی ذلیل نہیں کرتا۔ خدا مسلمانوں کو کبھی غلام نہیں بناتا۔ خدا مسلمانوں کو کبھی دنیا میں بے عزت نہیں کرتا۔ دیکھو نا قرآن کے الفاظ ہیں۔ وَ اَنْتُمُ الاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ [3:آل عمران:139] اگر تم ایمان والے ہو تو تم سربلند رہے ہو گے' باقی سب نیچے ہوں گے اور تم اوپر رہو گے۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ [47:محمد:7] اگر تم اللہ کے دین کا کام کرو گے' اللہ کے دین کو اونچا کرو گے' تو اللہ تمھاری مدد کرے گا۔ تمھیں اونچا کرے گا۔ یہ قرآن کہتا ہے۔ لیکن مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اور اب ہمارا قبلہ اور کعبہ کیا ہے؟ برطانیہ ہے یا امریکہ ہے۔ دوڑتے جاتے ہیں ادھر کو' دوڑتے جاتے ہیں ادھر کو' دوڑتے جاتے ہیں ادھر کو۔ جو ملتا ہے وہیں سے لاتے ہیں۔ اور اس کو اپنے ملک میں نافذ کرتے ہیں۔ ذہنی طور پر ہم اس کے غلام ہیں۔

دیکھیے! میں نے یہ بات کئی دفعہ عرض کی ہے ایک غلامی ہوتی ہے جسم کی اور ایک غلامی ہوتی ہے ذہن کی۔ جسم کی غلامی یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے بشرطیکہ ذہن غلام نہ ہو۔ اور جس کا ذہن غلام ہو وہ بے شک بظاہر دنیا میں آزاد ہو اس سے بدتر غلام کوئی نہیں ہے۔ آج کا مسلمان کہتا کہ پاکستان ایک آزاد مل ہے۔ پاکستان ایک آزاد مملکت ہے۔ یہاں ہماری حکومت ہے لیکن آپ دیانت داری سے بتائیں کہ کیا پاکستان کا ذہن آزاد ہے؟ اس پر انگریز حکومت نہیں کرتا؟ انگریز کی تہذیب' انگریز کی سیاست' انگریز کا تمدن' انگریز کی ہر چیز اس کے ذہن میں بہت اونچی نہیں ہے۔ اگر ہے تو پھر یہی ذہنی غلامی ہے۔ دیکھ لیں اب لوگ یاد نہیں

کرتے انگریز کے دور کو انگریز کے دور میں انصاف تھا' ظلم نہیں ہوتا تھا۔ ہر ایک کی عزت محفوظ ہوتی تھی' ان کی سیاست جو مرضی ہو' ہماری بلا سے لیکن کم از کم امن تھا اور آج ہم غلام ہیں ذہنی طور پر ہم انگریز کے غلام ہیں۔ ویسے ہم آزاد ہیں۔ اگر آپ کا ذہن اسلام کو نیچا نہیں سمجھتا تو آپ ذہنی طور پر غلام ہیں اور ذہنی طور پر جو غلام ہو وہ کبھی مسلمان نہیں ہوتا۔

دیکھیے! رسول اللہ ﷺ جیسا با اخلاق اور شرم و حیا والا' آپ ﷺ جیسا بہترین کوئی تصور کر سکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود آپ کی شان یہ تھی کہ آپ کہا کرتے تھے کہ دیکھو اے میرے صحابہ سنو! تمھارا رعب اتنا ہونا چاہیے کہ تم گلی سے گزرو' سڑک پر سے گزرو' پھر تمھیں کوئی دیکھے تو ایک طرف ہو کر چلے کہ مسلمان آرہا ہے۔ نرم طبیعت کے انسان تھے۔ لیکن کفر کے مقابلے میں آپ کی غیرت کس قدر تھی۔ حدیث کے الفاظ ہیں فَاضْطَرُّوْہُ اِلٰی اَضْیَقِہٖ ان کو مجبور کر دو کہ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ ہو کر چلیں۔ تم سے دور رہیں' ڈر کی وجہ سے' تمھاری ہیبت کی وجہ سے (صحیح مسلم کتاب السلام باب النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام)

اور آج دیکھ لیں ایک صاحب آجائے' ایک میم آجائے' ہمارے دفتر میں' گھر میں' وہ کلرک جو آپ کے سات سات چکر لگواتا ہے جب کوئی انگریز آجائے گا دوڑا دوڑا ساتھ چلے گا۔ دوڑا دوڑا ساتھ چلے گا۔ فوراً اس کا کام کرے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان چلا جائے' ایسا ذلیل کرے گا کہ میرے خیال میں کوئی جانور کو بھی اتنا ذلیل نہیں کرتا۔

میرے بھائیو! اس کے بعد بھی آپ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں' مسلمان کا کردار' مسلمان کی سیرت' میرے بھائیو! اس کا نقشہ قرآن پیش کرتا ہے۔ ہائے! قرآن ایک عملی کتاب ہے۔ قرآن ایک صرف تقدس والی کتاب نہیں ہے' جیسا کہ ہم نے سمجھ رکھا ہے۔ اس سے پیار کرو' اس سے محبت کرو' اس کو رمضان شریف میں سن لو' اس کو اونچا رکھو' اس کو پیٹھ نہ کرو۔ اس کو یہ نہ کرو اس کو وہ نہ کرو۔ یہ خاطریں واطریں کچھ نہیں۔ ہمارا تو دین ہی ایسا ہو چکا ہے۔ اب دیکھو نا بھولا بھالا مسلمان' بے خبر مسلمان' جاہل مسلمان' حضور

ﷺ جب نام آئے گا تو چومے گا' چاٹے گا' دوسرا کہے گا کہ واہ! کتنی محبت ہے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ کیا کہتے ہیں؟ اس کا خیال ہی نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تربیت کیا ہے؟ اس کا کوئی خیال نہیں۔ نام چوم لے گا' سینے کو ہاتھ لگائے گا۔ بڑی محبت کا اظہار کرے گا لیکن نبی ﷺ کیا کہتے ہیں اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں۔

اور یہی حال قرآن کا ہے۔ قرآن کو ہم پیٹھ نہیں کرتے ویسے پیٹھ پیچھے ہی پھینک رکھا ہے۔ قرآن کو ہم پیٹھ نہیں کرتے لیکن کرتے کیا ہیں۔ ایسی جگہ پھینکا ہے کہ اس پر کبھی نگاہ ہی نہ پڑے۔ اور ہم پڑھتے کیا ہیں؟ اکنامکس۔۔۔ یہ ہمارے ملک میں بڑا اونچا مضمون سمجھا جاتا ہے کہ اس سے نوکری بڑی اچھی ملتی ہے۔ اس میں ترقی بڑی ہے۔ لیکن قرآن مجید کیا کہتا ہے؟ پتہ ہی نہیں۔

حدیث میں آتا ہے لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ فلاں چیز بڑی مہنگی ہو گئی ہے۔ اس کو کنٹرول کر دو۔ اس کی قیمت مقرر کر دو تا کہ نرخ جو ہے چڑھے نہیں۔ صحابہ اکٹھے ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ چیز مہنگی ہو گئی ہے۔ دن بدن اس کی قیمت بڑھتی جارہی ہے۔ اس کا نرخ مقرر کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نرخ مقرر کرنا اللہ کا کام ہے۔ یہ ظلم نہیں کرنا' اس سے سراسر نقصان ہو گا فائدہ نہیں ہو گا۔ (ابو داؤد کتاب البیوع باب فی التسعیر) یہ قرآن کا اکنامکس ہے۔ نبی ﷺ نے جو بات کہی وہ کیا تھی؟ یہ کہ کسی چیز کا نرخ مقرر کر دینا یہ ظلم ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے۔ لیکن ہماری موجودہ اکنامکس کیا کہتی ہے۔ فوراً کنٹرول کرو۔ قیمت مقرر کر دی۔ تو کیا ہوا؟ فوراً چیز مارکیٹ سے غائب ہو گئی۔ بلیک میں جتنی مرضی کی لے لو۔ پھر کہیں گے کہ دیکھیں جی! یہ بلیک مارکیٹنگ کرتا ہے۔ یہ ظالم ہے۔ خود جواز مہیا کرتے ہیں۔ اسباب پیدا کرتے ہیں' اور پھر خود ہی اس کو گالیاں دیتے ہیں۔

اب دیکھو نا رسول اللہ ﷺ قرآن کی تعلیم عام کرتے ہیں۔ وہ کسی کالج سے نہیں پڑھے' انگریزی تہذیب کا اثر تک نہیں پہنچا۔ کیا پیاری بات اور سادہ بات کہی۔ جب

لوگوں نے کہا کہ کنٹرول کر دیں' یہ جو نرخ ہے اس کو کنٹرول کر دیں کہ قیمت نہ بڑھے آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ ظلم ہے' یہ کام نہیں کروں گا۔ نرخ جو ہے وہ خود بخود طے ہو تا ہے۔ اگر شار میچ ہو گی مال باہر سے آئے گا' سپلائی جب زیادہ ہو گی تو قیمت خود بخود گر جائے گی۔ یہ تو بالکل پانی کی طرح سے ہے جہاں گہرائی ہو گی ادھر کو پانی بہے گا۔ جب سطح پوری ہو جائے گی تو بند ہو جائے گا۔ جدھر نیچائی ہو گی پانی پھر اسی طرف چلنے لگ جائے گا۔ نرخ تو خود بخود طے ہو تا جاتا ہے۔ اس میں مداخلت کرنا تو ظلم ہے' صحیح نہیں ہے۔ کتنی سیدھی سائنس تھی اور کتنا سیدھا سا علم تھا۔

لیکن دیکھ لو' اسلام کی تعلیم بھی موجود اور تجربہ بھی موجود کہ اسے ہمیشہ نقصان پہنچا ہے' کبھی اس سے فائدہ نہیں ہوا اس کے باوجود دیکھ لو کیا ہو رہا ہے۔ تو میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ ملک کی سطح پر لوگوں کو مسلمان کرنا یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں' لیکن کم از کم جو جمعہ پڑھنے آجاتے ہیں' ایک جگہ ہمیں اکٹھے ہونے کا موقع مل جاتا ہے' ہم یہاں یہ سمجھ کر تو کم از کم مسلمان ہو جائیں۔

اس کا طریقہ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ قرآن مجید میں صرف ظاہری محبت کا اظہار کوئی ایمان نہیں ہے۔ قرآن پر ایمان کے معنی کیا ہیں ؟ قرآن کو اپنے گھر حاکم بناؤ۔ قرآن کی خلاف ورزی آپ کے گھر میں بالکل نہ ہو۔ آپ کا ایمان قرآن پر چیلنج ہے اور اگر قرآن کی خلاف ورزی آپ کے گھر میں ہوتی ہے تو پھر آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔ اور جب قرآن پر ایمان نہیں تو مسلمان ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو تا۔ مسلمان تو آدمی تب ہو تا ہے جب اس کا قرآن پر ایمان ہو اور ایمان کے معنی کیا ہیں ؟ یہ کہ اس پر عمل کیا جائے۔

اب قرآن کیا کہتا ہے ؟ فَاسْتَقِمْ [11:ھود:112] سیدھا رہ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ تابعین علماء کا گروہ بیٹھا ہوا ہے وہ وہاں ان کو سمجھا رہے ہیں۔

يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءُ اے عالمو! اِسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَ اِنْ

اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّ شِمَالاً فَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلاَلاً بَعِيْدًا۔ سیدھے ہو جاؤ۔ فَلاَ تَتَّخِذُوْا يَمِيْنًا وَ شِمَالاً ادھر ادھر نہ جاؤ کہ کبھی دائیں طرف لڑھک جاؤ اور کبھی بائیں طرف لڑھک جاؤ بلکہ سیدھے رہو۔ (مشکوۃ کتاب العلم) یہی اسلام ہے۔ آدمی بالکل یہ نہ دیکھے کہ فلاں کیا کرتا ہے؟ فلاں کیا کرتا ہے۔ فلاں ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ فلاں ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ اللہ اس کائنات کا مالک اور بادشاہ ہے۔ یہ قرآن اس کا قانون ہے۔ اس پر عمل کرو۔ تمھاری زندگی بالکل درست ہو جائے گیا۔ اور اگر تم نے دائیں بائیں دیکھا تو نتیجہ کیا ہو گا؟ نتیجہ وہی ہو گا جو آج پاکستان میں ہو رہا ہے۔

پاکستان بنا' کس لیے؟ اس لیے کہ اسلام آئے گا ہندو ہمارا اسلام چلنے نہیں دے گا۔ ہم نے ایک الگ ملک بنالیا۔ لیکن اب دیکھ لو آج تک یہ طے نہیں ہوا کہ اسلام کہتے کسے ہیں؟ اسلام کا ملک میں نافذ ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ آج تک یہ طے نہیں ہوا کہ اسلام کہتے کسے ہیں؟ دیانت داری سے سوچیے! یہ پتہ ہے کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ جب ذرا اسلام آتا ہے' جب ذرا اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو حنفی کہتے ہیں ہمارے فقہ آئے' شیعہ کہتے ہیں فقہ جعفریہ آئے' فلاں کہتا ہے فلاں چیز آئے' فلاں کہتا ہے کہ فلاں چیز آئے۔ اب لوگ کہتے ہیں پھر اسلام کیا ہے؟ یہ تو لڑ پڑنے والا اسلام ہے۔ اسلام کا آپس میں Clash ہے۔ یہ بھی اسلام ہے' یہ بھی اسلام ہے۔ اور یہ آپس میں لڑ بھی رہے ہیں۔ اسلام کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس کا نتیجہ کیا ہے؟ فوراً سوشلسٹ کھڑا ہو جاتا ہے کہ چھوڑ اسلام کو' یہ نہیں چل سکتا' سوشلزم آئے گا' سانجھا کھاتہ' سب اکٹھے چلیں گے۔ اس سے اسلام برباد ہو گیا۔ اب آپ حیران ہوں گے کہ ہو سب مسلمان لیکن اسلام نہ ہو۔ اب ذرا دیکھیے مسلمان کسے کہتے ہیں؟ لازمی بات ہے جو اسلام پر عمل کرے' اگر مسلمان اسلام پر عمل کرتے ہیں تو پھر یہ مطالبہ بے کار ہے کہ جی ملک میں اسلام آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ مسلمان اسلام پر عمل نہیں کرتے۔ اور وجہ یہی ہے کہ اسلام کا کسی کو پتہ ہی نہیں۔ میرے بھائیو! جب یہ پتہ نہ ہو کہ اسلام کہتے کسے ہیں تو پھر آپ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟

دیکھیے! اللہ کیا کہتا ہے ؟ فَاسْتَقِمْ سیدھا رہ۔ اور قرآن اسلام کو صراط مستقیم سے تعبیر کرتا ہے' اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ [1 :الفاتحة:6] اور ہمیں سیدھے راستے (Straight Line) کی ہدایت دے۔ اور قرآن مجید میں خدا اپنے نبی سے کہتا ہے کہ مسلمانوں سے کہتا ہے فَاسْتَقِمْ سیدھا رہ۔ دائیں بائیں نہ دیکھ۔ خط کو ٹیڑھا نہ کر' خط کو سیدھا رکھ۔ اور یہ بات بڑی سادہ ہے اور کئی دفعہ جمعہ میں بیان ہو چکی ہے کہ خط مستقیم ایک ہوتا ہے۔ وہ کبھی دو نہیں ہوتے۔ اللہ اور بندے کے درمیان خط مستقیم ایک ہی ہو سکتا ہے۔ دو کبھی نہیں ہو سکتے۔ یہ جو فلاں کہتا ہے کہ اسلام یہ ہے' فلاں کہتا ہے اسلام یہ ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔

میرے بھائیو! جو پہلا انٹرویو ہوگا' اس میں تو یہی بات ہوگی کہ تو یہ بتا اسلام کسے کہتے ہیں ؟ اگر آپ نے یہ کہہ دیا کہ فلاں فرقے کا مذہب اسلام ہے' فلاں فرقے کا مذہب اسلام ہے تو آپ برباد ہو جائیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ قبر میں سب سے پہلا سوال یہ ہوگا مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے ؟ اگر آپ کہیں کہ میرا دین اسلام ہے تو آپ کامیاب ہو گئے۔ (مشکوۃ کتاب الایمان باب عذاب القبر) اب اسلام کیا ہے ؟ اسلام کسے کہتے ہیں ؟ اس بات کو آپ سمجھ لیں اگر آپ نے یہ کہا کہ اسلام حنفی ہونے کا نام ہے' اسلام فقہ جعفری ماننے کا نام ہے' اسلام فلاں پیر کی پیروی کرنے کا نام ہے' اسلام فلاں امام کو پکڑنے کا نام ہے' اسلام فلاں مرشد کی بیعت کا نام ہے تو آپ مر گئے' برباد ہو گئے۔

پہلا مسلمان حضرت ابوبکر صدیق' حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ' حضرت عمرؓ نہ وہ فقہ جعفریہ کو جانتے تھے اور نہ ہی وہ حنفیت کو جانتے تھے' اور نہ ہی وہ وہابیت کو جانتے تھے اور نہ ہی وہ امام شافعیؒ کو جانتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود تھے وہ بہترین مسلمان۔

اسلام کسے کہتے ہیں ؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کو۔۔۔ بس۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔ اب آپ اپنے دل سے پوچھیں' اپنے ایمان سے پوچھیے کہ اسلام کسے کہتے ہیں ؟

اگر آپ نے کسی تیسرے کو شامل کر لیا تو یوں سمجھے کہ آپ نے دودھ میں پانی کا ایک ڈبہ ڈال دیا۔ میرے بھائیو! دودھ کیا چیز ہے اور پانی کیا چیز ہے۔ دیانت داری سے بتایئے زیادہ فیصد پانی ہے یا دودھ ؟ پانی سے ہی جاندار کی زندگی ہے۔ انسان ہو یا حیوان پانی اس کے لیے بہت قیمتی چیز ہے۔ دودھ کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر دودھ میں وہ صاف پانی پڑ جائے ' دودھ بد نام ہو جاتا ہے کہ نہیں ؟ دودھ کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ ملاوٹ ایسی بری چیز ہے۔

اب دیکھو ناڈالڈ ابنتا ہے۔ اس کی کتنی ایڈورٹائزمنٹ ہوتی ہے 'اس میں وٹامن اے ' وٹامن ڈی ' فلاں وٹامن ' فلاں وٹامن۔۔۔ صحت کو قائم رکھنے ولے تمام اجزاء اس میں شامل ہیں۔ لیکن لوگ کیا کہتے ہیں کہ ڈالڈا بناوٹی ہے۔ جب کہ دیسی گھی کی کبھی کوئی تعریف نہیں سنی اور کبھی یہ نہیں سنا کہ اس میں فلاں وٹامن اتنے ہیں' فلاں وٹامن اتنے ہیں لیکن ساری دنیا جانتی ہے کہ دیسی گھی کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

اسلام خالص ہے۔ کتنا بھی اونچے سے اونچا امام آجائے 'امام بخاری ہو 'امام ابو حنیفہ ہو 'امام مالک ہو ' رحمھم اللہ تعالیٰ۔۔۔ فلاں امام ہو ' فلاں امام ہو لیکن جب اللہ اور رسول ان دونوں میں کوئی تیسرا مل جاتا ہے تو کوالٹی گر جاتی ہے۔

اس لیے میرے بھائیو! یہ جمعہ کیا ہے ؟ یہ جمعہ صرف اس لیے کہ آپ کو اسلام کا پتہ لگے کہ اسلام کیا ہے ؟ اور اپنے اسلام کو درست کر لو۔ چیز جو بھی ہو جس Standard کی بھی ہو خالص ہو۔ اب کہتے کہ بتایئے جی! امام ابو حنیفہؒ کی شان کم ہے ؟ امام شافعی کی شان کم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بھائی! بڑی شان ہے۔ لیکن اگر آپ اس کو اسلام میں ملا لیں گے تو اسلام خراب ہو جاتا ہے۔ اب مرچ سرخ سالن میں پڑ جائے تو سالن مزے دار ہے۔ لیکن اگر مرچوں کو سرخ کرنے کے لیے اس میں سرخ رنگ ڈال دیا جائے تو وہ مرچوں کی وہ سرخی ذاتی نہیں ہو گی۔ بلکہ رنگ سے یہ سرخی پیدا کی گئی تھی۔ اب جو کوئی مرچ بیچتا ہے اور اس میں سرخ رنگ ملاتا ہے کہ مرچوں کا رنگ سرخ ہو جائے تو آپ وہ مرچ نہیں خریدیں گے۔ اس لیے کہ اس میں سرخی پیدا کرنے کے لیے رنگ استعمال کیا گیا ہے۔ ہاں جو سرخی مرچ کی ذاتی

ہے وہ قابل قبول ہے۔ اور اگر سرخی پیدا کی جائے تو یہ ملاوٹ ہے۔ یہ جرم ہے' اس کو پکڑ کر اندر کر دیا جائے گا۔

میرے بھائیو! جب تک اسلام خالص نہیں ہو گا کوئی عمل قبول نہیں ہو گا۔ کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا۔ میں نے شروع میں آپ سے عرض کیا کہ جو اعمال آپ کریں گے ان کا ویسا ہی نتیجہ نکلے گا اچھے اعمال کریں گے تو اچھا نتیجہ نکلے گا اور اگر برے اعمال کریں گے تو برا ہی نتیجہ نکلے گا۔ سب سے پہلے عمل جو ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے اسلام کو خالص کریں۔ اسلام کیسی تعلیم دیتا ہے کہ فَاسْتَقِمْ سیدھا رہ۔

ایک آدمی آیا' آ کر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا' یارسول اللہ! میں بہت دور دراز سے آیا ہوں۔ میرا آنا بہت مشکل ہے۔ پھر ہر ایک پر اعتماد بھی نہیں ہوتا' آپ مجھے کوئی نصیحت کریں کہ پھر مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قل کہہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہ میں اللہ پر ایمان لایا۔۔۔ ثُمَّ اسْتَقِمْ پھر اس پر پکا ہو جا۔۔۔ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ بس ٹھیک ہے۔ اب آپ نے سوچا کہ اس نے کیا سوال کیا؟ اور آپ نے کیا تعلیم دی؟ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ (صحیح مسلم' کتاب الایمان 'باب جامع اوصاف اسلام) کہہ میں اللہ پر ایمان لایا۔ پھر اس پر پکا ہو جا۔ اس میں کوئی تزلزل نہ ہو۔ اس میں کبھی ڈانواں ڈول نہ ہو۔ بلکہ اس پر پکا ہو جا۔ اس میں کوئی تزلزل نہ ہو۔ مطلب کیا ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے اس پر پکا ہو جا۔ دیکھیے اسلام کسے کہتے ہیں؟ میرے بھائیو! اسلام اصل میں وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آئے' جو لوگ بنائیں وہ اسلام نہیں ہوتا۔ جو دنیا بنائے وہ اسلام نہیں ہوتا۔ جو لوگ بنائیں وہ اسلام نہیں ہوتا۔ اسلام وہ ہے جو آسمان سے آیا ہو' جو اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا ہو۔ فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ [الشوریٰ:42:15] میں اس پر ایمان لایا جو اللہ نے اتارا ہے۔ اب جب نبی بھی اس

بات کا پابند ہو جو اللہ نے نازل فرمائی تو ہم اس کی پابندی نہ کر کے کس طرح مسلمان رہ سکتے ہیں۔

میرے بھائیو! آج کل روتے تو سارے ہی ہیں کہ مسلمانوں میں فرقے بڑے ہیں ۔اس فرقہ پرستی نے مسلمانوں کو برباد کر دیا ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں سوچتے کہ یہ فرقے اتنے کیوں ہیں؟ یہ فرقے بنے کیوں؟ اب مثلاً دیکھیں نا فرقے ہیں کیا ہیں؟ یہ حنفی ہے۔ حنفی کسے کہتے ہیں؟ اس کو جس نے امام ابو حنیفہؒ کو اپنا امام بنالیا۔ جو وہ کہیں' جو ان کی فقہ کہے' جو اس پر چلے اس کو حنفی کہتے ہیں۔ ایک فرقہ بن گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا' امام ابو حنیفہ کو امام نہ مانا جاتا صرف اللہ کے رسول ﷺ کو امام مانا جاتا تو کبھی یہ فرقہ نہ بنتا۔ اب شیعہ فرقہ ہے نا۔۔ کیوں یہ فرقہ بنا؟ اس لیے کہ انھوں نے بارہ امام مان لیے۔ اگر یہ بارہ اماموں کا تصور ختم کر دیتے صرف اللہ کے رسول ﷺ پر رہتے تو کبھی یہ فرقہ نہ بنتا۔ یعنی ہم ان کو بھی روکتے ہیں کہ فرقہ پرستی بری چیز ہے۔ فرقے برے ہیں' ٹھیک نہیں ہیں' اسلام میں یہ چیز اچھی نہیں ہے۔ اس کا علاج کبھی نہیں کرتے۔

اب آپ سوچیں کہ اگر کسی باپ کے دس یا بارہ بیٹے ہوں اور سب کا یہ ایمان ہو جو ابا جی کہیں گے بس مجھے منظور ہے' جھگڑا ہو سکتا ہے؟ دیانت داری سے بتایئے! باپ کی جتنی اولاد ہو' اگر دل سے وہ ایمان رکھتے ہوں گے کہ جو ابا جی کہیں گے وہ منظور ہو گا تو کبھی جھگڑا ہو سکتا ہے؟ اور اگر ایک کہے کہ ٹھیک ہے جو ابا جی کہتے ہیں مگر میری بیوی نہیں مانتی' میری ساس نہیں مانتی' میرا سسر نہیں مانتا۔ کبھی جھگڑا نہیں مٹے گا۔ وہ گھر علیحدہ ہو جائے گا۔ اور یہ فرقے کیوں نہیں مٹتے؟ اس لیے کہ ہم نے کسی دوسرے کو' تیسرے کو' پانچویں کو درمیان میں ڈال رکھا ہے۔ ہم ان کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اگر چھوڑ دیں تو اپنا امتیاز ختم ہوتا ہے۔ لہذا! فرقے کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔

پہلے کوئی فرقہ نہیں تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنھم میں کوئی فرقہ نہیں تھا' کسی نے پوچھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے کہ تو علوی ہے یا عثمانی؟۔۔۔ یعنی تو حضرت علیؓ کو ماننے والا ہے یا حضرت عثمانؓ کو ماننے والا ہے۔ جواب دیا میں کسی کو ماننے والا نہیں ہوں۔ میں

اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے والا ہوں۔ ویسے تو وہ دونوں کو ماننے والے تھے۔ حضرت علی کی شان کو مانتے تھے کہ حضرت علیؓ کی یہ شان ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مانتے تھے کہ یہ ان کا مقام ہے۔ لیکن لوگوں میں اس وقت رجحان یہ تھا کہ یہ تقسیم ہو کہ یہ عثمانی ہے' یہ علوی ہے۔۔۔ یہ حضرت علیؓ کا پیروکار ہے' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیروکار ہے۔ یہ انکی پارٹی کا ہے' یہ ان کی پارٹی کا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں کسی کو نہیں مانتا۔ میں اللہ کے رسول ﷺ ہی کو مانتا ہوں۔ بس قصہ ختم۔۔۔

میرے بھائیو! آپ پڑھے لکھے ہیں' سمجھ والے ہیں' آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ فرقہ کب بنتا ہے؟ فرقہ اس وقت بنتا ہے جب آپ اصل کے بعد کسی دوسرے کو لاتے ہیں۔ اور اگر آپ یہ عہد کرلیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کو دین میں داخل نہیں کریں گے' امام شافعیؒ کو دین میں داخل نہیں کریں گے' امام مالک کو داخل نہیں کریں گے' امام احمد بن حنبلؒ کو دین میں داخل نہیں کریں گے' جعفر صادق کو دین میں داخل نہیں کریں گے۔ ان کی حیثیت اپنی جگہ۔ یہ تو علم کے انڈیکیٹر ہیں گائیڈ کرنے والے ہیں۔ یہ مذہب کے بانی نہیں ہیں۔ ہم میں سے کسی نے اپنی جہالت سے' اپنی غلطی سے امام ابو حنیفہؒ کو آگے کرلیا' کسی نے کسی کو آگے کرلیا اور ان کے نام پر مذہب بنانے شروع کردیے۔ اور اسلام کا ستیاناس کردیا۔

میرے بھائیو! اپنے عقیدے کو درست کرلو' اپنے ایمان کو صحیح کرلو اور نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرو۔ دیکھیے! اللہ کے رسول ﷺ کی سنت میں اگر غلطی ہو جائے' اللہ کے رسول کی سنت سمجھنے میں' اس پر عمل کرنے میں تو آپ کا بچاؤ ہو سکتا ہے لیکن اگر آپ حنفی بن گئے' وہابی بن گئے' شافعی بن گئے' یا کسی اور امام کو آگے رکھ کر آپ نے کام شروع کردیا تو آپ برباد ہو گئے۔ پھر آپ نے اگر سنت پر صحیح عمل بھی کرلیا تو آپ برباد ہو گئے۔ آپ کو کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے نقصان ہی ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ قرآن کو پڑھ کر دیکھ لیں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ اے نبی! اللہ سے ڈر۔۔۔ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ کافروں اور منافقوں کی باتوں میں بالکل نہ آ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا [33:الاحزاب:1] ادھر یہ ہے کہ بائے میں کسی کی بھی نہ مانوں۔ اس طرح تو کام نہیں چلے گا۔ لوگ مخالف ہو جائیں گے۔ خدا کہتا ہے و توکل علی اللہ اللہ پر بھروسہ ہو گا تو اللہ تیرے لیے کارساز ہو گا اور کافی ہو گا۔ قرآن کہتا ہے: وَ مَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ [65:الطلاق:3] جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے' اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ وَ مَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے فَهُوَ حَسۡبُهٗ اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

اس لیے ابراہیم علیہ السلام اللہ اکبر اد یکھ لو اصول پہلے کے۔ وہی اصول ہیں جو قرآن میں اللہ نے بیان کیے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہیں اور سارا ملک خلاف' باپ خلاف' برادری خلاف' حکومت خلاف' بادشاہ خلاف ــــ لیکن ابراہیم علیہ السلام کو خدا کا یہ فارمولا یاد تھا۔ وَ مَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ' جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا ' وَ اِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ [60:الممتحنہ:4] رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا اے اللہ! ہمارا تجھ پر ہی بھروسہ ہے' وَ اِلَيۡكَ اَنَبۡنَا ہمارا تیری طرف ہی رخ ہے اور وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ' ہمیں آنا بھی تیرے ہی پاس ہے۔

میرے بھائیو! ہم نے چونکہ نہ توحید کو سمجھا ہے' نہ اسلام کو سمجھا ہے' ہم رسمی مسلمان' خاندانی مسلمان ہیں۔ ہم نے توحید نہ کبھی اپنائی' نہ کبھی چکھی۔ خدا کے لیے اسکو چکھ کر دیکھو۔ اس کے اندر اتنی مٹھاس ہے۔ اصلی توحید میں' صحیح عقیدے میں' کھرے دین میں انسان اتنی لذت محسوس کرتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

ہندوستان میں بھی یہ سکھوں سے ہماری لڑائیاں ہوتی تھیں۔ جمعہ کا دن اور خطبہ کا وقت قریب ہونے والا تھا کہ سکھوں نے چڑھائی کر دی۔ ہم لوگ پہاڑ پر تھے۔

ایک دو دفعہ ان کے درمیان گھر گئے۔ انھوں نے حملہ کر دیا۔ ان میں پولیس' فوج' پبلک سفید کپڑوں میں' اپنے گڈے لے کر آئے کہ سامان اٹھا لے جائیں۔ ہم نے بھی اپنی جماعت بنا رکھی تھی۔ باقی تو سب کمزور تھے۔ تین چار سو آدمی ہم نے تیار کر رکھے تھے جو لڑائی کے وقت باہر نکلے۔ یقین جانیں چاروں طرف وہی نظر آتے تھے۔ ہم نے تو نقشہ دیکھا تھا اور پھر اللہ کا فرمان ہے ناں کہ آسمان اور زمین میرے قبضے میں ہیں' میرے حکم کے تابع ہیں' جو میں کہوں گا وہی آسمان کرے گا' جو میں کہوں گا وہی زمین کرے گی۔ خدا کی قسم! ہم نے دیکھا کہ آن ہی آن میں بادل اٹھا' آندھی آئی' اور ہم نے کسی کافر کی شکل تک نہیں دیکھی۔ اس طرح سے خدا نے سب کو صاف کر دیا۔ جب انسان اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو پھر اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔

اب یہ یکایک نہیں ہوتا۔ یہ تو ایسے ہے کہ آپ پہلے عزم کریں اور اس کا تجربہ سب سے پہلے اپنے گھر میں کریں۔ سب سے پہلے اس کا تجربہ اپنے گھر میں کریں۔ اللہ کا دین پہلے اپنے گھر میں نافذ کریں۔ پھر دیکھیں کہ بیوی پر کیا اثر ہوتا ہے۔ بیوی کو پہلے سیدھا کریں اور اس کے بعد اولاد کو سیدھا کریں پھر رشتہ داروں کو سیدھا کریں۔ اگر وہ سیدھے نہیں ہوتے تو ان سے بائیکاٹ کریں۔ کسی بیاہ میں' کسی شادی میں' کسی خوشی میں بالکل ہی شریک نہ ہوں۔ جب خدا یہ دیکھتا ہے کہ میرا یہ سپاہی کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ صرف میرے دین کی خاطر سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہے تو پھر خدا اس کے اندر ایک نور پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے اس کا حوصلہ' اطمینان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وہ بالکل نہیں ڈرتا' وہ جانتا ہے کہ قلم اللہ کا چلتا ہے اور کسی کا نہیں چلتا۔

اللہ اکبر! حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں اے میرے بندے! جتنے بھی دل ہیں میری انگلیوں پر ہیں۔ جس طرح چاہتا ہوں ان کو گھماتا ہوں' دل کا پھیر دینا' دل کا بدل دینا' سخت کو نرم کر دینا' نرم کو سخت کر دینا یہ سب میرے قبضے میں ہے۔ تو بے نیاز ہو جا اور میرے دین کا کام کر۔ میرے دین کا سپاہی بن۔ پھر تو دیکھ میں تیرا کیسا ساتھ دیتا ہوں۔

(مشکوۃ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر) اور میرے بھائیو! یہ جو ہم

کر رہے ہیں صرف اس وجہ سے کہ دائیں بائیں دیکھا ہے۔ کسی نے کہا: تجھے کیا پتہ دنیا کیا چیز ہے؟ جیسے لوگ چلتے ہیں تو بھی ویسے ہی چل۔ یہ ہماری پالیسی ہے۔

لیکن دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ لو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لو۔ اللہ کے رسول تبلیغ کے لیے نکلتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کو وعظ کرتے ہیں اور چچا ابو لہب لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ تمھیں پتہ ہے کہ یہ میرا بھتیجا ہے' میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے' فریبی ہے' بالکل غلط کہتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ابو لہب کی مخالفت' پھر فلاں کی مخالفت' فلاں کی مخالفت۔۔۔ اس باوجود کام کر رہے ہیں۔ میرے بھائیو! اگر یہ پالیسی درست ہو کہ جو لوگ کرتے ہیں وہ تم بھی کرو۔ جدھر لوگ جاتے ہیں تم بھی ادھر ہی جاؤ' تو دیانت داری سے بتاؤ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کام کر سکتے تھے؟ دین کو پھیلا سکتے تھے؟ ابراہیم علیہ السلام کچھ کر سکتے تھے؟

اگر یہ مسئلہ صحیح ہوتا' جہاں رفع الیدین کرنے والے نہ ہوں وہاں رفع الیدین نہ کرو' فتنہ کھڑا ہوگا' جہاں گیارھویں دینے والے ہوں وہاں تم بھی گیارھویں دے لو۔ لوگوں کے ساتھ مل جاؤ۔ میرے بھائیو! اگر یہ صحیح ہوتا تو دین کبھی بچ سکتا تھا؟ اللہ اکبر! اللہ نے قرآن میں کیا پیاری آیت اتاری ہے؟ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُاللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو عبادت کرتے ہیں لیکن کنارے کنارے پر رہ کر۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدَ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ بعض لوگ دین دار بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھنے لگ جاتے ہیں' لیکن کنارے کنارے پر رہ کر۔ فَاِنْ اَصَابَه' خَيْرًا نِاطْمَاَنَّ بِهٖ اگر فائدہ پہنچنے لگ جائے' کاروبار خوب ترقی کرے' پہلے اولاد نہیں تھی اب اولاد ہونے لگ جائے تو اطمینان پکڑ جائیں گے۔ کہتا ہے میں جب سے اہل حدیث ہوا ہوں بڑی برکت ہے' کاروبار خوب ترقی کر رہا ہے۔ پہلے اولاد بھی نہیں تھی' اب بچے بھی کئی ہیں۔ خوش ہوں بڑا سچا دین ہے۔ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ نِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ [22:

الحج: 11] اور اگر وہ اہل حدیث ہوا اور اس کا بچہ مر گیا' کاروبار ٹھپ ہو گیا تو کہتا ہے ہائے ہائے! اواہ جی! یہ بڑا منحوس مسلک ہے۔ میں تو جب سے آیا ہوں سارا کام ہی خراب ہو گیا۔

اللہ نے اصول بیان کیا کہ بعض لوگ حق کو حق سمجھ کر قبول نہیں کرتے۔ دنیاوی مفاد کے تحت اس کو لیتے ہیں۔ اگر راس آگیا' دنیا کے کام ٹھیک چلتے رہے تو اس پر ڈٹے رہتے ہیں اور اگر کوئی تکلیف آنے لگ جائے تو اس کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ فرمایا: حق کو حق سمجھ کر قبول کرو دنیا کی ترقی کبھی بھی معیار نہیں ہوتی۔ اب ہمارے دوست اہل حدیث ہوئے' پہلے ان میں سے ایک کی اولاد نہیں تھی۔ اللہ نے اولاد کی ڈاک لگا دی۔ چار پانچ لڑکے ہو گئے۔ دھڑا دھڑ لڑکیاں ہو گئیں' خوب آسودہ حال ہو گیا۔ کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ نے بڑی مہربانی کی ہے جی۔ یہ مذہب تو بالکل ہی سچا ہے۔ اور ایک بے چارہ اہل حدیث ہوا اور تیسرے دن اس کی بھینس مر گئی۔ چار دن بعد بیل مر گیا' ماں نے کہا کہ میں نے تجھے کہا تھا کہ تو نے پیروں کو چھوڑ دیا' تو نے اماموں کو چھوڑ دیا' تجھ پر تو بس عذاب ہی ہے۔ وہ فوراً چھوڑ کر چلا گیا۔

تو میرے بھائیو! خوب سوچ لو' حضور ﷺ کو بخار چڑھتا' صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھ کر حیران ہوتے کہ رسول اللہ ﷺ کو اتنی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو بیماری کی اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی کہ مجھے ہوتی ہے۔ (مشکوۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض و ثواب المرض) ان چیزوں کو کبھی معیار نہیں بنانا چاہیے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ حق کیا ہے؟ حق صرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہیں۔ بس کوئی تیسرا دین میں دخل نہیں ہے۔ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ وہ سارے کے سارے راستہ دکھانے والے ہیں۔ لیکن کوئی اتباع کے لائق نہیں۔ تم ان کے نام پر حنفی بن جاؤ' وہابی بن جاؤ' شافعی بن جاؤ۔ فلاں پیر کے ماننے والے بن جاؤ' قطعاً ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ دین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے باقی سب اس کے غلام ہیں۔ اور اگر اس پر تکلیفیں آئیں تو پرواہ نہ کرو۔ اور اگر

دنیا میں خدا ترقی دے تو اس پر نازاں نہ ہوں۔ دنیا کا آرام اور دنیا کا دکھ یہ سب آنے جانے والی چیزیں ہیں۔ لیکن حق جو ہے وہ ایک ہے۔ ڈٹ جانے والی چیز ہے۔ اس کو کبھی نہ توڑو۔ اس کو کبھی نہ چھوڑو۔

حضرت ایوب علیہ السلام قرآن میں آپ نے پڑھا ہو گا' سینکڑوں دفعہ آپ نے سنا ہو گا' کتنی تکلیفیں آئیں' ایوب علیہ السلام معاذ اللہ! کوئی برے انسان تھے؟ اللہ کے پیغمبر تھے' اللہ کے نبی تھے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا: نِعْمَ الْعَبْدُ [38:ص:44] اچھا بندہ تھا۔ اِنَّہٗ اَوَّابٌ بڑا ہی خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا [38:ص:44] ہم نے اسے صابر ہی پایا۔ سارے گھر والے چھوڑ گئے۔ ساری برادری چھوڑ گئی۔ ہر کوئی نفرت کرنے لگ گیا۔ اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا۔ اب دیکھ لو اللہ کا اتنا پیارا ہے لیکن تکلیف آرہی ہے۔

میرے بھائیو! عورت وفادار کون سی ہوتی ہے؟ وہ جو خاوند امیر ہو تو ساتھ دے' غریب ہو تو بھی ساتھ دے۔ اور اگر ایسا ہو کہ آدمی امیر ہے' تندرست ہے' تگڑا ہے' مضبوط ہے تو ٹھیک ہے اور اگر بیمار ہے تو چھٹی۔۔۔ بھاگ گئی تو اس کو اچھی عورت تو نہیں کہتے۔ اس عورت کے بارے میں کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ وہ اچھی نہیں ہے۔ دیکھنا کیا چاہیے۔ اصل چیز کیا ہے؟ میں نے اس کو قبول کیوں کیا ہے؟ اگر حق سمجھ کر قبول کیا تو جو بھی آئے آنے دو۔ کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ دیکھ رہا ہے ر اور اگر یہ بات نہیں ہے۔ حق نہیں ہے تو اس کو فوراً چھوڑ دو اور حق کے لیے تیار ہو جاؤ۔ حق کی تلاش کرو۔ حق آپ کو کہاں سے ملتا ہے؟

یونس علیہ السلام اللہ اکبر! یونس علیہ السلام سے کیا معمولی سی غلطی ہوئی؟ Station Leave لیے بغیر شہر چھوڑ گئے۔ نینوا جو شہر تھا اس کو بغیر اجازت کے چھوڑ دیا۔ ہمارے ہاں دنیا میں بھی یہ ہے کہ جب آپ ایک Department میں ملازم ہوں تو بغیر Station Leave لیے آپ کہیں آ جا نہیں سکتے۔ جب آپ دفتر چھوڑیں تو Head Man' اپنے باس کو' اپنے افسر کو فوراً اطلاع کریں۔ تو یونس علیہ السلام Station

Leave لیے بغیر' خدا کی اجازت کے بغیر' قوم کو خدا کے عذاب کی خبر دے کر وہاں سے چلے گئے۔ بس یہ غلطی ہو گئی۔ اللہ نے مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا۔ کہ تو میری اجازت کے بغیر چلا آیا۔ آپ نے تاریخ میں پڑھا ہو گا کہ صحابہ کرامؓ ہجرت کرتے جا رہے ہیں کوئی حبشہ کو جا رہا ہے اور کوئی مدینہ کی طرف ہجرت کر رہا ہے لیکن محمد ﷺ نہیں جاتے۔ یہ آپ نے پڑھا ہے نا۔۔۔!

تاریخ میں ہے کہ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے' مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ مکہ سے نہیں جاتے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ تیار ہوئے جانے کے لیے کہ میں بھی ہجرت کر جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر اجب مجھے اجازت ملے گی میرے ساتھ تو بھی چلے جانا۔ (صحیح بخاری' باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ) نبی پابند ہوتا ہے۔ جہاں اس کی Posting ہوتی ہے خدا کی اجازت کے بغیر اس جگہ کو چھوڑ نہیں سکتا۔

یونس علیہ السلام سے بس اتنی غلطی ہوئی فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ [21:الانبیاء:87] اس کے دل میں خیال تھا کہ کوئی لمبا چوڑا گناہ تو ہے نہیں۔ خدا کیا پکڑے گا مجھے؟ لیکن ہم نے پکڑ کر اسے مچھلی کے پیٹ میں بند کر دیا۔ اب خدا جو چاہے کرے۔ مچھلی کا پیٹ اس کے تابع' سمندر اس کے حکم کے تابع اس کے کناروں سے باہر نہیں ہے۔ مچھلی کو کہا: فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ [37:الصافات:142] اے مچھلی اس کو ہڑپ کر جا۔ مچھلی نے اندر کر لیا حالانکہ مچھلی کے پیٹ میں پتھر بھی گل جائے' مچھلی نے اس کو ہڑپ کر لیا' اس کو لقمہ بنا لیا۔ اور خدا نے مچھلی کو حکم دیا کہ نیچے جا کر بیٹھ جا۔ مچھلی بیٹھ گئی۔ اب چالیس دن کے قریب مچھلی کے پیٹ کی قید کے اندر رہے۔ اب دیکھو اللہ! قرآن سے بہتر کوئی توحید سکھانے والا نہیں۔ یہاں ہمیں تھوڑی سی تکلیف ہو گئی فوراً مزدوں کے پاس پہنچ گئے۔ کوئی چنن پیر جا رہا ہے' کوئی پاکپتن جا رہا ہے' کوئی ملتان جا رہا ہے' کوئی کہیں جا رہا ہے' کوئی کہیں جا رہا ہے' کیا اس کو اسلام کہتے ہیں؟ یونس علیہ السلام پیغمبر ہیں اور خدا ان کا

کردار بیان کر رہا ہے۔ کہ ہم نے اپنے بندے کو جو نبی تھا، پکڑ کر مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ہائے! بزرگو! تمھارے وسیلے سے میں کہتا ہوں' اے بزرگو! تمھیں میں کہتا ہوں کہ میری فریاد سنو۔ ہائے فلاں! میری فریاد سنو۔

قرآن کہتا ہے فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ مچھلی کے پیٹ میں 'اندھیروں میں ۔۔۔ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا' سمندر کا اندھیرا ۔۔۔ مچھلی تہہ میں بیٹھی ہے۔ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ وہ ان اندھیروں میں پکارنے لگا۔ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اللہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ سُبْحَانَكَ اللہ تو پاک ہے۔ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ [21:الانبیاء:87] قصور میرا تھا۔ اب دیکھو اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ مسلمان نبی ہو یا امتی ہو کسی مصیبت میں ہو' کسی ابتلا میں ہو' اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارے۔ اور جس نے اللہ کے سوا کسی کو پکارا خواہ وسیلہ بنا کر ہی' خواہ ڈائریکٹ پکارا وہ مشرک ہے' مسلمان نہیں ہے۔

یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی۔ اب خدا کیا دیکھتا ہے؟ اللہ اور نبی کے درمیان ایک واقعہ ہو گیا۔ آخر کیا ضرورت تھی اس کو قرآن کے اندر بیان کرنے کی۔ ایک آدمی نماز میں پڑھنے لگا تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ [111: المسد:1] یہ تیسویں پارے کی ایک چھوٹی سی سورت ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ چنانچہ ٹوٹ گئے' وہ برباد ہو گیا۔ یہ ابولہب کی مذمت میں فرمایا' اس کی بیوی جہنم میں گئی۔ ایک مولوی نماز پڑھانے لگا تو اس نے یہ سورۃ پڑھ لی۔ ایک عاشق رسول ﷺ تھا۔ آگے بڑھ کر ایسا تھپڑ مارا کہ مولوی تو قرآن کی وہ آیات پڑھتا ہے جس میں نبیؐ کی توہین ہے۔ اندازہ کر لیں یہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ یہاں نبیؐ کے چچا کی درگت بن رہی ہے اور نبی ﷺ کے چچا کی درگت بنانا یہ نبی ﷺ کی توہین ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تو قرآن کی وہ آیتیں پڑھتا ہے جس میں نبی کی توہین ہے۔ اب اس کے معنی کیا ہوئے؟ یہ کہ اللہ نے قرآن میں ایسی آیتیں اتاری ہیں جن میں نبی ﷺ کی توہین ہے۔

حالانکہ میرے بھائیو! یہ توحید ہے' یہ کتاب سراپا توحید ہے۔ یہ قرآن' اللہ کا کلام' یہ توحید سکھانے کے لیے آیا ہے۔ کیا سکھایا؟۔۔۔ یہ کہ نبی ﷺ بھی کسی کو بچا نہیں سکتے۔ نبی ﷺ کسی کو بچا سکتے تو چچا کو کبھی ذلیل نہ ہونے دیتے۔ یہ توحید ہے۔ اللہ نے یونس علیہ السلام کا ذکر قرآن میں کیا۔ یہ کیوں کیا؟ تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے خدا لوگوں سے دبتا نہیں' کسی سے ڈرتا نہیں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں خدا پیروں سے ڈرتا ہے' خدا فلاں سے مرعوب ہو جاتا ہے۔ پیر گیارھویں والا کہے تو خدا کیسے انکار کر دے؟ خدا کہتا ہے کہ دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام کو' دیکھ لو یونس علیہ السلام کو' دیکھ لو محمد ﷺ کو۔۔۔ ان سب کو دیکھ لو کون ہے جو میرے سامنے دم مارے۔ یہ توحید ہے۔

اور میرے بھائیو! اصل میں جس نے یہ سمجھا کہ کوئی کچھ کر سکتا ہے اس نے سرے سے اللہ کو پہچانا ہی نہیں ہے۔ خدا سے ایسی دوستی لگاؤ' خدا سے ایسی محبت کرو کہ کوئی آپ کی نگاہ میں کچھ بھی نہ رہے۔ سب کے سب ہیچ ہوں اور بالکل خدا کے سامنے ذلیل ہوں۔ اللہ وحدہ لا شریک کسی سے ڈرتا نہیں' وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ جو چاہے حکم دے۔ چنانچہ ایک تابعی کسی صحابی سے کہنے لگا کہ مجھے کوئی حدیث سنا جس سے میرا ایمان درست ہو جائے۔ اس نے کہا اچھا تجھے کوئی ایسی حدیث سناؤں۔ اس نے کہا ہاں جی مجھے کوئی ایسی ہی حدیث سناؤ۔ صحابی نے حدیث سنائی کہ اگر اللہ چاہے تو تمام آسمان والوں کو اور تمام زمین والوں کو دوزخ میں ڈال دے تو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ حدیث سنائی لَوْ اَلْقٰی اَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اگر آسمان والوں اور زمین والوں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دے کوئی خدا سے پوچھنے والا نہیں۔ اب بالکل یہ پتہ لگ گیا کہ خدا کیا ہے؟ اور مخلوق کیا ہے؟ اور وہ دوسرے کے پاس گیا کہ مجھے کوئی حدیث سنائیں۔ اس نے بھی یہی سنائی۔ لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ بات سنی ہے۔ دو تین صحابہ کے پاس گیا۔ آخر ایک اور صحابی کے پاس گیا اس نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ خدا جس کو چاہے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دے' کوئی خدا سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ میرے بھائیو! یہ توحید ہے۔

اگر کوئی خدا کا ہاتھ پکڑنے والا ہو تو پھر وہ خدا' خدا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اگر میرے سوا کوئی اور معبود ہوتا کچھ کرنے والا ہوتا جیساکہ مشرک کہتے ہیں اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۔ تو وہ میری طرف چڑھائی کر دیتے۔وہ تو مجھ پر چڑھ دوڑتے' مجھ پر حملہ کر دیتے۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا [17:الاسراء:43]اللہ جو یہ بکواس کرتے ہیں سے بالکل پاک ہے۔ کوئی خدا کے سامنے دم مارنے والا نہیں ہے۔

میرے بھائیو!اگر خدا قیامت کے دن پکڑ لے' تو نہ نبی چھڑا سکتا ہے' نہ ولی چھڑا سکتا ہے' اور نہ ہی کوئی دوسرا دم مار سکتا ہے۔ کسی میں کوئی جرأت نہیں کہ کوئی کہہ سکے کہ یااللہ!اسے چھوڑ دے۔ یہ ہے کہ سفارش کر سکتا ہے۔ورنہ اپنی طاقت سے' اپنے زور سے کسی کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ کوئی بول ہی نہیں سکتا۔ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ [78:النباء:38]کوئی بول تک نہیں سکتا۔ تو میرے بھائیو! یہ ایمان ہے' یہ عقیدہ ہے اور عمل ہے۔اور عمل صحیح کون سا ہوتا ہے۔ جو سمجھ سوچ کر کیا جائے۔ان رسمی نمازوں کو چھوڑ دو' یہ تو لکیر کا فقیر ہونا ہے۔

ایک صحابیؓ نے نماز پڑھی' حضرت ابو حذیفہؓ نے دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدے میں چوری کرتا ہے' کوؤں کی طرح ٹھونگے مارتا ہے' جیسے آج کل ہماری مسجدیں ایسے نمازیوں سے بھری پڑی ہیں۔وہ کہنے لگے کہ یہ سب سے بڑی چوری ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے پوچھا اے میرے صحابہ!سب سے بڑی چوری کیا ہے ؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی بتائیں۔ آپ نے فرمایا جو نماز میں چوری کرتا ہے وہ سب سے بڑا چور ہے۔ خدا کے سامنے آکر کھڑا ہو' رکوع پورا نہ کرے' سجدہ پورا نہ کرے' آیا ٹھونگے مارے اور چلا گیا۔ آیا ٹھونگے مارے اور چلا گیا۔ کچھ بھی بات نہ بنی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس آدمی کو کہ میرا خیال ہے کہ تیرا خاتمہ ایمان پر کبھی نہیں ہوگا۔(مسند احمد' طبرانی'

صحیح ابن خزیمہ)

میرے بھائیو! آپ نے کبھی تجربہ نہیں کیا آج کل کے عوام' آج کل نمازیں پڑھنے والوں کا کیا حشر ہو گا۔ بس اللہ اور رسول ﷺ ۔۔۔ اللہ 'رسول۔۔۔ اللہ رسول۔۔۔ چاہے ایک آدمی کہتا ہے یا رسول اللہ ۔۔۔ اب یا رسول اللہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ اللہ بھی آ گیا' رسول بھی آ گیا۔ ایک باپ 'ایک بیٹا' ایک چچا اور ایک بھتیجا' ایک بڑا بھائی اور ایک چھوٹا بھائی۔ میرے بھائیو! آج کل یہ تصور ہے۔ اللہ کے ساتھ کوئی شریک ہونے کے لائق نہیں ہے۔ پکارو تو صرف اللہ کو اور کسی دوسرے کا نام نہ آئے۔ نہ کسی نبی کا' نہ کسی ولی کا' نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھو۔ یہ سمجھو کہ میں اللہ کے سامنے آ گیا۔

اب دیکھو نا ۔۔۔ جب آدمی نماز پڑھ کر فارغ ہو کر نکلیں گے یہ میں آپ کو ایک ٹیسٹ بتاتا ہوں۔ نماز جب پڑھ کر آپ نکلنے لگیں تو اپنے دل سے پوچھا کریں کہ کوئی بات ہوئی خدا سے۔ میں جو اپنا گھر چھوڑ کر اللہ کے گھر میں آیا' مسجد میں آیا' دس منٹ' پندرہ منٹ' آٹھ منٹ' چار منٹ اللہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ ملاقات کی۔ کوئی بات کی۔ آپ کا دل جو جواب دے تو اس کے مطابق سمجھ لیں کہ نماز ہوئی یا نہیں۔ اور اگر آپ کا دل کہے کہ میں نے کوئی بات نہیں کی تو سمجھ لیں کہ آپ کی نماز بے کار گئی۔ کچھ فائدہ نہیں۔ اور اگر آپ کہیں کہ میں خدا کے سامنے آیا تھا اور میں نے پچھلے گناہوں کی معافی مانگ لی اور اب اگر موت آ جائے اور نماز کا وقت ابھی نہ ہوا ہو تو میں اپنا حساب صاف کر چکا ہوں۔ نماز کا حق تب ادا ہوا۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایک نماز پڑھ لے تو پھر دوسری نماز کی امید نہ رکھ کہ تجھے موقع ملے' جو مانگنا ہے' مانگ لے' توبہ کرنی ہے تو توبہ کر لے' معاملہ صاف کروانا ہے تو کروا لے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ) میرے بھائیو! افسوس نہیں ہے کہ یہ آپ آئیں خدا کے دربار میں' کھڑے ہوں اس کے سامنے اور بات کوئی بھی نہ کریں۔ اب ہم نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ٹھونگے۔ کوئی پتہ ہی نہیں کہ میرے منہ سے کیا نکلا ہے۔ نہ تعریف کا پتہ ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ کا کیا مطلب ہے؟ حدیث میں آتا ہے اللہ اکبر! جب

تو سجدے میں پڑ جائے تو مانگ خدا سے کیا مانگتا ہے۔ ہماری تو تمام نمازیں مشینی نمازیں ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی، سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی بڑی تیزی سے تین دفعہ پڑھ لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا فَاجْتَھِدُوْا فِی السُّجُوْدِ سجدے میں دعا کی کوشش کرو۔ سجدوں میں دعا کی کوشش کرو۔ اِنْ یُّسْتَجَابَ لَکُمْ (بلوغ المرام کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ) یہ بڑی قبولیت کا وقت ہے۔

جب تم خدا کے سامنے سجدے میں پڑے ہو اور خدا سے عہد و پیمان کرو کہ بہت منہ کالا کر لیا اور تیرے دربار میں آگیا ہوں اور سجدہ ریز ہوں اللہ معاف کر دے۔ آئندہ کے لیے بڑا محتاط رہوں گا۔ پچھلا حساب اب صاف کر دے۔ یا اللہ! جب تو مجھے بلائے گا اور قیامت والے دن سامنے کھڑا کرے گا تو پھر میں کہوں گا یا اللہ مجھے معاف کر دے تو تو نہیں سنے گا۔ اب تو سنتا ہے ۔ اے بندے! اس دنیا میں اصلاح کا وقت ہے اور آخرت میں اصلاح کا وقت نہیں ہوگا۔ اس لیے کہہ اے اللہ! معاف کر دے۔ آئندہ کے لیے محتاط رہوں گا۔ پھر اگلی نماز کا موقع دے دے۔ بندہ کہے یا اللہ! میں نے بچنے کی بڑی کوشش کی، اور میں بچتا بھی رہا، اور پھر بھی میں انسان ہوں، خطاکار ہوں، غلطی ہو جاتی ہے۔ اللہ تو معاف بھی کر دے۔ اور آئندہ استقامت بھی دے اور دل کو مضبوط بھی کر دے۔ میرے بھائیو! یہ نمازیں کہاں ہیں؟ آپ مسجدوں میں دیکھیں کہ نمازیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن بالکل معاملہ صاف ہے۔

اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ قیامت کے قریب نقلی مسلمان ہوں گے۔ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ اور ان کی مسجدیں آباد ہوں گیں۔ پانچ سو، ہزار نمازیں ہوں گے وَ ھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی لیکن ہدایت کسی کو بھی نہیں ہو گی۔ نمازیں بھی غلط پڑھیں گے، عقیدے بھی ان کے غلط ہوں گے۔ سارا معاملہ جو ہے وہ خراب ہو گا۔ (مشکوۃ، کتاب العلم)

میرے بھائیو! نماز کے لیے آئیں لیکن خشوع و خضوع کے ساتھ' سمجھ کر کہ میں اللہ کے پاس آیا ہوں۔ دل کو حاضر کریں' توبہ استغفار کریں' ٹھہر ٹھہر کر' سکون کے ساتھ سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى میرے رب جو سب سے اونچا ہے وہ پاک ہے۔

اس سے یہ عقیدہ بھی درست ہو جاتا ہے بشرطیکہ کوئی سمجھے۔ یہ جو جاہلوں میں ہے کہ خدا ہر جگہ ہے۔ کیوں؟ جب نمازی سجدے میں یہ کہتا ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى' میرا رب جو کہ سب سے اونچا ہے وہ پاک ہے۔۔۔ اس سے یہ بات تو نکل گئی کہ میرا رب نیچے بھی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ خدا ہر جگہ ہے تو پھر آپ خدا کے اوپر سجدہ کرتے ہیں۔ خدا نیچے ہے۔ میرے بھائیو! یہ نظریہ باطل ہے۔ اس کو چھوڑ دیں۔ میں نے عرض کیا کہ اسلام کا ہمیں پتہ نہیں' نہ ہمارے عقیدے صحیح' نہ ہمارے اعمال صحیح اور یہی وجہ ہے کہ ہم میں جان نہیں ہے۔

اب آپ دیکھ لیں الیکشن کا موقع آرہا ہے۔ اب جو لوگ الیکشن کے لیے کھڑے ہو رہے ہیں ان کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ وہ اپنی جائیدادیں بیچ بیچ کر اڑا رہے ہیں۔ اور پتہ نہیں کتنی دھن لگی ہوئی ہے۔ لیکن انجام اس کا کیا ہے؟ اس کا حشر کیا ہے؟ تم کو خود نظر آتا ہے لیکن یہ بالکل یاد نہیں اللہ نے کیا پیاری بات کہی ہے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [30:الروم:7] یہ سورت روم ہے۔ اور پہلا رکوع ہے۔ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [30:الروم:7] یہ بدبخت لوگ دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں۔ وَهُمْ عَنِ الاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ آخرت کا انھیں کچھ پتہ ہی نہیں۔ یہ ان کی طرح نالائق ہیں جنھوں نے داخلہ تو لے لیا۔ اسے کاٹ دے رکھا ہے لیکن امتحان کی کوئی فکر ہی نہیں۔ سیر سپاٹے کرتے ہیں' سنیے دیکھتے ہیں' تفریحیں کرتے ہیں اور امتحان کی کوئی فکر ہی نہیں۔

میرے بھائیو! دنیا میں رہ کر اپنا دنیا کا کام کرو کہ گزارہ ہو جائے اور باقی آخرت کی فکر کرو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر80

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِيْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [5:المائدہ:35]

میرے بھائیو! ہم جتنے بھی عمل کرتے ہیں ان سب کے بارے میں ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ اگر اعمال کا رخ مختلف طرف ہو تو انسان کی بہت سی محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ برباد ہو جاتی ہے۔ عمل انسان کو وہی فائدہ دیتا ہے کہ انسان کو اس کا فائدہ دنیا میں ہی مل جائے جیسا کہ ہم لوگ مزدوری کرتے ہیں' اجرت لیتے ہیں' نوکریاں کرتے ہیں۔ تو پیسے مل جاتے ہیں یا پھر یہ ہے کہ آخرت میں اس کا اجر مل جائے وہ عمل جو دو طرفہ ہو کہ انسان ظاہر یہ کہہ دے کہ یہ اللہ کے لیے ہے۔ یہ دین کا کام ہے اور نیت یہ ہو کہ لوگ راضی ہو جائیں' لوگوں میں میری شہرت ہو جائے وہ عمل بالکل ضائع ہو جاتا ہے'

برباد ہو جاتا ہے

دین کا تو جب بھی کوئی کام کیا جائے' جس میں ثواب کا عمل دخل ہو تو ہمیشہ اس میں آدمی اپنی نیت کو صاف کرے۔ یہ کوشش کرے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ میرے اس کام سے' کیونکہ اگر اس میں تھوڑا سا بھی دخل لوگوں کا آگیا کہ لوگوں میں شہرت ہو' تو پھر اللہ تو اس کا کچھ نہیں دے گا۔ یہ شرک ہے۔ جس کو "ریا" کہتے ہیں۔ یہ شرک خفی ہے۔

ایک تو شرک جلی ہوتا ہے۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ انسان اگر شرک جلی کرے تو سب عمل برباد ہو جاتے ہیں' عمل شرک کرتا ہے اور نیکیاں سب برباد ہو جاتی ہیں جتنی پہلے کی ہوتی ہیں۔ اور شرک خفی یہ ہے کہ وہی عمل برباد ہوتا ہے۔ مثلاً آدمی وعظ کرتے وقت یہ کہے کہ دنیا میں میری شہرت ہو' سب طرف لوگ مجھے بلائیں' میرا بہت چرچا ہو' میرا دنیا میں نام ہو جائے۔ اب یہ سب بے کار ہیں۔ جتنے وعظ ہوں گے سب بیکار ہوں گے۔ کوئی ان کا فائدہ نہیں۔ دنیا کمالے جو وہ کماتا ہے لیکن اس کا ڈبل گناہ ہو گا کہ تو نے دین سے دنیا کمائی اور پھر حقیقت میں اس کی عزت بھی نہیں ہوتی۔

انسان دنیا سے دنیا کمالے تو حقیقت میں عزت کچھ نہ کچھ مل جاتی ہے۔ لوگوں کی خدمت کرے' لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ لوگوں کے کام کرے' لوگوں میں اس کی شہرت ہو گی۔ ٹھیک ہے کوئی رسوائی کی صورت نہیں' دنیا اچھی ہو جائے گی۔ لیکن اگر انسان دین کے کاموں میں لوگوں سے صلہ چاہے کہ لوگوں میں میری شہرت ہو جائے تو لوگ اس کو اس کی عدم موجودگی میں گالیاں دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے بھی پھٹکار پڑتی ہے۔

تو اس لیے دین کے کاموں میں ہمیشہ یہ کوشش کریں ہم لوگ کہ اللہ راضی ہو جائے۔ 'ہم غافل ہو جاتے ہیں' بے خیال ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نماز میں کبھی تو توجہ بالکل ٹھیک ہو جاتی ہے' آدمی سوچ کر نماز پڑھتا ہے' دعائیں کرتا ہے اور کبھی پرواہ نہیں ہوتی۔ غفلت سے نماز پڑھتا ہے' ایک رکعت پڑھ گیا' دو رکعت پڑھ گیا۔ پتہ ہی نہیں کہ کیا کچھ کیا ہے۔ نہ اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ میں نے کیا پڑھا ہے۔ بس امام کے پیچھے ہے' ویسے ہی عادت پڑی ہوتی ہے۔ چار رکعت پوری کرنی ہیں۔ چار خود بخود (Automatic) پوری ہو جاتی ہیں۔ آدمی بار بار ایک عمل کرتا رہے تو بس ایک عادت سی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ نماز پڑھ رہا ہے'

لیکن دل غافل ہے۔

اس طرح سے ہم بسااوقات نیکی کے بہت کام کرتے ہیں لیکن ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا۔ جیسے نماز کے لیے کوشش کرنی چاہیے' اپنے دل کو حاضر کرنا چاہیے تاکہ اس عمل کی Dierction سیدھی ہو جائے' اس کا رخ صحیح ہو اور سارے اعمال ایک ہی جگہ جا کر پڑیں تاکہ سارے اعمال ایک ہی جگہ جمع ہوتے رہیں۔ اگر یہ ہے کہ اعمال منتشر ہو گئے۔ تتر بتر ہو گئے۔ پھر کچھ بھی نہیں۔ سب بے کار ہے۔ سارے کا سارا سلسلہ خراب ہے۔ یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ اگرچہ بہت چھوٹی سی ہے مگر ہے بڑی جامع۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ [5:المائدہ :35] اے ایمان والو! اپنے اللہ سے ڈرو' اپنے دل میں تقویٰ پیدا کرو۔ اللہ کا خوف پیدا کرو۔ یہ زمین ہے نیکی کے لیے۔ اگر انسان اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرے اور اللہ کی معرفت حاصل کرلے تو جتنی اللہ کی معرفت حاصل ہوتی جائے گی اتنا ہی خوفِ خدا خود بخود پیدا ہوتا جائے گا۔ یہ سمجھو کہ نیکیوں کے لیے زمین ہموار ہو جائے گی۔ جیسے زمیندار بیج ڈالنے سے پہلے ہل چلاتا ہے' زمین کو تیار کرتا ہے' کئی دفعہ ہل چلاتا ہے۔ کئی دفعہ سہاگہ مارتا ہے۔ اس کو پانی دیتا ہے۔ پھر اس میں کوئی دوائی چھڑکتا ہے۔ پھر اسمیں کھاد ڈالتا ہے۔ پھر اسمیں ہل چلاتا ہے۔ کیونکہ اس کھیت میں فلاں فصل کاشت کرنی ہے اور وہ فصل پھر بہت اچھی ہوتی ہے۔ تو اس طرح سے جب زمین تیار ہو جاتی ہے۔ جب انسان کے دل میں تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر ہر نیکی فرسٹ کلاس ہوتی ہے۔ بڑی مضبوط جڑ ہوتی ہے۔ بہترین مضبوط تنا ہوتا ہے اور پھیلا ہوا سیدھا آسمانوں کی طرف۔

وہ اس کا عمل فثافٹ آسمانوں تک پہنچتا ہے۔ اگر عمل میں تقویٰ ہو۔ اس لیے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ [5:المائدہ :35] اے ایمان والو! عمل میں تقویٰ پیدا کرو۔ متقی بننے کی کوشش کرو۔ یہ کوشش کرو کہ تمھارے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے۔ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ اور اس کا قرب حاصل کرو۔ ہر عمل سے تمھاری نیت

یہ ہونی چاہیے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس لیے فرمایا کہ بعض مومن وہ ہیں کہ وَ یَتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَاللّٰہِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ [9: التوبة :99] بعض مومن وہ ہیں کہ وہ خرچ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے خرچ سے قُرُبٰتٍ عِنۡدَاللّٰہِ مجھے اللہ کا قرب حاصل ہو جائے۔ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ اور نبی کریم ﷺ کی دعائیں ملیں۔ تو اللہ فرماتے ہیں:

اَلَاۤ اِنَّہَا قُرۡبَۃٌ لَّہُمۡ واقعتاً ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ ایک پیسہ خرچ کرے' ایک روپیہ خرچ کرے' ایک ہزار روپیہ خرچ کرے' ایک لاکھ روپیہ خرچ کرے' اپنی حیثیت کے لحاظ سے وہ جتنا بھی تھوڑا یا زیادہ خرچ کرے تو اس کو اللہ کا قرب ضرور مل جاتا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّہَا قُرۡبَۃٌ لَّہُمۡ سن لو! اس کی یہ نیکی واقعتاً اس کے لیے اللہ کا قرب ہے۔ اور اس کے لیے نبی ﷺ کی دعائیں ہیں۔ تو اس طرح سے آدمی جب نیکی کرتا ہے۔ جیسے جیسے آدمی نیکی کرتا ہے ویسے ویسے اس کے اکاؤنٹ میں وہ جمع ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ایک آدمی آج ایک نیکی کرتا ہے تو آج ہی وہ نیکی اس کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتی ہے۔ اس سے اگلے دن بھی بینک میں کچھ جمع ہو گیا۔ اس طرح سے اچھا خاصا مال اس کا بینک میں جمع ہو جاتا ہے۔ سال کے بعد سوچو کہ کتنی رقم ہو جاتی ہے۔

جو نہی کھویوں کھویں بھرے جھیل تال
یونہی کوڑی کوڑی ہوا جمع مال

پیسہ پیسہ کر کے کتنی رقم بن جاتی ہے۔ تو اس طرح سے انسان نیکی کرتے وقت یہ سوچ لے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ مثلاً یہی کہ راستے میں چلے جا رہے ہیں' کوئی کانٹا وا نٹا' کوئی روڑا ہے' کوئی اینٹ ہے' یا کوئی اور چیز جو لوگوں کو تکلیف دینے والی ہے تو آپ اس کو اٹھا دیں۔ اب ہندو بھی اٹھائے' مسلمان بھی اٹھائے' ہندو کے دل میں یہ نہیں ہے کہ اللہ راضی

ہو جائے' ہندو یہ کہتا ہے کہ یہ ایک "پن" ہے۔ یہ ایک نیکی ہے۔ لیکن مسلمان یہ نیت کرے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ میں اس لیے اٹھاتا ہوں کہ یا اللہ! تیرا حکم ہے' میں چاہتا ہوں کہ تو راضی ہو جائے۔

اس کی مثال اللہ نے قرآن مجید میں دی ہے نا۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر آدمی لے کر کوہ طور پر گئے' اللہ سے ملاقات کے لیے' پورا ایک وفد تھا۔ بگڑے ہوئے لوگ تھے۔ انھوں نے کہا: اے موسیٰ! تو آکر کہہ دیتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ باتیں کرتا ہے' ہمیں بھی ساتھ لے کر چل۔ ہم بھی دیکھیں۔ چنانچہ ستر آدمیوں کا یہ وفد تیار ہوا۔

فَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلاً لِمِیْقَاتِنَا موسیٰ علیہ السلام نے ستر آدمی لیے اور چلے گئے۔ جب اس میدان میں' اس وادی میں پہنچے جہاں اللہ سے ملاقات ہونی تھی تو موسیٰ علیہ السلام ان کو چھوڑ کر جلدی جلدی آگے چلے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ یٰمُوْسٰی [20:طٰهٰ:83] اے موسیٰ تو اپنی قوم کو چھوڑ کر جلدی کیوں آ گیا؟ مَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ یٰمُوْسٰی اے موسیٰ یہ بات کیا ہوئی کہ پیچھے اکٹھے چلے آئے اور یہاں آ کر تو جلدی جلدی آگے نکل گیا۔ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰی اَثَرِیْ اللہ وہ تو میرے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی اللہ! میں نے جلدی اس لیے کہ تو راضی ہو جائے۔ اللہ! پیچھے تو ہم برابر تھے نا۔ اب تیری ملاقات کا وقت قریب تھا' میرے دل میں جو جذبہ' جوش اور تڑپ تھی (تیری ملاقات کی) ان کے دل میں تو ہے نہیں۔ میں چاہتا تھا کہ تو راضی ہو جائے کہ موسیٰ کتنا لپک کر آیا ہے۔ کتنے جوش سے آیا ہے۔ وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی میں نے جلدی اس لیے کی ہے میرے رب تاکہ تو راضی ہو جائے۔ اب یہ کیا حرکت ہے۔ چھوٹا سا کام ہے۔ بالکل چھوٹا سا لیکن موسیٰ علیہ السلام کی نیت کیا ہے؟ دیکھیں ناں۔۔۔ آپ سے کچھ آدمی ملنے آتے ہیں۔ دس پندرہ آدمی ملنے والے ہوں۔ ہر ایک کو ملنے کے انداز ہی

سے معلوم ہو جائے گا کہ کس کے دل میں کتنی محبت ہے ؟ کس کے دل میں کتنی تڑپ ہے ؟ اس کو آپ کا کتنا خیال ہے۔

تو موسیٰ علیہ السلام کی بالکل وہی بات تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آدمی عمل چھوٹا کرے یا بڑا کرے 'اپنے دل کو سمجھائے۔ دل کو تازہ کرے' ہوش و حواس کو قائم کرے اور پھر اس کے بعد یہ سوچے کہ یااللہ میرے اس عمل سے تو راضی ہو جا اور پھر دعائیں بھی کرے جب کبھی موقع مل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دعا قرآن مجید میں ذکر کی ہے۔ چالیس سال سے پہلے تو آدمی اتنا Mature اور Serious نہیں ہوتا ہے۔ کچھ بچپنا' کچھ جوانی کی شدت اور حدت۔۔۔ آدمی اتنا سنجیدہ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جب چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو پھر اس میں متانت' سنجیدگی اور وقار آجاتا ہے۔ پھر وہ شوخی جوانی والی نہیں رہتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً جب مومن بندہ جوان ہو جاتا ہے اور چالیس سال کا ہوتا ہے تو پھر اسکی زبان سے کیا نکلتا ہے ؟ کیا کہتا ہے ؟

رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ یااللہ! مجھے توفیق دے۔ کس بات کی ؟ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ یااللہ! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کیں ہیں اور میرے والدین پر کی ہیں۔ آخر آدمی کو والدین بھی یاد آجاتے ہیں کہ کیسے تھے ؟ کیا کام کرتے تھے۔ اور کتنے نیک تھے ؟ وہ دنیا کے لیے کتنے مفید تھے ؟ انھوں نے کتنے نیکی کے کام کیے۔

اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں۔ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ جو تو نے مجھ پر کیں۔ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ اور جو تو نے میرے والدین پر کیں۔ اور میں وہ عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے۔ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ [46:

الاحقاف : 15] اور میں وہ عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے۔ مجھ سے وہ عمل کروا جس سے تو راضی ہو جائے۔ وہ تھوڑے عمل بھی بہت ہو جاتے ہیں۔ اگر تھوڑے ہی عمل ہوں مگر ہر ایک کا مقصد ایک ہو اور رخ ایک ہو تو آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ دیکھیں نا۔۔۔ کلہاڑے سے لکڑی پر کتنے وار کر لیں، اگر سب کا رخ ایک ہے تو لکڑی کٹ جائے گی اور اگر سب کا رخ ایک نہیں ہے، کوئی کہیں ٹھونک دیا اور کوئی کہیں لگا دیا، کوئی کہیں چلا دیا تو سارا دن لگے رہیں لکڑی نہیں کٹے گی۔ کام نہیں بنے گا۔ جو آپ کا مقصد ہے وہ پورا نہیں ہو گا۔ ارتکاز (Concentration) ایک ہی Point پر ہو۔ تمام وار ایک ہی پوائنٹ پر لگیں تو کام پورا ہو جائے گا۔

جب ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے، صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ میرا بندہ کیا کرتا ہے ؟ اللہ جوانی دے دیتا ہے، دیکھو ! مجھے یاد کرتا ہے یا نہیں۔ جوانی میں مستی ہوتی ہے نا۔۔۔ اللہ بیوی بھی دے دیتا ہے، دیکھتا ہے کہ مجھے یاد کرتا ہے کہ نہیں ؟ مجھے بھول تو نہیں جاتا ؟ اللہ اولاد دے دیتا ہے، یہ دیکھنے کے لیے کہ اولاد پیاری ہے یا میری ذات پیاری ہے۔ اولاد میں زیادہ انہماک ہے یا مجھے کس حد تک یاد کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ فرماتا ہے کہ تمھاری ساری زندگی اس لیے ہے لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [67:الملك:2] یہ دیکھنے کے لیے کہ زندگی میں کون اچھے کام کرتا ہے اور کون برے کام کرتا ہے۔

اور پھر دوسری جگہ سورۃ الکہف میں فرمایا جو ہر جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [18: الكهف:7] یہ جو ہم نے زمین پر (Beauty) حسن، جمال پیدا کیا ہے۔ یہ کیوں ؟ صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ بندہ میری طرف آتا ہے یا ظاہری حسن کی طرف جاتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا

مَا عَلَى الاَرضِ زِینَۃً لَّھَا ہم نے جو حسن (Beauty) ' جمال ۔۔۔ خواہ وہ جانوروں کا ہو ' خواہ پھولوں کا ہو ' خواہ بیوی کا ہو ' خواہ مال کا ہو ' صرف اس لیے کہ ہم دیکھیں کہ یہ آدمی کے سے عمل کرتا ہے ؟ وہ عمل کرتا ہے جس سے میں یاد آتا ہوں یا وہ عمل کرتا ہے جس سے مجھے یاد ہی نہیں رکھتا۔

تو انسان کی یہ آزمائش ہے - اللہ کو دیکھنا یہ ہے کہ بندہ دنیا میں جا کر مجھے بھول جاتا ہے یا یاد بھی رکھتا ہے۔ جو اللہ کو یاد رکھتا ہے عام طور پر بھی اور خاص طور پر بھی۔ "عام طور پر " کا کیا مقصد ہے ؟ یہ کہ آدمی آتے جاتے 'کاروبار کرتے ' یہ کہتا رہے کہ بھائی برا کام نہیں کرنا چاہیے۔ کسی سے دھوکہ نہیں کرنا چاہیے 'اللہ ناراض ہوتا ہے۔ کم نہیں تولنا' اللہ ناراض ہو جائے گا۔ 'جھوٹ نہیں بولنا اللہ ناراض ہو جائے گا۔ یہ تو عام ہے نا۔۔۔ لیکن صبح کو اٹھ کر جب دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے ' تو آدمی سمجھے کہ میرا معاملہ عام لوگوں جیسا نہیں ہے۔ لوگ سوئے ہوئے ہیں انھیں سوئے رہنے دو ' میں تو اللہ کا خاص بندہ ہوں ' یہ فرصت کا وقت ہے ' یہ تنہائی کا وقت ہے میں تو اس کو یاد کر لوں۔ یہ اس کو خاص یاد کرنا ہے۔

تو یہی زندگی میں سب سے بڑی کامیابی ہے کہ آدمی دنیا میں آکر اللہ کو نہیں بھولتا۔ اللہ کو خاص وقتوں میں بھی اور عام وقتوں میں بھی یاد رکھتا ہے۔ اللہ نے فرمایا :

اے ایمان والو! متقی بننے کی کوشش کرو اور اس کا قرب تلاش کرو۔ یہ کوشش کرو کہ تمھیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے کیونکہ جب تم دنیا سے جاؤ گے تو وہاں کوئی تمھارا نہیں ہوگا۔ تمھارا باپ تمھارا نہیں ہوگا۔ تمھاری ماں تمھاری نہیں ہوگی۔ یَومَ یَفِرُّ المَرءُ مِنْ اَخِیهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیهِ [80: العبس: 34-35] سب بھاگتے پھریں گے ' ماں بیٹے سے بھاگے گی ' بیٹا ماں سے بھاگے گا۔ باپ بیٹے سے بھاگے گا اور بیٹا باپ سے بھاگے گا کہ کہیں میرا باپ مجھے یہ نہ کہہ دے کہ بیٹا دو چار نیکیاں دے دے۔

یَومَ یَفِرُّ المَرءُ وہ دن قیامت کا دن کیسا ہوگا ؟ کہ آدمی بھاگے گا مِنْ

أَخِيهِ اپنے بھائی سے وَ أُمِّهٖ وَ أَبِيهِ اوراپنی ماں اورباپ سے وَ صَاحِبَتِهٖ اوراپنی بیوی سے

وَ بَنِيهِ اوراپنے بیٹوں سے۔وہاں کوئی کسی کا نہیں ہوگا۔صرف ایک اللہ ہی ہے۔اگر آپ نے محنت کر کے اس کواپنا بنالیا۔اللہ اکبر۔۔۔

میرے بھائیو!اللہ نے دین کا یہ سلسلہ اس لیے بنایا ہے کہ لوگوں کو آزمائے۔اور مسجد سے باہر کی جگہ اللہ کو بھولنے کی جگہ ہے۔باہر نکلتے ہی انسان کاروبار میں' بیوی میں' بچوں میں' فلاں چیز میں' فلاں چیز میں متوجہ ہو جاتا ہے۔اب اللہ کو بھول گیا۔اللہ اس کو بالکل یاد ہی نہیں۔پھر اللہ مسجد میں بلاتا ہے' پانچ دفعہ۔۔۔اللہ پانچ دفعہ نماز پڑھاتا ہے' درس سناتا ہے جمعے پڑھواتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ بندے دیکھ!ٹھیک ہے مال کے بغیر بھی تیرا گزارا نہیں ہے' اولاد کے بغیر بھی تیرا گزارا نہیں ہے کاروبار کے بغیر بھی تیرا گزارا نہیں ہے۔لیکن یاد رکھ کہ ان میں سے کوئی چیز بھی تیرا ساتھ دینے والی نہیں ہے۔ساتھ دینے والا صرف اللہ ہے۔جب لوگ تجھے قبر میں رکھ دیں گے' کوئی تیرے ساتھ نہیں ہوگا۔بیوی بھی چلی جائے گی' اولاد بھی چلی جائے گی' باپ بھی چلا جائے گا' مال بھی چلا جائے گا۔سب چیزیں تجھ سے رخصت ہو جائیں گی۔بس اکیلا تو ہی ہوگا۔اور کس کے سپرد ہوگا؟اللہ کے سپرد ہوگا۔اب اللہ جلادوں کو بھیج دے گا۔۔۔یا تیرے بہترین ساتھیوں کو بھیج دے گا۔فرشتے آ کر تجھے تسلیاں دیں گے۔ تھپکیاں دیں گے' تجھ سے پیار کریں گے۔یہ سب معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

پھر جب تو میدان محشر میں اٹھے گا وہاں بھی تجھے کوئی نہیں پہچانے گا۔باپ بھی آنکھیں نیچی کرلے گا' اولاد بھی آنکھیں نیچی کر لے گی۔صرف ایک اللہ ہی کی ذات ہوگی۔

حدیث میں آتا ہے کہ زمین اس قدر گرم ہوگی جیسے تانبے کی ہوگئی ہو۔آپ کو اندازہ ہے کہ گرمی کے دنوں میں زمین کتنی تپتی ہے۔لیکن یہ تو مٹی ہے' وہاں زمین کی صورت ایسی ہو جائے گی جیسے تانبے کی ہو۔آپ دیکھتے ہیں کہ گرمیوں میں سورج سردیوں کی نسبت

تھوڑا سا قریب آتا ہے لیکن دیکھ لو گرمی کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ سردیوں میں تھوڑا سا دور چلا جاتا ہے اور گرمی اتنی نہیں ہوتی۔ گرمیوں میں سورج تھوڑا سا سیدھا ہو جاتا ہے' قریب آ جاتا ہے تو کتنی گرمی ہو جاتی ہے۔ اور اس وقت کیا ہو گا جب سورج سوا نیزے کے برابر ہو جائے گا (مشکوۃ کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق باب الحشر) جتنی یہ (مسجد کی) چھت نیچی ہے۔ اور زمین تانبے کی ہو گی۔ تو آپ اندازہ کر لیں۔ میرے خیال میں جو دانے بھٹے جاتے ہیں وہ بھی اتنی گرمی میں نہیں ہوں گے جتنی گرمی میں یہ انسان ہوں گے۔ کتنی پریشانی ہو گی؟

حدیث میں آتا ہے کہ جو اللہ کے پیارے ہوں گے' جو جوانی کی مستی میں بھی اللہ کو نہیں بھولتے۔ جو لولاد کی کشش میں بھی نہیں بھولتے۔' جو بیوی کے حسن میں بھی نہیں بھولتے' اللہ ان سے کہے گا کہ تم میرے پاس آ جاؤ۔ جیسے ماں اپنے بچے کو گود میں بٹھا لیتی ہے۔ ان کو اللہ اپنے پاس' عین عرش کے نیچے بلا کر کہے گا آرام سے یہاں بیٹھو' نہ یہاں کوئی تکلیف ' اور نہ ہی کوئی اور نقصان ہو گا۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ بالیمین)

جب دنیا میں فتنوں کی آندھیاں چلتی تھیں۔ طوفان اٹھتے تھے گناہوں کے' دنیا کھینچتی تھی برائی کی طرف' سوسائٹی گندی' ماحول گندا' تم کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ تم اللہ کی طرف دیکھتے تھے کہ اللہ مجھ سے کیا مطالبہ کرتا ہے؟ بس اللہ مجھ سے راضی ہو جائے' آج میں بھی تمھارے ساتھ وہی سلوک کروں گا۔ دنیا پریشان پھرتی ہے' تم بالکل پریشان نہ ہونا' تم میرے پاس آ جاؤ۔ آرام سے مزے کی زندگی گزارو۔ آرام سے بیٹھو' تو اس لیے فرمایا وَابْتَغُوٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ [5:المائدہ:35] لوگو! اللہ کا قرب حاصل کرو۔ جتنا تم سے ہو سکتا ہے قربانی کرو اس لیے کہ اللہ کا قرب حاصل ہو جائے۔ اللہ راضی ہو جائے۔ اللہ سے معرفت ہو جائے۔ اللہ سے دوستی لگ جائے۔ اللہ سے بے تکلفی ہو جائے۔

میری آواز جائے تو اوپر سب کو پتہ ہو کہ اللہ کا پیارا ہے۔ اللہ کا دوست ہے۔ دیکھو آپ نے دیکھا ہو گا کہ پولیس والے کتنے سخت ہوتے ہیں' لیکن اگر پولیس والوں میں آپ کا کوئی دوست ہو' آپ کا کوئی رشتہ دار ہو' پھر پولیس والے آپ کو سلام کریں گے۔ ایس پی اگر آپ کا دوست ہو تو پھر دیکھیں ڈی ایس پی بھی آپ کو سیلوٹ مارے گا۔ پولیس والا جانتا ہے کہ فلاں اس کا دوست ہے' فلاں اس کا رشتہ دار ہے' یہ فلاں کا آدمی ہے۔

توجب ایک آدمی مومن بن جاتا ہے' اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے' تو فرشتوں کو پتہ ہوتا ہے۔ تو جونہی یہ آدمی جائے گا تو فرشتے کہیں گے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ سلامتی ہو تم پر۔ فرشتے سلام کہیں گے۔ اور کہیں گے کہ تمھیں مبارک ہو۔ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ [39:الزمر :73] جاؤ مزے کرو۔ جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ وہاں ہی رہو۔ فرشتے السلام علیکم کہیں گے۔ بڑے آرام کے ساتھ' بڑی عزت کے ساتھ اللہ تعالیٰ انھیں جگہ دے گا۔

میرے بھائیو! تو میں بات کر رہا ہوں' میں زبان سے بات نکال رہا ہوں' آپ سن رہے ہیں' ویسے عمل کے لحاظ سے بڑی مشکل بات ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کام تو محنت سے ہی ہوتا ہے۔ اور یہ جو پھونکوں سے' اور پیر پکڑنے سے' اور یہ جو چٹکلے ہوتے ہیں نا چٹکلے۔۔۔ بس جی! تعویذ کرا لو۔ بس سب ٹھیک ہو جائے گا۔ دم کرا لو' جی! بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ پیر پکڑ لو' بس پھر مزے کرو۔ یہ تو وہی کام ہے جیسے کیمیاگر سونا بناتے ہیں۔ وہ جائز طریقے سے تو محنت نہیں کرتے' وہ کہتے ہیں کہ سنا ہے کہ سونا بن جاتا ہے۔ جنگلوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ دھکے کھاتے ہیں۔ لوہے کو سونے میں تبدیل کرتے ہیں اور عمر برباد کرتے ہیں اور ہوتا بھی نہیں۔ اسی طرح یہ پیروں والے' یہ منکوں والے' یہ چٹکیوں میں کام کرنے والے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے سونا بنانے والے ہیں۔ وہ کبھی سونا نہیں بنا سکتے۔ اور یہ اللہ کو کبھی راضی نہیں کر سکتے۔ جائز طریقے سے آدمی دولت کمائے اور محنت سے آدمی اللہ کو راضی کرے' ہر کام میں محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو بھی کام کرے نیت یہ ہو کہ اللہ راضی

ہو جائے۔

اب دیکھو نا۔۔۔ قربانی کا موقع تھا۔ آیا چلا گیا۔ کسی نے نمبر حاصل کر لیے اور کسی نے کچھ Gain کر لیا' کسی کو کچھ مل گیا' اور کوئی تھوتھے کا تھوتھا ہی رہ گیا۔ خواہ مخواہ دو چار ہزار کا نقصان کر لیا۔ جس کی قربانی قبول نہ ہوئی' اللہ اس سے راضی نہ ہوا۔ اللہ کا قرب حاصل نہ ہوا۔ اس نے نقصان ہی کیا' کیا فائدہ ہوا؟ دو چار ہزار کا بکرا گیا۔ گائے میں حصہ ڈالا تھا وہ بھی برباد گیا۔ نقصان ہی اٹھایا نا۔۔۔ اور اگر یہ ہے کہ اللہ راضی ہو گیا تو چلو دو چار ہزار خرچ ہو گیا تو کیا ہوا اللہ تو راضی ہو گیا۔ اللہ نے قرآن مجید میں یہی بات کھول کر بیان کی ہے کہ دیکھو قربانی کرنے والو' سوچ لو' خون تو تمھارے سامنے مٹی میں چلا گیا۔ مٹی پی جاتی ہے۔ جذب کر لیتی ہے۔ جانور کو تم سنبھال لیتے ہو' اس کی کھال اتار لیتے ہو' اس کا گوشت بنا لیتے ہو۔ تقسیم کر لیتے ہو۔ کھا پی جاتے ہو' کھلا دیتے ہو' میرے پاس کیا آتا ہے؟ تم سوچو تم نے جو جانور ذبح کیا' سب کچھ تمھارے پاس ہے' میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلاَ دِمَآءُ ھَا قربانی کرنے والے جو ہیں' نہ تو انکی قربانیوں کا گوشت اللہ کو پہنچتا ہے' گوشت میں کھال وغیرہ سب کچھ آ گیا۔ وَلاَ دِمَآءُ ھَا اور نہ خون اللہ کے پاس پہنچتا ہے۔ وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ [22:الحج :37] اللہ کے پاس تو تمھارا تقویٰ جاتا ہے۔ قربانی نیچے رہ جاتی ہے' تقویٰ اوپر چلا جاتا ہے۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کرنے والے نے کس نیت سے کیا ہے۔ کرنے والے کے دل میں کیا تھا؟ کرنے والا اللہ کا دوست ہے کہ نہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرے پاس تقویٰ آتا ہے۔ میرے پاس گائے اور گائے کا گوشت' بکرا اور اس کا گوشت یہ کچھ نہیں آتا۔ وہ تم ہی کھاتے ہو۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلاَ دِمَآءُ ھَا اللہ کے پاس تو تمھارے دل کا حال جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ اللہ تمھارے جسموں کو نہیں دیکھتا۔ وَ لاَ اِلٰی صُوَرِکُمْ اور نہ ہی

تمھاری شکلوں کو دیکھتا ہے کہ یہ کتنا خوبصورت (Beautiful) ہے۔ کیا اعلیٰ اس کی شکل بنائی ہے۔ کیسے فرسٹ کلاس کے اس نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ کیا اس پر حسن ہے؟ لَاَ یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَ لاَ اِلٰی صُوَرِکُمْ نہ اللہ تمھارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمھاری شکلوں کو دیکھتا ہے۔ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ اللہ تو تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اللہ تو تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مشکوۃ کتاب الآداب' باب الریا والسمعۃ)

اور ہمارے ہاں آج کل کیا ہوتا ہے؟ خوبصورتی کا معیار جو ہے وہ یہ ہے 'فرسٹ کلاس کپڑے ہوں' اچھا سیٹ اپ (Set Up) ہو۔ اچھا گیٹ اپ (Get Up) ہو۔ سوسائٹی میں اونچا ہونا ہی بڑے ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بات میرے ہاں بالکل نہیں ہے۔ بلکہ آج کل تو ان کا الٹ ہے۔ شاید ہی کوئی آج کل کے لباسوں والا بندہ اللہ کو پسند ہو۔ اللہ تو دل کو دیکھتا ہے کہ کس کے دل میں میرا ڈر ہے۔ کس کے دل میں میرا خوف ہے۔ دیکھو اللہ کا ڈر' اور اللہ کا خوف اور اللہ سے محبت' یہ سب چیزیں ہیں ایک ساتھ ہیں۔ میں بالکل Practical بات کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ سے تعلق کیسا ہونا چاہیے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ سے تعلق بالکل ایسا ہونا چاہیے جیسا سات' آٹھ' یا دس سال کے بچے کا باپ سے ہوتا ہے۔ نہ تو وہ ہوا ہوتا ہے اس بچے کے لیے کہ بچہ ڈرتا ہی پھرے۔ جیسا کہ بچے بلی سے ڈر جاتے ہیں' کسی جانور سے ڈر جاتے ہیں بچے چور سے ڈر جاتے ہیں۔ بچوں کو اگرچہ باپ کا کچھ ڈر ہوتا ہے لیکن باپ سے انھیں محبت بھی بہت ہوتی ہے۔ وہ باپ سے چمٹ جاتے ہیں' گلے ملتے ہیں' باپ کو چھوڑتے نہیں' پیار بھی بڑا ہوتا ہے اور جذبات کیا ہوتے ہیں اگر ابا جی ناراض ہو گئے تو ماریں گے۔ یہ بھی ڈر ہوتا ہے کہ اس بات سے ابا جی خوش ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو بیٹا باپ سے چمٹ جاتا ہے۔

• بالکل یہی کیفیت آدمی کی اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔' خواہ وہ جوان ہو' خواہ وہ

بوڑھا ہو' اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو' گناہ نہیں کرے۔ پھر وہ بہت ڈرتا ہے کہ اس جیسی پکڑ کسی کی بھی نہیں ہے۔ وہ جب پکڑ لے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ اور پھر اس جیسا مہربان بھی کوئی نہیں۔ میری ساری باتیں وہی سننے والا ہے۔ میری فریادیں وہی سنتا ہے۔ میرے کام وہ کرتا ہے۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ یعنی انسان کے اندر اگر یہ اسپرٹ رہے مرتے دم تک تو سمجھ لو کہ وہ عین مسلمان ہے۔

اور اگر جیسے بچہ جوان ہو جاتا ہے' بڑا ہو جاتا ہے' تو پھر نہ کوئی محبت ہوتی ہے' نہ کوئی ڈر ہوتا ہے' بیٹا اگر بیس پچیس سال کا ہو جائے' تیس پینتیس سال کا ہو جائے تو اس کے دل میں نہ والدین کا ڈر زیادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کسی اور کا۔ بس فری اور بے تکلف (Frank-ly) ہو کر دوستوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ چلتا پھرتا ہے' والدین کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی حال گندے آدمی کا ہے۔ جو آدمی نیک نہیں ہوتا اس کی حالت بالکل ایسی ہوتی ہے جیسے ایک لفنڈے' آوارہ اور لوفر لڑکے کی ہوتی ہے۔ کہ اسکے دل میں نہ ماں باپ کی محبت ہوتی ہے اور نہ ہی ماں باپ کا ڈر ہوتا ہے۔ اسے بالکل پرواہ ہی نہیں ہوتی۔

اس طرح سے گندہ آدمی اللہ تعالیٰ کا بالکل نافرمان اور لاپرواہ' بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ اور سمجھو کہ وہ بے دین ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو خواہ وہ کافر ہو۔ خواہ وہ مولوی زادہ ہو۔ وہ سید زادہ ہو' وہ خود مولوی ہو' یا کوئی اور ہو بالکل بے کار ہے۔ اس کی زندگی کیا ہے؟ برباد ہے۔ اللہ سے بالکل ایسا ہی تعلق ہونا چاہیے جیسا کہ ایک بچے کا اپنے باپ سے ہوتا ہے۔ پیار بھی بہت ہوتا ہے اور ڈر بھی دل میں بہت ہوتا ہے کہ لباجی ماریں گے۔ اگر میں نے شرارت کی تو ابو ماریں گے۔ اگر بچے سے کوئی چیز ٹوٹ جائے تو وہ کھڑا رونے لگ جاتا ہے۔ دل میں ڈر ہوتا ہے کہ لباجی ماریں گے۔ اب لباجی سبب پوچھیں گے۔ کہ کیسے ٹوٹ سکتا تھا۔ وہ کچھ نہیں کہتے۔ چل چھوڑ تھا ٹوٹ گیا۔ اتفاقی معاملہ تھا اور اگر یہ ہے کہ اس نے اپنی طاقت سے زیادہ کام کیا' وہ برتن اس کے اٹھانے کا نہیں تھا اور اسے منع بھی کیا تھا کہ اسے ہاتھ نہ لگا' تو پھر وہ ضرور ناراض ہوں گے۔

توبالکل یہی حالت اللہ کی بندے کے ساتھ ہے۔ اگر بندے سے غلطی ہو جائے تو اللہ دیکھتا ہے کہ بندہ سے اچانک غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اگر وہ ڈر گیا' رونے لگ گیا۔ معافی مانگتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ غصہ نہیں رہتا۔ جیسا کہ باپ دل میں غصہ نہیں رکھتا۔ معاف کر دیتا ہے' اور اگر وہ شرارتی ہے' لاپرواہی کرتا ہے' ایسے کام کرتا ہے' تو پھر پٹائی ہوتی ہے۔ پھر ناراضگی ہوتی ہے۔ والدین ناراض ہوتے ہیں اور اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ سمجھ لے آدمی۔ دنیا میں اللہ نے بہت کچھ رکھا ہے' کتابیں ہی نہیں ہیں کہ آپ کہیں ہم پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ عقل بڑی چیز ہے۔ اپنی اولاد سے جو آپ سلوک کرتے ہیں' اس سے اللہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مسلمان ہو جائیں' لیکن ہماری بدقسمتی تو یہ ہے کہ ہم سوچتے ہی نہیں' کبھی خیال ہی نہیں کرتے کہ ہم دیکھیں کہ باپ کون ہوتا ہے؟ باپ کی طبیعت کیسی ہوتی ہے؟ راضی کس بات پر ہوتا ہے؟ ناراض کس بات سے ہوتا ہے۔ اسی سے آپ اللہ کا معاملہ سمجھ جائیں۔ اللہ کا تعلق بندے کے ساتھ کیسا ہے؟ اللہ ناراض کس بات پر ہوتا ہے؟ اللہ راضی کس بات پر ہوتا ہے۔ لیکن سوچ لیں کہ اگر ہم پرواہ نہ کریں تو گزارا بھی نہیں۔

ایک تو چیز ہے کہ میں نہیں پڑھتا۔ چھ اڑی کر جاتا ہے۔ میں نہ کرتا۔ بی اے (B.A) ایم اے (M.A)۔ چلو بھئی نہ پڑھ۔ جو بچے پڑھتے نہیں کیا وہ روٹی نہیں کھاتے؟ نہیں پڑھتا تو نہ پڑھ۔ اسی طرح جو بچہ کہتا ہے کہ میں یہ کام نہیں سیکھوں گا۔ چلو نہ سیکھو اور کوئی کام کر لو۔ محنت مزدوری کر لے' زمینداری کر لے' کوئی اور ایسا کام کر لے۔ لیکن میرے بھائیو! اللہ سے بندہ پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ واسطہ اسی سے پڑتا ہے۔ کیونکہ مرنا ضرور ہے۔ بس مر گئے اسی کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ اور اس سے بھی بالکل مفر نہیں۔ اللہ نے سورۃ القیامۃ میں بیان کیا ہے کہ بندہ کہے گا:

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ [75:القیامۃ:10] بندہ کہے گا

اَيْنَ الْمَفَرُّ بھاگ کر کہاں جاؤں؟ جب بندہ دیکھے گا کہ چاروں طرف فرشتے ہی فرشتے ہیں

تو کہے گا کہ کہاں بھاگوں ؟

وَ يَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَ نُزِّلَ الۡمَلٰٓئِكَةُ تَنۡزِيۡلاً

[25:فرقان:25] آسمان پھٹ جائے گا جیسے بادل پھٹ جاتے ہیں۔ اور کناروں پر غائب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے آسمان پھٹ جائے گا اور ان سے فرشتے نیچے اتریں گے۔ آکر قطاریں بنالیں گے۔۔۔ سرکل کے سرکل۔۔۔ سرکل کے سرکل۔۔۔ اس طرح قطاریں باندھ لیں گے۔ درمیان میں انسان ہوں گے۔ اب انسان دیکھے گا کہ دور دور تک فرشتے ہی فرشتے ہیں۔ بڑے بڑے قد کے۔ کدھر کو جائیں۔ دیکھو! پولیس سامنے ہو تو آدمی دوڑتا نہیں۔ چور جب دیکھتا ہے کہ لوگوں نے محاصرہ کر لیا ہے تو وہ دوڑتا نہیں ہے۔ اچھا جی پکڑ لو۔ جب چاروں طرف سے فرشتوں نے گھیرا ڈالا ہو تو آدمی دوڑ کر کہاں جا سکتا ہے ؟

اللہ قرآن میں بیان کرتا ہے کہ اس وقت آدمی اس منظر کو دیکھ کر کہے گا اَيۡنَ الۡمَفَرُّ اَيۡنَ الۡمَفَرُّ ہائے! بھاگ کر کدھر جاؤں۔ كَلاَّ لاَ وَزَرَ کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَئِذِ ‌ِالۡمُسۡتَقَرُّ [75:القیامۃ:12] ٹھکانا صرف اللہ ہی کا ہے۔ اب تم اسی کے پاس ہو۔ اسی لیے اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندو! تم کسی وقت بھی میری ملاقات سے غافل نہ رہو۔ اگر تم یہ کہو کہ جی میں نہیں ملنا چاہتا اللہ سے تو اس کا یہ خیال خام ہے۔ آپ سے گھر پر کوئی آدمی ملنے آیا۔ آپ نہیں ملنا چاہتے نہ ملیں۔ کوئی آفیسر آیا ہے اور آپ ملنا نہیں چاہتے تو نہ ملیں۔ فلاں آیا ہے تو ملاقات کے لیے نہیں جانا چاہتے تو نہ جائیں۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ میں اللہ کے سامنے پیش نہیں ہونا چاہتا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ فرماتا ہے کہ تم اس بات کو کبھی نہ بھولو کہ تمھیں اللہ کے سامنے جا کر کھڑا ہونا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر اللہ پوچھے گا کیا آ گیا؟ یا اللہ! آ گیا۔ کیا کر کے آیا ہے ؟ تجھے کھانے پینے کے لیے بھیجا تھا ؟

ذرا سوچیے! ہم دنیا میں کھانے پینے کے لیے آئے ہیں ؟ کیا ضرورت ہے اللہ کو آپ

کھا پی کر چلے جائیں۔ کوئی فائدہ ہے ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً [38:ص :27] اور پھر فرمایا: لٰعِبِيْنَ [21:الانبیاء :16] ہم نے یہ کوئی کھیل تماشا بنایا ہے ؟ تمھیں بھیجیں کہ تم کھاؤ پیو مزے کرو' اور مر جاؤ۔ بس قصہ ختم۔۔۔ ہم نے تو کسی اور مقصد کے لیے آسمان کو پیدا کیا ہے' اور اس زمین کو پیدا کیا ہے۔ یہ ساری Setting کی ہے۔ انسانوں کو بھیجا ہے۔ انسانوں کے لیے کیا کیا انتظامات کیے ہیں۔ اللہ اکبر۔

انسان کے کھانے کا انتظام' انسان کے پینے کا انتظام' ہائے اللہ! پانی کا کبھی تصور کر لیں' زمین کے نیچے دریا چلتے ہیں' زمین کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ اور ہم نے پانی لینا ہوتا ہے تو ہینڈ پمپ(Hand Pump) لگاتے ہیں یا پھر ٹیوب ویل۔ نیچے سے پانی مٹی سے چھن کر آتا ہے تو کیسا عمدہ صاف اور شفاف ہوتا ہے۔ اللہ نے انسان کو سمجھا دیا کہ یوں فلٹر Filter کر لیا کرو۔ پانی کو ایسے ٹھیک کر لیا کرو۔ دیکھ لو کیا صاف اور شفاف پانی جو آپ کے پینے کے لیے ہے۔ کیا یہ از خود کام ہو گیا۔ یا کسی کاری گر نے یہ سارا کام کیا ہے۔ انسان گدلا پانی پینا پسند نہیں کرتا۔ میلا پانی پسند نہیں کرتا۔ اس کے لیے اللہ نے پانی کا انتظام کیا ہے۔ اور دیکھ لو دودھ۔ اللہ اکبر۔۔۔ جانور بچہ دیتا ہے۔ بچے کے لیے دودھ اتارتا ہے۔ ہم بچے کے ساتھ دھوکے کرتے ہیں کہ بچے کا منہ لگا کر اس کو ایک طرف کر دیتے ہیں اور سارا دودھ خود نکال لیتے ہیں۔ اللہ کہتا ہے جائز ہے۔ ٹھیک ہے' اس بچے کا پیٹ بھر دیا کرو' بے شک دودھ اس کو نہ پلاؤ۔ دودھ خود پی لیا کرو۔ یہ تو چند ایک مثالیں ہیں۔ یعنی جو انتظام کرے گا وہ ہم سے پوچھے گا نہیں ؟ یہ نہیں پوچھے گا کہ بتاؤ کر کے کیا آیا ہے ؟ ہم یہ کہیں گے کہ خوب سیر سپاٹا کیا' بڑے مزے کیا' خوب پتنگیں منائیں' سیریں کیں' بد معاشیاں کیں' آوارہ گردی کی' بڑے Visit کیے۔ یہ کوئی کرنے کے کام ہیں ؟ اور پھر بڑوں بڑوں کو خاص طور پر اور چھوٹوں چھوٹوں سے عام طور پر یہ سوال کیا جائے گا کہ تمھیں شرم نہیں آتی تھی ؟ میرے دین کا کیا حشر ہو تا تھا اور تم سیریں کرتے تھے۔ تمھیں کمائی کی فکر ہوتی تھی۔ دین لٹتا جا رہا تھا' دین یتیم

ہو تا جا رہا تھا اور کوئی اس کے سر پر ہاتھ رکھنے والا نہ تھا۔ اس حال میں بھی تمھارے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ سوچ لیں کیا یہ باتیں واقعتاً صحیح ہیں یا ویسے ہی مولوی ٹھونس رہا ہے۔ اس لیے میں بہت کوشش کرتا ہوں کہ بات کو آپ کے سامنے اس طرح رکھا جائے کہ بات خود اپیل کرے۔ آپ کا دل گواہی دے کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے مفر نہیں۔ اس سے کسی طرح بھی ٹل نہیں سکتے۔ واقعتاً ایسا ہی ہونا چاہیے۔

میرے بھائیو! مسلمان ہونے کی کوشش کرو' اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو

اللہ کہتا ہے یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰہَ اے ایمان والو! اللہ کا خوف دل میں پیدا کرو۔

وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اور اللہ کا قرب تلاش کرو ہر عمل سے۔ جو عمل کرو اس میں کوشش کرو کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ ایک قدم اور آگے بڑھ جاؤں۔ ایک قدم اور آگے بڑھ جاؤں۔

دیکھ لو بعض کو کتنا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنا لیا۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً [4:النساء:125] کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے اپنا دوست بنا لیا۔ ایسے جو کوئی بھی عمل کرتا ہے اسی اعتبار سے اللہ اس کو اپنا قرب دیتا ہے۔

اور اگر آپ اپنے اعمال کو مرتکز (Concentrate) کرتے جائیں' ان کا رخ ایک ہی طرف رکھیں کہ اللہ راضی ہو جائے۔ ایک نماز پڑھی' نیت یہ ہو کہ اللہ راضی ہو جائے۔۔۔ چلو ایک دو رکعت میں آپ کی توجہ بھی نہیں رہی۔ کوشش کریں کہ تیسری رکعت میں آپ مستحضر (Attentive) ہو جائیں۔ چوتھی رکعت میں دل کو حاضر کر دیں۔ التحیات میں ہی دل کو حاضر کر لیں کہ یا اللہ! معاف کر دے۔ وہ مانے کہ اللہ میں تیرے قریب ہونے کے لیے آیا تھا۔ پھر اس کے بعد کچھ پڑھے۔۔۔ سبحان اللہ پڑھے' ویسے تو 33 مرتبہ یا 100 مرتبہ پڑھنا چاہیے' یا 10 مرتبہ پڑھنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اگر کسی موقع پر آپ سوچ اور سمجھ کر ایک دفعہ سبحان اللہ پڑھ لیں' یعنی یہ یقین ہو کہ اللہ تیری ذات بے

عیب ہے۔ تجھ میں کوئی نقص (Defect) نہیں۔ کوئی خامی کوئی قصور کسی قسم کا کوئی عیب تیرے اندر نہیں ہے۔

سبحان اللہ۔۔ایک دفعہ کہنے سے اللہ سے دوستی لگ گئی۔ کبھی سوچ کر کہیں الحمد للہ ایک تو یہ ہے کہ وظیفہ کے طور پر الحمد للہ الحمد للہ لوگ پڑھتے ہیں۔۔۔ جلدی جلدی کہہ دیا۔ لیکن کبھی دل کو حاضر کر کے الحمد للہ کہیں کہ اللہ تو سب تعریفوں کے لائق ہے۔ صرف تو ہی لائق ہے۔ آسمان تو نے بنایا مجھے اے اللہ! تو نے بنایا۔ یہ چیز اللہ تو نے بنائی وہ چیز اللہ تو نے بنائی۔ اللہ تو ہی تعریفوں کے لائق ہے۔ اور کوئی نہیں۔ ایسے ہی دل کو حاضر کر کے کہو اللہ اکبر! اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

دیکھو! لوگوں کے معبود' لوگ جسے مشکل کشا' حاجت روا کہتے ہیں' وہ سارے نیچے چلے گئے۔ برابر بھی نہ رہے۔ شیعہ سے پوچھ لو کہ تمہارا معبود مولا علی تم سے اونچا ہے یا نیچے ہے؟ تم اوپر ہو یا وہ اوپر ہے؟ جواب ہو گا کہ جی! ہم اوپر اور وہ نیچے ہیں۔ حضرت حسینؓ مٹی میں دبے ہوئے ہیں' ہم مٹی کے اوپر ہیں۔ جو دوسرے مشکل کشا کہنے والے۔۔۔ پیر پرست اور مشرک ہیں ان سے پوچھ لو کہ تمہارے معبود کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے کہ گھڑے پڑے ہیں' مٹی میں گھڑے پڑے ہیں۔ اور اللہ کہتا ہے کہ لو مسلمان! او توحید والے مسلمان! تجھے خوش ہونا چاہیے کہ تیرا معبود اتنا اونچا ہے کہ کوئی چاند پر پہنچ جائے کوئی مریخ پر پہنچ جائے' کوئی سورج پر پہنچ جائے' تو اللہ سے پھر بھی نیچے ہی رہے۔ اللہ اونچا ہے۔ اللہ عرش پر ہے۔ ہے نا شان...! معبود ہو تو ایسا..!

ارے یہ تو ایسے معبود ہیں کہ اپنے مریدوں سے بھی نیچے پڑے ہوئے ہیں اور مرید اوپر چڑھے پھر رہے ہیں۔ دنیا میں کوئی پیر چارپائی پر بیٹھتا تھا تو مرید چارپائی پر نہیں بیٹھتے تھے۔ جی پیر کا درجہ اونچا ہے۔ اچھا جی! جب یہ مر جائے گا تو پھر پیر نیچے اور مرید اوپر۔ دیکھ لو عقل۔۔۔ اندازہ کرو بے وقوفی کا۔ لیکن مشرک بے عقل ہوتا ہے۔ ارے تسلیم کر لو کہ مشرک چاہے پی ایچ ڈی ہو' مشرک چاہے ڈاکٹر ہو' مشرک چاہے صدر ہو' مشرک چاہے وزیر اعظم ہو وہ بے وقوف ہی ہوتا ہے۔ اور موحد اللہ کو کیا کہتا ہے؟ اللہ اکبر! اللہ سب سے بڑا

ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی میرا رب سب سے بلند ہے۔ کہاں ہے ؟ یہ ساری زمین' یہ سیارے' یہ چاند' یہ سورج' پھر اس کے بعد آسمان۔۔۔ قرآن کہتا ہے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا[67:الملك:3]سات آسمان تہہ بہ تہہ 'ایک آسمان اس سے اوپر دوسرا' پھر تیسرا آسمان' چوتھا آسمان' پانچواں آسمان' چھٹا آسمان اور پھر ساتواں آسمان یہ سب ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں۔

پھر وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ [2:البقرة:255]اللہ کی کرسی تمام زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور اللہ کہاں ہے ؟اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [20:طٰهٰ:5]اللہ عرش پر مستوی ہے۔یوں سمجھ لو جیسے کسی کے پاؤں کے نیچے کوئی چیز ہو۔اس طرح ساری مخلوق عرش کے نیچے اور اللہ عرش کے اوپر ہے۔

اب آپ اندازہ کر لیں ان لوگوں کا' یہ سکول ماسٹر' یہ شاعر' یہ کرائے کا مولوی ۔۔ ان سب کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ہر چیز میں موجود ہے۔ کتنی بڑی اللہ کی توہین ہے۔ دیکھو اسلام کا تصور اللہ کے بارے میں کیا ہے ؟ موحد کا تصور اللہ کے بارے میں کیا ہے ؟ اللہ کی ذات سب سے اعلیٰ' سب سے اوپر' سب سے اونچی۔ کوئی کتنا ہی اونچا چڑھ جائے' اللہ سے اوپر ہونا تو درکنا' کوئی اللہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ عرش پر ہے۔ سورۃ طہ میں ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [20:طٰهٰ:5] تیرا رب عرش پر مستوی ہے۔ وہاں قائم ہے اور ساری مخلوق اس کے نیچے۔ دیکھو! معبود ہونے کا مزا آیا۔ رب ہونے کا مزا آیا' کوئی مانے تو ایسے کو مانے۔ ارے اس کا کیا ماننا جو مر جائے۔ اس کو کیا ماننا جس کا پیشاب بند ہو جائے۔ ایک پیر تھا اس کو ہسپتال میں لے گئے۔ جی! پیشاب بند ہو گیا ہے۔ ارے اللہ کے بندے! تو نے یہ پیر پکڑا ہوا ہے جس کا پیشاب بند ہو گیا ہے۔ تو اس سے بیٹے مانگتا ہے۔ تو اس سے مرادیں مانگتا ہے ؟ کیسا احمق ہے ؟ اللہ کہتا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى

الْحَیُّ الَّذِیْ لاَ یَمُوْتُ[25:الفرقان:57]اے توحید والے! بھروسہ کر اس ذات پر جس کے لیے موت ہی نہیں۔ لاَ تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لاَ نَوْمٌ [2:البقرۃ:255]اسے نہ اونگھ آئے اور نہ نیند۔

میرے بھائیو! میں کیا آپ سے عرض کروں۔ آپ نے کبھی قدر ہی نہیں کی۔ آپ نے اپنا عقیدہ کبھی درست نہیں کیا۔ بچے سکول میں پڑھتے ہیں اور گندے گندے شعر ہوتے ہیں۔ صوفیوں اور ان شاعروں کے گندے گندے شعر---

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
ہر پتے میں تو ہے' ہر درخت میں تو ہے
اوپر تو ہے' نیچے تو ہے
فاعل میں تو ہے' مفعول میں تو ہے

تھانیدار جوتے مار رہا ہے' اس میں بھی تو ہے اور چور جو جوتے کھا رہا ہے اس میں بھی تو ہے۔ یہ اللہ کی گت بن رہی ہے۔

اور آج کا مسلمان واہ' واہ' واہ! نعرے لگا رہا ہے۔ کہ جی! اللہ تو ہر جگہ موجود ہے۔ یعنی انھیں یہ مانتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے۔ جی! اس طرح تو اللہ محدود ہو جائے گا۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے پھر اس کو جوتے لگیں تو اس سے کوئی خرابی نہیں آتی؟ اگر اللہ کو ہر ایک میں کہیں' ہر جگہ مانیں--- تھانیدار میں کہیں' چور میں کہیں' اور یہ بھی مانیں کہ اللہ اوپر بھی ہے اور نیچے بھی تو اس طرح کیا اللہ کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا؟ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ اللہ عرش پر ہے تو کہتے ہیں کہ اس طرح تو اللہ محدود ہو گیا۔ لوگ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ "اللہ لامکان ہے۔" یہ بھی جہالت کی بات ہے۔ اللہ لامکان ہے۔ لامکان کے معنی ہیں کہ اس کا کوئی مکان ہے ہی نہیں۔

ارے مکان! کے معنی جگہ--- لامکان کے معنی کیا ہوئے؟ کہیں نہیں۔ اب اللہ ہے ہی نہیں--- قصہ ہی ختم--- دیکھو جی! توحید ہے۔ ان مشرکوں کی توحید ہے۔ پھر

آپ جانتے ہیں کہ جب قیامت آئے گی تو اللہ بندوں سے باتیں کرے گا' ان سے حساب لے گا۔ تو اس وقت لامکان ہوگا کہ اس کا کوئی مکان نہیں ہوگا؟

میرے بھائیو! دین سمجھنے کے لیے محنت کی ضرورت ہے۔ دین سمجھنے کے لیے مسلمان ہونیکی ضرورت ہے۔ ہم لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں اور صوفیوں کے بنائے ہوئے مسلمان ہیں۔ یہ مسلمان صوفیوں کی تعریفیں کرتے ہیں۔ جی! اجمیر والے پاکپتن والے' وہ فلاں' وہ فلاں۔۔۔ وہ جب ہندوستان میں آئے' ایک لاکھ ہندو ایک منٹ میں مسلمان کر دیا۔ بھئی! واہ! اور جس کو مسلمان کر دیا وہ کون ہیں؟ یہی جو آج کل آپ سب کی نظر میں ہیں۔ مسجدیں دیکھ لو' سب شرک سے بھری ہوئی ہیں۔ کوئی اللہ کی پہچان نہیں۔ نہ مولویوں کو پتہ ہے' نہ مولویوں کے مقتدیوں کو پتہ ہے۔ وہ بھی جاہل اور یہ بھی جاہل۔ کوئی دین کی سمجھ نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اللہ کو پہچانو! جب اللہ اکبر! کہو تو اللہ کا تصور کرو کہ اللہ اکبر۔ میرا رب کتنا بڑا ہے؟ اس لیے حدیث میں آتا ہے' اپنے مکان کی چھت پر چڑھو تو سیڑھی پر قدم رکھتے وقت ایک ایک قدم پر "اللہ اکبر' اللہ اکبر" کہتے جاؤ کہ میں ایک ایک قدم اوپر چڑھتا جا رہا ہوں اور اونچا ہو تا جا رہا ہوں مگر میرا رب اس سے بھی اونچا اور بڑا ہے۔ پہاڑ پر چڑھو' پہاڑی پر چڑھو' کسی ٹیلے پر چڑھو' کسی بلندی پر چڑھو' کہتے جاؤ اللہ اکبر۔۔۔ مشرکوں کے معبود نیچے' میرا معبود اوپر۔ کوئی کتنا بھی اونچا چڑھے وہ پھر بھی سب سے اونچا۔ یہ اللہ اکبر کہنا کب صحیح ہو سکتا ہے؟ جب آپ کا عقیدہ اسلامی ہو' اور جب آپ کا عقیدہ اسلامی نہ ہوا' یہ جاہلوں والا عقیدہ ہوا' جاہل مولویوں والا' جاہل شاعروں والا' تو پھر کیا ہوگا؟ تو پھر اللہ اکبر بھی غلط' سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلٰى بھی غلط۔۔۔ دیکھیں سجدہ میں ہم پڑھتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلٰى۔۔۔ پاک ہے میرا رب بلندی والا۔ اعلیٰ SuperLative Degree ہے۔ اَعْلٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ جو ہر چیز سے بلند ہے۔ میرا وہ رب پاک ہے' بے عیب ہے۔ اور

اگر اللہ ہے ہی سب جگہ ' سجدہ کرنے والے کی پیشانی سے بھی نیچے ہے تو کوئی پڑھ سکتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی ۔۔۔ سوچیے! عقل کی بات ہے۔ اگر اللہ ہر جگہ ہو اور اوپر بھی اور نیچے بھی ہو تو ایک نمازی کا سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی کہنا غلط نہیں ہو جاتا؟ اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ سوائے اہل حدیث کے کسی کی نماز ہوتی ہی نہیں۔ سرے سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا عقیدہ کیا ہے ؟ یہ کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ اوپر بھی ہے ' نیچے بھی ہے ' جب وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے کہ میرا رب سب سے اوپر ہے۔ حالانکہ اس کے عقیدہ میں اس کا رب اس کی پیشانی سے بھی نیچے ہے۔ جب عقیدے میں اتنا Clash ہو ' اتنی غلطی ہو تو نماز ہو سکتی ہے ؟ اسی لیے مولوی عبید اللہ صاحب بیچارے فوت ہو گئے ۔ کہا کرتے تھے ؛ ویسے عام حنفیوں سے وہ اچھے حنفی تھے۔ ایک دن کہنے لگے اہل حدیث جو وتروں میں قنوت کی دعا پڑھتے ہیں وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ یااللہ مجھے ہدایت دے کر ہدایت والے لوگوں میں شامل کر دے۔ وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ اور مجھے معاف کر کے ' صحت اور تندرستی دے کر نیک لوگوں میں ' اچھے لوگوں میں ' تندرست لوگوں میں شامل کر دے۔ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ اللہ جو کچھ تو نے مجھے دے رکھا ہے تو اس میں برکت ڈال دے۔ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اللہ اگر تیرا کوئی فیصلہ میرے خلاف ہو تو اللہ تو اس کے شر سے ' اس کے نقصان سے مجھے بچا لے۔ کیوں ؟ اس لیے کہ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ ہر ایک کے فیصلے کے خلاف اپیل کی جا سکتی ہے جبکہ تیرے فیصلے کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی جا سکتی۔ لاَ یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُوْنَ [21:الانبیاء:23] تو جو کر دے ' کر دے۔ تجھ سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ باقی سب سے پوچھا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے ؟ صدر سے پوچھتے ہیں ؟ وزیر اعظم سے پوچھتے ہیں ' اسمبلی میں وہ جواب دہ ہوتا ہے۔ ورنہ اس کو ہٹا دیتے ہیں۔ اب اللہ

سے کون پوچھے کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اللہ! جو کوئی تقدیر میرے خلاف ہو تو مجھے اس کے نقصان سے بچا۔ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَ لَا یُقْضٰی عَلَیْكَ کیونکہ فیصلے تو کرتا ہے تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ جس کا تو دوست بن جائے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ جس کا تو دشمن ہو جائے وہ کبھی عزت نہیں پاتا۔ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ (صحیح الترمذی: 144/1) اللہ تو بڑی برکتوں والا ہے۔ تیری شان بڑی بلند اور فائق ہے۔ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْكَ اللہ ہم تیرے سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتے ہیں۔

یہ تو اہل حدیثوں کی دعائے قنوت ہے جو وہ وتروں میں پڑھتے ہیں اور حنفی لوگوں کی دعائے قنوت یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ اے اللہ! بے شک ہم آپ سے مراد طلب کرتے ہیں' تیرے سے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں' تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں' تیرے اوپر بھروسہ کرتے ہیں۔ بھلائی کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں اور پھر کیا ہے؟ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ جو گناہگار ہے ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

مولوی عبید اللہ کہنے لگے کہ حنفی جو ہیں وہ یہ دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ ہم علیحدہ ہو جاتے ہیں وَ نَتْرُكُ ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ مَنْ یَّفْجُرُكَ جو تیرے نافرمان ہے۔ (ارواہ الغلیل 171/2) حنفی بھلا کوئی چھوڑتا ہے کسی گنہگار کو؟ ہماری رشتہ داریاں' ہماری دوستیاں ایسے لوگوں سے ہیں۔ تو مولوی عبید اللہ کہتے ہیں ہم حنفی ہمیشہ

اللہ کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں۔ دعائے قنوت میں ہم ہمیشہ اللہ سے جھوٹ بولتے ہیں۔

جو نماز ایسی ہو کہ اس میں ہمیشہ جھوٹ بولا جائے اور شرم نہ آئے وہ کس کام کی ہے ؟ آدمی نے ایک دفعہ جھوٹ بول لیا تو خیال آہی جاتا ہے کہ میں کہتا کیا ہوں اور کرتا کیا ہوں۔ یہ تو بہت بری بات ہے۔ آدمی شرمندہ ہوتا ہے لیکن یہاں کیا ہے ؟ کہ میرا مذہب کیا ہے ؟ چاہے بروں کو چھوڑوں یا نہ چھوڑوں پڑھنا یہی ہے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا ؟ بربادی۔۔۔

اس طرح سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی کہنے والا جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی کہتا ہے تو اللہ کہتا ہے کہ تو سچ بولتا ہے ؟ میں سب سے اوپر ہوں یا ہر جگہ موجود ہوں ؟ تیری پیشانی سے بھی نیچے ' تیرے پاؤں سے بھی نیچے۔ اب وہ تو پریشان ہو جائے گا۔ اب وہ کیسے کہہ دے گا کہ یا اللہ ! تو میرے نیچے نہیں ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ چھوڑ دے نمازوں کو 'کیا فائدہ تیرے سجدوں کا' تیرے سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی پڑھنے کا ؟ برباد ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان نمازوں میں خیر نہیں۔ ان نمازوں میں برکت نہیں۔ یہ نمازیں خالی ' تھوتھی ' کھوکھلی ' بالکل بے فائدہ۔

میرے بھائیو! یہ چڑانے کی باتیں نہیں کر رہا۔ میں یہ سمجھانے کی باتیں کر رہا ہوں۔ آپ کو مسلمان کرنے کی باتیں کر رہا ہوں اور جن لوگوں کو اللہ نے پہلے ہی سمجھ دے رکھی ہے ان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ میرے بھائیو! میں آپ سے کیا عرض کروں ' میں خود اللہ کا بڑا شکر ادا کرتا رہتا ہوں کہ یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے۔

اور یہ ایسی بڑی نعمت ہے کہ دنیا کی کوئی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی کہ جس کو اللہ دین سے سمجھ دے۔ میرے بھائیو! دنیا کی دولت کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ کروڑ پتی ہیں ' کرسی پر بیٹھے چائے پی رہے ہیں اور جان نکل گئی۔ بچے نے لا کر چائے دی۔ ابا جی چائے پی لو۔ باپ کہتا ہے کہ بیٹا یہاں ٹیبل پر کپ رکھ دو۔ باپ نے ایک گھونٹ بھرا 'بیٹھ گیا۔ سانس لینے کے لیے میز پر کپ رکھا۔ ساتھ ہی جان نکل گئی۔ بیٹا کہتا ہے ابا جی! چائے نہیں پیتے۔ ابا جی

بولتے نہیں۔ قریب آئے تو دیکھا کہ ابا جی گئے۔۔۔ دل کا دورہ پڑا اور ابا جی اس دورے کے ساتھ گئے۔

اب کروڑ پتی' اولاد درجنوں' پوتے پوتیاں' دو ہتے دوہتیاں' لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ کیا فائدہ ہے؟ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ دولت کس کے کام آنے والی ہے۔ یہ دولت کوئی کام آنے والی نہیں ہے۔ کام آنے والی دولت یہ ہے کہ اللہ کی صحیح معرفت آپ کو حاصل ہو جائے۔ آپ اللہ کو پہچانتے ہوں کہ اللہ ایک ذات ہے۔ وہ دیکھتا ہے' وہ سنتا ہے' وہ بولتا ہے' وہ پاس بٹھاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ کسی بندے کو قیامت کے دن اللہ بلائے گا اور بلا کر اپنے عرش پر اپنے برابر اس کو بٹھائے گا۔ اور جس طرح کسی کے کان میں باتیں کرتے ہیں اس طرح اس کے کان میں باتیں کرے گا۔ "یہ گناہ کیا تھا" وہ کہے گا: ہاں' یا اللہ! مجھ سے یہ گناہ ہو گیا تھا۔ اللہ کہے گا' جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ وہ اٹھ کر جائے گا اور جاتا جاتا ہنسے گا۔ اللہ بلائے گا اور پوچھے گا کیا بات ہے؟ کیوں ہنستا تھا؟ حالانکہ وہ جانتا تو سب کچھ ہے' وہ کہے گا یا اللہ! مجھے ہنسی اس لیے آئی کہ میں دنیا میں بہت ڈرتا تھا کہ اگر اللہ نے مجھے میرے گناہوں کے بارے میں پوچھ لیا تو خیر نہیں۔ اللہ فرمائے گا: تو میرا دوست تھا' تیرے دل میں میرا خوف تھا' میں تجھے ذلیل نہیں کرنا چاہتا تھا' لوگوں میں تجھے رسوا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے تجھے قریب کر کے بات کی تاکہ کوئی سنے ہی نہیں۔ تیری باتوں پر پردہ ہی پڑا رہے اور تو مزے لے۔ (مشکوۃ کتاب احوال القیامة بدء الخلق باب الحساب والقصاص والمیزان) یہ اللہ ہے اور جو یہ کہے کہ اللہ Power کا نام ہے' اللہ Nature ہے' اللہ ایک قدرت ہے' وہ ایک Exact چیز ہے' تو سمجھ لو کہ وہ گر گیا۔ اس کی سمجھ میں جب یہ ہی نہیں آیا تو کیا اس کی نمازیں کریں گی۔ کیا اس کے روزے کریں گے؟

حالانکہ جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہے۔ جنتیوں کو

اللہ جنت میں داخل کر دے گا' سب کچھ دے دے گا' ساری نعمتیں ان کو مل جائیں گی' اللہ تجلی فرمائے گا۔ ان سے کہے گا' سناؤ جنتیو! کیا حال ہے؟ کیا کوئی چیز چاہیے؟ وہ کہیں گے کہ نہیں یا اللہ! سب کچھ ہے' کچھ نہیں چاہیے۔ اللہ کہیں گے: کیا کچھ نہیں؟ یااللہ! کچھ نہیں۔ اس کے بعد اللہ کہے گا تمھیں یہ نہیں ملا۔ لو ہو!۔۔۔ اللہ! یہ تو ہمیں ملا ہی نہیں۔ اللہ وہ چیز دے گا۔ اس طرح دینے کے بعد وہ کہیں گے۔ یااللہ! اب کچھ نہیں چاہیے۔ اللہ کہے گا تم نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ کہیں گے ہمیں تو ملا ہی کچھ نہیں' جو اصل چیز تھی اس کا تو ہمیں خیال ہی نہیں رہا۔ تیرا دیدار ہی تو اصل چیز تھی' پھر ہر ایک جنتی کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کروائیں گے اور وہ جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہو گی۔ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا سب سے بڑی نعمت ہو گی۔ اور قرآن مجید کی سورۃ "ق" میں ہے۔ جنت میں جو جنتی چاہیں گے ان کو وہی ملے گا۔ اس کے علاوہ ہم اپنی طرف سے کچھ زیادہ ہی دیں گے' یعنی اپنا دیدار کروائیں گے۔
(تفسیر ابن کثیر سورۃ قیامۃ آیت: 22-23)

اور جس کا تصور ہی یہ ہے کہ اللہ تو ہر جگہ ہے۔ پانی میں بھی اللہ' آگ میں بھی اللہ۔۔۔ ہائے میرے اللہ! میں سوچا کرتا ہوں کہ اس مشرک' اس گندے عقیدے والے کو کیا ہو گیا ہے؟ پھر تو دوزخ میں بھی اللہ سے کہے گا نہیں۔۔۔ یااللہ' جب میں دنیا میں زنا کرتا تھا اس وقت تو میرے اندر تھا' جب میں چوری کرتا تھا تو میرے اندر تھا' اب جب میں دوزخ میں جانے لگا ہوں اب تو باہر کیوں جاتا ہے؟ آ میرے ساتھ ہی چل۔۔۔ کیوں کہ زنا کے وقت میرے اندر' چوری کے وقت میرے اندر' ہر برائی کے وقت میرے اندر اس لیے کہ تو ہر چیز میں تھا' ہر جگہ تھا۔

تو کوئی چھلنی تو نہیں تھا کہ جہاں ٹٹی پڑی ہوئی ہے تو وہاں نہیں ہے۔ یہاں ہو' پھر جہاں ٹٹی پڑی ہوئی ہے وہاں نہ ہو۔ جہاں دودھ پڑا ہوا ہے وہاں تو اللہ ہے' اور جہاں پاخانہ پڑا ہوا ہے وہاں نہ ہو۔ جہاں زنا ہو رہا ہے وہاں نہ ہو۔۔۔ اگر ایسے ہو تو پھر تو اللہ چھلنی چھلنی ہے۔ کیا اللہ کا یہ تصور ہے؟ اگر اللہ ہر جگہ ہے تو اچھی بری جگہ کی کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔۔۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہر اچھی جگہ تو ہے لیکن بری جگہ نہیں ہے۔ اس صورت میں "ہر جگہ

موجود ہونے" کا تصور کیسا؟

اور اسلام کیا ہے ؟ اسلام کی تعلیم کیا ہے ؟ اللہ خالق ہے 'اللہ مالک ہے 'اللہ رازق ہے۔ وہ اپنی مخلوق سے اوپر ہے 'اعلیٰ ہے 'بلند ہے 'ہر چیز کو دیکھتا ہے 'اس کی قدرت 'اس کا علم ہر چیز کے ساتھ ہے۔ میں یہاں ہوں اور اللہ عرش پر ہے۔ وہ مجھے ایسے ہی پکڑ سکتا ہے جیسے بالکل میرے ساتھ ہو۔ میں یہاں ہوں اور وہ عرش پر ہے لیکن اس کو میری حالت کا ایسے علم ہے جیسے میرے ساتھ کھڑا ہو اس کو میری حالت کا پتہ ہو۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔ یہ تو کمال ہے اور اگر اللہ ہر جگہ ہو تو میرے بھائیو! علم تو کوئی کمال نہ ہوا؟ سوچ لو پڑھے لکھے لوگ ہو۔ اگر اللہ ہر جگہ ہو تو پھر اللہ کا علم تو کوئی کمال نہیں۔ میں کہوں مجھے پتہ ہے یہ کتاب پڑی ہوئی ہے۔ مجھے اس کا علم ہے۔ آپ کہیں گے کہ جی! یہ بھی کوئی کمال کی بات ہے۔ آپ پاس کھڑے ہیں 'آپ کو پتہ ہے کہ یہ کتاب ہے۔ اور اگر میں یہ کہوں کہ میں یہاں کھڑا ہوں اور لاہور میں پڑی ہوئی کتاب کو دیکھ رہا ہوں۔ یا میں اگر لاہور میں بھی ہوتا تو مجھے اس کتاب کا علم ہوتا۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو کمال ہے۔ یہ تو بہت بڑا کمال ہے۔ تو اللہ علیم ہے۔ اللہ بصیر ہے کہ کروڑوں میل 'اربوں میل اس کی ذات دور ہے لیکن وہ ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے پاس ہو۔ اور اگر وہ پاس ہو اور دیکھے تو دیکھنا کمال ہے ؟ اور جاننا کمال ہے ؟

میں نے آپ کو توجہ دلانے کے لیے دو چار باتیں کہہ دیں تاکہ ایک ٹھونگا سا لگ جائے اور آپ کے دل ودماغ سے یہ زنگ اتر جائے اور آپ صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ اور آپ کو نماز پڑھتے ہوئے سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى کہنے کا مزا آجائے۔ بندہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى کہتا ہے تو حالت کیا ہوتی ہے ؟ چوتڑ اوپر ہوتے ہیں 'سر نیچے ہوتا ہے 'انتہائی ذلت کی حالت ہوتی ہے۔ اس وقت اگر آدمی سمجھ کر گڑگڑا کر کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى میرا رب جو کہ سب سے اونچا ہے پاک اور منزہ اور مقدس ہے۔ اور اگر یہ ہو کہ میرا رب نیچے ہے تو پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى کا مزا کیا؟ کوئی مزا نہیں ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی کو خواب آیا اور آکر اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپ کی پیشانی پر سجدہ کررہا ہوں آپ نے اس سے کہا کہ تو اپنی خواب کو سچا کرلے۔ آپ لیٹ گئے اور اس نے کہا کہ تو اوپر چڑھ کر سجدہ کرلے' پیشانی پر تو اپنا سر رکھ کر سجدہ کرلے تاکہ تیرا خواب سچا ہو جائے

(مشکوۃ کتاب الرءیا)

یہ سجدہ اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو تب ہوتا جب اللہ کے رسول ﷺ آگے ہوتے۔ وہ تو اوپر چڑھا ہوا ہے معبود والا تصور تو باطل ہو گیا تا۔۔۔ آپ نے فرمایا: تو اپنے خواب کو سچا کرلے۔ آپ نے فرمایا میں لیٹ جاتا ہوں تو مجھ پر چڑھ جا' اور میری پیشانی پر سر رکھ کر اپنا خواب سچا کرلے۔ اللہ کے رسول بندے ہیں' انسان ہیں' اور انسان کے نیچے آگئے۔ لیکن اللہ کی ذات اعلیٰ ہے' ارفع ہے' وہ کبھی کسی کے نیچے نہیں آتا۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہ بالکل غلط ہے۔

اس لیے میں جو آپ سے عرض کر رہا تھا کہ اللہ سے دوستی لگاؤ' تنہائی میں کبھی کبھی آسمان کو دیکھتے ہوئے کہ اللہ اکبر۔۔ یَا خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے! جدھر دیکھو آسمان ہی آسمان ہے اور تو ان کا خالق ہے۔ کوئی نیچے ستون (Piller) نہیں۔ کہیں سے جھکا ہوا نہیں۔ ہماری چھتیں چند سال کے بعد کبھی کہیں سے گرنے والی ہو جاتی ہیں اور کبھی کہیں سے گرنے والی ہو جاتی ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا[13:الرعد:2]اے مخاطب! جہاں تیری مرضی چلا جا۔۔ تجھے کہیں کوئی ستون' کوئی پلر (Piller) آسمان کے نیچے نظر نہیں آئے گا۔ اس لیے بندے کو کبھی کبھی آسمانوں کی طرف دیکھتے ہوئے اللہ کا تصور لاکر پڑھنا چاہیے۔ یَا خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے' یَا خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے۔ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اے بے

مثال کے آسمان کو پیدا کرنے والے! کبھی چارپائی پر لیٹیں' آسمان کو دیکھیں اور اللہ کی تعریف کریں۔ اللہ کو پہچانیں۔ ایسا کرنے سے اللہ سے پیار قائم ہوتا ہے۔

پھر دیکھنا آپ کو نمازوں میں بھی مزا آئے گا۔ پھر آپ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہیں گے تو آپ کو مزا آئے گا۔ آپ رکوع کریں گے۔۔۔ رکوع میں کیا ہوتا ہے ؟ آدمی جانور بنتا ہے' جانور کی شکل کیا ہے ؟ اس کا سر اور پیٹھ ایک لیول میں ہوتی ہے۔ گائے کو دیکھ لو' بھینس کو دیکھ لو' بکری کو دیکھ لو ان کی پیٹھ اور سر کا ایک ہی لیول ہوتا ہے۔۔۔ بندہ جب رکوع کرتا ہے تو جانوروں کی ہیئت میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یا اللہ! میں تو ذلیل ہوں' میں تو محتاج ہوں' عاجز ہوں' لیکن میرے عظمت والے رب! سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم تو پاک ہے' تو بے عیب ہے۔ اور جب سجدہ میں جاتا ہے' تو حالت بالکل الٹی ہو جاتی ہے۔ پچھلا حصہ اوپر اور اگلا حصہ نیچے۔ آپ دیکھیں نا۔۔۔ یہ چوتڑ کہاں ہیں اور سر کہاں ہے ؟ پھر بندہ اللہ کی تعریفیں کرتا ہے' اللہ کہتا ہے :وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ[96:العلق:19] بندے! اب تو میرے بہت قریب آ گیا ہے۔ تو اپنی اکڑ کو توڑ دے' پھر مجھے پکار' پھر میں تجھے اپنا دوست بنالوں گا۔

اور اگر تو خود ہی پھنے خاں بنا پھرے کہ جی میں اب President بن رہا ہوں' میں یونین کونسل میں الیکشن جیت گیا ہوں شاید مجھے وزارت (Ministry) مل جائے' شاید میں کہیں لگ جاؤں۔ تو اگر اپنے آپ کو بڑا سمجھے تو تو جوتے کھائے گا' ذلیل ہو گا" ہائے کتا۔۔۔ ہائے کتا" کہلوائے گا۔ ایوب کو دیکھ لو' یا کسی اور کو دیکھ لو۔۔۔ اللہ اکبر! بندہ جتنا اللہ کے سامنے جھکتا ہے' اللہ اتنا ہی اسے بلند کرتا ہے۔ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ [22:الحج:34] اللہ قرآن حکیم میں بیان کرتا ہے وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ اے نبی! جو اخبات کرنے والے ہیں' ان کو خوشخبری دے دو۔ اخبات کرنے والے کون ہیں ؟ اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے روتے ہیں' گڑگڑاتے ہیں' اپنا منہ بگاڑتے ہیں۔ اللہ! میں محتاج' تو حاجتیں پوری کرنے والا'

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اللہ تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں۔ کیا نبی کیا ولی کیا صدر کیا وزیر اعظم۔۔۔ سب محتاج اور فقیر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اللہ تو طاقت والا اور ہم سب کمزور ہیں۔ کیا سائنس دان کیا بڑی بڑی طاقتوں والے کیا اٹامک انرجی (Atomic Energy) والے۔

ہائے اللہ! زلزلہ آجائے سائنس دان بیٹھا ہو تو کچھ کر لے گا؟ میرے بھائیو! زلزلہ آ جائے سائنس دان موجود ہو تو کچھ کر لے گا؟ جیسے بے چارہ ایک جاہل اڑے گا ویسے ہی ایک سائنس دان اڑے گا۔ پتہ بھی نہیں چلے گا۔ لیکن اللہ کی ذات کو دیکھو کوئی زوال ہی نہیں۔ کوئی اسے نقصان پہنچانے والا نہیں۔ اسے کوئی خدشہ ہی نہیں۔ قُلِ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ اور اس کائنات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ کوئی اس کا ایسا دوست نہیں جو ذلت میں اس کے کام آئے مصیبت میں کام آئے۔ وہ ایسی ذات ہے وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا [17:الاسراء:111] اور اگر تو مسلمان ہے تو اس کی بڑائی بیان کر اس کا نعرہ تکبیر لگا۔ اس کے لیے کہ "بڑائی اس کو ہی زیب دیتی ہے" کسی صدر کو کسی پرائم منسٹر کو کسی سائنس دان کو بڑائی زیب نہیں دیتی۔ "اللہ اکبر" اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔ ایک بہت بڑا سائنس دان ہے صدر ہے پرائم منسٹر ہے ٹائلٹ میں گیا ٹٹی خانہ میں گیا پاؤں پھسل گیا تو دھڑام سے نیچے آگرا۔ اور چیخنے لگا۔۔۔ ہائے! میں مر گیا مجھے پکڑو۔۔۔ ارے بھئی! کیا ہو گیا؟ تو صدر ہے۔۔۔ صدری وردی گئی ساری۔۔۔ یہ دنیا میں بڑے کا حال ہے۔ اس لیے اللہ کہتا ہے اَلْكِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ (مشکوۃ کتاب الآداب، باب الغضب والکبر) بڑائی میرا لباس ہے یہ اور کسی کو زیب نہیں دیتا۔

جس نے ایک منٹ بعد پاؤں پھسلنے سے دھڑام سے گرنا ہے' جس کی ٹٹی بند ہو جائے' پیشاب بند ہو جائے' جس کا پیٹ پھولنے لگ جائے' کیا بڑائی ہے اس کی ؟ بڑائی کے لائق صرف اللہ ہے۔ جو مر گیا' قبر میں چلا گیا وہ بڑائی کے لائق نہیں ہے۔

میرے بھائیو! میں یہ باتیں زیادہ اس لیے کر رہا ہوں کہ آپ کے ذہنوں میں اللہ بس جائے اور یہ سمجھ آجائے کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور جس سے محبت لگانی چاہیے۔ اس کی جتنی بھی تعریف ہو جائے ہو جائے۔ باقی سب بکواس ہے۔ کہ جی! حضور کی جتنی تعریف کریں نہیں کر سکتے' فلاں کی جتنی تعریف کریں اس کی تعریف ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ سب بکواس ہے۔ صرف اللہ ہی وہ ذات ہے جو تعریفوں کے لائق ہے۔

خود نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ لاَ اُحصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ (رياض الصالحين باب فضل الذكر) اللہ میں تیری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اپنی تعریف خود ہی کر سکتا ہے۔ یہ صرف اللہ کی ذات ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

خطبہ ثانی

خطبہ مسنونہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر بات اللہ کی بات ہے یعنی قرآن کی اور سب سے بہتر طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔ خَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا اور سب سے برا کام وہ ہے جو نیا نکالا جائے۔ جو کام دین میں مسلمان نیا ایجاد کرے' وہ سب سے برا کام ہے۔ اس لیے تو ہم کہتے ہیں بدعتی بہت برا ہے۔ بدعتی مولوی زانی سے بھی برا ہے۔ زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو اپنی ذات کو خراب کرتا ہے لیکن بدعتی مولوی بدعت کر کے دین کو پلید کرتا ہے۔ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا سب سے برا کام وہ ہے جو نیا کام ہے۔ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ

دین میں ہر نیاکام بدعت ہے۔ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ (مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب)اور ہر بدعت گمراہی ہے۔وَ کُلُّ ضَلاَلَةٍ فِی النَّارِ اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جائے گی۔۔۔اس لیے جتنے بدعتی ہیں وہ اپنے آپ کو دوزخ کی طرف دھکیلے جارہے ہیں۔

میرے بھائیو!دین سادہ قبول کریں۔ توجہ سے سنئے!آخری بات آپ سے کہہ رہا ہوں۔ دین لینا ہے تو پیچھے کو جانے کی کوشش کریں۔ دین بہترین کونسا ہے ؟وہی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اوربدترین دین کونسا ہے ؟ وہ جو آج کے مولویوں کا ہے۔ آپ آج کل مولویوں کو دیکھتے ہیں۔۔۔ اب عید میلاد آئے گی' محرم آئے گا'سب فتوے لگائیں گے' چندے دیں گے' یہ کریں گے' وہ کریں گے۔ اور سارے شریک ہوں گے۔اگر آپ دین دار بننا چاہتے ہیں تو پیچھے کو جائیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھیں۔جب کوئی محرم نہیں تھا'کوئی عید میلاد نہیں تھی'کوئی ختم نہیں تھا'کوئی گیارھویں نہیں تھی'کوئی تیرھویں نہیں تھی۔۔۔اس قسم کی کوئی خباثتیں نہیں تھیں۔

اور میرے بھائیو! یہ جو دعوت ہم تم کو دیتے ہیں' یہ وہی (محمد ﷺ والی) دعوت ہے' یہ جو دین میں آپ کو پیش کررہا ہوں'اللہ کے فضل سے اگر آپ کو اب یقین آجائے اور اللہ کرے آپ کو یقین آجائے' آپ کی بھی بھلائی ہوگی' ورنہ جان نکلتے ہی آپ کو پتہ چل جائے گا۔ کیونکہ آپ کہیں گے اللہ مجھے پتہ نہیں تھا۔ اللہ کہے گا تجھے عبداللہ نے بتایا تھا یا نہیں ؟ یہ یقینی بات ہے کیونکہ اللہ کہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا۔ قرآن تو کہتا ہے کہ دین آگے پہنچاؤ۔

نبی ﷺ نے فرمایا: میرا دین آگے پہنچاؤ۔ (بخاری کتاب المناسک باب خطبة ایام منی) اب نبی ﷺ کو گئے ہوئے کتنا عرصہ ہوگیا۔؟ تیرا چودہ سو سال ہوگئے۔ اب اللہ ہمسے پوچھے گا تم دین پر کیوں نہیں چلے ؟اگر ہم کہیں یااللہ! ہمیں تو پتہ ہی نہیں چلا۔ آپ جمعہ پڑھتے ہیں تو اللہ کہے گا تمھیں عبداللہ نے یہ بات نہیں کہی تھی ؟

تیرے پاس یہ بات پہنچی نہیں تھی ؟اس لیے تو میں کہتا ہوں کہ مولوی کا یا تو بہت اونچا مقام ہے یا مولوی کا اتنا نیچا مقام ہے کہ کتے اور سور سے بھی نیچے گرا ہوا ہے۔

اب دیکھو میں آپ کو کھری باتیں کہتا ہوں اور اللہ کرے آپ کی سمجھ میں آجائیں ۔آپ سدھر جائیں تو یہ سارے میرے بوٹے ہوں گے۔ قیامت کے دن کام آجائیں گے۔ یہ نہیں کہ میں آپ کو پارٹی (Party) بنا کر لے جاؤں گا۔ اللہ یہ کہے گا' یہ تیرا عمل ہے' یہ تیرا عمل ہے۔ اور جن کو مولیوں نے گمراہ کیا ہے 'گیارھویں پہ لگایا ہے' میلادوں پہ لگایا ہے' تسبیحوں پر لگایا ہے وہ برباد ہوں گے۔ وہ دھائی دیں گے یا اللہ! پکڑ لے اس مولوی کو۔ اس پلید نے ہمیں برباد کیا ہے۔

اس لیے میرے بھائیو! یہ جگہ بڑی ذمہ داری کی جگہ ہے میں صرف ایک عمل جانتا ہوں۔ جس پر مجھے اللہ کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا ہے۔ اور کرتا ہوں کہ یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے ہاتھ سے بہت سے لوگ تو نے سدھارے۔ بہاول پور میں کیا حالت تھی ؟ کوئی جانتا تک نہ تھا کہ اہل حدیث کون ہوتے ہیں ؟ عقیدہ کیا چیز ہے ؟ آج اللہ کا شکر ہے کہ مولوی دب گئے ہیں۔ اب مولوی چوں نہیں کرتے اور عوام تو ماشاء اللہ کافی اہل حدیث ہو گئے ہیں۔ چلو کوئی ابھی کچا ہے۔ کوئی کسی حالت میں ہے۔ کوئی کسی حالت میں ہے اور یہ باتیں کرنے کی تو نہیں لیکن میں صرف ترغیب کے لیے کرتا ہوں۔

میرے ابا جی مجھے کہا کرتے تھے۔ عبداللہ! تو نے دین کا کام نہ کیا تو میں تجھے وہاں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے تجھے پالا ہی اس لیے ہے۔ اس وقت کوئی احساس نہ تھا۔ لیکن اللہ نے احساس دیا۔ میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ 1953 میں کالج میں آیا اور میں نے کالج پڑھانا شروع کیا' جو کورس ہوتا' سرکاری طور پر نصاب یونیورسٹی رکھتی ہے اور میں وہ نصاب پڑھاتا رہا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میری ہمیشہ یہ نیت ہوتی کہ یا اللہ! یہ لڑکے بدل جائیں۔ یہ لڑکے صرف کورس ہی نہ پڑھیں بلکہ یہ بدل بھی جائیں۔ یہ لڑکے مسلمان بھی ہو جائیں۔ اسلام کی فوقیت' اسلام کا صحیح عقیدہ' ان کی طبیعتوں میں راسخ ہو جائے۔

چنانچہ میں نے دیکھا' میں جب تک کالج میں کام کرتا رہا' بہاول پور ڈویژن میں

پہلے کہیں کالج نہیں تھے۔ نہ بہاول نگر' نہ رحیم یار خان' نہ مظفر گڑھ' نہ ادھر نہ ادھر۔ سب لڑکے بہاول پور آکر پڑھتے تھے۔ چنانچہ دیکھ لو جس طرح ہل چلانے والا پہلے پارہ ڈالتا ہے اور پھر دوہر۔ کالج کی تدریس کے دوران اللہ کا شکر ہے کہ ایک دفعہ پارا سا پڑ گیا۔ پھر یہاں مسجد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پھر یہاں دوہر' تہر وغیرہ خوب دینا شروع کیا۔ اور میری کوشش ہوتی ہے کہ میں بیمار ہوں' یا جس حالت میں بھی ہوں میں جب کھڑا ہوتا ہوں منبر پر چڑھتا ہوں اور جمعہ میں کوئی نیا چہرہ دیکھتا ہوں تو دل میں جوش اٹھتا ہے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! یہ آج نیا ہے' خالی نہ جائے۔ یہ بدل کر جائے۔

ہم کوئی سیاسی پارٹی نہیں بنا رہے ہیں' ہم نے کوئی الیکشن نہیں لڑنا' چندہ نہیں لینا۔ لیکن دل میں یہ ہے کہ بوتا میر لن جائے۔ یہ آخرت کی میری کمائی ہو۔ اور سب سے بڑی کمائی یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ لوگ ہدایت پائیں۔ لوگ دین دار ہوں' لوگ اہل حدیث ہوں' اہل حدیث کے سوا عقیدہ کہیں صحیح نہیں ہے۔ تو میں یہی کوشش کرتا ہوں اور بار بار آپ کو سمجھاتا ہوں۔ بات مثالوں سے واضح کرتا ہوں' اور پوری تسلی کرنے کی کوشش کرتا ہوں' کوئی نیا آئے یا پرانا آئے۔ اس کی سمجھ میں بات اچھی طرح آجائے اور وہ بدل جائے۔ اور میرا اللہ میرا بہت ساتھ دیتا ہے۔

بعض دفعہ ایک نیا چہرہ دیکھ کر میں باتیں بڑی سخت کہہ دیتا ہوں جو اس کے لیے بڑی سخت ہوتی ہیں۔ دل میں ڈر یہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ بدک نہ جائے' اور اگلے جمعہ آئے ہی نہ لیکن میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے جب میں جمعہ کے بعد دیکھتا ہوں کہ وہ رفع الیدین کر کے نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اور اگلے جمعہ وہ پھر آیا ہوتا ہے۔ اور جو ایک جمعہ پڑھ کر پھر آجائے تو سمجھ لو اللہ کے فضل سے وہ شکار ہو ہی گیا۔

اور پھر آپ دیکھ لیں میں کوئی جھگڑے بھی نہیں کرتا' کوئی دھوکہ نہیں کرتا۔ بڑی دلیل کے ساتھ بات کو واضح کرتا ہوں' سمجھاتا ہوں اور یہ سب اللہ کی طرف سے پمپنگ (Pumping) ہوتی ہے۔ سب اللہ کی طرف سے القاء ہوتا ہے کہ بات اتنی نکھر جائے کہ رب کا دین لوگوں تک پہنچ جائے۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ہمارے

شاگرد ہیں اللہ ان کو بھی توفیق دے اور جو نئے نئے اہل حدیث ہیں ان کو بھی پکا اہل حدیث بنائے۔ان سے پھر ان کی اولاد اور ان کے دوست دین کو سیکھیں۔

اور پھر میری بھی کمائی ہو اور ان کا بھی فائدہ ہو اور لالچ کبھی نہ رکھیں۔جو آدمی دین کی تبلیغ کر کے لالچ کی نیت کرتا ہے کہ یہ موٹا آدمی ہے اس سے کوئی فائدہ اٹھائیں اس سے بے برکتی ہو جاتی ہے۔اللہ جانتا ہے کہ ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا اور اللہ نے ہمیں بڑا ہی فائدہ دیا ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر81

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

[64:التغابن:1-2]

ہم شاید اس پر خیال نہیں کرتے کہ اللہ بادشاہ ہے' ساری کائنات جو ہے جتنی بھی موجودات ہیں سب کے سب اس کے زیر سایہ ہیں۔

دنیا میں مختلف ممالک ہیں۔۔۔ یہ پاکستان ہے' یہ انڈیا۔ ان کے اپنے اپنے اصول ہیں' اپنے اپنے قوانین ہیں۔ مختلف شعبوں کے لیے مختلف اصول بنائے ہوتے ہیں۔ نظام کو سیٹ رکھنے کے لیے' مثلاً ٹریفک کے اصول ہیں۔ سڑک پر چلنے کے اصول ہیں۔ کوئی بائیں طرف چلتا ہے اور کوئی دائیں طرف چلتا ہے۔ کسی ملک میں بائیں ہاتھ کا رواج ہے۔ جس

ملک میں جو رواج ہو' جو قانون ہو' اس کی پابندی لازمی ہے۔ یہ چیزیں سب اس سے پیدا ہوتی ہیں کہ ہم ان ملکوں کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ملک ہے' اور اسکی حکومت ہے۔ یہاں کوئی نظام ہے۔

لیکن ہمارا ذہن ادھر بہت کم' شاذ و نادر ہی جاتا ہے کہ اللہ بھی ایک حاکم ہے' بلکہ احکم الحاکمین ہے۔ اس کی بھی ایک حکومت ہے۔ اس کی بھی ایک بادشاہت ہے۔ اسکا بھی ایک قانون ہے۔ اس کا بھی ایک نظام ہے۔ جیسے ملک کے شہری ہوتے ہوئے اس ملک کے قوانین کی پابندی لازمی ہے' ورنہ سزا ضروری ہے۔ اس طرح سے اللہ کے اس نظام میں رہتے ہوئے اللہ کے قانون کی پابندی لازمی ہے۔ باقی بادشاہ تو بدلتے رہتے ہیں۔ ان کی حکومتیں بھی مٹ جاتی ہیں۔ لا قانونیت (Lawlessness) بھی ہے کہ کوئی قانون ہی نہیں۔ ایسے ہی سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اندھیر مچا رہتا ہے۔ لیکن اللہ ایسا بادشاہ ہے' ایسا حاکم ہے کہ نہ اسے زوال' نہ اسے کوئی خطرہ' اور نہ اسے کبھی کوئی تنزل' کسی قسم کا کوئی افتراق' کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن اس طرف ذہن ہی نہیں جاتا۔ جو سب سے بڑا بادشاہ ہے ہم اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اس کی حکومت کو نہیں مانتے۔ اس کا ہمارے دلوں میں خوف نہیں ہے۔ اس کی نافرمانی کا ڈر نہیں ہے۔ اور جو چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہیں' جن کو کوئی بقا نہیں ہے' کوئی دوام نہیں ہے' کوئی استحکام نہیں ہے ہر وقت خطرہ' افتراق کا خطرہ' ہر وقت تنزل کا خطرہ۔ اس کی ہم پابندی کرتے ہیں۔

تو یہ صرف سوچنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ پر صحیح ایمان ہی نہیں ہے۔ اگر اللہ کی معرفت صحیح ہو' اللہ پر ایمان صحیح ہو' تو یقیناً یہ کیفیت نہ ہو۔ ہماری کیفیت بالکل دوسری ہو۔ اسی لیے اللہ نے قرآن کو شروع کیا تو اس طرح سے کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ [1:الفاتحہ:2] سب تعریفوں کے لائق اللہ کی ذات ہے جو رب ہے جہانوں کا۔ یہاں سے قرآن شروع ہوتا ہے۔۔۔ اور ختم کہاں کیا؟ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰهِ النَّاسِ [114:الناس:1-3] اس سورت پر جا کر ختم کیا۔ اے نبی!

لوگوں کو بتادے کہ میں ہر وقت اس کی پناہ مانگتا ہوں' جو لوگوں کا رب ہے' جو لوگوں کا بادشاہ ہے' اور لوگوں کا معبود بھی ہے۔

اب بتایئے! اگر ہم اپنے دل سے پوچھیں کہ ہمارا ایمان اللہ پر صحیح ہے؟ یعنی ایمان صحیح ہونے کے معنی کیا ہیں؟ ہم اللہ کو اس کی صفتوں کے ساتھ دل سے مانتے ہیں۔ عملی طور پر مانتے ہیں؟ جواب نفی میں ہی ملے گا کہ نہیں' ہمارا تو یہ تصور ہی نہیں ہے۔ ہم تو مذہب کو ایک پرائیویٹ مسئلہ سمجھتے ہیں۔ یہ آج کل کا نظریہ ہے۔ کہ مذہب تو ایک پرائیویٹ مسئلہ ہے۔ آدمی کی مرضی ہے جیسے مرضی کرے۔ یہ مذہب ہر ایک کا اپنا اپنا مسئلہ ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ باقی رہا کہ آپ پاکستانی ہیں۔ پاکستان کے شہری ہیں' آپ کو پاکستان کے قانون کی پابندی کرنی چاہیے۔

اور اللہ کہتا ہے کہ میں اس ساری کائنات کا مالک ہوں' اس کے اندر میرا دستور' میرا آئین' میرا قانون چلتا ہے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرے گا میں اس کو سزا دوں گا۔ دنیا میں صرف اس لیے نہیں دیتا' فوری طور پر صرف اس لیے نہیں دیتا کہ مجھے آزمانا ہے' کہ کون مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ جب میں ظاہر ہو جاؤں اور ہر موقع پر اپنی طاقت دکھاؤں' اور پھر بادشاہت کا اقرار کراؤں تو پھر ایمان کیا ہے؟ اور دیکھ لو' یہ درخت' یہ زمین' یہ عرش' یہ فرش' یہ کائنات کا ذرہ ذرہ' اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ کہو تو کبھی بغاوت کر جائے' کبھی آسمان نے بغاوت کی ہو' کبھی سورج نے بغاوت کی ہو' کسی اور چیز نے بغاوت کی ہو؟ اس لیے کہ ان کے ایمان کا امتحان نہیں ہے۔ ہمارے ایمان کا امتحان ہے اس لیے اللہ ہمارے سامنے ظاہر نہیں ہوتا۔ اپنی حکومت کو ظاہر نہیں کرتا۔

بظاہر دنیا میں اوروں کی حکومتیں قائم کر رکھی ہیں' جو بظاہر ہمارے لیے ایک دھوکہ ہے' ایک فریب ہے' اور اللہ نے اپنی حکومت کو پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ دوسری حکومت دنیا میں ڈنڈے کے ساتھ ہے۔ میری حکومت دنیا میں ایمان کے ساتھ ہے۔ اگر تیرا ایمان صحیح ہو گا تو تو مجھے مانے گا۔ اگر تیرا ایمان صحیح نہیں ہو گا' تو ہر چھوٹے سے چھوٹے زوال پذیر شخص کو حاکم مانے گا۔ مجھے حاکم نہیں مانے گا۔ لیکن میں پھر بھی تجھے بتا

دوں گا کہ میں حاکم کیسا ہوں؟ اور دنیا کے حاکم کیسے تھے؟ ویسے اللہ نے یہ بتا دیا ہے۔
تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ [3 :آل عمران :26] اللہ اصل حاکم ہے' اصل بادشاہ ہے۔ دنیا میں جس سے چاہے' آن کی آن میں بادشاہت چھین لے' اور آن کی آن میں بادشاہت دے دے۔

اب دیکھ لو ضیاء صاحب کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ تھا کہ میں صدر بن جاؤں گا؟ یہ چانس' یہ موقع' یہ اعزاز مجھے ملے گا۔ میں سمجھتا ہوں بھٹو صاحب نے بالکل ہی گیا گزرا اور بالکل "جی حضور!" (Yes Man) سمجھ کر لگایا تھا۔ کہ اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس کو لگا دو۔ اور اپنا کام چلاتے رہو۔ لیکن دیکھ لو' اللہ کو کیا منظور تھا کہ اسی سے اس کا تختہ الٹایا اور اب دیکھ لو پاکستان کے سارے عوام چاہتے ہیں کہ جان چھوٹ جائے اور وہ کہتا ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی پتہ ہی نہیں ہے۔ اور یہ کون بادشاہ ہے جو اتار چڑھاؤ کرتا ہے' جس کا حکم کہ آن کی آن میں بادشاہت دے دے۔ اور پھر سارا ملک چاہے اور نہ اتار سکے۔ اور اللہ جب چاہے اسے آن کی آن میں اتار کر پھینک دے۔ جیسے آٹے میں سے بال نکالتے ہیں۔ لیکن یہ مسلمان قرآن پڑھنے والا پھر بھی اللہ پر ایمان نہیں لاتا۔ اللہ قرآن میں پوچھتا ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ [95:التین:8] اے ایمان والے تو بتا' اور دیانت داری سے بتا کہ اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے؟ وہ بادشاہوں کا بادشاہ نہیں ہے؟ جس کو چاہے اتار دے اور جس کو چاہے چڑھا دے۔ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ اور اس کو رہنے کے لیے مکان بھی میسر نہ آئے۔

میرے بھائیو! ہم نے اسلام کو بہت ہی فالتو سا (Optional) سا اور بہت ہی غیر ضروری سا مسئلہ سمجھ رکھا ہے۔ اس لیے کہ ہم اسلام کے لیے کوئی خاص تڑپ' کوئی خاص محنت' کوئی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور کوئی اس ضمن میں پابندی بھی نہیں ہے۔ فکر کوئی نہیں' دنیا بالکل ہی لاپرواہ ہے۔ خدا کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہے۔ ذرا حکومت کا

کوئی آرڈیننس پاس ہو جائے' کوئی قانون پاس ہو جائے' کوئی مارشل لاء کا ضابطہ جاری ہو جائے' دیکھ لو وکیل کیسے ڈر جاتے ہیں اور حکومت کیسے دب جاتی ہے۔ اللہ ہزار قانون بیان کرے' اپنے نبیوں کو بھیج کر' اپنے قرآن کے اندر' اور حدیثوں کے اندر' کوئی پوچھتا ہی نہیں' کوئی سنتا ہی نہیں۔

تو یہ ساری بات میرے بھائیو! ایمان کی ہے۔ آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ ہمارا ایمان کتنا ہے؟ جس میں جتنا ایمان ہوتا ہے وہ اتنا ہی خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔ میری اس بات کو خوب توجہ سے سنیے گا۔ اگر کوئی ایسی جگہ بیٹھا ہوا ہو جہاں میری آواز اس کے کانوں تک اچھی طرح نہ جاتی ہو تو وہ جگہ بدل کر ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں میری آواز اس کے کانوں تک اچھی طرح پہنچ جائے۔ جس میں جتنا ایمان زیادہ ہوتا ہے' اس میں اتنا ہی خدا کا خوف زیادہ ہوتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجیے گا کہ جتنا کسی کے دل میں خدا کا خوف کم ہوگا اتنا ہی اس کے اندر ایمان کم ہوگا' اتنا ہی اس کا ایمان گھٹیا اور ناقص ہوگا۔ پیغمبروں سے زیادہ کوئی ڈرنے والا نہیں۔ پیغمبر سب سے زیادہ ڈرتے تھے۔ اس لیے ان کا ایمان سب سے زیادہ کامل اور اکمل ہوتا تھا۔ کافر بالکل نہیں ڈرتا اور ہمارے جیسے منافق جو ہیں ان کو بھی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَ یَحۡلِفُوۡنَ عَلَی الۡکَذِبِ وہ جھوٹ بول کر اللہ کی قسم کھاتے ہیں و هم يعلمون [58:المجادله:14] اور وہ جانتے بھی ہیں کہ اللہ ہے اور پھر جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں کہ یہ معمولی سی بات ہے۔ اب سوچیے کہ جو آدمی اللہ کی جھوٹی قسم کھاتا ہے' اس کے دل میں کتنا ایمان ہے۔ اور قسم کا مفہوم کیا ہوتا ہے اور جب ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں' یہ اس لیے ہے نا۔۔۔ بے جان چیز کی قسم کھانا' مجھے اس چیز کی قسم! بچے کی قسم کھانا' اپنے جسم کی قسم کھانا۔ یہ جیسے جاہلوں میں رواج ہے مجھے اپنے جسم کی قسم' مجھے اپنے بچے کی قسم' مجھے فلاں کی قسم' مجھے فلاں کی قسم۔ وہ اصل میں قسم کے فلسفے کو ہی نہیں سمجھتے کہ قسم چیز کیا ہے؟ اصل میں قسم کا تصور یہ ہوتا ہے کہ میں یہ جو بیان (Statement) دے رہا ہوں' میں جو بات کہہ رہا ہوں اس میں' میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں' جو حاضر ناظر ہے' جو سنتا

ہے' جو دیکھتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اسی لیے قسم صرف اللہ ہی کی زیب دیتی ہے اور کوئی قسم جائز نہیں۔ باقی سب قسمیں حرام ہیں۔ "میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں" کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر میں جھوٹ کہوں گا تو میں اتنے بڑے کو گواہ بنا رہا ہوں تو وہ مجھے سزا دے گا اگر میں سچ کہہ رہا ہوں اور پھر تو اسے تسلیم نہیں کرتا تو خدا تجھے سزا دے۔ کیونکہ میں اللہ کا نام لے کر' اللہ کو بڑا بنا کر یہ بات کہہ رہا ہوں ۔ پھر تو اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ اللہ کی قسم کا مفہوم ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب آپ کے دل میں یہ بات ہو کہ اللہ زندہ ہے' اللہ سنتا ہے' اللہ حاضر ہے' اللہ دیکھتا ہے اور اللہ کو سب علم ہے۔ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے' اور پھر سوچ لیجیے گا جو جھوٹی قسم کھاتا ہے۔۔۔ اللہ نے منافقوں کا کردار بیان کیا ہے کہ وہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں' دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ اللہ کا نام لے کر جھوٹی قسم کھا کر' دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں' اللہ نے ان کو منافق بیان کیا ہے کہ یہ منافق ہیں۔ بظاہر اسلام کا نام لیتا ہے' اسلام کو ظاہر کرتا ہے' اسلام کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے دل میں ایمان نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جھوٹی قسم کھا رہا ہے' وہ اللہ کو زندہ ہی نہیں سمجھ رہا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہی نہیں ہے کہ اللہ میری بات کو سنتا ہے' کہ میں اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں۔ میں اس کے ساتھ استہزا کر رہا ہوں۔

سو میرے بھائیو! یہ جتنے فساد' یہ جتنی خرابیاں' جتنی بداعمالیاں' جتنے فرقے' آپ کو نظر آتے ہیں' جتنے مولوی کھیل کھیلتے آپ کو نظر آتے ہیں یہ لوگوں کو پاگل بنانے والا سلسلہ ہے۔ ان مولویوں کا یہ رویہ کیوں ہے ؟ صرف اس وجہ سے کہ اللہ پر ایمان نہیں۔ اللہ یاد نہیں' اللہ کا تصور ذہن میں صحیح نہیں' ورنہ اگر اللہ کا صحیح تصور ذہن میں ہو تو پھر آدمی دین میں جھوٹ بولے' یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ اندازہ کریں مجھے کسی نے پیغام دے کر کچھ بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے غلط بات کہہ دوں' جو دین میں غلط بات کہتا ہے وہ اللہ پر جھوٹ بولتا ہے اور یہ کس قدر بے ایمانی کی بات ہے۔ ایمان نہ ہونے کی بات ہے کہ وہ دین میں جھوٹ بولتا ہے۔ لوگوں کو دین کا غلط تصور دیتا ہے۔ وہ مسئلہ سناتا ہے لوگوں کو جو اللہ نے بالکل نہیں کہا۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو بات کہہ رہا ہے' جو بات اس کے منہ سے نکل رہی

ہے' جو منبر پر چڑھا ہوا ہے 'اللہ کا کلام اس کے ہاتھ میں ہے' قرآن کا نام لیتا ہے' رسول کا نام لیتا ہے' لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی بات کہہ رہا ہے اور حقیقت میں وہ اللہ پر جھوٹ بول رہا ہے اس لیے آپ اندازہ کریں کہ مولوی جو برا ہوتا ہے تو کتنا برا ہوتا ہے۔ وکیل عدالت میں جھوٹ بولتا ہے' وکیل جس کو ہم برا جانتے ہیں وہ عدالت میں جھوٹ بولتا ہے' وہ انسانوں پر جھوٹ بولتا ہے۔ لیکن مولوی جب مسجد میں غلط مسئلے بیان کرتا ہے تو اللہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ کتنی اونچی مولوی کی شان ہے' مولوی کی کفر میں' بے ایمانی میں خدا کے غضب اور قہر کے لحاظ سے مولوی کتنا اونچا ہے۔ اور ایک وکیل اس کے مقابلے میں کتنا نیچا ہے۔ اس لیے اس بات کو ہم بہت دفعہ دہرا چکے ہیں' بہت دفعہ کہہ چکے ہیں۔ یقین جانیے مولوی کا مقابلہ نہ زانی کر سکتا ہے' نہ چور کر سکتا ہے' نہ وکیل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی فریبی کر سکتا ہے۔ جو قہر خدا کا اس مولوی کے لیے ہوگا وہ کسی اور کے لیے نہیں ہوگا۔ جو دوزخ کا طبقہ اس مولوی کے لیے ہوگا اور برے کے لیے وہ طبقہ نہیں ہوگا۔

اور حدیث میں آتا ہے' بخاری شریف میں آتا ہے مولوی کے ساتھ جو سلوک ہوگا اس کو سارے لوگ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے اور ان کو اپنی سزا بھول جائے گی۔ (مشکوۃ کتاب الآداب' باب الامر بالمعروف) یہ مولوی کے ساتھ سلوک ہوگا۔ حالانکہ دوزخ میں ہوں گے' جل رہے ہوں گے' بڑی تکلیف میں ہوں گے' جب مولوی کی سزا کو دیکھیں گے تو سارے حیران اور ششدر رہ جائیں گے۔ اور مولوی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ کہیں گے کہ یہ کیا ہو رہا ہے' پھر ان کو بتایا جائے گا کہ یہ تمھارے زمانے کا مولوی تھا' عالم تھا' جو تمھیں وعظ کیا کرتا تھا۔

یہ کیوں؟ میرے بھائیو! یہ وہی ایمان کی بات ہے۔ اصل میں اسلام کی روح' اسلام کا کرنٹ' جو اندر اندر چلتی ہے' وہ ایمان ہے۔ اگر اللہ پر ایمان صحیح ہو تو نبی پر بھی ایمان صحیح ہوگا۔ اور اگر اللہ پر ایمان صحیح ہوگا تو قیامت پر بھی ایمان صحیح ہوگا۔ سارے ایمان درست ہو گئے۔ اور اگر اللہ پر ایمان درست نہیں تو کوئی بھی ایمان صحیح نہیں ہوگا۔ اللہ کو حاکم مانو' اللہ

کا بادشاہ مانو' اس کی گرفت سے ڈرو' اس کی سزا سے ڈرو' اس کے قانون کا پاس کرو' اس کے قانون کا لحاظ کرو۔

اب دیکھ لو' آپ سوچیں کہ مسلمان کے لیے کبھی Lawlessness ہو سکتی ہی نہیں۔ لاقانونیت ہو سکتی ہی نہیں۔ کبھی نہیں ہو سکتی۔ فرض کر لیجیے گا ہماری حکومت کچھ نہیں کر سکتی' کوئی قانون نہیں' بالکل ہی اندھیر ہے۔ لیکن جو مسلمان ہو گا' وہ نافرمانی پھر بھی نہیں کرے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان ہو گا' فرض کر لیجیے کہ میں مسلمان ہوں' کوئی قانون نہیں ہے۔ میں کسی کی چیز نہیں چھیڑوں گا' کسی کی عزت کی طرف نگاہ نہیں اٹھاؤں گا' کسی دوسرے کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اگر خدا کی حکومت دل میں قائم ہے اور خدا پر ایمان صحیح ہے' اگر میں مانتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ احکم الحاکمین ہے تو بدعملی کا کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دنیا کا قانون ہو یا نہ ہو یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ملک میں بڑی بدامنی ہے' ڈاکو بہت ہیں' زنا عام ہے' چوری عام ہے' کوئی پوچھتا نہیں۔ اندھیر لگا ہوا ہے۔ یہ ساری کی ساری بات کیا ہے؟ یہ دنیا کا قانون نہیں ہے' لیکن اصل بات یہ ہے کہ اندر ایمان ہی نہیں ہے۔ اگر ایمان ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ہے کہ بدعملی کی صورت پیدا ہو۔

میرے بھائیو! مسلمان کبھی بھی نہ سوچا کرے' جب دنیا سے مقابلہ کرے تو کبھی بھی امریکہ سے مقابلہ نہ کرے' کبھی چین سے کبھی جاپان سے' کبھی روس سے مقابلہ نہ کرے' ہمارے لیے اللہ کا اور قانون ہے۔ اور ان کافروں کے لیے اللہ کا اور قانون ہے۔ ہمارے لیے اللہ کا قانون بالکل اور ہے' وہ روس کے لیے نہیں' وہ چین کے لیے نہیں' وہ برطانیہ کے لیے نہیں' وہ کینیڈا کے لیے نہیں' وہ فرانس کے لیے نہیں۔ ان کے لیے خدا کے ضابطے اور خدا کا قانون اور ہے اور ہمارے لیے خدا کا قانون بالکل اور ہے۔ وہ خدا کو اپنا نہیں کہتے' وہ اسلام کا نام نہیں لیتے۔ وہ خدا کے اپنا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے کہ اللہ کون ہے' رسول کون ہے؟ خدا کچھ نہیں کہتا۔ ٹھیک ہے تم غیر ہو' جو مرضی کرتے رہو۔ تمھارے ساتھ میرا اور قانون۔۔۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اللہ! ہم تیرے۔۔۔ یہ قرآن تیرا کلام اور ہماری کتاب۔۔۔ اللہ! تیرا بھیجا ہوا نبی ہمارا نبی۔۔۔ اللہ تیرے فرشتے ہمارے۔۔۔ ہم

ان کو مانتے ہیں۔۔۔ اللہ! تیری جنت کو مانتے ہیں۔۔۔ اللہ! تیری دوزخ کو مانتے ہیں۔ جب ہم برائی کرتے ہیں' کوئی غیر قانونی کام کرتے ہیں تو خدا کا سلوک' خدا کا رویہ' خدا کا قانون ہمارے لیے بالکل اور ہوتا ہے۔۔۔ کسی کا لڑکا باہر شرارتیں کرتا پھرے' آپ کی بلا سے۔۔۔ آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے' شرارتیں کرتا ہے کرنے دو' خود رک جائے گا۔ بجلی کے تاروں کو چھیڑتا ہے' چھیڑنے دو' تار ٹوٹے گی گرے گی' مریں گا' جلے گا اور کوئی گڑبڑ کرتا ہے تو کرنے دو' خود ہی مرے گا۔ جب آپ کو پتہ چل جائے کہ آپ کا بیٹا وہاں گیا ہے' تو فوراً بولیں گے کہ ظالم! تو یہاں کیوں آیا تھا؟ اپنے بچے کو جا کر پکڑیں گے ماریں گے۔ اسے لے جا کر اندر بٹھائیں گے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی جرم کرتے ہیں۔ دوسروں کے بچے بھی یہی جرم کرتے ہیں' جو آپ کے بچے نے کیا ہے لیکن آپ برداشت نہیں کرتے کہ آپ کا بچہ یہ جرم کرے۔ آپ اپنے بچے کو پکڑیں گے' ماریں گے' اس کو لا کر بٹھائیں گے اور دوسروں سے آپ کو کوئی تعرض نہیں ہے۔ جو مرضی کرو۔ جو کرو گے وہ بھگتو گے۔ بالکل یہی معاملہ اللہ کا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

میرے بھائیو! آپ نے کبھی بڑی مشہور بات نہیں سنی ہے۔ رشتہ داری میں تعلق بڑا قریبی ہوتا ہے لیکن جب بگاڑ پیدا ہو جائے تو ایسا ہوتا ہے کہ جو غیر سے نہیں ہوتا۔ دشمنی ایسی ہوتی ہے جو غیر سے بھی پیدا نہیں ہوتی۔ کسی سے رشتہ داری جوڑلیں' کسی سے رشتہ داری ہو جائے جب دشمنی ہوگی' ٹوٹ پھوٹ ہوگی تو ایسی ہوگی جو غیر سے نہیں ہوگی۔ ہر بات میں دشمنی اور حسد۔ ہر بات میں تکلیف دینا' ان کو نقصان پہنچانا' ان کو تنگ کرنا' ان کو ذلیل کرنا' اور غیر آپ کی بلا سے کچھ کرتا ہے تو کرے۔ اس مسلمان اور اللہ کا معاملہ بالکل ایسا ہے یا تو مسلمان اللہ کا اپنا ہے' جیسے صحابہ تھے' بڑے سچے مسلمان تھے۔ خدا ان کی شان جتاتا ہے۔ انکی عزت اللہ کی عزت ہے۔ ان کی ذلت اللہ کی ذلت ہے۔ خدا ان کا ساتھ دیتا ہے۔ اور جب مسلمان منافق ہو جاتے ہیں' جیسے ہم آج کل کے پاکستانی ہیں تو پھر خدا کی ان کے ساتھ جو دشمنی ہوتی ہے وہ کسی اور کے ساتھ نہیں ہوتی' وہ روس کے ساتھ نہیں ہوتی' وہ امریکہ کے ساتھ نہیں ہوتی۔

میرے بھائیو! آپ کبھی قرآن کو پڑھ کر دیکھیں، میں آپ سے کیا عرض کروں؟ قرآن جیسی کتاب کوئی نہیں ہے۔ ہدایت کے معاملے میں قرآن جیسی اعلیٰ کتاب، ایسی جامع کتاب ہے اللہ نے یہ تصور دیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ یہ دنیا کے لوگ ہیں۔ یہاں حکومتیں بنیں گی۔ پارٹیاں بنیں گی، پارٹیوں کے لیڈر ہوں گے۔ پارٹی کے آدمی کو اپنی پارٹی کا کتنا خیال ہوگا؟ پارٹی کی عزت، پارٹی کی ذلت، اس کی اپنی عزت اور ذلت ہوگی۔ کس قدر خیال ہوگا؟ پارٹی کی عزت اور ذلت کو اپنی عزت اور ذلت تصور کرے گا۔ اللہ نے اپنے تعلق کو بالکل اسی طرح سے ظاہر کیا ہے کہ اس دنیا میں دو پارٹیاں ہیں حِزْبُ اللّٰہِ میری پارٹی اور حِزْبُ الشَّیْطٰنِ شیطان کی پارٹی۔ اللہ کہتا ہے کہ جو میری پارٹی ہے اس کا کردار اور ہے اور جو شیطان کی پارٹی ہے اس کا کردار اور ہے۔

اب سوچیے! خدا مومن کو اپنی پارٹی کہتا ہے، آپ نے خدا کا تصور دیکھا؟ اپنے بندوں کے ساتھ کیسے گھل مل جاتا ہے، کیسے محبت کرتا ہے، کیسے پیار کرتا ہے۔ ورنہ خدا جیسی بے نیاز ذات۔ کیا تصور پارٹی کا؟ قرآن کہتا ہے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰہِ یہ اللہ کی پارٹی ہے۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [58:المجادلہ:22] سن لو! اے دنیا کے لوگو! جو میری پارٹی ہوگی وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوگی اور آخرت میں بھی وہی کامیاب ہوگی۔ یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ وہ احکم الحاکمین ہو، سارے بادشاہوں کا بادشاہ، ساری کائنات کا حاکم، اور اس کی پارٹی ذلیل ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے کے بارے میں کہتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ یہ شیطان کی پارٹی ہے۔ ان کا لیڈر شیطان ہے۔ ادھر ان کا لیڈر اللہ ہے۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ [58:المجادلہ:19] شیطان کی پارٹی نقصان ہی میں رہے گی۔

کبھی آپ نے سوچا؟ اللہ اکبر! یہاں آپ کو فکر ہوتی ہے، ہر ایک کی اٹیچ منٹ ہوتی ہے، کوئی جماعت اسلامی کے ساتھ، کوئی مسلم لیگ کے ساتھ، کہیں استقلال پارٹی ہے، کہیں

پیپلز پارٹی ہے' کوئی کسی کے ساتھ' کوئی کسی کے ساتھ۔ اگر ذہن میں یہ تصور ہو یہ جو پارٹیاں ہیں سب فصلیں ہیں۔ اصل پارٹیاں صرف دو ہی ہیں--- ایک اللہ کی پارٹی اور دوسری شیطان کی پارٹی۔ مجھے یہ فکر ہو کہ میرا نام کس پارٹی میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایمان میں آکر دنیا کی سیاست بالکل نہیں چلتی۔

ہم نے اپنے اہل حدیث مولویوں کو کہا کہ دین کو بھولے ہوؤ! تمھیں دین یاد نہیں ہے۔ کوئی نواب زادہ نصر اللہ کی پارٹی میں ہو گیا' کوئی اصغر خان کی پارٹی میں شامل ہو گیا' کوئی جماعت اسلامی کا ممبر بن گیا' کوئی کسی جماعت کا رکن بن گیا' کوئی کسی کا کارکن بن گیا۔ اگر تمھارے دل میں ایمان ہوتا تو تمھیں پہلی یہ فکر لاحق ہوتی کہ ہمارا نام خدا کی پارٹی میں ہو۔ کیوں؟ اگر ایک پارٹی میں نام ہو تو دوسری میں بالکل نہیں ہوتا۔

کبھی آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی بیک وقت جماعت اسلامی کا رکن بھی ہو اور مسلم لیگ کا بھی رکن ہو۔ کیا جماعت اسلامی اور مسلم لیگ دو متضاد پارٹیاں ہیں؟ دونوں کا Aim ایک ہی ہے۔ جماعت اسلامی کہتی ہے' ہم ملک کے وفادار ہیں' پاکستان کے وفادار ہیں' پاکستان کی بقا چاہتے ہیں' ہم پاکستان میں اسلام چاہتے ہیں۔ اور مسلم لیگ بھی یہی کچھ کہتی ہے۔ دیکھ لو دونوں کا دعویٰ قریب قریب ایک ہی ہے۔

ایک جماعت اسلامی کا آدمی ہم سے کہنے لگا کہ جی! جب مذہب ایک ہے' سارے مسلمان ہیں تو آپ اہل حدیث کیوں ہیں؟ میں نے پوچھا کہ آپ جماعت اسلامی میں کیوں ہیں۔ اصل جماعت تو ہمارے ملک میں مسلم لیگ تھی' جس نے پاکستان بنایا۔ یہ بنیادی جماعت ہے۔ کہنے لگا کہ جی! مسلم لیگ تو بگڑ گئی ہے' میں نے کہا کہ آپ مسلم لیگ میں رہتے تو نہ بگڑتی۔ آپ جماعت اسلامی بن گئے۔ اب جس نے پاکستان بنایا' اسلام کے لیے بنایا' یہ نظریہ پاکستان ہے۔ اگر وہ بگڑ گئے تو آپ بھی بگڑ گئے۔ آپ مسلم لیگی کے مسلم لیگی رہتے۔ آپ نہ بگڑتے۔ جو کام جماعت اسلامی میں آکر کرتے ہیں وہی کام مسلم لیگ میں رہ کر کرتے۔ آپ نے "جماعت اسلامی" نام کیوں رکھا؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی کوئی جواب دے سکتا تھا۔

جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں سب کہتی ہیں' سب زبان سے یہی کہتی ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے' پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو۔ پاکستان ایسا ہو' پاکستان ایسا ہو' ہر پارٹی کا Aim یہی ہے' مقصد یہی ہے۔ لیکن ان سے کہو کہ تم دیانت داری سے بتاؤ کہ اگر تم سب کا مقصد ایک ہی ہے تو تم ایک کیوں نہیں ہو جاتے۔ وہ کبھی بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ اصل میں بات کیا ہے ؟ اصل بات ہے یہ جی! ٹھیک ہے پاکستان ترقی کرے لیکن وزارت ہماری ہونی چاہیے' سیٹیں ہماری ہوں' حکومت ہماری ہو' اگر حکومت ہماری نہ ہو تو پھر پاکستان کی ترقی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارا اپنا نفس بھی تو ساتھ شامل ہے۔ اس لیے تو ہماری پارٹی علیحدہ ہے۔ کہیے اس کے سوا کوئی دوسری وجہ ہو سکتی ہے ؟ اگر سب پارٹیاں ایک نظریہ رکھتی ہوں' کہ پاکستان' پاکستان اور صرف پاکستان۔۔۔ اور کوئی مقصد نہیں تو پھر دو کیوں ہیں ؟ تین کیوں ہیں ؟ ایک ہی کیوں نہیں ؟ میرے بھائیو! اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی ترقی بے شک ہو لیکن حکومت ہماری ہو' باقی سارے زیر ہوں۔

اور یہی حال مذہبی جماعتوں اور پارٹیوں کا ہے' یہ فرقہ' یہ فرقہ۔۔۔ سب نام ایک ہی لیتے ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔۔۔ اللہ اور اس کا رسول۔۔۔ لیکن ایک کیوں نہیں ہیں ؟ کہ جی! ہمارے بزرگ ویسے ہی گئے۔ ہمارے بزرگ کہاں گئے ؟ پھر ہماری لائن بھی تو ہے۔ ہمارے اکابر بھی تو ہیں۔ وہی جو سیاسی تصور ہے۔ وہی یہاں تصور ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر صرف اسلام کی سربلندی مقصود ہو' اپنے بڑے کی عزت کا خیال نہ ہو' اس کا معاملہ یوں ہو جائے' سب پارٹیاں ختم ہو کر مدغم ہو جائیں' ایک ہو جائیں۔ لیکن چونکہ نفس کی شرارت موجود ہے' اس لیے ایک نہیں ہوتے۔

میرے بھائیو! افسوس کی بات ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں' کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں یہ ادھر ادھر کی گپیں ہانک رہا ہوں' فالتو باتیں کر رہا ہوں' لغو باتیں کر رہا ہوں۔ ان باتوں پر آپ غور کریں گے۔ ان کا تجزیہ کریں گے تو یقیناً ان کی تہہ میں ایک اصول پائیں گے۔ اور وہی اصول ہے جب نفس میں اخلاص ہوتا ہے' ایمان صحیح ہوتا ہے تو پھر اختلاف' پارٹی بازی' فرقہ پرستی' نہیں ہوگی۔ فرقہ پرستی اس وقت ہوتی ہے جب نفس داخل ہو جاتا ہے۔

اب ہم ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں' ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں صرف ایک بات ۔ اللہ کے رسول کی بات جو صحیح حدیث سے ثابت ہو جائے تو وہ لو جی ہے۔ اس لیے ہم کوئی فرقہ نہیں' کوئی پارٹی نہیں۔ ہماری پارٹی أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ یہ اللہ کی پارٹی ہے۔ لیکن جب حزب اللہ کا تصور نہیں رہے گا' جس پارٹی کا قائد اللہ ہے' اس پارٹی کے اندر رہنا چاہیے۔ جب یہ تصور نہیں ہو گا تو آدمی پارٹیاں تلاش کرے گا۔ لیڈروں کو دیکھے گا' کبھی کسی لیڈر کے پیچھے جائے گا اور کبھی کسی لیڈر کے پیچھے جائے گا۔

چنانچہ دیکھ لیں ہمارے ملک کی سیاست کیا ہے ؟ پارٹیاں بدلتے (Change) کرتے رہتے ہیں۔ آج مسلم لیگ میں ہیں کل کسی اور میں' پرسوں کسی اور میں۔ آج اس کی وفاداری' پرسوں اس کی وفاداری۔ نام پاکستان کا لیتے رہنا اور ضمیر درمیان میں بدلتے رہنا۔ یہی پارٹیوں کا حال ہے۔ آپ کون ہیں ؟ ہم حنفی۔ ہم شافعی۔۔۔ حنفی کون ہوتا ہے ؟ جو امام ابو حنیفہ کی تقلید کرے اور شافعی کون ہوتا ہے ؟ جو امام شافعی کی تقلید کرے۔ اور امام ابو حنیفہ کون ہیں ؟ نبی ہیں ؟ نہیں جی ! نہیں ہیں۔ پھر کون ہیں ؟ اللہ کے نیک بندے۔ ارے اللہ کا نیک بندہ دنیا میں صرف ایک ہی گزرا ہے ؟ اور کوئی نیک نہ تھا۔ تو حنفی کیوں بن گیا ؟ لیکن نہیں۔ کوئی جواب نہیں۔ جی ! لوگ حنفی تھے' اس لیے میں بھی حنفی ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ نیک دنیا میں بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ عالم دنیا میں بڑے گزرے ہیں۔ سب کے سب کیا ہیں ؟ نبی کے پیروکار ہیں۔ کسی سے بات پوچھو' تو نبی کی بات پوچھو' تمہارا امام' تمہارا لیڈر' تمہارا قائد' تمہارا رہبر صرف محمد ﷺ ہو اور کوئی نہ ہو۔

پڑھنا کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اور بنا حنفی' بنا وہابی' بنا شافعی۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی قدر ہو گی ؟ اگر کوئی حنفی بن جائے' وہابی بن جائے' شافعی بن جائے' کسی کو مان لے کہ میں فلاں کا پیروکار ہوں' میرا فلاں پیر ہے' فلاں مرشد ہے۔ سوچیے ! محمد رسول اللہ کے بعد کسی ہادی کی ضرورت ہے' کسی مرشد کی ضرورت ہے ؟ کسی امام کی ضرورت ہے ؟ اگر محمد ﷺ میں کوئی نقص ہوتا اور تیرا پیر کامل ہوتا' تو نعوذ باللہ محمد ﷺ کے بعد اس کو نبی بنا

دیتا۔ جب اللہ نے اس کا نام تک نہیں لیا' سارے کے سارے ناقص گھٹیا' محمد رسول اللہ کے مقابلے میں۔ پیر صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ امام صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس لیے محمد رسول اللہ صرف اسی کا صحیح ہے جو کسی اور کو پارٹی کا لیڈر اور ہیڈ نہیں مانتا۔

میرے بھائیو! یہ بات سوچنے کی ہے' یہ بات عقیدے کی ہے' جس کا دین بگڑ جائے اس کی سیاست بگڑ جاتی ہے۔ سیاست کن لوگوں کی بگڑتی ہے ؟ جس کا دین بگڑتا ہے۔ خواہ وہ اہل حدیث ہو یا کوئی دوسرا ہو۔ جیسے دیگر رسمی مسلمان ایسے ہی اہل حدیث بھی رسمی مسلمان۔ دنیا میں آپ کو یہ جتنے بھٹے ہوئے نظر آتے ہیں' یہ اسی لیے ہیں۔ جب کسی کا دین صحیح ہوتا' اس کی سیاست کبھی غلط نہیں ہوتی۔ یہ ہماری سیاست جو ہمارے ملک میں چل رہی ہے' یہ انگریز کی سیاست ہے۔ یہ اسلام کی سیاست نہیں ہے۔

اسلام ان کے سامنے ایک خیال ہے۔ ایک نظریہ ہے' ایک استنباط ہے۔ بس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جب خدا کہتا ہے کہ میری پارٹی ہے' تو اب بتایئے! پھر دوسری پارٹی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا نے صرف دو پارٹیاں بیان کی ہیں۔ ایک حزب اللہ اور دوسری حزب الشیطان۔۔۔ تیسری پارٹی ہے ہی نہیں۔ اب یہ کہتے رہنا کہ ہم حزب اللہ بھی ہیں اور حنفی بھی ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ ہم استقلال پارٹی کے بھی ہیں اور ولی خان کی پارٹی کے بھی ہیں اور پاکستان کے وفادار بھی ہیں۔ یعنی دو تین آقاؤں کو ایک ہی وقت میں خوش رکھنا۔ اور یہ کہنا کہ ہم یہ بھی ہیں اور یہ بھی ہیں۔ یہ سارا فراڈ ہے' سراسر دھوکہ ہے۔

دوسری چیز کو آدمی کب تلاش کرتا ہے ؟ کبھی سوچیں' کبھی غور کریں' اگر اس کی ضرورتیں ایک چیز سے پوری ہو جائیں' تو دوسری چیز کو آپ کبھی تلاش نہیں کریں گے۔ دوسری کو اس وقت ہی تلاش کریں گے جب آپ ایک سے مطمئن نہیں ہیں۔ کہیے! یہ غلط بات ہے۔ کوئی اس کو رد کر سکتا ہے ؟ دوسری چیز آدمی کب تلاش کرتا ہے ؟ جب ایک سے ضرورت پوری نہ ہو۔ جب ایک سے تمام ضرورتیں پوری ہو جائیں' جس مقصد کے لیے وہ ہے وہ پورا ہو جائے تو دوسری کے لیے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ کہتا ہے اگر لوگ میری

پارٹی میں شامل ہو جائیں تو فساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کبھی مسلمان کو نقصان پہنچ جائے لیکن لوگ اللہ کو لیڈر نہیں مانتے' اپنی پارٹیاں بناتے ہیں' اپنے لیڈر بناتے ہیں' میں نے اپنی بنالی' اس نے اپنی بنالی۔ پھر آپس میں رسہ کشی۔۔۔اور پھر جھوٹ چلتا ہے' ستیاناس ہوتا ہے' فرقہ پرستی چلتی ہے۔ مذہب بھی برباد ہوتا ہے۔ ملک بھی برباد ہوتا ہے۔ مذہبی پارٹیاں' مذہبی فرقے بنے تو اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اور ملک میں سیاسی پارٹیاں بنیں تو ملک کا بیڑا غرق ہو گیا۔

دیانت داری سے بتایئے' ٹھنڈے دل سے سوچیں' سوچنا تو ہماری قوم نے چھوڑ دیا ہے۔ انسان ہو اور سوچے نہ یہ انسانیت کے خلاف ہے۔ اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے؟ کبھی ٹھنڈے دل سے سوچیے۔ اس پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان کس نے پہنچایا ہے؟ ان سیاسی لیڈروں نے۔ اس سیاسی پارٹیوں نے۔ ابھی الیکشن کا اعلان کر دو' دیکھو پندرہ بیس پارٹیاں ابھی گھڑی جائیں گی۔ ہر ایک ہی سوچتا ہے کہ شاید میرا بھی تکا لگ جائے۔ جھنڈے دے کر چھوکروں سے نعرے لگوانے شروع کر دے گا۔ میرا بھی داؤ لگ جائے۔ یہ پاکستان کے خیر خواہ کھڑے ہو گئے۔ یہ کب بنتے ہیں' یہ تصور صحیح نہیں ہے۔ دھڑا دھڑ پارٹی' پارٹی۔۔۔ یہ پارٹی' وہ پارٹی۔۔۔ پارٹیاں بنتی جا رہی ہیں۔ اور میں نے آپ سے عرض نہیں کیا ہے کہ اگر بندہ اللہ کی پارٹی کا صحیح رکن ہو۔ اللہ کو اپنی پارٹی کا صحیح قائد سمجھے' جو قرآن نے تصور دیا ہے اس کو صحیح طرح سے سمجھے تو کبھی دوسری پارٹی نہیں بنا سکتا ہے۔

یہ سیاسی زبان میں اپنی طرف سے استعمال نہیں کر رہا۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہ اللہ کی حزب ہے۔ حزب اقتدار۔۔ یہ ہماری سیاست میں عام لفظ چلتا ہے۔ یہ حزب مخالف اور حزب اقتدار۔ عام لفظ چلتے ہیں۔ وہی لفظ اللہ نے قرآن میں استعمال کیا ہے۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہ اللہ کی پارٹی ہے۔ اللہ ان کا لیڈر ہے۔ پھر یہ اسکی پارٹی کے رکن ہیں۔ ممبر ہیں۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ یہ شیطان کی پارٹی ہے۔ اور شیطان اس پارٹی کا لیڈر ہے۔ قائد ہے' اور یہ سب اس کے ممبر ہیں' رکن ہیں۔

سوچیے! جو اللہ کی پارٹی میں ہو گا اس سے کبھی کسی کو نقصان نہیں ہو گا۔ وہ جو کام کرے گا وہ ٹھیک سیٹ کرے گا۔ وہ بے ہودہ' لایعنی کام نہیں کرے گا۔ کسی کی عزت کو اس سے خطرہ نہیں ہو گا' کسی کے مال کو اس سے خطرہ نہیں ہو گا' کسی کی جان کو اس سے خطرہ نہیں ہو گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ مسلمان کون ہے؟ جس کی زبان سے' جس کے ہاتھ سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ (بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم ـــ) یہ کیسی اعلیٰ حکومت ہے۔ جس میں نہ کسی کو زبان سے نقصان پہنچے اور نہ ہی ہاتھ سے کسی کو نقصان پہنچے۔ ایسی صورت میں بد امنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور چونکہ یہ پارٹیاں عملاً اسلام نہیں ہے اور دیکھ لو کیا ہمارے ملک میں کیا حال ہو رہا ہے؟ اور سنو' خدا نے جہاں اس پارٹی کا تصور پیش کیا' وہ اس لفظ ہی سے سن لیجیے کہ خدا کی پارٹی کا ضابطہ کیا ہے؟ اور وہ کیسے لوگ ہوتے ہیں؟ شیطانی پارٹی کے کیسے لوگ ہوتے ہیں؟ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں۔ ذرا ان کا سادہ ترجمہ سن لیں۔ پہلے منافقوں کا کردار بیان کیا۔ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ [58: المجادلہ: 16] کہ وہ اپنا ڈیفنس اپنی قسموں سے کرتے ہیں' منافق کا کردار ہے۔ منافق کا کردار' اس کے اعمال' اس کی عملی زندگی' اس کی پاکبازی کا ثبوت نہیں دیتے۔ وہ اپنی قسموں کے ساتھ اپنی پاکبازی جتاتا ہے۔ یہ منافق کا کردار ہے۔

ورنہ سوچیے! آپ جب کسی محلے میں' کسی گھر میں جہاں آپ رہتے ہیں لوگ سب سمجھتے ہیں کہ جی! ہمیں اس پر بالکل اطمینان ہے۔ اگر وہ ذمہ داری دے دے تو ہمیں منظور ہے' وہ جھوٹ نہیں بولتا' وہ غداری نہیں کرتا' وہ حرام خوری نہیں کرتا' تو وہ قابل اعتماد ہے۔ دیکھیے ہم اس سے قسم نہیں لیتے۔ یہ ویسے زبان سے کہہ دے' ہمیں اس پر اعتبار ہے۔ یہ صحیح کردار کا آدمی ہے۔ لیکن منافق جو ہو گا اس کے اعمال' اس کی عملی زندگی کا ثبوت نہیں دیتے

کہ زندگی اچھی ہے بلکہ وہ اپنی قسموں سے اپنی پاکبازی جتاتا ہے۔ یہ منافق کا کردار بیان کیا ہے۔

فرمایا: لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لاَ اَوْلاَدُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ[58:المجادلہ:17] جس کی زندگی اس قسم کی ہے۔ نہ ان کے مال وہاں کام آئیں گے نہ ان کی اولادیں کام آئیں گی۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وہ ذلیل ہوں گے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلاَ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ [58: المجادلہ:18] میرے بھائیو! عادتیں نہیں بدلا کرتیں۔ عادت جو ہوتی ہے وہ ایک دفعہ پڑ جائے وہ جاتی نہیں۔ تو جو یہاں عادت ہے وہاں بھی وہی کام کرے گی۔

آپ نے وہ لطیفہ سنا ہوگا کہ پولیس والوں کو گالیاں نکالنے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ آگے کون ہے؟ گالی ان کی زبان پر ہوتی ہے۔ سنا ہے کہ انگریز کے زمانے میں ایک سیکولر آئی جی یا کسی اور بڑے Minister کی طرف سے جاری ہوا کہ پولیس والے گالیاں نکالنے سے احتراز کریں۔ گالیاں نہ نکالا کریں۔ چنانچہ جب وہ ایک تھانیدار کے پاس آیا کہ آپ یہاں دستخط کیجیے۔ اس آڈر کو نوٹ کیجیے کہ آئندہ کوئی پولیس والا گالی نہ نکالے۔ تو وہ کہنے لگا کہ ہم کسی سالے کو گالی نہیں نکالیں گے۔ یعنی زبان پر اتنی گالی چڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ اقرار کرتے کرتے بھی گالی دے رہا ہے۔ تو جو عادت پڑ جاتی ہے وہ جاتی نہیں ہے۔ جن کو دنیا میں جھوٹی قسم کھانے کی عادت پڑ جائے تو دنیا میں جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا کام چلاتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا جب اللہ سب کو کھڑا کرے گا۔ سامنے لائے گا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

فرماتا ہے اے مسلمانو! یہ جیسے تمھارے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں میرے سامنے آکر بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔

وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ اور ان کے دلوں میں بھی یہ خیال ہو گا کہ شاید ہماری یہ جھوٹی قسم ہمارا کام کر جائے۔ دوسرے کو یقین آ ہی جائے۔ اَلاَ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ سن لو! یہ جھوٹے ہیں، مجھے کبھی دھوکہ دے سکتے ہیں ؟ یہ دنیا میں لوگوں کو تو دھوکہ دیتے تھے۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ یہ کہ وہاں جھوٹی قسم کھائیں۔ لیکن ان کی عادت بگڑی ہوئی تھی اس لیے انھوں نے جھوٹی قسم کھالی۔

اصل میں بات کیا ہے ؟ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَاللّٰهِ [58:المجادله :19] ان پر شیطان غالب آچکا ہے اس لیے میں ان کو یاد نہیں رہا۔ کافروں کی باتیں نہیں ہو رہیں۔ یہ چین، روس، جاپان، امریکہ، برطانیہ کی باتیں نہیں ہو رہیں۔ مسلمانوں کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ جو جلوس نکالتے ہیں، اپنے مطالبات منوانے کے لیے، اپنے حقوق منوانے کے لیے، اب عورتوں کے حقوق ـــ اللہ! یقین جانیں جتنا یہ جاہلیت کا دور ہے، بے عقلی کا دور ہے، شاید اس سے پہلے کبھی نہ آیا ہو۔ اب کیا ہے ؟ مزدور کیا کہتے ہیں ؟ ہمارے حقوق ـــ کارخانے والا کہتا ہے ہمارے حقوق ـــ ان سے اگر کوئی پوچھے کہ حقوق کیسے ثابت ہوتے ہیں ؟ تمھیں پتہ ہے ؟ اب عورتوں نے کہا ہمارے حقوق! عورتوں سے کوئی پوچھے کہ تمھارے حقوق دینے کا کس کو حق ہے ؟ یعنی مرد کا یہ حق ہے یا عورت کا حق ہے۔ بتاؤ یہ حقوق دینے والا کون ہے ؟ حق کہاں سے ملتے ہیں ؟ کوئی پڑھی لکھی عورت ہو، کسی منسٹر کی ہو، کسی وکیل کی ہو، کسی لیڈر کی ہو، اس سے پوچھ کر دیکھ لو کبھی بات صاف کر سکتی ہی نہیں۔

میرے بھائیو! سوچو، اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا اور ہر ایک کا حق رکھا ہے۔ اسلام

کیا ہے؟ خدا کہتا ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا' مردوں کو پیدا کیا' عورتوں کو پیدا کیا' امیر کو پیدا کیا' غریب کو پیدا کیا۔ بچہ ہے' جوان ہے بوڑھا ہے' خاوند ہے' بیٹے ہیں' بیوی ہے' ماں ہے' باپ ہے' اولاد ہے' ساس ہے' سسر ہے میں نے سب کے حقوق اور ذمہ داریاں مقرر کی ہیں تاکہ دنیا میں امن اور انصاف رہے۔ میں خالق ہوں' میں حقوق دینے والا ہوں۔ کون ہے جو کہے؟ اے عورتو! میں تمھیں حقوق دیتا ہوں' اے مردو! میں تمھیں یہ حقوق دیتا ہوں۔ حق مقرر کرنے والا اللہ ہے۔ ذمہ داریاں لگانے والا اللہ ہے۔ کون دنیا کا انسان ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ حق دینے والا میں ہوں۔ ذمہ داریاں لگانے والا میں ہوں۔

اب جب انسان اللہ کو بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ اصل میں بات یہ ہے کہ شیطان ان پر چڑھ جاتا ہے۔ ان پر غالب آجاتا ہے۔ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ اب شیطان نے ان کو ایسے بھول بھلیوں میں ڈال دیا ہے۔ اب ان کو اللہ یاد ہی نہیں رہا۔ اپنا خالق' اپنا مالک' اپنا رازق' اپنا رب' اپنا بادشاہ' اپنا الٰہ ان کو یاد ہی نہیں رہا۔ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ یہ شیطان کی پارٹی ہے۔ اب سن لیا آپ نے شیطان کی پارٹی کیا ہے؟ جسے اللہ یاد نہ ہو' بے نماز یقیناً شیطان کی پارٹی کا ہے۔ خواہ سید ہو' پٹھان ہو' بہت اونچے خاندان کا ہو' نبی کی اولاد ہو' پیر کی اولاد ہو' مولوی کی اولاد ہو' اگر بے نماز ہے خواہ وہ کتنا ہی دنیا میں اونچے سے اونچا سمجھا جاتا ہے' اگر بے نماز ہے تو وہ شیطان کی پارٹی کا رکن ہے۔

یہ میں نہیں کہہ رہا۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے۔ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ شیطان ان پر غالب آگیا ہے۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ یہ شیطانی پارٹی ہے جن کو اللہ یاد ہی نہیں۔ شیطان نے ان کو اللہ بھلا دیا ہے۔ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ یہ شیطان کی پارٹی ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ

[58:المجادلہ:19] لوگو! سن لو' شیطان کی پارٹی ہمیشہ خسارے میں رہے گی۔ چنانچہ آج مسلمان ساری دنیا میں ذلیل ہیں۔ کوئی ہے جو کہہ سکے کہ نہیں؟ دنیا کے مسلمانوں کو دیکھ لیں۔ ہے کوئی عزت والا؟ کیا سعودی عرب' کیا پاکستان' کیا انڈونیشیا' کیا ایران' کسی ملک کو لے لیں سارے کے سارے ذلیل سے ذلیل۔ باہر کے ملک ہنستے ہیں مسلمانوں کے کردار کو دیکھ کر۔ مسلمانوں کی زندگی کو دیکھ کر۔ أُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ جو میرے ساتھ نہیں' شیطان کی پارٹی میں ہے۔ وہ دنیا میں بھی خسارے میں ہے اور آخرت میں بھی وہ ذلیل ہو گا۔

پھر کھول کر اللہ نے بات بیان کی۔ إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه' وہ لوگ جن کی زبان سے ' جن کے عمل سے اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت ہوتی ہے۔ أُولٰئِكَ فِي الْأَذَلِّيْنَ یہ لوگ ذلیل ترین ہیں۔

میرے بھائیو! سوچتے جایئے! اپنے اوپر اس کو فٹ کرتے جایئے کہ ہمیں اللہ کس حد تک یاد ہے۔؟ اللہ کے یاد ہونے کے معنی کیا ہیں؟ جب گناہ کا موقع آجائے۔ ویسے تو انسان کام کرتا رہتا ہے۔ ہر وقت اللہ یاد نہیں رہتا۔ آپ ترازو سے کوئی چیز تول رہے ہیں۔ اس وقت اللہ کہاں یاد ہوتا ہے؟ آپ بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے ہیں' آپ بیوی کے ساتھ پیار کی باتیں کر رہے ہیں اس وقت اللہ کہاں یاد ہوتا ہے۔ اللہ کو یاد کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں اللہ کا لفظ ہر وقت ذہن میں ہو۔ نہیں۔۔۔ اللہ کے یاد ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جب نافرمانی کا وقت آئے اس وقت فوراً اللہ سامنے آجائے۔ یہ اللہ کو یاد کرنے کے معنی ہیں۔ گناہ کا وقت آئے تو فوراً ذہن میں آجائے کہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیا حرکت کر رہا ہوں۔ فرمایا جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ۔ أُولٰئِكَ فِي الْأَذَلِّيْنَ یہ ذلیل لوگوں میں ہوں گے۔ کوئی شبہ والی بات ہے؟

میرے بھائیو! بڑے بڑے مقالے پڑھے جاتے ہیں' مذاکرے اور سمپوزیم ہوتے

ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں؟ایک سبب ہے۔ صرف ایک سبب ہے' کوئی دوسرا سبب نہیں ہے۔ جتنے اسباب بھی آپ گنیں گے۔ وہ اسی ایک سبب کے تحت آئیں گے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت ہم کرتے ہیں۔ اس لیے ذلیل ہیں۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الاَذَلِّیْنَ یہ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے کائنات کو پیدا کیا' میں بادشاہ ہوں' میں نے پہلے دن سے بات نوٹ کر رکھی ہے کہ میں اور میری پارٹی غالب رہیں گے۔ کبھی ذلیل نہ ہوں گے۔ سوچیے! اگر پاکستان اسلامی ملک ہوتا' پاکستان والے مسلمان ہوتے' تو پاکستان کبھی ذلیل ہوتا؟ مشرقی پاکستان گیا' مغربی پاکستان کو دیکھ لو اب یہ ضیاء بیڑے کو دبائے بیٹھا ہے۔ ذرا سا قدم اٹھایا تو سمجھو کہ بیڑا غرق ہو گیا۔ پھر دیکھو پاکستان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ میں نے پہلے دن سے اور روز اول سے یہ لکھ رکھا ہے۔ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ کہ میں اور میرے بھیجے ہوئے رسول اور جو ان کا ساتھ دیں گے' یعنی میں اور میری پارٹی غالب رہیں گے۔ کیوں؟ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ خدا جیسا کوئی طاقت والا نہیں' خدا جیسا کوئی غالب نہیں۔

فرمایا: جو میری پارٹی کا تو کبھی اس کا کردار پھر یہ نہیں پائے گا جو بیان ہونے لگا ہے۔ لَاتَجِدُ اے مخاطب! اے سمجھنے والے! سن لے۔ لَاتَجِدُ تو کبھی نہیں پائے گا۔ قَوْمًا ایسے لوگ۔ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ کہ ان کا ایمان اللہ پر صحیح ہو اور آخرت پر بھی صحیح ہو۔ یُوَادُّوْنَ پھر ان کی دوستیاں کن سے ہوں؟ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ' جن کی اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت

کرتے ہیں۔ پھر ان سے انکی دوستی ہو ایسا تو کبھی نہیں پائے گا۔ کیا مطلب کہ میری پارٹی کا ممبر (Member) اللہ کی پارٹی کا جو رکن ہو۔ اور شیطان کی پارٹی سے بھی جا کر باتیں کرے، ان سے بھی محبتیں کرے، ان سے بھی میٹنگیں کرے، ان سے بھی یارانے لگائے تو ایسا تو کبھی نہیں پائے گا۔

میرے بھائیو! ایک آدمی دو پارٹیوں کا کبھی ممبر نہیں ہوتا۔ لَا تَجِدُ تو نہیں پائے گا۔ قَوْمًا ایسے لوگ یُوَادُّوْنَ جو دوستی رکھتے ہیں مَنْ حَادَّاللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ، اس سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔ اب دیکھ لیجئے گا۔ ہمارے ہاں بیاہ شادیوں میں کیا ہوتا ہے' باجا' ناچ' بے ہودہ گانے' سب کچھ ہوتا ہے۔ اور ہم سب کے سب کیا کہہ کہتے اجی! کیا کریں دوست ہیں' رشتہ دار ہیں' جانا پڑتا ہے' اور جاتے ہیں اور پھر جا کر یہ کریں گے' وہ کریں گے وہ سارا کچھ ہو گا' لینا دینا' آنا جانا' اللہ فرماتا ہے۔ تو نہیں پائے گا کہ اس کے اندر ایمان بھی ہو اور پھر جو میری مخالفت کرنے والا ہو اور اس کا یہ دوست بھی ہو تو کبھی نہیں پائے گا۔ وَ لَوْ کَانُوْ اٰبَاءَ ھُمْ خواہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ خواہ اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اس کے بھائی بند ہی کیوں نہ ہو' اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اس کا کنبہ اور قبیلہ ہی کیوں نہ ہو جب دیکھیں گے کہ ان سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت ہوتی ہے تو کبھی ان سے دوستی نہیں لگائے گا۔

اُولٰئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ فرمایا جو میری پارٹی میں آتا ہے' میں اس کی زبان سے کلمہ نہیں نکلواتا بلکہ میں اس کے دل سے نکلواتا ہوں اُولٰئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ جو میری پارٹی کا ہوتا ہے' اس کے دل پر کلمہ لکھتا ہوں۔ صرف اس کی زبان ہی کلمہ نہیں پڑھتی۔ جیسا کہ آج کل کا مسلمان ہے۔ جسے دیکھ لو کلمہ شریف کرے گا۔ اللہ کی قدرت ایک کلمہ ہضم نہیں ہوتا' لوگوں نے چھ چھ کلمے بنا رکھے ہیں۔ اور پھر

یہ تبلیغی جماعت کے چھ کلمے۔ اور چھ کلمے نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ پھر بھی لوگوں کا ٹیسٹ کیا کرتے ہیں اور چھ پوائنٹ' چھے کلمے سنائیں۔ کوئی کہے جی! کہاں لکھا ہوا ہے؟ یہ چھ کلموں کا مسئلہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ نہ کہیں قرآن میں چھ کلموں کا نام ہے' نہ کہیں حدیث میں چھ کلموں کا نام ہے۔ ارے ایک کلمہ تو ہضم نہیں ہوتا' اس پر ہم عمل نہ کر سکتے اور چھ کلمے بنا بیٹھے ہیں۔

فرمایا: جو میری پارٹی کا ہوتا ہے۔ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کے دل پر لکھتا ہوں اُولٰئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یہ لوگ میری پارٹی کے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر ایمان لکھ دیا ہے۔ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ جب یہ دنیا میں کوئی کام کرتے ہیں' میری طرف سے روح' میری طرف سے توفیق' میری طرف سے نور' میری طرف سے فرشتے آکر اندر ہی اندر ان کی حمایت اور امداد کرتے ہیں۔ اور ان کو سربلند کرتے ہیں۔ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اللہ ان کو باغات میں داخل کرے گا۔ جو ہرے بھرے ہوں گے۔ نہریں جاری ہوں گی۔ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ جو خدا کی پارٹی کا ہوتا ہے وہ اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی۔ اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہ ہے اللہ کی پارٹی۔

چنانچہ سن لیا! میں یہ اکثر بیان کرتا ہوں کہ جو قوم دنیا میں ذلیل ہو وہ کبھی خدا کی پارٹی نہیں ہو سکتی۔ اور جن کو خدا دوست رکھتا ہو' جو خدا کے پارٹی کے ہوتے ہیں خدا ان کو دنیا میں بھی عزت دیتا ہے اور آخرت میں بھی خدا ان کو کامیاب کرتا ہے۔ آج کا مسلمان دنیا میں ذلیل' اور آخرت میں بھی ذلیل۔ دنیا میں بھی غلام در غلام اور آخرت میں بھی دوزخ کا ایندھن۔ نجات کی صورت نہیں۔ اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہ ہے اللہ کی پارٹی۔ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [58:المجادلہ:22] اللہ کی پارٹی دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میں اصل میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ بات ایسی کی جائے جو آپ کی عقل کو اپیل کرے' آپ کے خانے میں وہ اتر جائے اور اس سے آپ کے ذہن کو صاف کر سکیں۔ آپ کو دین سمجھا سکیں۔ مسلمان ہمیشہ مبلغ ہوتا ہے۔ اپنے مزاج کے اعتبار سے' اپنی طبیعت کے اعتبار سے۔ ضروری نہیں کہ وہ کتابوں کا عالم ہو۔ جب ایمان آجاتا ہے تو اس کا اندر روشن ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایمان نہ آئے' سارے جہان کا علم پڑھ لے' اندر اس کے اندھیرا ہی ہوتا ہے۔ جیسے آج کل کے یہ مولوی ہیں۔

اللہ اکبر! ہمارے بچے جو یہاں پڑھتے ہیں' یہ اگر کسی مولوی کے پاس چلے جائیں اللہ جانتا ہے جا کر دیکھیں مولوی پاگل ہو جاتا ہے۔ اس کو آتا ہی کچھ نہیں۔ کسی بات کا کوئی جواب نہیں آتا۔ کیوں؟ اندر بالکل اندھیر ہے۔ روشنی نہیں ہے۔ اور یہ ایمان چیز ہی ایسی ہے کہ اندر آجائے تو اندر منور ہو جاتا ہے۔ روشن ہو جاتا ہے۔ اس کی Thinking' اس کی فکر اتنی شائستہ اور صاف ہوتی ہے' اتنی بلند اور اعلیٰ ہوتی ہے کہ وہ بالکل صحیح سوچتا ہے۔

میرے بھائیو! اسلام کی مثال بالکل صحت کی مثال ہے۔ اس کو توجہ سے سنیے گا۔ اور خوب ذہن نشین کر لیجیے گا۔ اسلام کی مثال بالکل صحت کی مثال ہے۔ ایک آدمی تندرست کب ہوتا ہے؟ جب وہ بیمار نہ ہو۔ اگر آپ اس کی Positively تعریف کریں تو نہیں کر سکتے۔ صحت کی تعریف آپ نہیں کر سکتے۔ اس کو آپ دوسرے انداز سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ صحت مندوہ ہوتا ہے جس کو کوئی بیماری نہ ہو۔ صحیح اسلام کس کا ہے جس کو کوئی بیماری نہ ہو' باقی رہا یہ کہ آدمی جا رہا تھا۔ اس کے پاؤں میں چوٹ لگ گئی۔ اس کی انگلی سے خون بہنے لگا اب آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بیمار ہے۔ اتفاق سے چوٹ لگ گئی۔ چل پھر نہیں سکتا۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آدمی تندرست نہیں ہے۔ صحت کے منافی چیز کب ہوتی

ہے ؟اس کو تو بھئی دمہ لگ گیا' اس کو بواسیر ہو گئی۔ اس کو کینسر ہو گیا۔ اسکے اعضاء رئیسہ ۔۔۔ جگر' پھیپھڑے جواب دے گئے۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے کوئی آدمی صحت مند نہیں ہو سکتا۔

تو مسلمان کو ایسی معمولی ٹھوکریں لگ سکتی ہیں ایسی خرابیاں اور گناہ سرزد ہو سکتے ہیں' جیسے پاؤں میں ٹھوکر لگ گئی۔ پاؤں میں موچ آگئی۔ کوئی اور ایسا اتفاقی ایکسیڈنٹ یا تھوڑا بہت معاملہ ہو گیا۔ جس سے خون بہہ گیا۔ یا جیسے داڑھ میں درد ہو گئی۔ مسلمان سے ایسے گناہ تو سرزد ہو سکتے ہیں' لیکن مسمان کو کبھی بیماری نہیں لگ سکتی۔ جس سے اس کے اسلام پر کوئی حرف آئے۔ اس لیے اپنے آپ کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں اور قرآن جو حکیم ہے' اسے کنسلٹ کیا کریں۔ اس کو پڑھا کریں۔ اپنے ایمان کا تجزیہ کیا کریں کہ میرے ایمان کو کوئی بیماری تو نہیں لگی ہوئی۔

میں ہر جمعہ واویلا کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنے ایمان کو درست کرو' آپ کا ایمان درست نہیں ہے۔ جو آپ کو صحیح رخ نہیں موڑ رہا۔ جو داڑھی منڈواتا ہے وہ داڑھی ہی منڈوائے چلے جا رہا ہے۔' جس کے گھر میں بے پردگی ہے اس کے گھر میں بے پردگی ہی ہے۔ جو حرام کھاتا ہے' وہ حرام ہی کھاتا ہے' جو جس برائی میں لگا ہوا ہے' وہ اس برائی میں ہی لگا ہوا ہے اور باہر کیا ہیں ؟ آدھے یہ آدھے وہ۔۔۔ ادھر ہمارے ہاں نماز پڑھ لی ادھر بریلویوں' دیوبندیوں کے ساتھ جا کر نماز پڑھ لی۔ جب تک آپ اپنے آپ کو بالکل صاف نہیں کریں گے۔ آپ نہیں کہہ سکتے کہ آپ کا ایمان تندرست ہے۔ اسلام تندرست ہو گا جب کوئی گناہ کوئی خرابی آپ کے عقائد میں اور اعمال میں' آپ کے نفس میں بیماری کے طور پر نہ ہو۔ جب تک یہ نہ ہو تو اسلام کبھی درست نہیں ہوتا۔

اور اگر آپ حرکت نہیں کریں گے' آپ اپنی اصلاح نہیں کریں گے' یہ رسمی اسلام۔۔۔ کہ آئے نماز پڑھ کر چلے گئے' آئے نماز پڑھ کر چلے گئے۔ یہ نمازیں تو سارا جہان پڑھتا ہے۔ اللہ ان نمازوں کو نہیں دیکھتا۔ ورنہ میرے بھائیو! سوچنے کے لیے توجہ کا موقع

مسلمانوں کے لیے کافی ہے۔ چلو آپ اگر جاتے نہیں لیکن ٹیلی ویژن پر اور اخباروں میں اجتماع کو دیکھ لیتے ہیں کہ لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے اور پھر کیا ہوتا ہے وہاں دعائیں بڑی ہوتی ہیں' شاہ ایران بھی دعائیں کرتا مر گیا' دوسرے بھی دعائیں کرتے مر گئے' اور اندرا بھی ضیاء صاحب کو دعا دیتی مر جائے گی۔ یہ دعائیں' یہ نمازیں' کچھ نہیں کرتیں۔ بالکل کچھ نہیں کرتیں۔ اگر کچھ کرتی ہوتیں تو مسلمانوں کا یہ حال ہو؟

یاد رکھیے! اتنا بڑا اجتماع ہو اور اگر لاکھوں کا اجتماع خدا کو پسند ہو' تو خدا کی قسم فوراً دنیا میں انقلاب آجائے۔ یہ اللہ کو بالکل پسند نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں تین سو تیرہ آدمی لا کر کھڑے کیے اور کہا یا اللہ! یہ جماعت میں نے تیار کی ہے۔ (الرحیق المختوم) یہ میرے اصولوں پر جماعت تیار ہوئی ہے۔ یہ کوئی سیاسی پارٹی نہیں' نوابزادہ نصر اللہ کی یا اصغر خان کی۔ یہ میری پارٹی تیار کی ہوئی ہے۔ اللہ ان کی مدد کر۔ اللہ نے ان کی مدد کی۔ پھر ان کو غالب کیا۔ تو یہ مسلمان تھے۔ ایسے مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 82

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ط وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لاَ تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ص وَ لاَ تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلاً وَ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ○ وَ لاَ تَلْبِسُواالْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ ○ وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلاَقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ

رَاجِعُوْنَ [2:البقرة:40-46]

اللہ عزوجل نے ہماری ہدایت کے لیے یہ قرآن مجید بھیجا ہے۔ اور اس میں بنی اسرائیل کاذکر بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ بنی اسرائیل ایک بڑی اونچی قوم تھی' یہ نبیوں کی اولاد تھی۔ یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل تھا اوران کی اولاد جو ہے وہ بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ ان کے بعد جتنے پیغمبر بھی آئے ہیں مثلاً داؤد علیہ السلام 'سلیمان علیہ السلام اور پھر ان کے بعد مشہور نبی موسیٰ علیہ السلام ' عیسیٰ علیہ السلام سب اسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں سے تھے۔ اللہ نے ان میں نبی پیدا کئے توہزاروں کی تعداد میں پیدا کیے اور ان کو اللہ عزوجل نے بادشاہت بھی دی اور حکومت بھی۔ ان میں اچھے لوگ بھی تھے لیکن بگڑے ہوئے زیادہ تھے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے حالات کو بہت تفصیل سے مختلف اندازوں سے بیان کیا۔ کیونکہ مسلمانوں نے بھی یہی حرکتیں کرنی تھیں۔ مسلمانوں کو بھی اللہ نے بہت نوازا۔ رسول اللہ ﷺ جیسے اولوالعزم پیغمبر' جو تمام پیغمبروں کے مہر لگانے والے' آخری نبی ہیں' نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں ان کو مبعوث فرمایا۔ پھر ساری دنیا پر ایک طرح سے مسلمانوں کو حکومت دی۔ لیکن مسلمانوں نے جو دین کا بگاڑ اب کیا ہے' اسلام کا ستیاناس کیا ہے اور "پدرم سلطان بود" کی طرح جو بنی اسرائیل والے کرتے تھے وہی شروع کرر کھا ہے۔

توہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ بنی اسرائیل کیوں بگڑے ؟اور ان کا بگاڑ کیا تھا اور اللہ نے اس کا علاج کیا بتایا۔ کہ اب بھی تم سنبھلنا چاہتے ہو تو سنبھل جاؤ۔ قرآن مجید میں آپ نے اکثر یہ آیت پڑھی ہوگی یٰبَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ اے بنی اسرائیل! تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو' جو اللہ نے تم پر کیں۔ اب نعمتوں کا ذکر

باقاعدہ تفصیل کے ساتھ کیا کہ دیکھو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو تم پر مبعوث کیا۔ فرعون کتنا ظالم تھا؟ کس طرح تمھیں نجات دلائی؟ تمھاری خاطر کیا کیا کام کئے۔ کس طرح اللہ نے تمھیں عزت بخشی؟ ساری باتیں جتلائیں اور فرمایا اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ [2:البقرۃ:46] کہ میں نے تمھیں دنیا پر فوقیت دی کوئی ایک صدی نہیں، کوئی دو صدی تک نہیں بلکہ سینکڑوں برس تک۔

اب دیکھو سلیمان علیہ السلام۔۔۔۔اللہ اکبر۔۔۔۔ یعنی ہدہد کو چٹھی دیتے ہیں کہ جا ملکہ بلقیس کے پاس۔ اس طرح ہوا کہ جائزہ لیا اپنی فوجوں کا۔ انسانوں کی فوجیں، جنوں کی فوجیں، اور جب پرندوں کو دیکھا تو ہدہد غائب پایا۔ وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَالِیَ لَآ اَرَی الْھُدْھُدَ [27:النمل:20] جب انھوں نے جائزہ لیا ان کی پڑتال کی تو دیکھا کہ ہدہد غائب ہے اور ہدہد کی ضرورت پڑتی تھی۔ پانی کے سلسلہ میں ہدہد کی ضرورت پڑتی تھی۔ پانی کے سلسلے میں تو پوچھنے لگے کہ ہدہد کہاں ہے؟ پتہ چلا کہ ہے ہی نہیں۔ اب بڑے غصے کا اظہار کیا، اور کہا اگر وہ آگیا تو میں اس کو بڑی سخت سزا دوں گا۔ لَاُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا شَدِیْدًا میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ اَوْ لَاَاذْبَحَنَّہٗ یا میں اسے ذبح کر ڈالوں گا۔ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ [27:النمل:21] یا پھر کوئی معقول عذر لائے کہ میں اس وجہ سے غیر حاضر ہوا تھا۔ میں اس بات سے گیا تھا۔

تو کچھ دیر کے بعد ہدہد آ گیا اور آ کر سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَۃً تَمْلِکُھُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّ لَھَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ کہ میں ایک جگہ گیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں ایک عورت حکومت کرتی ہے اور بڑی زبردست عورت ہے۔ غضب کا اس کا تخت ہے۔۔۔۔ عرش عظیم۔۔۔۔ یعنی بہت بڑا تخت ہے۔ اور پھر یہ کہ میں حیران رہ گیا کہ وہ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ وَ صَدَّھَا مَا

كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [27:النمل:43] جو عقیدہ اس کی قوم کا تھا اس کا تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اسے ایسا کرنے سے روکا۔

سلیمان علیہ السلام نے کہا شاید یہ بہانہ بناتا ہے اچھا تو میری یہ چٹھی لے جا اور جا کر اس کو دے دے۔ اور ایک طرف ہو کر بیٹھ جا اور دیکھ کیا جواب دیتی ہے؟ اس کا رد عمل کیا ہوتا ہے۔ میرے اس خط کا کیا اثر ہوتا ہے؟ تاکہ پتہ لگے۔ اب دیکھو وہ غیب تو نہیں جانتے تھے۔ انھوں نے چٹھی لکھ دی' ہدہد چٹھی لے کر چل پڑا۔ اور جہاں بلقیس کا خاص کمرہ تھا' جہاں کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ جہاں وہ آرام کرتی تھی وہاں وہ روشن دان میں سے جا گھسا اور لے کر اس کر سینے پر خط ڈال دیا۔ اب وہ حیران و پریشان کہ یہ کس طرح سے چٹھی پہنچ گئی' یہ کیا صورت ہے؟ چٹھی کھول کر پڑھی تو تعجب ہوا کہ کوئی انتہا نہ رہی۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں لوگوں نے خط تو بہت لکھے ہوں گے لیکن ایسا جامع خط' ایسا رعب دار خط شاید ہی کبھی کسی کے تصور میں آیا ہو۔ دیکھو خط کی ابتداء کیا ہے؟ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے۔

وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [27:النمل:30] اس کا آغاز کیسے ہے؟ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خط کے اوپر لکھا ہے۔ یہ جو شیطان نے ہمیں ۷۸۶ دیا ہے یہ کوئی بسم اللہ ہے؟ ہمارے ساتھ شیطان نے دھوکہ کیا ہے کہ بسم اللہ ہم سے اڑالی اور ۷۸۶ دے دیا۔ اب ہر کسی کے نزدیک ۷۸۶ کے معانی بسم اللہ۔۔۔ کیوں؟ ایرانیوں کے نزدیک حروف کی قیمتیں ہوتی ہیں۔ ابجد ھوز' حطی وغیرہ۔ الف کی قیمت ایک' ب کی قیمت دو' جیم کی قیمت تین' دال کی قیمت چار اور اس طرح کر کے وہ بسم اللہ کے جتنے حروف بنتے ہیں ان کی قیمت ۷۸۶ بنتی ہے۔ لہذا بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھ لیا۔ ثواب سے بھی گئے' برکت سے بھی گئے' اور دین کی بھی نافرمانی۔۔۔ ایرانیوں کے طرز پر ان کی روش پر چلنے کی صورت میں اس قدر بگاڑ ہے۔ لیکن احساس ہی نہیں ہے۔ جسے دیکھو لو

اچھا کیا' برا کیا' پڑھا ہوا کیا' ان پڑھ کیا' دینی ماحول کا کیا' بے دین ماحول کا کیا' ۷۸۶ ہی لکھتا ہے۔ پھر دیندار بھی آج کل کا نقلی دین دار۔۔۔

پھر بہت بنتا ہے کہ دیکھو جی! بسم اللہ لکھیں' بڑی توہین ہوتی ہے دیکھو لو سلیمان علیہ السلام کو پتہ بھی لگ گیا کہ وہ کافرہ عورت ہے' میں نے اس کے بارے میں سنا ہے کہ وہ سورج کی پوجا کرتی ہے اور مشرک اور کافر ہے۔ اور بڑی زبردست سلطنت ہے اور اس کو خط لکھتے ہیں تو بسم اللہ لکھتے ہیں۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ از سلیمان۔۔۔ منجانب سلیمان' سلیمان علیہ السلام کی طرف سے۔ اور اس کی ابتداء کیا ہے ؟ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں جب آپ نے مکہ فتح کر لیا تو پھر آپ نے خطوط لکھے' بادشاہوں کو آپ نے خطوط لکھے۔' ایران کے بادشاہ کو' روم کے بادشاہ کو' چھوٹے بادشاہوں کو' بڑے بادشاہوں کو۔۔۔ جو آپ کے علم میں آتے گئے۔ آپ نے اپنے سفیروں کے ذریعے ان کو خطوط بھیجے اور ہر خط میں آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھتے۔ اب دیکھو لو یہ آج کا مسلمان ہے۔ دیکھو جی! بے حرمتی ہوتی ہے۔ کوئی پھینک دے' کوئی پھاڑ دے۔ ادھر تو کچھ لوگوں نے خط پھاڑ بھی دیے۔ اور خطوں کی بے حرمتی بھی کی۔

ایران کے بادشاہ کو جو خط لکھا اس نے اس خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ اور کہنے لگا یہ گوہ کھانے والے عرب۔۔۔ یہ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمارے تابع ہو جا۔۔۔ یہ کیسے احمق ہیں' اپنے گورنروں کو لکھا جو یمن کا گورنر تھا۔ فوراً آدمی بھیج اور اس محمد ﷺ کو گرفتار کر کے فوراً میرے سامنے پیش کر۔ چنانچہ اس کو جب بادشاہ کا خط ملا اس نے ایک آدمی کو بھیجا کہ جا کر حالات کا جائزہ لے۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ بڑی جسارت ہے۔ ہمارے بادشاہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہے کہ مجھے خط لکھ رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔۔۔

جب وہ گیا' ایرانی سفیر حضور ﷺ کے پاس آیا اور آکر بات کرنے لگا' پوچھنے لگا' آپ نے فرمایا کہ مجھ سے کیا بات کرتا ہے تمہارے بادشاہ کو تو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے' اس نے میرے خط کو پھاڑ دیا تھا۔ اس نے میرے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے۔ میں

نے اللہ سے دعا کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْهُ كُلَّ مُمَزَّقٍ یااللہ! جیسے اس نے میرے خط کو پھاڑا ہے، تو بھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ چنانچہ بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا۔ پھر بیٹے کو دوسرے بیٹے نے۔ پھر اس کو کسی اور نے قتل کر دیا۔ پھر لڑکی آئی۔ پھر یہ ہوا، پھر وہ ہوا (فتح الباری: 127/8) حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں پورا ایران فتح کر لیا۔ ان کا نام و نشان نہیں چھوڑا، بالکل ملیامیٹ کر دیا۔ اس خط میں آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا۔

ارے مسلمانو! کب سیدھے مسلمان ہو گے۔ خط لکھتے ہیں تو ۷۸۶ اور کسی سے گفتگو کرنے لگتے ہیں تو کہتے ہیں قبلہ فلاں، قبلہ فلاں۔۔۔ یہ سب کافروں والی زبانیں ہیں۔ ایک مسلمان کو یہ زبان زیب دیتی ہی نہیں کہ مسلمان ایسے گندے الفاظ استعمال کرے۔ گفتگو میں کسی بزرگ کو، کسی مولوی کو، کسی بڑے کو قبلہ کہنا یہ شیعہ کی زبان ہے۔ جن لوگوں کو دین کا کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔ یہ انکی زبان ہے۔ خدا کے لیے سیدھے سادھے مسلمان ہو جاؤ۔ خط جہاں بھی لکھو ۷۸۶ نہ لکھو۔ یہ کافروں کا عقیدہ ہے۔ بس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔۔

تو سلیمان علیہ السلام نے دو حرفی خط لکھا۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ اور اس کی ابتدا میں اللہ کے نام سے کر رہا ہوں۔ جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ بلقیس کو خط لکھتے ہیں، اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ بس ایک جملہ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ میرے مدمقابل نہ رہو، یہ نہ ہو کہ تم میری حکومت کو تسلیم نہ کرو اور اپنی حکومت قائم رکھو۔ میرے خلاف بغاوت جیسی حرکت بالکل نہ کرو۔ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ فرمانبردار بن کر، فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔۔۔ یہ خط سلیمان علیہ السلام نے لکھا ہے۔

اب جب بلقیس نے دیکھا، یہاں کوئی پرندہ نہیں پھٹک سکتا، کوئی آ نہیں سکتا، یہ خط میرے پاس کیسے پہنچ گیا اسے لا کر میرے سینے پر ڈال دیا ہے۔ بڑی پریشان ہوئی۔ فوراً میٹنگ بلائی۔ اس کے جتنے امراء، وزراء اور درباری تھے ان سب کو بلایا، اور کہنے لگی۔ اِنِّيْٓ اُلْقِيَ

اِلَیَّ کِتَابٌ کَرِیْمٌ میری طرف ایک بڑی زبردست بڑی شان والی چٹھی ڈالی گئی ہے۔ اور اس کا مضمون یہ ہے۔ اب تم بتاؤ تمہاری رائے کیا ہے؟ میری عادت یہ ہے کہ میں کوئی کام مشورے کے بغیر نہیں کرتی۔ اب یہ بہت بڑا اہم مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔ بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تو جو سردار تھے وہ کہنے لگے نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ تو جانتی ہے کہ ہم کتنی زبردست طاقت والے اور ہم جن سے لڑتے ہیں ان کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ باقی رہا آپ کا معاملہ تو وَالْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَا ذَا تَاْمُرِیْنَ [27:النمل:33] مرضی پھر بھی تیری ہی چلے گی۔ سوچ لے جو چاہے فیصلہ کر۔

کہنے لگی سن لو ٹھکانے کی عورت تھی۔ کوئی عیاش تو نہیں تھی کہ پگلہ ہو اور بالکل گندہ ہو۔ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً وَّ كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ [27:النمل:34] مجھے اس خط کے انداز سے معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بہت بڑا اور زبردست بادشاہ ہے اور بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ وہ جب کسی ملک پر چڑھائی کرتے ہیں اور قابض ہوتے ہیں تو اس کو بالکل برباد کر دیتے ہیں۔ وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً جتنے عزت والے لوگ ہوتے ہیں، وہ سب ذلیل ہو جاتے ہیں، اور ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ تو اس لیے میں بجائے سر نڈر کرنے کے اور بجائے جنگ کرنے کے چیک کرتی ہوں کہ واقعتاً ایسا ہی بادشاہ ہے، بڑا زبردست قسم کا کہ جس کا ہم مقابلہ ہی نہیں کر سکتے یا وہ ایسا ہے کہ جس کا ہم مقابلہ کر سکتے ہیں۔ وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ [27:النمل:35] میں پہلے تحفے بھیجتی ہوں، دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہوں، میں دیکھتی ہوں، اگر اس نے میرے تحفے کو قبول کر لیا تو سمجھو کہ دنیادار بادشاہ ہے۔

چنانچہ اس نے اپنی سمجھ کے مطابق اور اپنے امراء کے مشورے سے تحفے تحائف

تیار کیے اور ان میں سے جو بہترین اپنا کوئی اچھا مدبر' سیاستدان قسم کا آدمی تھا اس کو سفارت کا لیڈر بنا کر بھیجا۔ تحفہ اب سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گیا۔ سلیمان علیہ السلام نے تحفے تحائف دیکھتے ہی کہا کہ تم مجھے تحفے دے کر آزماتے ہو' جو مجھے اللہ نے دے رکھا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اس لیے میں ان چیزوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ لے جاؤ ان کو۔ بس اب یہ بات تھی۔ سلیمان علیہ السلام نے بھی فیصلہ کر لیا اور ادھر اس کو بھی ہوش آگئی۔ اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ تم نے اتنی دیر لگائی ہے۔ میں ایسی فوج لے کر آؤں گا لاَ قِبَلَ لَهُمْ بِهَا [27:النمل: 37] تم میں بالکل طاقت نہیں کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو۔

پس جب وہ واپس گئے' اسی وقت آنے کی تیاری کر لی۔ اپنا سامان سمیٹا' جو کچھ سنبھالنا تھا سنبھالا۔ چونکہ تخت بہت بڑا تھا۔ اس دنیا میں ایک عجوبہ تھا۔ کسی خاص کمرے میں اس کو مقفل کر دیا' تالہ لگا دیا' محفوظ کر لیا۔ اپنے لاؤ لشکر کو لے کر' اپنے مشیروں کو لے کر سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کے لیے جا رہی ہے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے جب اس کو واپس کیا تو اب وہ سمجھ گئے کہ اب ان میں جرأت نہیں ہو گی کہ اب وہ دیر لگائیں اس کے بعد وہ فوراً چل پڑے گی۔

اب وہ اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اس کو سب سے زیادہ عزیز جو ہے اپنا تخت ہے۔ تو وہ اس کو بہت محفوظ کر کے آئے گی۔ کون ہے جو تخت کو اس کے آنے سے پہلے لا کر پیش کر دے۔ یہاں حاضر کر دے۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ایک جن کہنے لگا اور سلیمان علیہ السلام کی حکومت کیا تھی باقاعدہ ایک طرف جن کھڑے رہتے تھے' اور بڑے بڑے دیو' جن' کھڑے ہوتے کہ سلیمان علیہ السلام حکم کریں' تو فوراً بجا لائیں۔ جب انھوں نے کہا کہ کون ہے ؟ تو ایک جن نے کہا' بہت بڑا دیو قسم کا جن کہ میں آپ کی کچہری برخاست ہونے سے پہلے پہلے لا حاضر کروں گا۔ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ

لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ [27:النمل:39]اور میں بہت طاقت والا ہوں۔ اس معاملے میں۔ اور اس نے یہ بھی تسلی دی کہ میں امین بھی ہوں۔

تو سلیمان علیہ السلام اس کا جواب سن کر ابھی توقف میں ہی تھے تو اتنے میں جوان کا وزیر تھا جس کا نام "عاطف" مشہور تھا' بول پڑا کہ اس نے تو بڑی دیر کی بات کی ہے۔ مثلاً اگر کچہری کا وقت نو بجے کا ہے' کچہری برخاست ہوتی ہے بارہ بجے یا ایک بجے' تو تین چار گھنٹے تو لگ گئے۔ نہیں آپ مجھے حکم دیں کہ میں لاؤں' اتنی جلدی کہ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ[27:النمل:40]اور دیکھو اور نیچے دیکھو' تو تخت پڑا ہو گا۔ اتنی جلدی تخت کو حاضر کر دوں گا۔ بہر کیف سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ یہ بات ٹھیک ہے چنانچہ تخت جو تھا فورا وہاں پہنچ گیا۔

اب آپ اندازہ کیجیے کہ سائنس نے بڑی ترقی کی ہے۔ اب راکٹ چلتے ہیں' یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ سپیڈ زیادہ ہو تو آگ لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیے جہاز جو ہوتے ہیں وہ ائر پروف(Air Proof) ہوتے ہیں۔ اور دیگر جوان کے انتظامات ہوتے ہیں تو آپ اندازہ کر لیں' وہ تخت کتنا بڑا ہو گا؟ کس طرح سے کمروں میں منتقل ہو گا۔ اور کتنی جلدی کہ آنکھ کے جھپکنے میں وہاں سے تخت یہاں پہنچ جائے۔ اگر اوپر گیا' تو وہاں زلزلہ آگیا ہو گا۔ محلات میں جہاں رکھا ہوا ہو گا' چھتیں پھٹی ہوں گی' دیواریں ٹوٹی ہوں گی۔ اب جب تخت اتنی تیزی کے ساتھ اوپر نکلے' اچھلے تو زلزلہ برپا ہو گا۔ شہر تباہ ہو گیا ہو گا اور اگر نیچے کو ہی دھنس جائے اور زمین کے اندر ہی اندر جائے اور وہاں جا کر نمودار ہو تو سلیمان علیہ السلام کے ہاں زلزلہ ہو گا' جب نیچے سے نکلے گا اوپر کو آئے گا تو سامنے حاضر ہو گا تو ساری زمین کا طبق کا طبق پھٹ جائے گا۔

لیکن دیکھو خدا کی قدرتیں اور اس کا کمال۔ دنیا کی سائنس تو پڑھنے سے آتی ہے' سوچنے سے آتی ہے' تحقیقات پر تحقیقات کرنے سے آتی ہے۔ پہلے پہلے غبارہ تیار کیا۔ کسی دوسرے نے اس کو ہوائی جہاز کا رنگ دے دیا۔ میں نے کوئی دیگچی میں چائے پکانی شروع کی تو

پتہ چلا کہ بھاپ میں طاقت ہے تو یہ انجن بن سکتا ہے۔ کسی نے اس سے انجن بنا لیا۔ ہر کسی نے دنیا کی ترقی یوں Step By Step آہستہ آہستہ کی کہ ایک کے بعد دوسرا' دوسرے کے بعد تیسرا' تیسرے کے بعد چوتھا Step پھر وہ چیز کہیں جا کر اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔

لیکن اللہ کی سائنس ایسی نہیں ہے جو وہ تجربوں سے ہو وہ تو "کن" کہتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے' ہوا کیسے ؟ یہ خدا کا کمال تھا۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا اور خدا کی قدرت بھی۔ معجزہ کیا ہوتا ہے ؟ بریلوی ہمیشہ معجزے کے نام پر عام لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ انھوں نے حضور ﷺ کو مختار کل ثابت کرنا ہو تو معجزے کا ذکر کر دیں گے کہ دیکھو نبی میں کتنی طاقت ہے حالانکہ معجزہ نبی کی طاقت سے کبھی نہیں ہوتا بلکہ طاقت اللہ کی استعمال ہوتی ہے اور ظہور اس کا نبی کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ کیوں ؟ اس لیے کہ دلیل بن جائے کہ یہ بندہ جو تمھارے جیسا ہے' یہ نبی ہے اور خدا اس کے ساتھ ہے۔

معجزہ کیا ہے ؟ یہ یاد کرنے والی بات ہے۔ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔ دیکھو ناں رسول اللہ ﷺ انسانوں میں سے تھے' عبداللہ اور آمنہ کے گھر پیدا ہوئے' ایک ماں کے گھر ایک بچہ پیدا ہو گیا اور اس کی ایک برادری ہے۔ وہ اگر ساری قوم سے کہے کہ میں نبی ہوں تو لوگ کہیں گے تو نبی کیسے ہے ؟ تو ہمارے جیسا' تجھ سے اللہ باتیں کرتا ہے' تجھ سے اللہ یہ کہتا ہے ؟ کیا ثبوت ہے اس کا ؟ خدا کہتا ہے اے نبی! ان کو معجزہ دکھاؤ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے جو کام اس سے ظاہر ہو گا وہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ یہ دلیل ہے کہ نبی کے ساتھ اللہ ہے۔ یہ ہے تو انسان' اس وجہ سے شبہ پڑتا ہے کہ نبی نہیں ہو گا۔ لیکن جب اس کے معجزات کی طرف دیکھتے ہیں تو یقین ہوتا ہے کہ واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ معجزہ ہوتا ہے۔

اور معجزہ میں پھر کیا ہے ؟ معجزہ میں انسانی عقل بھی کام نہیں کرتی۔ خدا کی قدرت کام کرتی ہے۔ یہ اسباب کی دنیا ہے۔ ہم جو پریشان ہوتے ہیں اس لیے کہ ہم اسباب کی دنیا میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کام اسباب سے بھی کرتا ہے۔ اور بغیر سبب پیدا کیے بھی کرتا

ہے۔ اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ جب خدا "کن" سے سب کچھ کر سکتا ہے تو خدا نے آسمان اور زمین چھ دن میں کیوں بنائے؟ تو بات کیا ہے؟ اللہ دکھاتا ہے کہ میری طاقت تو یہ ہے کہ میں کن سے جو چاہوں کر دوں۔ لیکن میں اکثر تمام نظام کو سیٹ کرنے کے لیے اسباب کے ساتھ کام کرتا ہوں۔ تم اسباب کے محتاج ہو میں اسباب کا محتاج نہیں ہوں۔ لیکن یہ نہیں کہ میں اسباب مہیا نہیں کرتا جہاں چاہتا ہوں اسباب مہیا کر لیتا ہوں اور جہاں چاہتا ہوں کن سے کام کرتا ہوں۔

چنانچہ تخت پہنچ گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت دے رکھی ہے اور دیکھو بادشاہت کی دعا بھی سلیمان علیہ السلام نے کیا کی تھی؟

قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لاَّ یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ [38:ص :35] یا اللہ! مجھے بادشاہت بھی وہ دینا جو میرے بعد کسی کے لائق ہو ہی نہ۔ میرے جیسا بادشاہ کوئی نہ ہو۔ ایسی مجھے بادشاہت دینا۔ اللہ نے کہا ٹھیک ہے بالکل تیرے جیسا بادشاہ کوئی نہیں آئے گا۔ جو ہوا پر بھی حکومت کرے۔ اب دیکھو! یہاں لوگوں کا معاملہ' سواریوں کا انتظام' بڑے جہازوں پر پھر اس کے بعد خاص اپنے اسپیشل جہازوں پر چلیں گے۔

سلیمان علیہ السلام کا کیا معاملہ تھا؟ سلیمان علیہ السلام نے ایک تخت تیار کر رکھا تھا۔ جہاں جانا ہوتا' اپنے درباریوں کو بلاتے' راشن رکھتے' اور جتنی فوج ساتھ لینی ہوتی اس کو ساتھ بٹھا لیتے۔ جیسے یہ بحری جہاز ہوتا ہے۔ سب کو بٹھا لیتے اور حکم دیتے ہوا کو کہ چل۔ چنانچہ ہوا جب سٹارٹ ہوتی آہستہ آہستہ پھر اس کے بعد جب اوپر چڑھ جاتی' تخت اوپر چڑھ جاتا عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ [21:الانبیاء:81] پھر تیز چل پڑتا۔ ایسی سپیڈ ہوتی کہ جیسے ہمارے راکٹوں کی سپیڈ ہو گی' یہ ان کے سفر کا حال تھا۔

اور کام جہاں جتنے بڑے بڑے ہوتے۔ جنوں سے کرواتے۔ سمندر میں غوطے لگانے ہیں' جنوں کو بھیج دیا' کوئی Dive کرنا ہے' کہیں نیچے کو کچھ کرنا کروانا ہے تو جنوں کی

ڈیوٹی لگادی۔ ایسی زبردست حکومت کہ انھوں نے دعا کی اور اللہ نے واقعتاً ایسی حکومت بھی دی اور پھر اس کے بعد خدا نے دیکھو کیسی کھلی چھٹی دی' بے نیازی کیسی ہے؟ سلیمان علیہ السلام سے اللہ کریم کہتا ہے هٰذَا عَطَآءُ نَا[38:ص :39] اے سلیمان! یہ میری بخشش ہے۔ یہ میری عطا ہے۔۔۔ جن تیرے قبضے میں' ہوا تیرے قبضے میں' پرندے تیرے قبضے میں' تو پرندوں کی بولی سمجھتا ہے' سلیمان علیہ السلام پرندوں کی جانوروں کی آوازیں سمجھتے تھے۔

چنانچہ قرآن نے بیان کیا ہے وہ لشکر لے کر جا رہے تھے۔ ایک چیونٹی اپنی قوم کی دوسری چیونٹیوں کو کہتی ہے کہ اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ سلیمان علیہ السلام کا لشکر آرہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمھیں بے خبری میں روند ڈالے۔ سب ماری جاؤ گی' اب جہاں لاکھوں کی فوج چلتی ہوگی کیا بچ سکتا ہے؟ تو سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کی آواز سنی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ چیونٹی تک میرا تذکرہ کرتی ہیں۔ ان میں میرا چرچا ہے۔ یہ سلیمان علیہ السلام کی حکومت ہے۔

اور سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے تھے تو سلیمان علیہ السلام نے بڑے بڑے کام کیئے' تکبر کے معنی بظاہر بڑائی کے۔ تکبر تو خیر زیب دیتا ہی نہیں نیک آدمی کو۔ یعنی ایسے کام کیئے جن سے وہ چاہتے تھے کہ میں بلقیس کو دیکھتا ہوں کہ تو بھی ملکہ بنی پھرتی تھی۔ تو بھی بادشاہ بنی پھرتی تھی۔ جبکہ ہماری حکومت کو دیکھ' کتنی زبردست ہے۔ چنانچہ کیا کیا؟ اب جب یہ ہو گیا کہ وہ چل پڑی تخت پہلے منگوالیا۔ آ گیا۔

اب اپنے خاص مشیر سے کہا کہ اب اس میں کچھ تغیر و تبدل کر دو۔ کچھ اس میں جواہرات یا ہیرے وغیرہ جو لگے ہوئے ہیں یا سیٹنگ ویٹنگ ہے۔ اس میں کچھ ایسی تبدیلی کر دو کہ اس کا پہچاننا مشکل ہو جائے اور وہ یہ کہے کہ واہ واہ! میں سمجھتی تھی کہ میرے تخت جیسا کسی کا تخت نہیں۔ یہ تو بالکل اس نمونہ کا۔ اس ٹائپ کا' یہاں بھی موجود ہے۔ چنانچہ فورا کوئی دیر لگنی تھی؟ اس کے آنے سے پہلے اس کے تخت کا حلیہ بدل دیا۔ یہ نہیں کہ حلیہ بگاڑ

دیا،منہ دھو دیا، سنوار دیا۔

اب جب وہ آ گئی، تخت دکھایا کہ تیرے تخت کی بڑی دھومیں ہیں اَهٰكَذَا عَرْشُكِ دیکھو کہ تیرا تخت بھی ایسا ہے؟ بڑی زیرک اور دانا عورت تھی۔ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ کہنے لگی گویا کہ یہ تو وہی ہے۔ میرا ہی ہے۔ پھر کہنے لگی وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ [27:النمل :42] اے سلیمان! چھوڑ کیوں ذلیل کرتا ہے، ہمیں تو پہلے ہی پتہ لگ گیا تھا کہ تو کس شان کا بادشاہ ہے۔ وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ہم تو تجھے پہلے ہی جان گئے تھے تو نے یہ جو تغیر و تبدل کر کے میرا ٹیسٹ لیا ہے، دیکھا ہے، اور یوں اس طرح کیا ہے۔ ہم تو تیرے خط سے ہی سمجھ گئے تھے۔ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا ہمیں تو پہلے ہی پتہ لگ گیا تھا۔ وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ہم نے تو پہلے ہی خود کو Surrender کر دیا تھا کہ میں تیرے آگے چوں نہیں کر سکتی۔

خیر اب وہ وہاں شاہی مہمان کے طور پر ٹھہری، سلیمان علیہ السلام نے اس کے لیے شیشے کا محل تیار کیا، جس محل میں اسے ٹھہرانا تھا اسے شیشے کا تیار کیا۔ ایک نہر جاری کر دی۔ اور اس کے اوپر شیشے کا فرش اور شیشے ہی کا پل لگایا کہ اس پر سے گزر کر اس محل میں داخل ہونا ہے۔ چنانچہ اب اس کو لے کر جا رہے ہیں۔ پہلے اِدھر پھرایا، اُدھر پھرایا پھر اس کے بعد کہا: یہ آپ کی رہائش گاہ ہے اس میں آپ ٹھہریں گی اور اسکے ساتھ جا رہے ہیں۔

جب وہ پل پر سے گزرنے لگی تو سمجھی کہ پانی چل رہا ہے۔ پائنچے چڑھانے لگی، اوپر کرنے لگی کہ پانی میں سے گزر کر آگے جانا ہے۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِى الصَّرْحَ اسے کہا گیا کہ اپنے محل میں چل۔ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا [27:النمل:44] جب شہزادی تو دیکھا کہ یہ پانی گہرا ہے۔ اپنی پنڈلیوں کو ننگا کیا کہ میں اس پانی سے گزروں۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا: نہیں یہ تو سب فرش لگے ہوئے ہیں اور

وہ ایسے پریشان(Puzzal) ہو گئی جیسے کبھی کسی کو دروازہ بھی کھولنا نہیں آتا۔ چنانچہ جب پبلک سروس کمیشن وغیرہ کا انٹرویو دینے کے لیے جاتے ہیں تو پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جا رہا ہے کہیں اتنا پزل تو نہیں ہو گیا کہ دروازہ بھی کھولنا نہ آئے۔ تو بعض بے چاروں کو دروازہ بھی لگانا نہیں آتا۔ اور پھر وہ کہتے ہیں کہ دروازہ کھول دو۔ اب وہ اٹھ کر پھر بیچارے کے لیے دروازہ کھول دیتے ہیں اور اس سے یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ اتنا پزل ہو گیا ہے کہ اب اس سے دروازہ بھی نہیں کھلتا۔

تو سلیمان علیہ السلام نے ایسا پھرایا' ایسا گھمایا کہ اسے بتا دیا کہ سلیمان ایسا بادشاہ ہے کہ تیرے جیسی ملکہ جو ہے پیچھے پیچھے نوکروں کی طرح چلتی ہے۔ ایسی زبردست اللہ نے سلیمان علیہ السلام کو حکومت دی۔ یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن پھر بھی بنی اسرائیل کیسے نکلے؟ بڑے پلید' بہت گندے' اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَ جَعَلَكُمْ مُلُوكاً وَ اٰتٰكُمْ مَالَمْ يُؤْتَ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

[5:المائدة:20] اللہ نے تمھیں بادشاہتیں دیں اور تمھیں وہ کچھ دیا کہ دنیا میں کسی کو نہیں دیا۔ لیکن وہ ایسے نالائق' ایسے بگڑے ہوئے' یقین جانیں وہ بالکل ایسے تھے جیسے پاکستانی دیکھ لو اور اپنے ملک کی حالت دیکھ لو۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ' پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اس قوم سے سخت ناراض تھا۔ جب رسول ﷺ آئے تو اس وقت بنی اسرائیل والے بہت بڑے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی چالاکیاں کرتے تھے مکہ والوں نے تو ویسے ہی آپ ﷺ سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی' مار اپیٹا' اور قتل کی سازشیں کیں۔ جبکہ بنی اسرائیل نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کروایا۔ شرارتیں کرتے' کبھی کسی قبیلے کو کھڑا کر دیا اور کبھی کسی قبیلے کو کھڑا کر دیا۔ تا کہ پریشان کیا جائے۔ لہذا طرح طرح کی وہ حرکتیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم سے خطاب کرتا ہے۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ

الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ اے پیغمبروں کی اولاد! میری نعمتوں کو یاد کرو' ناشکری نہ کرو۔ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ[2:البقرۃ:47] میں نے تمھیں کیا کیا فضیلتیں دی ہیں۔ سلیمان علیہ السلام جیسا پیغمبر تم میں ہوا۔ بڑی بڑی حکومتیں اللہ نے تمھیں دیں۔ اور اب تم میرے نبی کا مقابلہ کرتے ہو۔ میں نے نبی ﷺ کو بھیجا ہے' تم اس کا مقابلہ کرتے ہو؟ اُوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ میرا تمھارا جو عہد ہے اس کو یاد رکھو۔ تم میرا عہد پورا کرو اور میں تمھارا عہد پورا کروں گا۔

اب دیکھ لو بنی اسرائیل غلام' غلام در غلام' خاص کر یہودی۔۔۔ جنھوں نے سنا ہے' پڑھا ہے وہ جانتے ہیں۔ دنیا میں ایسے ایسے بادشاہ آئے جنھوں نے ان کا قتل عام کیا۔ ہٹلر نے اس قدر یہودی مارے۔ کہتا تھا گولیاں زیادہ ضائع ہوتی ہیں لہٰذا یہودیوں کو لائن میں کھڑا کردو۔۔۔ ایک کے بعد دوسرا اس کے پیچھے تیسرا' پھر اس کے پیچھے چوتھا' پھر ان کو گولی مارو تاکہ گولیاں زیادہ ضائع نہ ہوں۔ یہودیوں کو لائن میں کھڑا کردو ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا اس طرح ان کو مارنے میں گولیاں زیادہ ضائع نہ ہوں گی اور ایک گولی کئی یہودیوں کو مارے گی۔ اس طرح اس نے یہودیوں کو قتل کیا۔ دنیا کی کوئی حکومت' کوئی ملک ان پر اعتماد نہیں کرتا' بہت ذلیل' بہت ذلیل' اللہ نے قرآن میں فرمایا تم نے جو حماقتیں کی ہیں اس کی سزا تمھیں کیا ملے گی کہ تم ہمیشہ ہمیشہ غلام رہو گے۔ ہمیشہ ذلیل رہو گے۔ جیسے کوئی مسکین ہوتا ہے۔ بالکل دبا ہوا۔ پچکا ہوا۔ رگڑا ہوا۔ تمھاری حالت بہت خراب رہے گی۔

نبی ﷺ کے ساتھ ان کا کیا معاملہ تھا؟ گفتگو یہ سننے کی ہے۔ جو اللہ نے ان سے کی ہے۔ اور پھر اس کو اپنے اوپر فٹ کیجیے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ [2:البقرۃ:40] تم نے میرے عہد کو پورا نہیں کیا اور میں تمھارے عہد کو پورا نہیں کروں گا۔ اب دیکھ لو تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا۔

وہ عہد کیا ہے؟ وہ وہی عہد ہے جو اللہ نے مسلمانوں سے کیا ہے۔ اللہ نے سورہ نور

میں مسلمانوں سے وعدہ کیا: وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ[24:النور:55]اللہ وعدہ کرتا ہے' کن سے ؟جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے۔اللہ وعدہ کرتا ہے کہ میں ان کو دنیا میں حکمران بناؤں گا۔وہ دنیا میں حکومت کریں گے۔ اور حکومت میں کیا نمایاں بات ہو گی۔ حکومتیں تو اور بھی کرتے ہیں۔ ان کی نمایاں شان یہ ہو گی کہ یہ اسلام کو غالب کریں گے۔

اسلام امن کا پیغام ہے۔ اگر کوئی طاقت غالب آجاتی ہے تو کیا ہوتا ہے ؟ جیسے روس کو دیکھ لو' امریکہ کو دیکھ لو' قوموں کو فٹ بال بنا رکھا ہے۔ امریکہ کی حکومت سپر پاور ہے۔ روس کی سلطنت زبردست ہے لیکن سیاست کیسی ؟ انتہائی ظلم کی۔ قوموں کے ساتھ کھیلتے ہیں' قوموں کو فٹ بال بنا رکھا ہے۔ کبھی امریکہ روس کی طرف پھینک دیتا ہے اور کبھی روس امریکہ کی طرف پھینک دیتا ہے۔ جو چاہتے ہیں وہ کراتے ہیں۔ دیکھ لو پاکستان اور ہندوستان کی جنگ۔ کہتے ہیں سترہ اٹھارہ اپریل کو بس حملہ ہونے ہی والا تھا۔ ایک گھنٹہ کا فرق تھا۔ بس ادھر سے اشارے ملتے ہیں۔ کرادوں ؟ جواب ملتا ہے ـــــ ٹھہر جاؤ' رک جاؤ۔ یعنی ان کے اشاروں پر چلنے والے آپ کی کوئی حکومت ہے۔ آپ کوئی آزاد ہیں ؟

دیکھیے ! جس کا ذہن غلام ہوتا ہے حقیقت میں وہ بندہ غلام ہوتا ہے۔ انگریز چلا گیا لیکن انگریز کی رہائش' اس کا رہنا سہنا' اس کی شکل و صورت' اس کا انداز' مسلمان کو اب بھی پسند ہے۔ چنانچہ دیکھ لو ہم میں سے جو پڑھ جائے گا انگریز کا چربہ بن جائے گا۔ دیکھنا انگریز کی طرح سے پہننا انگریز کی طرح سے' رہنا انگریز کی طرح سے۔ تو پھر کہنا کہ ہم آزاد ہیں ـــــ نـــــ بالکل نہیں۔ جب تیرا ذہن غلام ہے تو تو اب بھی غلام ہے۔ اس لیے اللہ تجھے آزاد نہیں

کرتا۔ اور آزادی کب ملے گی ؟ آزادی اس دن ملے گی ۔ جب تیرا ذہن آزاد ہوگا۔ جسم غلاموں کی طرح سے جیسے بھی چلے' لے تیری شکل بے شک مسلمانوں والی ہو' لیکن تیرا ذہن بالکل غلام ہے۔ جیسا ذہن ہوگا پھر ویسا اللہ سلوک کرے گا۔ غلامی رہے گی۔ چنانچہ مسلمانوں کی آج دنیا میں بظاہر حکومتیں ہیں' شام میں حکومت ہے' مصر میں حکومت ہے' لیکن غلام۔۔ کوئی ملک دیکھ لو۔ یہ سعودیہ والے' شروع شروع میں کچھ تھے' آہستہ آہستہ ڈھلتے آرہے ہیں۔ انگریز کے غلام بنتے جارہے ہیں۔

تو اللہ نے قرآن میں یہ بات کہی کہ اگر تم میرے عہد کو پورا کرو گے۔ وہ عہد کیا ہے ؟ ایمان لاؤ گے' نیک عمل کرو گے' تو میں تمھیں حکومت دوں گا۔ آج پاکستان کی سیاست کیا ہے ؟ جتنی یہاں کی سیاسی پارٹیاں ہیں۔ پاکستان کے مولوی ہیں' پاکستان کے مسلمان ہیں' سب غلام ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ایسی موٹی بات ہے' ایسی جلی حروف میں لکھی ہوئی بات ہے کہ جس کو اندھے سے اندھا بھی پڑھ سکتا ہے۔ خدا کیا کہتا ہے ؟ اے مسلمانو! تمھیں حکومت کب ملے گی ؟ تمھیں حکومت اس وقت ملے گی جب تمھارے سب آدمی انگلینڈ سے پڑھ کر آجائیں گے ؟ تمھیں حکومت اس وقت ملے گی جب تم میں جمہوریت آجائے گی۔ تمھیں حکومت اس وقت ملے گی جب تم صحیح مسلمان ہو جاؤ گے۔

میرے بھائیو! یہ وہ کلیہ ہے' یہ وہ صداقت ہے' یہ وہ حقیقت (Fact) ہے جس کے غلط ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اور مسلمان کبھی عزت والی زندگی گزار ہی نہیں سکتا۔ مسلمانوں کی کبھی بھی حکومت نہیں ہو سکتی جب تک مسلمان' مسلمان نہیں بنتا۔ اور مسلمان بھی کیسا ؟ بریلوی ٹائپ کا مسلمان بنے تو انگریز بہت خوش ہوتا ہے' جمہوری طرز کا مسلمان بنے تو انگریز بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ دیسی ٹائپ کا مسلمان بنے' دھوتی اوپر ہو' داڑھی لمبی ہو' نمازی پکا ہو' انگریز کی سیاست سے بالکل دور ہو' گھر میں سادگی ہو' فیشن نہ ہو انگریز کو ایسے مسلمان سے ڈر لگتا ہے۔ کیوں ؟ اس لیے کہ وہ فوراً صحابہ کا نقشہ' یا محمد بن عبدالوھاب کا نقشہ ان کے سامنے آجاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

اب خدا کہتا ہے جب تم ویسے مسلمان ہو جاؤ گے تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔

تمھیں کوئی طاقت شکست نہیں دے گی۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ
[2:البقرۃ:40]دیکھو کتنے قرآن ختم ہوتے ہیں' رمضان شریف میں کیا پڑھتے ہیں ؟
خدا کہتا ہے کہ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ مسلمان ہو جاؤ' میں حکومت
دے دوں گا۔ لیکن ہمارے ہاں منصوبے بنتے ہیں۔ پانچ سالہ منصوبہ' دس سالہ منصوبہ'
جمہوریت آئے گی' وہ بھی آگئی۔ اب تو بے نظیر بھی آگئی اور ملک جا رہا ہے۔ حکومت ملنی تو
درکنار' عزت ملنی تو درکنار ملک کا بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ ملک کب ملے گا؟ حکومت کب ملے
گی؟ جمہوریت سے کبھی نہیں ملے گی۔

میرے بھائیو! اگر کوئی جماعت اسلامی کا دوست بیٹھا ہے تو سن لے کہ میں کوئی
دل دکھانے کے لیے بات نہیں کرتا۔ خدا کی قسم! میں تمھارے ایمان درست کرنے کے
لیے کہتا ہوں کہ شیطانی تاثرات بالکل نکال دیں۔ مسلمان کبھی مسلمان بن سکتا ہی نہیں'
مسلمان کبھی عزت پا سکتا ہی نہیں جب تک دیسی مسلمان نہ بنے۔ سادہ مسلمان نہیں بنے گا۔
قرآن و حدیث کی حکومت ہو۔ انگریز کا لباس اسے اچھا نہ لگے۔ انگریز کی شکل و صورت
اسے اچھی نہ لگے۔ اب دیکھ لو کون ہے جو داڑھی نہ منڈواتا ہو۔ ہمارے جو داڑھی والے
بزرگ ہیں' حاجی صاحب ہیں' وہ بھی چاہتے ہیں کہ میرا بیٹا ماڈرن ہو' اس لیے اللہ اس حاجی کو'
اس نمازی کو بالکل دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

بلکہ مولوی کو دیکھ لو' ہر مولوی سجدہ سہو کرتا ہے کہ میں مولوی کیوں بن گیا۔ میں
لڑکے کو مولوی بالکل نہیں بناؤں گا۔ لپ ٹو ڈیٹ بناتا ہے کہ ماڈرن بن جائے۔ تو سیاست میں
حصہ لے تو یہ زوال کی علامت ہے جب انگریز والی سیاست کرے گا۔ اور میں بہت دفعہ یہ کہہ
چکا ہوں' اور بڑے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ مسلمانو! یہ بات دل سے نکال دو کہ تمھارے
دن پھر جائیں گے۔ تمھارے دن کبھی نہ پھریں گے۔ تمھارے دن اس وقت پھریں گے
جب آپ دیسی مسلمان بن جائیں گے۔

اور وہ مسلمان کیسے ؟ اہل حدیث اور اہل حدیث نام کے نہیں۔ کام کے اہل حدیث

خوب دیکھ لو! فصل کہاں اگتی ہے؟ سب عقل والے بیٹھے ہیں' اگرچہ سب پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ اول تو سب پڑھے ہوتے ہیں۔ آج کل کون ہے؟ جو میٹرک پاس نہ ہو۔ دس جماعتیں ہر ایک ہی پڑھ لیتا ہے۔ دیکھیے میری بات جنگی سی ہے۔ بڑی دیہاتی ٹائپ کی بات ہے' موٹی عقل والے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ دیکھو فصل کہاں اگتی ہے؟ اچھی زمین میں' اچھے کھیت میں فصل اگتی ہے۔ اس کے لیے دو شرطیں لازمی ہیں۔ ویسے بہت سے لوازمات ہوتے ہیں اور بنیادی چیز یہ ہے کہ پہلے زمین ٹھیک ہو۔ دوسری کیا ہے؟ بیج کھرا ہو' تیسری چیز کیا ہے؟ یہ کہ پانی ملتا ہو۔ ایسی صورت میں فصل فرسٹ کلاس ہوگی۔

کہیے! کوئی شے کی بات ہے؟ بالکل اس حقیقت کو اس طرح چسپاں کر دیں۔ یہ اعمال جتنے بھی ہیں۔ یہ سب فصلیں ہیں۔ اور یہ اعمال صالحہ کس زمین میں ہوتے ہیں؟ ایمان کی کھیتی میں' ایمان کی زمین میں۔ اور پانی اس کو کون سا دینا چاہیے۔ آسمانی پانی۔ محمد ﷺ جس کو لائے ہیں۔ یعنی قرآن و حدیث۔ اور اگر مولویوں کے ٹوٹکے' فقہ حنفی' فقہ جعفری' فقہ فلاں فقہ فلاں تو گندہ پانی' زمین کو ساڑ دے گا۔ فصل کو برباد کر دے گا' جلا دے گا۔

یہ ایمانی سلسلہ کیسے چلتا ہے؟ ایمان درست ہو' بیج اچھا ہو' اور عمل محمدی ہو' بدعت نہ ہو' دیکھیے اچھا عمل کون سا ہوتا ہے؟ اچھا عمل وہ ہوتا ہے' جو دنیا میں کیا جائے' آخرت میں اگ پڑے۔ دیکھو! فصل یہ نہیں کہ آپ بیجتے جا رہے ہیں اور کاٹتے جا رہے ہیں۔ نہیں۔۔ آپ بیج ڈالیں گے' چار مہینے' چھ مہینے' آٹھ مہینے' دس مہینے کے بعد آپ فصل کاٹیں گے اور ادھر کیا ہے؟ کہ عمل صالح کسے کہتے ہیں؟ کہ یہاں ڈال دو' اس دنیا میں عمل کر لو' جب یہاں سے اگلے جہان جاؤ گے تو تمھیں فصل نظر آئے گی۔ وہ تمھارے اعمال' تمھاری جنت کی آبادی کا سامان ہوگا۔ وہاں تمھارے باغات لگیں گے۔ وہاں سب کچھ تیار ہوگا۔ یہ آپ کے اعمال ہیں۔ جو آپ کی فصل بن جائیں گے۔ لیکن بیج کون سا اچھا ہوتا ہے؟ جو بیج گورنمنٹ دیتی ہے۔ جو بیج محمد ﷺ سے لیا جائے۔ اب یہ دیکھو بدعتی لوگ شیشے

کرتے ہیں' قرآن پڑھتے ہیں' اپنا بیج ڈالتے ہیں' محمدی بیج لیتے نہیں۔ شبینہ ان کو ڈبوتا جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں جو حافظ قاری شبینے کرتے ہیں' جو اور لوگ شبینے کرواتے ہیں ان کا کیسے بیڑا غرق ہوتا ہے؟ دن بدن بے دین سے بے دین' بے دین سے بے دین ہوتے جا رہے ہیں۔

آپ دیکھیں' دین کی حالت روز بروز دیانتداری سے بتائیں کہ بہتر ہو رہی ہے یا بدتر ہو رہی ہے؟ آپ فیصلہ کر لیں۔ کہیے! آپ سب بیٹھے ہیں۔ توجہ سے سن رہے ہیں۔ مسلمانوں کے دین کی حالت بہتر ہو رہی ہے یا بدتر ہو رہی ہے؟ بدتر ہو رہی ہے۔ کوئی شبہ کی بات ہے؟ کوئی شبہ کی بات نہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ بیج صحیح نہیں ڈالا جا رہا۔ ایمان صحیح نہیں ہے۔ زمین اور کھیتی ٹھیک ہی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات دل سے نکال دو کہ سارے مسلمان ہیں۔ کوئی دیوبندی بن جائے' کوئی بریلوی بن جائے' کوئی شیعہ بن جائے' کوئی جماعت اسلامی میں چلا جائے' کوئی پیپلز پارٹی میں چلا جائے اور پھر کہا جائے کہ سارے ہی ٹھیک ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ سارے ہی برباد۔ جب آپ نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا تو اب کسی اور کو دیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ مسلمانو! صحابہ کی حکومت کو دیکھو' کیسی حکومت تھی؟ کوئی سیاسی پارٹی تھی؟ دیکھ لو کون ہے جس نے تھوڑی بہت سیرت النبی نہ پڑھی ہو۔ اور پھر اس کے بعد خلافت راشدہ کا دور اس نے نہ پڑھا ہو؟ کسی کی سیاسی پارٹی کا نام آپ نے سنا ہے؟ یہ فلاں سیاسی پارٹی تھی۔ اس کا لیڈر فلاں تھا۔ انصار میں' مہاجرین میں' کوئی سیاسی پارٹی نہیں تھی۔

سیاسی پارٹیاں بنانا کافروں کا طریقہ ہے۔ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ اور آج دیکھ لو اہل حدیثوں میں سیاسی پارٹیاں ہیں' پہلے میاں فضل حق اور مولانا معین الدین لکھوی کی پارٹی تھی' پھر علامہ احسان الٰہی ظہیر نے پارٹی بنالی۔ اب یہ دو سیاسی پارٹیاں ہیں۔ پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے کہ یہ یوتھ فورس ہے' یہ شبان ہے' یہ فلاں' یہ فلاں ہے۔ پھر

سیاسی پارٹی پر سیاسی پارٹی بنی۔ پھر الیکشن ہوتے ہیں۔ پھر وہ کھڑے ہوتے ہیں' وہ آپ میں جیتتے ہیں' پھر ہر پانچ سال کے بعد الیکشن ہوتا ہے۔ یہ سب انگریز کا طریقہ ہے۔
صحابہ کی زندگیوں کو دیکھو! اگر مسلمان بنتا ہے۔ ارے شرم نہیں آتی' نماز پڑھو تو رفع الیدین کرتے ہوئے۔ نبی ﷺ کو دیکھو اور صحابہ کو دیکھو۔ جب سیاست کا موقع آئے تو کافر انگریز کو دیکھو اور صحابہ کا نام بھی نہ آئے۔ تم مسلمان ہو؟ یہی وجہ ہے ہمارے ذلیل ہونے کی کہ ہم نے دین کو پیٹھ دکھائی ہے اور اسلام کو پیٹھ دکھائی ہے۔ اب دیکھو! میں نے جو آپ کو مثال دی ہے۔ یہ بڑی جامع مثال دی ہے۔ زمین اچھی ہو تو جو مرضی اس میں کاشت کر لو۔

اب دیکھو! اگر داڑھی رکھنی ہو' یہ نیک عمل ہے' بہت بڑا عمل ہے۔ بہت بڑا جہاد ہے۔ کچے ایمان والے سے یہ عمل ہو سکتا ہی نہیں۔ کیا غلط بات ہے؟ کچے ایمان والے کے لیے داڑھی رکھنا پہاڑ ہے۔ بہت مشکل ہے۔ اس لیے کہ اس کا ایمان کچا ہے۔ اس کا ایمان درست نہیں۔ لہذا داڑھی اگ سکتی ہی نہیں۔ ٹھہر سکتی ہیں۔ ہائے اگر میں نے داڑھی رکھ لی تو بیوی کہے گی کہ تو تو بڈھا ہو گیا ہے۔ برادری کیا کہے گی؟ دفتر والے کیا کہیں گے؟ ساتھی (Colleagues) کیا کہیں گے؟ پروفیسر کیا کہیں گے؟ جب تک پروفیسر نہیں بنا داڑھی پوری' پروفیسر لگ گیا تو داڑھی کاٹنا شروع کر دی۔ لوگ کیا کہیں گے؟ داڑھی والا پروفیسر؟ بوڑھا بابا۔۔۔ داڑھی کاٹنا شروع کر دی۔ کیوں؟ ایمان خراب ہے۔ اور یہ عمل اگ سکتا ہی نہیں۔ اپنے کچے ایمان میں۔

میرے بھائیو! اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ نیکی اس وقت بنتی ہے جب ایمان میں جان ہو۔ میں آپ کے سامنے وہ بات کرتا ہوں' جس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ آپ کو پتہ ہے مجھے کوئی دیہات میں لے جائے میں بول بھی نہیں سکتا' تقریر بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا کی قسم شہر کا ماحول ہو' پڑھے لکھے لوگوں کا ماحول ہو تو اس طرح سے جوش آتا ہے' اس طرح سے جوش آتا ہے کہ کم از کم استری ہو رہی ہے۔ یہ تو کوئی جرأت نہیں کر

سکتا کہ بات کو رد کر دے۔ جاہلوں کے بارے میں تو کہہ سکتے ہیں' جاہل تھے۔ ویسے جاہل بڑے بے چارے ہوتے ہیں۔ پڑھا لکھا آدمی ہو تو کوئی نہ کوئی بات تو ہے۔ اب سوچ لیں۔ کیا یہ اصول غلط ہے کہ کوئی نیکی کا کام کرنا ہو تو ایمان ضروری ہے۔ اگر ایمان صحیح ہو تو آپ بہت کچھ برداشت کر جائیں گے' بڑا وزن اٹھالیں گے۔

دیکھ لو! جنگ بدر میں قیدی پکڑے گئے۔ اب مشورے یہ ہونے لگے کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ حضرت عمرؓ آئے اور کہا یا رسول اللہ! یہ وہ سردار ہیں' یہ وہ کافر ہیں' جنھوں نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا' مار مار کر کسی کو حبشہ کی طرف بھگا دیا' کسی کو کہیں نکال دیا' کسی کو کہیں نکال دیا۔ انھوں نے بڑے بڑے ظلم کیے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ ان کو قتل کر دو' قتل بھی کون کرے؟ ان کا اپنا ہی۔ میرا باپ ہے تو مجھے دے دو تاکہ میں اسے قتل کروں' میرا بھائی ہے تو مجھے دے دو تاکہ میں اسے اپنے ہاتھ سے قتل کروں تاکہ پتہ چل جائے کہ میرا ایمان وزن اٹھانے کے قابل ہے کہ نہیں۔ (تاریخ عمر ابن خطاب لابن جوزی ص :36)

چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ۔۔۔ اللہ اکبر!۔۔۔ ایسا دیسی آدمی کہ جیسے کوئی باہر سے دیہاتی آیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے جب وہ فوج کے کمانڈر تھے۔ تو ان کو دیکھا کہ رات کی باسی روٹی صبح کو کھا رہے ہیں۔ اس قدر سادہ طبیعت تھی کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ لیکن ایمان کا کیا حال؟ ایمان کا یہ حال ہے کہ جنگ بدر ہو رہی ہے' باپ کافروں کی طرف سے لڑ رہا ہے' اور یہ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ باپ یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے قتل ہی اپنے بیٹے کو کرنا ہے' اس نے مجھ کو بہت تنگ کیا ہے۔ یہ بے دین ہو گیا ہے۔ محمد ﷺ کے ساتھ مل گیا ہے۔ ابو عبیدہ اس سے بچتے رہتے کہ باپ ہے' لیکن وہ جب ٹلا ہی نہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ باپ تو ٹلتا ہی نہیں اور اس کی دشمنی یہ ہے کہ میں مسلمان کیوں ہوا ہوں۔ کہنے لگے کہ میرے سامنے آجا۔ باپ جب سامنے آیا تو سیدھا وار کیا اور باپ کو دو ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فوراً قرآن میں آیتیں اتاریں۔ لاَ تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّاللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ [58:المجادلہ:122] اے نبی! تجھے ایسا مسلمان کبھی نہیں ملے گا کہ وہ مسلمان بھی ہو اور پھر نبی کی مخالفت بھی کرے۔ جو دین کو پسند نہ کرتا ہو‘ اس سے اس کی دوستی ہو‘ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ اس کا باپ ہو۔ اس کو وہ باپ اچھا نہیں لگے گا۔ خواہ اس کی وہ ماں ہو‘ وہ ماں اس کو اچھی نہیں لگے گی۔ بھائی ہو‘ کنبہ ہو‘ کوئی بھی ہو‘ اس کو وہ اچھا نہیں لگے گا۔ نبی سب سے فائق ہے۔

میرے بھائیو! سوؤ نہیں‘ اپنے دلوں کو بیدار کرو۔ اپنے پاس ایک معیار لے لو۔ اگر آپ اپنے آپ کو جج کرنا چاہتے ہیں کہ آپ مسلمان ہیں کہ نہیں تو ہمیشہ یہ دیکھا کرو کہ آپ کو دین سے پیار ہے یا اولاد پیاری ہے۔ آپ کو دین پیارا ہے یا دنیا پیاری ہے۔ آپ کو دین پیارا ہے یا بیوی پیاری ہے۔ آپ کو دین پیارا ہے یا دولت پیاری ہے۔ اگر آپ ہر چیز کو دین کی خاطر قربان کرنے کے لیے تیار ہیں تو سمجھیں کہ آپ مسلمان ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ نہ جی! مولوی صاحب کا مسئلہ تو بالکل ٹھیک ہے مگر بڑا مشکل ہے۔ مولوی صاحب کی باتیں کرنا بہت آسان ہیں لیکن داڑھی رکھنا بہت مشکل ہے۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ بس سمجھ لو کہ ایمان کا نقصان ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام بھی عبداللہ ہے۔ عبداللہ بہت نیک صحابی ہے۔ حضور ﷺ کا بڑا پیارا اور چہیتا صحابی ہے۔ ایک دفعہ آپ پانی پینے لگے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ! تھوڑا سا پانی چھوڑ دینا‘ میرا باپ عبداللہ بن ابی ہے تو ویسے مسلمان ہی ہے لیکن ہے نقلی‘ دل سے مسلمان نہیں ہے‘ میں چاہتا ہوں کہ آپ کا جوٹھا پانی‘ آپ کا بچا ہوا پانی‘ اس کو پلاؤں شاید اسے بھی اللہ ہدایت دے دے۔ اس پر بھی اللہ رحم والا ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے بچا ہوا پانی تھوڑا سا دے دیا۔ وہ لے گیا۔ وہ بظاہر مسلمان تھا لیکن تھا منافق وہ باتیں کھل کر کرتا تھا۔ نفاق جو تھا وہ تھا ہی لیکن گند بکتا رہتا تھا۔ عبداللہ

صحابی جا کر اپنے باپ سے کہتے ہیں ابا! میں حضور ﷺ کا پانی لے کر آیا ہوں' یہ برکت والا پانی ہے' تو پی لے۔ شاید اللہ تجھے شفا دے دے۔ تو ٹھیک ہو جائے۔ وہ بہت کمینہ تھا کہنے لگا اس سے بہتر تھا کہ تو اپنی ماں کا پیشاب لے آتا۔ جب اس نے یہ لفظ کہے تو عبداللہ فوراً سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا۔ کہنے لگا میں چونکہ آپ کا ماتحت ہوں آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ جب حکومت بن جائے تو خود ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔ آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنے باپ کو قتل کر دوں۔ میں اب برداشت کرنے کے قابل نہیں رہا۔ میرا باپ مجھے بہت برا لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ! نہیں' صبر کرو۔ کوئی بات نہیں۔ ایسا نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے اس کو روک دیا۔

لیکن اس نے جب یہ بات کہہ دی لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

[63:المنٰفقون:8] اب اگر وقت آئے گا تو یہ جو شودے آوارہ مہاجر آئے ہوئے ہیں باہر سے۔۔۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی۔۔۔ ہم ان کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ یہ سب کمینے لوگ ہیں۔ ہماری روٹیوں پر پلتے ہیں' ہم ایسا کریں گے۔ بیٹے کو بھی پتہ لگ گیا کہ میرے باپ نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا لیکن یہ قسمیں کھا کر انکار کر گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا۔ یہ میرے ذمے الزام ہے۔ یہ تہمت ہے' یہ جھوٹ' میں نے یہ نہیں کہا۔

یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکے' جب فوج مدینہ میں داخل ہو رہی تھی دروازے پر کھڑے ہو گئے کہنے لگے: باقی سب گزر جائیں' ابا! آپ رک جائیں۔ تلوار نکال لی' تو اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ - تو نبی ﷺ کو ذلیل بتاتا ہے' نبی کو نکالنا چاہتا ہے' اور خود یہاں رہنا چاہتا ہے۔ بس باہر رہ۔ اگر تو نے اندر قدم رکھا تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ بیٹا اڑ گیا ہے اور باپ کی جان لے رہا ہے اور اس کو اندر داخل نہیں ہونے دے رہا' آپ ﷺ نے کہا کہ نہیں اس کو اجازت دے دے۔ عزت اور ذلت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کے کہنے سے عزت نہیں ملتی' باپ سے پوچھا کہ بتا تو

محمد ﷺ کی اجازت سے مدینہ کے اندر جا رہا ہے یا اپنی مرضی سے جا رہا ہے۔ بتا عزت والا کون ہے ؟ باپ کے دماغ کو درست کیا کہ تو کیا سمجھتا ہے کہ محمد ﷺ ذلت والے ہیں ؟ [نعوذ باللّٰہ من ذٰلك] (تاریخ ابن ہشام)

تو میرے بھائیو! آج ہمارا کیا حال ہے ؟ ہمارے سامنے کوئی اسلام کی گردن توڑ دے 'کوئی کمر توڑ دے 'کوئی اسلام کا کچھ بگاڑ دے' ہماری بلا سے ہمیں کچھ پرواہ ہی نہیں ہے۔ ملک میں اسلام کا کیا حال ہو رہا ہے ؟ کفر و شرک کو دیکھ لو کہ کوئی حد نہیں اور حکومت کو دیکھ لو اسلام کا حلیہ بگاڑ رہی ہے' لیڈروں کو دیکھ لو اسلام کا بیڑا غرق کر رہے ہیں' اور آپ دھڑا دھڑ ووٹ ان کو دے رہے ہیں' ووٹوں کا وقت آئے گا۔ میں نے سنا ہے لوگ کہتے ہیں ٹھیک ہے' ہمیں مسئلوں کی حد تک پتہ لگ گیا ہے کہ عورت حکمران نہیں ہو سکتی لیکن اگر الیکشن ہو گا تو ووٹ پیپلز پارٹی کو ہی دیں گے۔ یہ بات کیوں ہے ؟ (اس لیے کہ) ایمان نہیں ہے۔

میں نے پہلے یہ بات آپ کو سمجھا دی ہے کہ نیکی ہمیشہ ایمان کی زمین میں اگتی ہے' ایمان مضبوط ہو گا تو آپ سے نیکی ہو گی ورنہ خدا کی پناہ۔ گندے کام ہی ہوں گے بُرے کام بھی ہوں گے۔

رفع الیدین کرنا نبی ﷺ کی سنت ہے' آپ جب کھڑے ہوتے' نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہتے اور کانوں تک ہاتھ اٹھاتے۔ آپ کانوں کو ہاتھ نہ لگاتے تھے' یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے۔ آپ ہاتھوں کو اٹھاتے اس طرح کہ انگلیاں کانوں کی لو تک پہنچ جائیں اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر اور ہاتھ باندھ لیئے۔ اور ہاتھ یوں سینے پر باندھتے۔ اور پھر اس کے بعد رکوع کو جاتے تو پھر رفع الیدین کرتے اور کہتے اللہ اکبر پھر رکوع سے اٹھتے اور کہتے۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ' پھر رفع الدین کرتے۔ (بلوغ المرام کتا ب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ) یہ محمدی نماز ہے۔ یہ محمد ﷺ کی نماز ہے۔

لیکن اہلحدیث مولوی کو اگر کہیں امامت نہ ملے اور حنفی اس کو امام رکھ لیں تو کہے

گا: میں آپ کی اس بخشش پر کہ آپ نے مجھے نوکری دی ہے۔ میں سنت محمدی چھوڑتا ہوں ۔ یعنی رفع الیدین نہیں کیا کروں گا۔ بس تمھارا بنا رہوں گا۔ اب کیا خیال ہے فرشتے لعنتیں نہیں بھیجتے ہوں گے ایسے مولوی پر۔ یا وہ شرم کے مارے رفع الیدین نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ تو بھی وہابی بن گیا۔ یہ کیوں ؟ اس لیے کہ ایمان کمزور ہے۔ برداشت نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! ایمان یہ ہے کہ اللہ قرآن میں کہتا ہے وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ جب کبھی بلال رضی اللہ عنہ جیسے مسلمان گزرتے' بلال بیچارہ سادہ سا مسلمان۔ جو قریش کے نوجوان چھوکرے تھے' اشارے کرتے۔ یہ جنتی صاحب جارہے ہیں۔ یہ پاگل بنے ہوئے ہیں' نہ شکل نہ عقل۔ بس حوروں کے چاؤ میں لگے ہوئے ہیں' جنت کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ جب گزرتے تو آنکھیں مارتے ہیں وَ اِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمُ جب اپنے گھروں کو جاتے ہیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں کہ آج پھر ایک مل گیا۔ ایسا ہم نے پاگل بنایا' ایسا اس سے مذاق کیا۔ اِنْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ [83:المطففین:30-31] بڑے خوش پلٹتے ہیں کہ ہم نے یوں کیا۔

لیکن دیکھ لو! وہ صحابہ شرماتے ہی نہیں تھے' وہ پھر بھی سنت نبوی پر محمد ﷺ کا ساتھ دینے پر شرماتے ہی نہیں تھے۔ صحابی کو صحابی کیوں کہتے ہیں ؟ اس وقت جب وہ محمد ﷺ کا ساتھ دیتا تھا اور ساتھ کس چیز میں دیتا تھا۔ نماز محمد ﷺ کے طریقے کی۔ کوئی بات کہنی ہو وہ محمد ﷺ کے طریقے کی۔ صحابی اسے کہتے ہیں۔ اور یہی اہل حدیث کے معنی ہیں جو نبی ﷺ کی سنت پر چلے' جو نبی ﷺ کا ساتھ دے ہر اس بات میں جو حدیث سے ثابت ہو' اسی لیے تو ہم کہتے ہیں سب سے پہلے اہل حدیث صحابہ تھے کیونکہ وہ نبی کا ساتھ دیتے تھے۔

آج اہل حدیث کون ہے ؟ جو آمین اور رفع الیدین تو کرے اور داڑھی صاف کروا دے۔ یقین جانیں کیا داڑھی سے سوسائٹی بدل جاتی ہے۔ جب آپ داڑھی رکھ لیں گے تو آپ فٹافٹ رسول اللہ ﷺ سے گلے جا ملیں گے بلا حجاب' بلا تکلف آپ ان کے پاس چلے

جائیں گے۔ خواہ پاس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں' خواہ پاس حضرت عمرؓ ہوں' کیوں؟ آپ کی شکل بتائے کی یہ آپ کا ساتھی ہے اور اگر ٹنڈ منڈ ہوئے' بالکل صاف ہوئے' چٹیل میدان' تو شرمائیں گے۔ آپ کو جرأت ہی نہیں ہو گی۔ آگے ہی نہیں جائیں گے اور کیا بیویوں کو دیکھتے ہو کہ وہ ناراض ہو جائیں گی۔ اس لیے نبی ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتے؟ دوستوں کو دیکھتے ہو کہ وہ کہیں ناراض نہ ہو جائیں؟ اس لیے نبی ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ ہر چیز پر لعنت بھیج دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات اونچی کر دو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! میری اکثر یہ عادت ہے کہ میں جو بات کرتا ہوں وہ اللہ کے فضل سے دلیل سے کرتا ہوں اور دلیل بھی قرآن و حدیث سے اور پھر اس کے بعد روز مرہ کی زندگی سے اس کی مثال۔ تاکہ آپ کو بالکل یقین ہو جائے کہ یہ بات سو فیصد صحیح ہے۔ میں نے جو آپ سے کہا ہے کہ آپ سے جو کوتاہیاں ہوتی ہیں اور آپ پورے دین دار نہیں بنتے اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہ ہے کہ آپ کا ایمان صحیح نہیں۔ جب ایمان صحیح ہو جائے گا آپ فرسٹ کلاس دیندار بن جائیں گے۔ کوئی آفت آئے' کوئی بدعت اٹھے' آپ کی طبیعت فوراً آگاہ کر دے گی کہ انکار کر دے۔ آپ کی طبیعت بدعت کو بالکل برداشت نہیں کرے گی۔

دیکھیے ایمان کی مثال بالکل صحت کی مثال ہے۔ اگر صحت اچھی ہو اور کوئی بیماری آ جائے تو کیا ہوتا ہے؟ طبیعت دفاع کرتی ہے' طبیعت مقابلہ کرتی ہے' اور بیماری دب جاتی ہے اور اگر کوئی میرے جیسا کنڈم ہو جائے' طبیعت کمزور ہو جائے' ہر بیماری چڑھ جاتی ہے۔ ایسے ہی بدعت بھی چڑھ جاتی ہے۔ یہ بدعتیوں کا بیڑا غرق کیوں ہوتا ہے' اور آپ سے نیکی

کیوں نہیں ہوتی ؟اس وجہ سے کہ ایمان میں طاقت نہیں ہے۔ اگر ایمان میں طاقت ہو تو وہ دفاع کرتا ہے کہ نہیں۔ یہ شریعت کے خلاف ہے۔ میں یہ نہیں کروں گا اور جب ایمان کمزور ہو تو پھر نہ جی نہ۔۔۔لوگ کیا کہیں گے ؟برادری کیا کہے گی۔ فلاں کیا کہے گا ؟ فلاں کیا کہے گا ؟

جیسے صحت کی مثال میں نے دی ہے-میں دیکھتا ہوں نا۔۔۔جب صحت کمزور ہو جائے تو ہر بیماری Attack کرے گی' فالج ہو جائے گا' لقوہ ہو جائے گا' آنکھیں گئیں' دانت گئے' فلاں چیز گئی' کیوں ؟ صحت ٹھیک نہیں ہے۔اور جو کچھ دیکھو لوکچھ کھا جائے' پرہیز نہ کرے' بیماری ایک آدھ دن کے لیے آئے گی اور بھاگ جائے گی۔ اس کی قوت مدافعت بہت زبردست ہوتی ہے۔ تو جس کا ایمان صحیح ہوتا ہے تو اللہ اس کو بچاتا ہے۔وہ گناہوں سے بھی بچتا ہے۔وہ بدعتوں سے بھی بچتا ہے' آج مسلمان بدعتوں کا شکار کیوں ہوتے ہیں کیونکہ ایمان بڑا کمزور ہے۔ جو بدعت آتی ہے چڑھ جاتی ہے' جو بدعت آتی ہے چڑھ جاتی ہے۔وہ سرنڈر ہو جاتا ہے' اس میں وہ گم ہو جاتا ہے۔

نتیجہ کیا نکلتا ہے ؟ جب بیماریاں زیادہ آجاتی ہیں' آدمی مر جاتا ہے۔ایسے ہی جب گناہ غالب آجاتے ہیں' بدعتیں چڑھ جاتی ہیں تو آدمی بالکل ہی بے ایمان ہو جاتا ہے۔اور اس کا خاتمہ ایک طرح سے کافروں والا ہوتا ہے۔بالکل مرتد ہو جاتا ہے۔ تو اس لیے اس کا ضروری خیال رکھیں۔میں نے جو آپ سے عرض کیا ہے۔اس کو ہلکا نہ جانیں۔

س: کیا یہ بات صحیح ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے ماں آواز دے تو نماز توڑ دینی چاہیے یا نہیں ؟

ج : دیکھیے! نفلی نماز ہو اور ماں باپ آواز دیں تو نماز توڑ سکتا ہے۔یا مثلاً خدانخواستہ بچے کو کوئی خطرہ ہو کہ اگر میں نماز پڑھتا رہا تو یہ جانور بچے پر چڑھ جائے گا یا یہ سانپ نکل آیا ہے۔بچے کو ڈس جائے گا یا بچہ چارپائی سے گر جائے گا یا کوئی اور خطرے کی صورت ہے' تو نماز توڑ سکتا ہے۔

چنانچہ صحابہ کی مثالیں موجود ہیں' ایک صحابی فوجی آدمی تھے' جنگل میں اپنا گھوڑا

باندھا ہوا تھا اور گھوڑا کھل گیا۔ وہ اب نماز پڑھ رہے تھے۔ اب دل میں یہ کہ اگر میں سلام کا انتظار کرتا رہا تو گھوڑا گیا' اس طرح نماز پڑھتے پڑھتے گئے اور گھوڑے کو پکڑ لائے' رسی پاؤں کے نیچے دبادی اور نماز پڑھتے رہے۔ تو اگر کوئی ضروری چیز ہو تو نماز میں وہ کر سکتا ہے۔ اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

س: نماز کی جماعت کتنی عمر کا بچہ کرواسکتا ہے؟

ج: دیکھو! جماعت کا معیار یہ ہے کہ جو آدمی زیادہ سے زیادہ پڑھا ہوا ہو وہ جماعت کروائے۔ اگرچہ قرآن پاک کا حافظ ہے تو وہ جماعت کرواسکتا ہے۔ خواہ بے شک نابالغ ہو۔ چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ چھوٹے سے صحابی تھے بالکل بچے۔ وہ کہتے ہیں میرا ابا رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد لے کر گیا اور مسلمان ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اذان دے کر نماز پڑھا کرنا اور اپنے میں سے امام اس کو بنانا جو زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ جب وہ دیکھنے لگے تو میں سب سے زیادہ پڑھا ہوا تھا اور کیونکہ جب مسلمانوں کے قافلے گزرتے' ہم چشموں پر رہتے تھے وہ قافلے اکثر وہاں سے گزرتے تھے اور میں ان سے کچھ نہ کچھ قرآن سن کر یاد کر لیا کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے قرآن کی کئی سورتیں یاد تھیں۔ تو انھوں نے پھر مجھے امام مقرر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی تھی' آپ کا زمانہ تھا میں امام تھا اور میں جماعتیں کرواتا۔

وَ اَنَا ابْنُ سِتِّ سِنِیْنَ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ میں اس وقت چھ سات سال کا تھا ۔ یہ حدیث کے لفظ ہیں۔ اس وقت سے میں اپنی قوم کا امام چلا آرہا ہوں۔

باقی یہ کہ پلیدی ولیدی کا معاملہ تو جی بچے نے قرآن حفظ کیا ہوا تو یقیناً وہ نمازی بھی ہو گا۔ اور اسے پاکی پلیدی کا بھی پتہ ہو گا۔ یا والدین جنھوں نے اسے قرآن حفظ کروایا ہے وہ اس چیز کا لازمی خیال رکھتے ہوں گے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

س: کیا تاش کھیلنے والے مولوی یا کسی دوسرے ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔

آیا ایسا آدمی جماعت کرواسکتا ہے؟

ج: ایسا گندہ آدمی جو تاش کھیلے امام کیسے ہو سکتا ہے اور وہ مولوی کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ گندے لوگوں کا کام ہے' تاش کھیلنا اور دیگر ایسی گندی کھیلیں کھیلنا ایسے آدمی کو بالکل امام نہیں بنانا چاہیے۔

س: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا" کی جائے "اللہ صاحب نے فرمایا" کہنا شرک تو نہیں ہے۔

ج: اللہ صاحب کہنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا' اسی طرح اللہ میاں یوں کہتے ہیں۔ چونکہ ہمارے عرف میں یہ عزت کے لفظ ہیں۔ ان سے شرک ثابت نہیں ہوتا۔ تو اس لیے ان باتوں سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ یا مثلاً اللہ میاں نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا اس کے بعد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ چونکہ ہندوستانی لوگ زیادہ تر ادب سے عزت سے اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو وہ اگر اللہ کے لیے بھی استعمال ہو جائیں تو ان سے شرک ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ عزت کا تصور ہے نا۔۔۔ کوئی ایسی توہین کی بات نہیں۔ اور شرک بھی اس سے لازم نہیں آتا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان ۔۔۔

خطبہ نمبر83

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰي ○ وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى [20:طه:74-76]

یہ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ میں نے آپ کے سامنے دو آیتیں پڑھی ہیں۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا جو اپنے رب کے پاس آیا اس حال میں کہ وہ مجرم ہے فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ تو اس کے لیے جہنم ہے۔ وہ جہنم میں رہے گا۔ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰي نہ اسے موت آئے گی اور نہ ہی وہ زندہ ہی ہوگا۔ اب آگ میں زندگی ہے۔ تو کیا زندگی ہے؟ اور خاتمہ ویسے اللہ نہیں ہونے دے گا۔ کیونکہ پھر عذاب کا سوال نہیں رہے

گا۔ یہ دوزخ میں حال ہو گا۔ وَ مَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا اور جو آدمی ایمان والا ہو کر آیا اللہ کے پاس اور اس حال میں آیا کہ قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ اس نے نیک عمل کیے ہیں فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰى تو ایسے لوگوں کے درجے بہت اونچے ہوں گے۔ وہ درجے کیا ہوں گے؟ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَار وہ ہمیشگی کے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ان کے ناخوش کرنے کا کبھی احتمال نہ ہو گا۔ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى اور یہ بدلہ ہے اس شخص کا جو پاک صاف ہو گا۔

جو مجرم ہو کر آیا وہ دوزخ میں رہے گا۔ وہ نہ زندوں میں ہو گا اور نہ ہی مردوں میں۔ اور جو مومن ہو کر آیا' نیک عمل کر کے 'وہ جنتوں میں رہے گا اور اس کے لیے اعلیٰ درجے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے۔ اور دوسری جگہ اللہ عزوجل نے یوں فرمایا ہے۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ [42:الشوریٰ:7] ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔ اب دنیا اتنی ساری ہے' کتنے ملک ہیں' کتنی قومیں ہیں؟ کتنے مذہب ہیں؟ کوئی حد ہے مذہوں کی؟ لیکن تقسیم دو ہی ہو گی۔ یہ جتنے مذہب ہیں' ان کے اعتبار سے تقسیم نہیں ہو گی۔ تقسیم صرف یوں ہو گی۔ ایک جنتی اور ایک دوزخی۔ بس تیسری کوئی قسم نہیں ہو گی۔

تھوڑی دیر کے لیے ہوں گے کچھ لوگ "اعراف" میں۔ جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا رزلٹ لیٹر آن (Latter On) ہو گا' جن سے کہا جائے گا کہ تم ابھی ٹھہرو' تھوڑی دیر انتظار کرو۔ ان کو اعراف میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ وہ جنتیوں کا بھی نظارہ کریں گے اور دوزخیوں کا بھی حال دیکھیں گے۔ کچھ دیر کے بعد پھر ان کو بھی اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے گا۔ تو تیسری قسم ہی کوئی نہیں ہو گی۔

آپ نے اندازہ کیا کہ دنیا میں کتنے مذہب ہیں' اسلام سے باہر باہر ہی کتنے ہیں؟

ہندو مت ہے' جین مت ہے' پھر یہ سکھ ہیں' پھر عیسائیت ہے' یہودیت ہے' اور اس قدر ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جن کو ہم جانتے ہی نہیں ہیں اور اسلام سے باہر باہر ہیں۔ اور پھر جو اسلام کے اندر ہیں ان کی بھی آپ دیکھ لیں۔ اس کی کوئی حد ہے۔ ان کی یہ بے انتہا شاخیں۔ دیوبندی ہیں' بریلوی ہیں۔

دو فرقے کب کہلاتے ہیں؟ جب وہ ایک دوسرے کے مطابق نہ ہوں۔ یعنی دو کب ہوں گے؟ دو اس وقت ہوں گے جب وہ ایک دوسرے کے مطابق نہ ہوں۔ اور جب وہ ایک دوسرے کے مطابق ہو جائیں گے' ایک ہو جائیں گے۔ تو پھر دو رہیں گے ہی نہیں۔ جب ان کی مسجدیں علیحدہ' ان کے امام علیحدہ' ان کے اکابرین علیحدہ' ان کے مسئلے علیحدہ' ان کے مسلمات علیحدہ' ان کے لیڈر علیحدہ۔ اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹیلی نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ منطبق نہیں رہتے۔ وہ دو کہلاتے ہیں اور جب وہ مطابق ہو جائیں تو وہ ایک ہیں۔

جیسا کہ دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم لڑتے تھے۔ اس میں شک نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ ہوئی اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگیں ہوئیں۔ لیکن صاف اعلان ہوتا تھا۔ دَعْوَتُنَا وَاحِدٌ وَ دِيْنُنَا وَاحِدٌ ہماری دعوت بھی ایک ہے اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ ہماری لڑائی ایسے ہے جیسے دو بھائیوں کی زمین پر لڑائی ہو جائے۔ حضرت عثمانؓ کے قتل پر جھگڑا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت علیؓ ملوث ہیں' حضرت علیؓ کا قصور ہے' قاتل ان کے ساتھ ہی' حضرت علیؓ ان کو کیوں نہیں پکڑتے اور قصاص کیوں نہیں لیتے؟ ہم اس لیے لڑ رہے ہیں۔ دین کا کوئی جھگڑا نہیں۔ اِن کا امام نماز پڑھائے تو سارے ساتھ۔ اُن کا امام نماز پڑھائے تو سارے ساتھ۔ مذہب ایک تھا۔ دین ایک تھا۔ جھگڑا جو تھا وہ ذاتی جھگڑا تھا کوئی مذہبی نہیں تھا۔ حضرت حسینؓ اور یزید کی لڑائی ہوئی تو مذہب کوئی دو نہیں تھے۔ مذہب ایک تھا۔ وہ نماز پڑھاتے ہیں تو یہ ان کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ یہ نماز پڑھاتے ہیں تو وہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ مذہب کا

کوئی اختلاف نہیں۔ جہاں مذہب کا اختلاف ہو وہ دو ہوں گے۔

اب جتنے بھی مذہب ہوں' مذہبوں کے اعتبار سے تقسیم نہیں ہوگی۔ یہ نہیں ہے کہ اللہ نے بہت سارے مذہب بنائے ہوئے ہیں' دیوبندیوں کی جنت علیحدہ' بریلویوں کی جنت علیحدہ' شیعہ کی جنت علیحدہ۔ نہ' بالکل نہیں۔ یا جنت یا دوزخ۔۔۔ اب سوچ لیں۔ اگر بریلوی جنت میں جائیں تو دیوبندی کبھی جنت میں نہیں جاسکتے۔ کوئی پوچھ کر دیکھ لے بریلویوں سے کہ بھائی بتاؤ دیوبندی تمھارے ساتھ جنت میں جاسکتے ہیں۔ تو وہ کہیں گے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور دیوبندی سے پوچھ لو کہ کبھی تمھارے ساتھ بریلوی جنت میں جا سکتے ہیں۔ تو وہ کہیں گے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تو اس سے آپ خود اندازہ کرلیں کہ وہاں دو ہی قسم کے لوگ ہوں گے۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ [42:الشوریٰ:7] آدم علیہ السلام کی پوری اولاد دو طبقوں میں تقسیم دو ہوگی۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ [36:یٰسٓ:59] مجرمو! علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ دنیا میں سب اکٹھے رہتے تھے' کوئی پتہ نہیں لگتا تھا۔ سب مسلمان بنے پھرتے تھے۔ اے مجرمو! سب علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ اور خدا تقسیم کر دے گا۔ جنتیوں کو علیحدہ کر دے گا' دوزخیوں کو علیحدہ کر دے گا' آدم علیہ السلام سے اللہ کہے گا کہ تو علیحدہ علیحدہ کر کے ان کو تقسیم کر۔ خدا کے کارندے یعنی فرشتے ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیں گے اور آدم علیہ السلام ساتھ ہوں گے۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے یا اللہ! تناسب (Ratio) کیا ہوگی؟ کس نسبت سے جنتی اور دوزخی ہوں گے۔ اللہ کہے گا کہ ہزار میں سے ایک آدمی جنت میں اور نو سو ننانوے دوزخ میں۔ یہ نسبت ہے۔

اور پھر خدا کہے گا: أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبَنِيْ آدَمَ أَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ [36:یٰس:60] اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمھاری طرف یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا شیطان کے کہنے پر نہ چلنا' یاد رکھو! اصل میں کہنا ماننا عبادت ہے۔

دراصل اطاعت عبادت کو کہتے ہیں۔ یہ کیسے ؟ آپ دیکھ لیں۔ اللہ کی اطاعت جو ہے وہ عبادت ہے۔ اس لیے قرآن جا بجا کہتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ [4:النساء:59] اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی۔ اور اطاعت کے معنی حکم آیا ہے۔ فوراً گردن جھکا دی۔ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور کسی کا یہ حق نہیں۔ کوئی دوسرا آپ کو کہتا ہے کہ دیکھو تمھارے مطلب کی بات ہے' تمھارے فائدے کی بات ہے۔ دل چاہتا ہے تو مان لو' نہیں تو کہہ دو کہ میں نہیں مانتا۔ بس قصہ ختم۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کی مرضی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا' اب آپ کی مرضی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ مومن کو' وہ مرد ہو یا عورت' یہ لائق ہی نہیں۔ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه' اَمْرًا جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کر کے حکم سنا دیں۔ اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ پھر وہ کہے کہ میری مرضی یہ ہے۔ اس کو اختیار ہی نہیں ہے۔ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه' جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا [33:الاحزاب:36] اس کی گاڑی پٹڑی سے اتر گئی' اسلام کی راہ سے ہٹ گئی۔ وہ برباد ہو گیا۔

تو اسلام کیا ہے ؟ اللہ کے "حکم" پر چلنا اور کفر کیا ہے ؟ اللہ کے حکم سے سرتابی کرنا۔ اگر اللہ سے منہ پھیرنے کی عادت بنالی تو مستقل کافر بن گیا۔ اور کبھی اتفاق سے ایسا ہو گیا' نافرمانی ہو گئی۔ تو وہ مذہب نہیں ہوتا۔ کیونکہ مذہب کے لیے التزام ضروری ہے۔ لزوم ضروری ہے۔ اور مذہب پابندی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اب دیکھو! ایک آدمی اہل حدیث ہے۔ رفع الیدین کرنا بھول گیا۔ کوئی حرج نہیں' نماز ہو جائے گی لیکن اگر وہ روزانہ ہی رفع الیدین نہیں کرتا اور اگر کوئی پوچھے تو کہہ دے کہ میں تو حنفی ہو گیا ہوں' ہمارے امام صاحب

نے نہیں کی' ہمارے مذہب میں نہیں ہے تو یہ التزام ہے۔ یہ مذہب ہے۔ وہ اتفاق ہے کہ اس نے نہیں کیا اور اسکا مذہب نہیں ہے۔ وہ تو اس کی سستی تھی۔ یہ لزوم ہے۔ جبکہ یہ مذہب ہے کہ میں حنفی ہوں اس لیے میں رفع الیدین نہیں کرتا۔ مذہب التزام کے ساتھ ہوتا ہے' پابندی کے ساتھ ہوتا ہے۔

اب جب کسی کی عادت بن جائے' وہ پابندی کرنے لگ جائے' اپنی عادت بنالے' خدا کی نافرمانی کو اپنی عادت بنالے۔ وہ کافر ہے۔ خواہ وہ سید ہو' خواہ وہ پٹھان ہو' خواہ وہ راجپوت ہو۔ خواہ وہ نبی کا بیٹا ہو' خواہ وہ مولوی کا بیٹا ہو۔ وہ کافر ہے۔ کیوں؟ اسلام کہتے ہی اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم کو ہیں۔ اللہ کے ہاں جا کر مخلوق دو طبقوں میں تقسیم ہو گی اور ہماری سب تقسیمیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ دیوبندی ہے' یہ شیعہ ہے' یہ بریلوی ہے' یہ فلاں ہے' یہ فلاں ہے۔ خدا سب سے ایک بات کہے گا کہ تو یہ بتا تو نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا؟ دیوبندی ہو' یا بریلوی ہو' یا شیعہ ہو' خدا اس سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تو بریلوی کیوں تھا؟ تو شیعہ کیوں تھا؟ خدا یہ کہے گا کہ تو نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا۔ اگر وہ یہ کہے کہ یا اللہ! میں فلاں کو امام مانتا تھا تو خدا کہے گا کہ چل تو ادھر کو چل۔ بس سیدھی سی بات ہے۔ یہ سب ایک ہی کھاتہ ہے۔ کیوں؟ اطاعت کے لائق صرف اللہ ہے اور کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔

جنت میں جانے والا صرف ایک فریق ہے۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ [42:الشوریٰ :7] دوزخ میں کون جائے گا؟ وہ جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی۔ جس نے صرف انسانوں کی اطاعت کی۔ جس نے اپنا امام خود بنا لیا اور اس کی اطاعت شروع کر دی۔ یہ سب ایک ہی طرح (Catagory) کے لوگ ہیں۔ یہ سب ایک ہی مذہب کے لوگ ہیں۔ اور اللہ کہے گا دوزخیوں کو دوزخ کی طرف علیحدہ کر کے۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ اے بدبختو! اے دوزخ میں جانے والو! کیا تمھیں حکم نہیں بھیجا گیا تھا؟ کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا' اس کے کہنے میں نہ

آنا۔ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ [36:یس:60] کہ یہ تمھارا بڑا دشمن ہے۔ اور میں نے کہا تھا وَ اَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ لوگو! میری بندگی کرنا۔ میرے بندے بن کر رہنا۔ میرا کہنا ماننا ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ [36:یس:61] یہ اسلام ہے۔ وَ اَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ میری بندگی کرنا' میرے بننا۔ میرا کہنا ماننا۔ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ یہ ہے اسلام' یہ ہے سیدھی راہ۔

وَ لَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا ۔ شیطان نے اسی طریقے سے بہت بڑی مخلوق کو تباہ کیا۔ یہ دیکھو ہندو۔ یہ دیکھ لو سکھ۔ یہ دیکھ لو عیسائی' یہ دیکھ لو مسلمان فرقے۔ کسی نے کسی کو بنا لیا۔ کسی نے کسی کو اپنا ہیڈ بنا لیا۔ کوئی کسی کے پیچھے لگ گیا اور کوئی کسی کے پیچھے لگ گیا۔ وَ لَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا شیطان نے تم میں سے بہت بڑی مخلوق کو تباہ کر دیا' برباد کر دیا' گمراہ کر دیا۔ تم اندھے تھے' تم میں عقل نہیں تھی؟ جب میں نے تمھیں پیدا کیا' میں نے تمھیں راشن دیا' میں نے تمھاری طرف پیغمبر بھیجے' اور میں نے کہا تھا کہ میرا حکم مانو۔ تو پھر تم پاگل تھے تم نے جو دوسروں کی اطاعت کرنا شروع کر دی۔ تم نے اپنے مذہب بنا لیے۔ اپنے راستے بنا لیے۔ کسی نے کسی کو پکڑ لیا' کسی نے کسی کو پکڑ لیا۔ یہ کیا تم نے تماشہ بنا رکھا تھا۔ وَ لَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟ دیوانے تھے؟ کیا حماقت تم نے کی؟ اب سزا تمھاری یہی جہنم ہے۔ اب تم اس جہنم میں جاؤ۔

تو فرمایا: اِنَّہٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا جو مجرم بن کر خدا کے سامنے آگیا وہ جہنم میں جائے گا۔ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی [20:طٰہٰ:74] وہ نہ مردوں میں اور نہ زندوں میں ہوگا۔ اور جرم کیا ہے؟ میرے بھائیو! اصل جرم خدا کی نافرمانی کو اپنا پیشہ بنا لینا ہے۔ نافرمانی کو اپنی عادت بنا لینا ہے۔ اس لیے میں بار بار' قریب قریب ہر جمعے میں کہا کرتا

ہوں کہ گناہ کو عادت نہ بناؤ۔ خدا کے لیے بچ جاؤ۔ دیکھو! گناہ ہر ایک سے ہو جاتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے صحابہ سے زنا بھی ہوئے۔ صحابہ نے شرابیں بھی پیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے سب گناہ ہوئے۔ گناہ ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن گناہ کو عادت بنالینا یہ جرم ہے۔ گناہ ہے۔ بندے سے غلطی ہو جاتی ہے۔ جونہی غلطی ہو فوراً کہے یا اللہ! میں غلطی کر بیٹھا۔ بس معاملہ صاف ہو جائے گا۔ لیکن اس کو عادت نہ بنالینا۔ ایک دفعہ کیا' پھر کیا' پھر کیا اور کر کے شیشہ دیکھنا کہ واہ' واہ! چہرہ تو فرسٹ کلاس بن گیا ہے۔ ادھر داڑھی کو رگڑا' خدا کی نافرمانی اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی۔ اس اسلامی شکل کو بگاڑا۔ شکل کو بد شکل کیا' پھر شیشہ دیکھ کر خوش ہوا۔

اب اندازہ کرو۔ کس قدر اسلام سے مقابلہ ہے۔ کس قدر اسلام سے مذاق ہے۔ پھر یہ کہے کہ میرا معاملہ بھی ٹھیک رہے گا۔ میرے ساتھ کیا خطرے والی بات ہے۔ یاد رکھو میں بار بار آپ سے کہتا ہوں اللہ جس کو دین کی سمجھ دے وہی سمجھ سکتا ہے۔ جب آپ کو پتہ لگ جائے یہ گناہ ہے اس کو عادت کبھی نہ بناؤ۔ اس کو چھوڑ دو۔ اتفاق سے ہو جائے تو توبہ کر لو۔ لیکن اس کو عادت کبھی نہ بناؤ۔ اگر گناہ آپ کی عادت ہے۔ آپ ایک گناہ بار بار کرتے ہیں۔ آپ اس سے باز نہیں آتے۔ آج بھی وہی کیا' کل بھی وہی کیا' مستقل وہی کرتے جا رہے ہیں سمجھو کہ پھر خیر نہیں ہے۔ آپ خدا سے ٹکر لے رہے ہیں۔ خدا سے مقابلہ کر رہے ہیں' آپ خدا سے لڑ رہے ہیں۔ آپ کی نجات کی' آپ کی مغفرت کی کوئی صورت نہیں ہے۔

دیکھیں نا۔۔ آپ بچے کو بلائیں' بچہ نہ آئے' تھوڑی دیر بعد بچہ آئے اور رونے لگ جائے کہ ابو جی غلطی ہو گئی ہے' آپ نے بلایا اور میں نہ آیا' مجھے معاف کر دیں۔ تو آپ کہتے ہیں چلو ٹھیک ہے' آپ کا غصہ دور ہو جائے گا۔ یا تھوڑی دیر کے بعد دور ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ آتا ہی نہیں' جب بھی آپ بلائیں وہ آئے ہی نہ۔ جب آپ بلائیں وہ آئے ہی نہ' تو بتایئے کوئی کسر باقی رہ جائے گی۔ پھر تو آپ کی اور بچے کی دشمنی ہو جائے گی۔ اب باپ بیٹے والی کوئی بات نہیں ہے۔ اب معافی والی بات کوئی نہیں ہے۔ معافی والی بات تو یہ ہے کہ بیٹا اگر روئے اور کہے کہ ابا جی! غلطی ہو گئی ہے میں نہیں آیا' اب آئندہ کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔ جب آپ بلائیں گے

فوراً آجاؤں گا۔ اگر وہ مقابلہ کرے' جب آپ بلائیں وہ نہ آئے تو پھر آپ اس کے لیے معافی کی توقع کر سکتے ہیں۔

بالکل یہی حال گناہ کا ہے۔ جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ گناہ ہے' تو پھر آپ اس کو چھوڑ دیں' بالکل چھوڑ دیں۔ اگر آپ نہیں چھوڑتے تو آپ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ کیونکہ ایمان کا نقص ہے۔ اور یہ ایمان کا Defect ہے۔ آپ کی نمازیں آپ کے روزے سب ناقص ہیں۔ سب خراب ہیں' آپ میں اطاعت والی سپرٹ ہی نہیں ہے۔ وہ اطاعت والی سپرٹ ہی نہیں۔ وہ اطاعت والا جوہر آپ میں ہے ہی نہیں۔ دیکھیں نا۔ کہتے ہیں کہ بندہ وہ کیسا ہی ہے لیکن ہے وہ "کہنے لگنے والا"۔ ہر کوئی اس کو پسند کرتا ہے۔ اور اگر اس کے اندر یہ ڈیفیکٹ ہو کہ وہ کسی کی مانے ہی نہ تو لوگ کہتے ہیں کہ نہیں جی! بڑا ضدی ہے۔ وہ جس بات پر اڑ جائے وہ پرواہ ہی نہیں کرتا۔ پھر وہ گیا' پھر وہ برباد ہو گیا۔

دیکھو ایک نبی ہے۔ آدم علیہ السلام کو اللہ نے منع کیا کہ اس کا پھل نہیں کھانا۔ وَلاَ تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ [2:البقرة:35] اس درخت کا پھل نہیں کھانا۔ اچھا! یااللہ! ٹھیک ہے' بڑی دیر تک صبر کیا۔ نہیں کھایا' لیکن شیطان بھی پیچھے لگا ہوا تھا۔ جیسے ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اب چونکہ ہم بہت ہیں' چکر کم لگتے ہیں' وہاں تو بہت زیادہ زور لگا ہو گا۔ دن رات زور لگاتا ہو گا۔ آخر آدم علیہ السلام کو ورغلایا اور تیار کر لیا اور پھل کھلا ہی دیا۔ اور انھوں نے کھا لیا۔ اور خیال نہیں کیا کہ مجھے اللہ نے کیا کہا تھا؟ بڑی تاویلیں کر لیں' ذہن میں سوچ لیا کہ نہیں ایسے نہیں' ایسے ہے۔ لیکن جب پٹائی شروع ہوئی۔ اللہ نے ننگا کر دیا' اللہ ناراض ہو گیا۔ میں سمجھتا تھا کہ میں یوں کروں گا۔ اللہ مجھ سے ناراض نہیں ہو گا۔ شیطان نے مجھے دھوکہ دیا ہے کہ تجھے روکا تھا' کچھ دیر کے لیے تجھے مستقل تو نہیں روکا تھا۔ یہ تو اس نے تاویلیں کی تھیں۔ اس کے چکر میں آ گئے۔

جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ نہیں مجھ سے تو گناہ ہو گیا ہے' مجھ سے تو صریحاً نافرمانی ہو گئی ہے فَعَصٰى اٰدَمَ رَبَّه' فَغَوٰى[20:طٰهٰ:121] آدم علیہ السلام نے

اپنے رب کی نافرمانی اور گمراہ ہو گیا۔ فوراً اپنے رب سے کہا: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یااللہ! میں نے بھی اور میری بیوی نے بھی، ہم دونوں اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے۔ ہم نے اپنا نقصان کیا ہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا ٹھیک ہے تو نے مجھے بڑا اونچا درجہ دیا، مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، تو نے اللہ! مجھے اپنے پاس جنت میں ٹھہرایا، اللہ تو نے میری خاطر فرشتوں سے سجدہ کروایا، تو نے میری خاطر شیطان کو دھتکارا، اللہ میں تیرا بہت بڑا مقرب تھا، لیکن مجھ سے تیری نافرمانی ہو گئی ہے اور تیری نافرمانی کرنے والے کا پھر ٹھکانہ کیا ہے؟ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا اور اگر تو نے ہمیں بخش نہ دیا، ہم پر رحم نہ کیا، لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [7:الاعراف:23] تو ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا۔ وہ روئے، اور عزم کر لیا کہ میں خدا سے معافی مانگوں۔ آئندہ میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ اور آئندہ خدا کے احکام کی پوری طرح پابندی کروں گا۔

خدا سے دعا کرتے ہیں۔ فَتَابَ عَلَيْهِ اللہ کہتا ہے: میں مہربان ہوں، میں نے اپنا غصہ دور کر لیا۔ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ [2:البقرة:37] میں بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ باپ بچے پر راضی ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ دو چار روز کے بعد آ کر ماں کے آگے، باپ کے آگے روئے۔ تو ماں باپ کو ترس آ جاتا ہے۔ تو جتنا اللہ کو ترس آتا ہے اس کے مقابلے میں ماں باپ کیا ہیں؟ ماں باپ کے دل میں جو محبت اولاد کی ہے وہ کہاں سے آئی ہے؟ یہ اللہ نے ان کے دل میں رکھی ہے۔ اور اللہ کے پاس کتنی محبت ہو گی، اپنی مخلوق کے لیے؟ اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

اللہ فرماتا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے یااللہ! جب بندہ توبہ کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ میں بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ میں بڑا ہی اس پر مہربان ہوں، میں اس کو معاف کر دیتا ہوں۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ، گناہ سے توبہ کرنے

والا ایسے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔(مشکوۃ کتاب الدعوات باب الاستغفار والتوبۃ) بلکہ اللہ اکبر!اس کو قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ لوگوں کے سامنے اس سے پوچھے گا بھی نہیں کہ وہ ذلیل ہو۔ لوگوں کے سامنے رسوا ہو۔ خدا اتنا لحاظ کرتا ہے۔ یہ میرا بندہ ہے' اس نے معافی مانگ لی ہے۔ اب اس سے کوئی ایسا سلوک نہیں ہوگا جو اس کی ندامت یا ذلت کا سبب بنے۔ میرے بھائیو! یہ اسی صورت میں ہے۔ جب انسان توبہ کرے۔

مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی گناہ کرتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک گناہ ہے اور اس کے بارے میں یقین نہیں ہے کہ وہ گناہ ہے۔ تو چلو اگر وہ ہو گیا تو کوئی ایسی بات نہیں معافی مانگ لے اور اگر یہ یقین ہو کہ یہ چیز گناہ ہے اور پھر اسے کیے جانا تو یہ بہت بڑا پاپ ہے۔ آپ دیانتداری سے بتائیں کونسا آدمی ہے جس کو یہ علم نہیں کہ داڑھی منڈانا گناہ کا کام ہے۔ کوئی ہے آدمی جس کو یہ پتہ نہ ہو۔ ہر آدمی دل سے سمجھتا ہے کہ داڑھی منڈانا ٹھیک نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ بہر کیف ہر مسلمان کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ یہ برا کام ہے۔ داڑھی منڈانا اچھا کام نہیں ہے۔ پھر اس کو بار بار کرنا۔ آخر آپ اپنے دل سے پوچھیں کہ یہ خدا سے مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے بھائیو! اگر آپ کا دل داڑھی رکھنے پر تیار نہیں ہوتا تو یہ سمجھیں کہ آپ کے ایمان کی کمی ہے۔ آپ کا ایمان صحیح نہیں ہے۔ ورنہ خدا سے مقابلہ کرنے کے لیے کون مسلمان تیار ہو سکتا ہے۔ کس میں یہ جرأت ہو سکتی ہے۔ اب دیکھیے ہماری بربادی اس وجہ سے تو ہے۔ دیکھیے آج ہم جس دین کو لیے پھرتے ہیں' یہ دین مردہ دین ہے۔ یہ ایک لاش ہے' جیسا کہ بیمار' جو کسی کام کا نہ ہو۔ گھر والوں کے کسی فائدے کا نہ ہو۔ اور گھر والے اس کی لاش اٹھائے پھریں۔ ہمارا دین کچھ ایسا ہی ہے۔ اور اس قسم کے دین کو اللہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ آج ہمارا اسلام جو ہے وہ اس قسم کا ہے کہ آدھا اسلام' آدھا کفر۔ کسی کا اسلام یہاں ٹوٹ گیا' کسی کا وہاں۔ حالانکہ اسلام پورا کامل اور مکمل ہونا چاہیے۔

اپنے گھر بیٹھ کر دیکھیں کہ ہمارے گھر میں کیا خرابی ہے' اسلام ہمارے گھر میں کتنا ہے؟ کیوں؟ اس لیے کہ اگر ہمارے گھر میں کفر کا کائی کام ہوتا ہے' قرآن کے خلاف کوئی کام ہوتا ہے اور مستقل ہوتا ہے اور ہمارا وہ معمول بن چکا ہے تو پھر ہماری خیر نہیں ہے۔ اور ہم سے جو خدا ناراض ہے وہ اسی وجہ سے ہے۔ اپنے گھر بار کا جائزہ لینا اسلاف کا طریقہ ہے۔

میرے بھائیو! اور میں سمجھتا ہوں ویسے تجزیہ کریں تو شاید کتنی باتیں نکلیں لیکن یہ دو باتیں تو اتنی عام ہیں۔ ایک پردہ اور ایک داڑھی۔۔۔ ہم لوگ اپنی عورتوں سے پردہ بالکل نہیں کرواتے' اگر کرواتے ہیں تو وہ اسلام کا پردہ نہیں ہے۔ وہ دنیا کا پردہ ہے۔ فیشن کا پردہ ہے کہ اگر آپ وہ پردہ نہ کروائیں تو اونچی سوسائٹی کے فرد نہیں کہلا سکتے۔ وہ پردہ آپ اپنی سوسائٹی کے اعتبار سے کرواتے ہیں۔ وہ دین کے اعتبار سے نہیں کرواتے۔ اور پردہ عورت کے لیے ایسے ہی فرض ہے جیسے نماز فرض ہے' روزہ فرض ہے' اور جیسے دین کے اور احکامات فرض ہیں۔ اس طرح سے پردہ عورت پر فرض ہے۔ عورت پر پردہ کرنا فرض ہے' اس کے خاوند پر' اس کے بھائی پر کروانا فرض ہے۔ جو عورت پردہ نہیں کرتی اور جو خاوند پردہ نہیں کرواتا' جو باپ پردہ نہیں کرواتا تو یہ سب لوگ مجرم ہیں۔

اب وہ نمازیں پڑھتے جائیں نمبر کیا لگتے ہوں گے' آپ نے نماز پڑھ لی' بیوی آپ کی فیشن میں ڈوبی ہوئی ہے۔ نماز پڑھنے کے کیا نمبر لگتے ہوں گے۔ بالکل لاپرواہی ہے' اس کے کیا نمبر دیتے ہیں۔ یہ ہمارا دوست تو ہے نہیں' اس کو کیا نمبر دیتے ہیں؟ اور یہ حقیقت ہے۔ ورنہ میں نہیں سمجھتا۔۔۔ اللہ اکبر! ارے جتنے ہم بیٹھے ہیں' اس وقت جتنے ہم بیٹھے ہیں خدا کی قسم! اگر ہم دل سے خالص' سچے پکے اور کامل مسلمان بن کر خدا کے سامنے ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا کریں تو خدا کا عرش کانپ جائے۔

کبھی ہو سکتا ہے کہ ایک مخلص لوگوں کی جماعت ہو' اللہ والوں کی جماعت ہو' پھر اللہ کو خیال نہ ہو' لیکن دیکھ لو' آج اہل حدیث کانفرنس فیصل آباد میں ہو رہی ہے اور پچھلے دنوں موچی دروازہ لاہور میں ہوئی تھی۔ پتہ نہیں پھر کہاں ہو گی؟ ہزاروں کی تعداد میں اہل حدیث جمع ہوں گے۔ لیکن خدا کو کیا پرواہ ہے۔ دس دفعہ اکٹھے ہوتے رہیں' جیسے اور بے دین

ہیں ویسے یہ اہل حدیث بے دین ہیں۔ جیسے اور گندے ہیں ویسے یہ اہل حدیث گندے ہیں' جیسے لور فیشن کرتے ہیں ویسے یہ اہل حدیث فیشن کرتے ہیں۔ جیسے لور حرام کھاتے ہیں ویسے یہ اہل حدیث حرام کھاتے ہیں۔ کون سی برائی ہے جو ان اہل حدیثوں میں نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ایسا تھوڑا بہت فرق ہو تو کوئی بات نہیں۔ اب آپ دیکھ لیں جو شرک شیعہ کرتا ہے' وہی شرک بریلوی نہیں کرتے۔ لور جو شرک بریلوی کرتا ہے وہ شرک دیوبندی نہیں کرتا؟ تو کیا خیال ہے دیوبندی ان سے کچھ اونچے ہوں گے؟ یا بریلوی اونچے ہو گئے ہیں۔ یا بریلوی بچ گئے ہیں۔ نہیں' کوئی وہاں ڈوب گیا کوئی یہاں ڈوب گیا' کوئی یہاں فیل ہو گیا' کوئی وہاں فیل ہو گیا۔ یہ اس مضمون میں فیل اور وہ اس مضمون میں فیل۔ اور جب رزلٹ نکلا تو سب فیل۔ خدا کہتا ہے کہ پاس وہ ہو گا جو میرے ساتھ دوستی لگائے گا' میرے ساتھ معاملے کو درست کرے گا تو وہ اپنے گھر میں بیٹھے' بیوی کو سامنے بٹھائے اور دونوں بیٹھ کر سوچیں' جیسے پڑھتے ہوں دونوں۔ وعظ سنتے ہوں اور پھر دونوں بیٹھ کر سوچیں کہ ہمارے گھر میں کوئی ایسی خرابی تو نہیں جو خلاف شریعت ہو' ہمارے گھر میں کوئی اس طرح کا کام تو نہیں ہو رہا۔ اس طرح سے بیٹھ کر سوچیں۔ اور اپنے گھر کو پاک صاف کریں۔ خدا کی نافرمانیوں سے اپنے گھر کو صاف کریں۔ پھر دیکھیں خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں کہ نہیں۔ میرے بھائیو! یہ جو رسمی سے کام ہیں' یہ رسمی سے سلسلے ہیں اللہ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ اکبر! اب حج پر چلے جائیں' لاکھوں کی تعداد مین مسلمان ہیں' اب خدا کو ان کی کوئی پرواہ ہے؟ لاکھوں کی تعداد میں حاجی ہوتے ہیں' خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ جتنی مرضی دعائیں کر لیں۔

آپ کو پتہ ہے اخباروں میں بھی آتا ہے۔ حاجی سارے عرفات میں ہوتے ہیں' اور امیر حجاج فلسطینیوں کے لیے دعا کرتا ہے۔ اب وہ جتنی فلسطینیوں کے لیے دعا کرتے ہیں خدا اتنا ہی ان کا بیڑا غرق کرتا ہے۔ وہ جتنی ہی کشمیریوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں اتنا ہی کشمیریوں کا بیڑا غرق ہوتا ہے۔ وہ جتنا پاکستان کی ترقی کے لیے دعا کرتے ہیں اتنا ہی پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ دیکھو! مشرقی پاکستان گیا اور اب اس کی بھی خیر نہیں ہے۔ بات کیا

ہے ؟ یہ سب منافق ہیں' قرآن کی اصطلاح میں' یہ مسلمان' یہ کلمہ پڑھنے والے' یہ حج کرنے والے' یہ نمازیں پڑھنے والے' یہ نعرے لگانے والے' یہ بظاہر مسلمان ہیں لیکن حقیقت میں منافق ہیں اور خدا کو منافق سے بڑی چڑ ہے' بڑی چڑ ہے۔ اتنی کہ جتنی کافر سے بھی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! دیکھو! کیسا طبعی سکون ملے گا۔ اگر آپ اپنے دل کو صاف کر کے مسلمان ہو جائیں اور مسلمان ہونے کے لیے کیا بات ہوتی ہے۔ جب مسلمان ہوتا ہے تو انسان دائیں بائیں نہیں دیکھتا کہ ہماری پڑوسن کا کیا حال ہے ؟ اس کا برقعہ کیسا ہے ؟ وہ پھر یہ نہیں دیکھتے کہ آج کل تو یہ فیشن ہے۔ اللہ میرا معاف کرے آج اگر ہم اپنی بیٹی کو سفید برقعہ پہنائیں گے تو لوگ کیا کہیں گے۔ لوگ کہیں گے یہ تو پرانے ٹائپ کے ہیں' ان پڑھ سے لوگ معلوم ہوتے ہیں' ہماری سوسائٹی تو بہت نیچے ہو جائے گی۔ ہم کوئی ہائی فیملی' اونچی فیملی کے لوگ نہیں سمجھے جائیں گے۔ اس لیے اگر اونچی فیملی کے لوگ بننا ہے تو پھر برقعہ ماڈرن ہونا چاہیے۔ ایسا ہونا چاہیے جو بہت ہی خوبصورت ہو' کالے رنگ کا ہو اور دور سے نظر آئے کہ ہاں! یہ کوئی ماڈرن لیڈی ہے۔ اب یہ کوئی پردہ ہے ؟ یہ تو منافقت ہے۔ یہ پردہ نہیں ہے۔ یہ خدا کو گرمانے والی' خدا کو ناراض کرنے والی بات ہے۔

اور اگر مسلمان ہونا چاہتے ہیں تو بالکل یہ نہ دیکھیں' دائیں بائیں بالکل نہ دیکھیں' آگے پیچھے بالکل نہ دیکھیں' اپنے ماحول کو نہ دیکھیں' اپنی سوسائٹی کو نہ دیکھیں' بلکہ دیکھیں یہ کہ اللہ اور رسول ﷺ کیا کہتے ہیں۔ چادر پہنائیں' سفید رنگ کا برقعہ پہنائیں جس پر کوئی بیل بوٹے نہ ہوں' جس پر کوئی زیب و زینت نہ ہو' وہ خوبصورت نہ ہو' ایسا لباس اوپر کا ہو۔ اوپر کا کپڑا ایسا ہو۔ اور جب آپ کی بیٹی باہر جائے' جب آپ کی بیوی باہر نکلے تو کوئی اس کی طرف دیکھنا پسند نہ کرے' اور سمجھے کہ یہ کوئی پرانے ٹائپ کی بوڑھی عورت ہے۔ خدا کہتا ہے یہ پردہ ہے۔ اور مجھے یہ پردہ اچھا لگتا ہے۔ لیکن یہ آپ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ پھر آپ کا کام نہیں بنے گا۔ پھر آپ نے لڑکی کا رشتہ جہاں اونچی فیملی میں کرنا ہے' وہ ہوگا نہیں۔ تو معاملہ بڑا ٹیڑھا سا ہے۔ اور اب یہ زبردست امتحان ہے۔

اور ہمیں یہی چیز برباد کر رہی ہے کہ ایک دوسرے کی ریس کرنا' قدم سے قدم ملانا' یہ دنیا کے ساتھ قدم ملانا' دیکھو جی! جیسے دنیا قدم رکھتی ہے' ویسے تم بھی قدم رکھو۔ خدا کہتا ہے کہ دیکھو یہ دنیا سیدھی دوزخ کی طرف جا رہی ہے۔ ان کے ساتھ قدم نہ ملا۔ اپنا قدم پیچھے رکھ۔ ان کے ساتھ قدم نہ ملا تو ان لوگوں کے ساتھ قدم ملا جن کا جنتی ہونا Granted ہے' جن کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ تو قدم ان کے ساتھ ملا۔ مگر تو تو قدم ان کے ساتھ ملاتا ہے جن کے ساتھ تیری سوسائٹی اونچی ہو جائے۔ اب یہ بات بڑی ٹیڑھی ہے۔ میں نے کہہ دی ہے۔ اس لیے کہ شاید آپ میں سے کوئی مسلمان ہو جائے۔ آپ کے دل میں خیال آ جائے ورنہ آج کل عورتیں کہاں اس بات کو پسند کرتی ہیں۔ اور کہاں نوجوان اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ہمارے گھر کا ماحول ایسا ہو' علی ھذا القیاس اندازہ کریں۔ اپنے گھر میں سیدھے' سادھے لباس میں رہنا' لباس ایسا پہننا جو انتہائی شرافت کا لباس ہو' جس سے جسم ننگا نظر نہ آئے۔ یہ لوگ کب پسند کرتے ہیں کہ جسم پر لباس ہو اور وہ اس کے لیے پردہ بنے۔

اب آپ فلسفہ دیکھیں کہ لباس کس لیے ہوتا ہے؟ لباس جسم کی ستر پوشی کے لیے ہوتا ہے۔ اور اگر لباس ایسا پہنا جائے جو جسم کے ساتھ فٹ ہو اور جسم ابھر ابھر کر اس میں سے نکلے' ایسی پتلون پہننا کہ چوتڑ کے دو علیحدہ علیحدہ پارٹ نظر آئیں' وہ کوئی لباس ہے۔ وہ تو بالکل ننگے ہونے والی بات ہے۔ اور عورتوں کو ایسی قمیض پہنانا کہ بالکل سینے کو اوپر سے ٹائٹ کر دینا تاکہ سینہ بالکل ابھرتا ہوا نظر آئے۔ یہ کوئی لباس ہے۔ یہ تو خود کو ننگا کرنے والی بات ہے۔ یہ کام مسلمان کے نہیں ہیں۔ یہ کام منافقوں کے ہیں۔ یہ کام ان کا ہے جن کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے۔ جن کے دل میں ایمان کی محبت نہیں۔ جن کے دل میں اسلام کی سادگی نہیں ہے۔

آخر آپ سوچیں تو سہی کہ بات کیا ہے؟ اور ارے نمازیں ہم پڑھیں' روزے ہم رکھیں' حج ہم کریں' شرک ہم نہ کریں' نعرے ہم لگائیں' بریلویوں کو ہم برا کہیں' دیوبندیوں کو ہم برا کہیں لیکن جو لوروں پر کھڑے وہ اہل حدیث پر بھی کھڑے۔ اس کی وجہ

کیا ہے ؟ صرف یہ ہے کہ وہ بھی منافق ہے اور یہ بھی منافق ہے۔ وہ وہاں فیل اور یہ یہاں فیل۔ میرے بھائیو! قرآن کو پڑھ کر دیکھ لو' اللہ نے سیدھی سی بات کہی ہے۔ اِنَّہٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا [20:طٰہٰ:74]

اللہ اکبر! دنیا میں آپ دیکھ لیں' عدالت میں پندرہ آدمی ساتھ ہوں گے۔ رشتہ دار آپ کے ساتھ ہوں گے' آپ کے ضمانتی آپ کے ساتھ ہوں گے۔ آپ کا وکیل آپ کے ساتھ ہوگا۔ چھڑانے والے' ہر طرح سے کوشش کرنے والے آپ کے ساتھ ہوں گے' لیکن وہاں کیا ہوگا؟ خدا کہے گا کہ آ گیا اکیلا۔ وَ لَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقۡنٰکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ جیسے تو دنیا میں اکیلا گیا تھا۔ دیکھ! دنیا میں اکیلا گیا تھا۔ دیکھ ہمارے سامنے آج اکیلا آکر پیش ہو گیا۔ کہہ اپنے باپ کو کہ تیرے ساتھ آکر کھڑا ہو جائے' سفارش کے لیے کہ اللہ میرے بیٹے کو کچھ نہ کہنا۔ وَ لَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقۡنٰکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ تَرَکۡتُمۡ مَّا خَوَّلۡنٰکُمۡ وَرَآءَ ظُہُوۡرِکُمۡ [6:الانعام:94] جو دنیا میں تمھاری کوٹھیاں' تمھاری ٹھاٹھ' تمھاری شان و شوکت تھی۔ سب کی سب دنیا میں رہ گئی۔

وَ مَا نَرٰی مَعَکُمۡ شُفَعَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ اَنَّہُمۡ فِیۡکُمۡ شُرَکٰٓؤُا [6:الانعام:94] کوئی آج تمھارا سفارشی نظر نہیں آتا۔ جن کو تم نے بڑے بڑے پیر سمجھ رکھا ہے۔ مشکل کشا سمجھ رکھا تھا۔ تم سمجھتے تھے کہ اللہ ان کی موڑتا نہیں ہے۔ کوئی تمھارے ساتھ نظر نہیں آتا۔ اکیلا' واحد' تن تنہا خدا کے سامنے جا کر کھڑا ہو جائے گا۔ اِنَّہٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا ایک آدمی اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ اب کس حالت میں کہ وہ مجرم ہے۔ فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ [20:طٰہٰ:74] اس کے لیے جہنم ہے۔ اب وہ نہ مردوں میں سے ہے اور نہ وہ زندوں میں سے۔ آپ فیصلہ کیوں نہیں کرتے؟ میرے بھائیو! تیسری کوئی جگہ نہیں ہے۔ مرنے کے بعد جب قبروں سے نکل کر خدا کے

سامنے پیش ہو جائیں گے جگہیں صرف دو ہیں۔ کوئی تیسری جگہ نہیں ہے۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ[42:الشوریٰ:7] کچھ لوگ جنت میں جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

اور اللہ نے کہا: وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّه' فَاتَّبَعُوْہُ اِلاَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ [34:السبا:20] جب اللہ نے شیطان کو دھتکارا تھا' اس نے جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا' شیطان نے اس وقت کہا تھا اچھایا اللہ! تو اس آدم کی وجہ سے مجھے دھتکار رہا ہے' لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ[15:الحجر:39] بڑے دعوے کے ساتھ۔ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَه' اِلاَّ قَلِیْلاً[17:الاسراء:62] اللہ نے قرآن میں بڑے بڑے لفظ استعمال کیے ہیں۔ نہ اس کو چھوڑوں گا' نہ اس کی اولاد کو چھوڑوں گا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام سے بھی غلطی کروائی' اس نے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میں اس کی اولاد کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ نے فرمایا: جو میرے خالص بندے ہیں ان پر تو تیرا داؤ نہیں چلے گا اور جو نیک اور بے ہدایت ہوں گے۔ تیرا ان پر داؤ چلے گا۔ تو اس نے کہا یا اللہ! تو دیکھے گا کہ میں انسانوں کی اکثریت کو برباد کر کے چھوڑوں گا۔ تو اللہ نے قرآن میں فرمایا: وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّه' ابلیس نے اپنا کہنا سچ کر دکھایا۔ فَاتَّبَعُوْہُ اور ساری دنیا ہی اس شیطان کے پیچھے لگ گئی۔ اِلاَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ[34:السبا:20] مگر تھوڑے لوگ ایمان والے' جو اس کے پیچھے نہیں لگتے۔ اب آپ نے دیکھا نہیں؟ اپنی شکل دیکھیں' شیشے میں آپ اپنی شکل دیکھیں کیسی ہے؟ انگریزوں کی شکلیں ہیں۔ انگریز عام ہیں۔ لہذا ہماری شکل بھی ویسے ملتی جلتی ہونی چاہیے۔ انگریز دوزخی تو ہیں' آپ کو یہ ڈر نہیں لگتا کہ میں اپنی شکل دوزخیوں والی کیوں بناؤں۔ یعنی آج کل ہم اپنے پہننے میں' اپنے کھانے میں' اپنے رہنے سہنے میں' اپنے تمدن میں کن کی

ریس کرتے ہیں ؟ اکثریت کی اور اللہ قرآن میں کہتا ہے۔ فَاتَّبَعُوْہُ دنیا ساری اس کے پیچھے لگ جائے' مگر چھوٹی سی جماعت مومنوں میں سے بچ گئی۔ آپ نے دعوتوں میں دیکھا ہے' میں تو ہر جگہ اندازہ کیا کرتا ہوں' پانچ سو کی دعوت ہو' تو وہاں کیا ہو گا؟ کھانا لوگ کھا رہے ہیں' دھڑا دھڑ کھا رہے ہیں۔ جب وہ کھا کر جائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے ایک آدھ شاید مسلمان ہو۔ باقی سب انگریز کی اولاد ہیں۔ روٹی اتنی اتنی چھوڑ گئے' شوربا اتنا اتنا چھوڑ گئے۔ کسی کو خیال نہیں کہ برتن صاف کر دیں۔

یہ دیکھو عرب کے بدو ہیں۔ شاہ فیصل جب فیصل آباد آئے۔ جب بیچارہ زندگہ تھا میاں فضل حق بتاتے ہیں کہ ہم نے اس کی دعوت کی۔ اس نے کھانا اپنی پلیٹ میں ڈونگے میں سے ڈالا اور بعد میں انگلی سے چاٹ رہا ہے۔ سالن ختم ہو گیا۔ پلیٹ کو انگلی سے چاٹ رہا ہے اور آج کل دیکھیں ہمارے چپڑاسی' یہ کلرک' ہمارا یہ پڑھا لکھا طبقہ اور ہمارا یہ آج کل کا نوجوان یہ سب بے دین ہیں۔ سب فیشن میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ کیا کریں گے' یہ کیا ہوتی ہے سوڈے کی بوتل۔ کتنا اس میں پانی ہوتا ہے' پرانے زمانے کا آدمی اگر دس بوتلیں بھی پی لے تو پیاس نہ بجھے۔ دیکھ لو وہ پیئے گا بھی بائیں ہاتھ سے۔ دائیں ہاتھ سے نہیں پیئے گا۔ کیا یہ فیشن نہیں ہے؟ اب فرق کچھ نہیں پڑتا' فرق بس اتنا ہے کہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ انگریز کی اولاد ہے۔ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ بائیں ہاتھ سے پیئے گا اور اس میں سے بھی دو گھونٹ چھوڑ دے گا۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ میں انگریز کا بچہ ہوں۔ مسلمان کا بچہ نہیں ہوں۔ اللہ اکبر!

ورنہ دیکھیے! اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم کیا ہے؟ فرمایا اگر تھوڑی سی بھی چیز دائیں بائیں گر جائے' ادھر ادھر ہو جائے' اس کو پکڑ کر کھا لو' پتہ نہیں برکت کھانے کے کس حصے میں ہو؟ فرمایا: پلیٹ میں چاول ہیں' آدمی چار بیٹھے کھا رہے ہیں' درمیان سے نہ کھاؤ' کھاتے جاؤ' کھاتے جاؤ لیکن درمیان سے نہ کھاؤ۔ فرمایا: درمیان میں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اپنے اپنے آگے سے کھاؤ۔ درمیان میں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (مشکوۃ

كتاب اطعمة) فرمایا جب تم برتن کو صاف کروگے تو برتن تمھارے لیے دعا کرے گا۔(مشکوۃ كتاب الاطعمة) یہ حدیث ہے۔ آج کل یہ منافق مسلمان ان باتوں کو ماننا ہی نہیں ہے۔ اور میرے بھائیو! انہی باتوں سے اندازہ ہوتا ہے' کہ اس مسلمان پر خدا کی پھٹکار کیوں پڑتی ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ رسمی مسلمان ہے۔ دو چار باتیں اس نے اسلام کی جان لی ہیں لیکن دل سے مسلمان نہیں ہے۔ اس نے اسلام کو دل سے قبول کیا ہی نہیں ہے۔

دل سے قبول کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اللہ اکبر! دل سے قبول کرنے کے معنی یہ ہیں۔ فَلاَ وَ رَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اے نبی! میں تجھے اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کوئی شخص اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ تجھے اپنے تنازعات میں فیصل تسلیم نہ کرلیں۔ یعنی آپ ایک فیصلہ کرتے ہیں وہ اگر اس کو تسلیم نہیں کرتا تو مسلمان ہی نہیں۔ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[4:النساء :65] جب تک اس کو مان نہیں لیتے یہ ایمان والے کبھی نہیں ہو سکتے۔ ہمارا دل چاہتا ہی نہیں۔ ہمیں نبی ﷺ سے محبت ہی نہیں۔۔۔۔ دیکھ لو بھٹو آیا' چار دن رہا۔ سب نے اپنے بالوں کا سٹائل بدل دیا۔ پہلے تو تھے بالوں کے کٹ۔ پیچھے سے کٹوا لیے' ترشوا لیے اور آگے کچھ رکھ لیے۔ اب جب بھٹو گیا تو عورتوں کی طرح گردن تک لمبے کرنا شروع کردیے۔ کیوں؟ یہ بھٹو کی سنت ہے۔ سب کو دیکھ لو یہی حال ہے۔ پوچھو کیا یہ بہت خوبصورت لگتے ہیں' پہلے تو پھر بھی کچھ اچھے لگتے تھے اور یہ تو انتہائی برے لگتے ہیں۔ لیکن اس نقلی اور منافق مسلمان نے حسن دیکھا" نہ بدصورتی دیکھی اس نے تو صرف بھیڑ چال دیکھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کا کوئی تصور ہی نہیں۔ لوگوں کی نقل کرے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف کبھی توجہ نہیں کرے گا۔

میرے بھائیو! میں آپ سے عرض کردوں' اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب معاملہ چلے گا' خدا کسی سے مرعوب نہیں ہوگا۔ خدا کسی سے ڈرتا نہیں ہے۔ خدا مرعوب نہیں ہوتا۔ نہ خدا شکل سے مرعوب ہوتا ہے اور نہ خدا شخصیت سے مرعوب ہوتا ہے۔ خدا تو دل کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔ اس کا دل کیسا ہے ؟ اگر اس کا دل اللہ سے ملا ہوا ہے اور اسلام کی باتوں سے آپ کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو خدا کا بندہ ہے۔ وہ خدا کا یار ہے۔ اگر وہ عام بھیڑ چال قسم کا مسلمان ہے تو وہ جو مرضی کرتا رہے خدا کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :ایک وقت آئے گا کہ اسلام کا نام رہ جائے گا' (مشکوۃ کتاب العلم) قرآن کا پڑھنا رہ جائے گا۔ حلقوں میں گونجے گا۔ جیسے آج کل قاری پڑھتے ہیں' اور اسلام کا نام رہ جائے گا تو صحابی کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو جائے گا' ہم آپ سے پڑھتے ہیں' ہم اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے۔ اس طرح سے یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اسلام مٹ کیسے جائے گا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا؟ آپ نے کہا: تجھے یہ یہودی نظر نہیں آتے۔ تو یہودیوں کو نہیں دیکھتا؟ ان کے درس نہیں چلتے؟ ان کے مدارس نہیں ہیں۔ ان کے مولوی پگڑیاں نہیں باندھتے۔ ان کے مولوی سندیں نہیں دیتے۔ ان کے مولوی سب کام نہیں کرتے۔ لیکن یہودیوں میں دین ہے ؟ صحابی کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میری سمجھ میں بات آگئی ہے۔ (مشکوۃ کتاب العلم)

تو دیکھ لو کتنے درس ہیں ؟ اب دیکھ لو رمضان آئے گا' دورے ہوں گے۔ دورہ حدیث' دورہ تفسیر' دورے ہی دورے۔ دورے ہی دورے۔ دین کا کچھ پتہ نہیں کہ دین کیا ہے ؟ پھر نیتیں کیا ہیں ؟ اللہ میرا رحم کرے' دین پڑھا ہی روٹی کے لیے ہے۔ دنیا تو خیر ہے ہی کہ آپ میٹرک کریں' بی اے کریں' ایم اے کریں گے تو اس لیے کہ جی! نوکری کرنی ہے۔ یہ دنیا کا علم ہے اسے نوکری کے لیے پڑھ۔ دین کا علم کیوں پڑھا جاتا ہے ؟ صرف روٹی کے لیے' اس لیے کہ کسی مسجد کو سنبھالنا ہے۔ اور پھر آپ نے دیکھا کہ کیسی پیداوار نکلتی ہے ؟ ایسی گندی پیداوار' ایسی گندی پیداوار سکولوں سے جو پیداوار نکلتی ہے وہ بھی اتنی گندی

نہیں ہوتی۔ جا کر دیکھ لو جو بد فعلی مسجدوں میں مولوی لڑکوں سے کرتے ہیں وہ سکولوں کے ماسٹر لڑکوں کے ساتھ نہیں کرتے۔

یہ خدا کی لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے۔ کیوں؟ یہ جتنے پڑھنے والے' یہ جتنے پڑھانے والے' یہ جتنے درسوں کے سلسلے چلانے والے سب پیٹ کی پوجا کرتے ہیں' دنیا کے دھندے' چلانے کے لیے سب کچھ کرتے ہیں۔ خدا کے دین کو سربلند کرنے کے لیے مولوی کا تصور ہوتا ہی نہیں۔ پیسہ کمانا' پیسہ کمانا' ہائے پیسہ کمانا۔ کوئی تجارت کرے گا' اپنی جائیدادیں بنائے گا۔ بدترین سب سے کون ہوا؟ یہ مولوی سب سے بدترین ہوا۔ وہ دنیا سے دنیا کماتا ہے۔ یہ دین سے بدبخت دنیا کماتا ہے۔ کتنی گھٹیا تجارت ہے۔ یہ دین کو بیچ کر دنیا کماتا ہے۔ اور خدا کی لعنت پڑتی ہے اور اس لیے یہ سب سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

تو میرے بھائیو! اسلام کو سمجھو' یہ کبھی نہ دیکھو اتنی مسجدیں' اتنے مولوی ہیں' یہ کوئی اسلام ہے؟ کوئی اسلام نہیں ہے۔ اسلام کو سمجھنا ہو تو قرآن و حدیث کو دیکھیے اور اپنے ایمان کو زندہ کیجیے اور پھر سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

دیکھیے! جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے' وہاں ہم تقسیم سب لوگوں کی دو حصوں میں کریں گے: جنتی اور دوزخی۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ [42:الشوریٰ:7] کچھ لوگ جنت میں جائیں گے۔ باقی سارے دوزخ میں جائیں گے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں فرقے اور مذہب بہت ہیں۔ اب یہ کیا حساب ہوگا؟ اب دیکھو! باہر والوں کو تو چھوڑ دیں' ہندو' عیسائی' یہودی ان کو چھوڑ دیں۔ ہم سارے ہی کہہ دیں گے وہ تو گئے' وہ تو کافر ہیں۔ اب آپ اپنے گھر والے جو ہیں ان کو دیکھ لیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ آخر اللہ نے عقل دی ہے آپ کو سوچنا چاہیے۔

کیا دیوبندی اور بریلوی اکٹھے جنت میں چلے جائیں گے؟ سوچنے کی بات ہے۔ پڑھا لکھا آدمی اس پر غور کر سکتا ہے۔ کیا دیوبندی اور بریلوی دنوں جنت میں جا سکتے ہیں؟ پھر اس کے بعد شیعہ کا دعوٰی سب سے بڑا ہے۔ انھوں نے سب سے اوپر ہاتھ ڈالا ہے۔ دیوبندیوں اور بریلویوں نے امام ابو حنیفہؒ پہ ہاتھ ڈالا ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ تو عربی بھی نہیں تھے۔ یہ پٹھان کہہ لیں۔ جٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ افغانستان کابل سے تعلق رکھتے تھے اور شیعہ نے کہاں ہاتھ ڈالا ہے؟ اہل بیت پر۔ اوپر حضرت علیؓ کو، حضرت فاطمہؓ کو، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ ہم تو سفینہ نجات میں بیٹھے ہیں۔ اہل بیت کیا ہے؟ سفینہ نجات: نجات کی کشتی۔ ہماری نجات تو یقینی ہے۔ ہماری حضرت علیؓ سے، حضرت فاطمہؓ سے، حضرت حسنؓ سے، حضرت حسینؓ سے محبت ہے۔ اب ہم ان سے محبت کرنے والے ہیں۔ جہاں وہ جائیں گے، ہم بھی وہاں جائیں گے۔ یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ ہم دوزخ میں جائیں گے؟ ہم تو ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔

تو پھر دیکھ لیں! اگر وہ جنت میں جائیں گے تو ان سے پوچھیں کہ تمھارے ساتھ دیوبندی اور بریلوی بھی جنت میں جا سکتے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ دیوبندی اور بریلوی جنت میں جائیں۔ اگر ان (سنیوں) سے پوچھیں کہ شیعہ جنت میں جا سکتے ہیں؟ تو یہ کہیں گے ظاہر ہے کہ ان کے جنت میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اللہ کہتا ہے۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ[42:الشوریٰ:7] تیسری جگہ ہے ہی نہیں کہ دیوبندی کے لیے علیحدہ گھر ہو، بریلوی کے لیے علیحدہ گھر ہو۔ شیعہ کے لیے علیحدہ ہو، وہاں تو دو ہی گھر ہیں جنت یا دوزخ۔ جنت یا دوزخ۔۔۔ آپ کے سوچنے کی بات ہے، آپ کے سمجھنے کی بات ہے۔ اور اس سے پھر آپ اپنا مسئلہ حل کر سکتے ہیں کہ آپ کو کدھر جانا ہے۔

میرے بھائیو! خوب سوچ لو۔ میں دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بریلوی بھی حنفی ہیں، دیوبندی بھی حنفی ہیں۔ بریلوی امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ اور دیوبندی امام

ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔ ان میں جھگڑا ہے۔ تو صرف دو تین مسئلے ہیں جن میں جھگڑا ہے۔ باقی نماز ایک' نماز کے مسائل' روزہ کے مسائل' حج کے مسائل۔ نکاح اور طلاق کے مسائل ایک۔ پوری فقہ دونوں کی ایک ہے۔ ایک رتی کا بھی فرق نہیں ہے۔ دونوں کا امام ایک ہے۔

چنانچہ مولوی خیر محمد جالندھری' خیر المدارس جو ملتان کا بڑا مشہور مدرسہ ہے وہ اس کے بانی ہیں۔ جب یہ شر قپور گئے' اس بات کے راوی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ہیں۔ جب یہ شر قپور گئے تو ایک آدمی نے مولانا سے پوچھا کہ مولانا اگر ایک طرف بریلویوں کی نماز ہو رہی ہو اور ایک طرف اہل حدیث کی تو ایک دیوبندی کو کن کے ساتھ شامل ہونا چاہیے؟ دیوبندی کو کن کے ساتھ ملنا چاہیے۔ بریلویوں کے ساتھ یا اہل حدیثوں کے ساتھ؟ تو مولانا خیر محمد جالندھری نے کہا: اصولی بات تھی اور ٹھیک تھی' منافقت کی بات نہیں کی بلکہ جو کھری بات تھی انھوں نے وہی کی۔ انھوں نے کہا: بریلوی ہمارے بہت قریب ہیں۔ ان کا اور ہمارا امام ایک ہے۔ یہ بھی ان کے مقلد ہیں اور ہم بھی ان کے مقلد ہیں۔ ان کے اور ہمارے مسئلے ایک ہی ہیں۔ دیوبندی کو بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔ اہل حدیث کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہیے۔ یہ ہم سے دور ہیں' یہ غیر مقلد ہیں' یہ ہمارے امام کو نہیں مانتے۔ لہذا تمھیں بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔

اور ان کی یہ بات بھی ٹھیک تھی کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کے امام ابو حنیفہؒ ہیں اور یہ دونوں ان کے بیٹے ہیں۔ اب دیکھو بھئی! لڑائی ہو تو اور بات ہے انھوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ دشمنی کتنی ہے' دونوں میں دشمنی کتنی ہے؟ اگر بریلویوں سے پوچھ لو کیا خیال ہے دیوبندی جنت میں جائیں گے؟ تو وہ کہیں گے کہ نہیں اور اگر دیوبندیوں سے پوچھ لو کہ بریلوی جنت میں چلے جائیں گے تو وہ کہیں گے نہیں' وہ نہیں جائیں گے۔ دونوں کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر بریلوی جنت میں گئے تو دیوبندی دوزخ میں اور اگر دیوبندی جنت میں تو بریلوی جہنم میں جائیں گے۔ اب آپ

کو یہ سوچنا چاہیے کہ معاملہ کیا ہے؟ میرے بھائیو! یہ تقسیم ہماری ہے کہ کوئی دیوبندی بن گیا' کوئی بریلوی بن گیا' کوئی شیعہ بن گیا' کوئی پرویزی بن گیا' کوئی چکڑالوی بن گیا' کوئی کچھ بن گیا اور کوئی کچھ بن گیا۔ اللہ فیصلہ کس اصول پر کرے گا؟ اس پر کہ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں جائے گا۔

آپ اسی بات کو سمجھیں' خدا کیا کہے گا' اے محمد! تو کھڑا ہو جا۔ بس اللہ اپنے نبی ﷺ کو کھڑا کرے گا۔ اور حدیث میں آتا ہے مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ محمدؐ جو ہیں وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں۔ جو میرے محمد ﷺ کے پیچھے ہے وہ تو سیدھی راہ پر ہے۔ (مشکوۃ کتاب الایمان ' باب الاعتصام بالکتٰب والسنة)

اور جس نے اپنا امام کھڑا کر لیا' بس یہ تقسیم ہو گی۔ جنت کا دروازہ کون کھولیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ کھولیں گے۔ جنت کا دروازہ اللہ کے رسول ﷺ کھولیں گے۔ (مشکوۃ کتاب الفضائل والشمائل باب فضائل سید العالمین)

جنت میں اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے کون جائیں گے؟ وہ جنھوں نے کسی امام کا انتظار نہیں کیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ کوئی امام کچھ بھی کہے' لیکن ماننا وہی ہے جو اللہ کا رسول ﷺ کہیں اور یہی اصل دین ہے اور وہ اسی کے پیچھے لگے۔ اللہ نے دنیا میں ہی قرآن و حدیث کے ذریعے یہ فیصلہ کر دیا۔

تو میرے بھائیو! دین کے اعتبار سے تو یہ فیصلہ ہے۔ آج کے وعظ کا خلاصہ سنا رہا ہوں۔ آپ کو دین کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ سوچنا چاہیے کہ اگر کسی دوسرے کو سوائے محمد ﷺ کے نہیں پکڑا اور صرف آپ کی ہی پیروی کی ہے تو سمجھ لو کہ آپ کی نجات ہو گئی۔ اور اگر آپ نے اپنا خصم کوئی اور کھڑا کر لیا' اپنا ہیڈ' اپنا مرشد' اپنا ہادی کوئی اور کھڑا کر لیا تو آپ کی نجات کبھی نہیں ہو گی۔ یہ تو دین کی کھری بات تھی۔ اس کو نوٹ کر لیں۔ دل مان جائے' تو مان لیں اور اگر نہ مانے تو گواہی دیں قیامت کے دن کہ یہ بات آپ نے میرے منہ سے سن لی۔ خدا پوچھے گا کہ تمھیں کسی نے بتایا نہیں تھا کہ کھرا راستہ کون سا ہے؟ جنت میں

جانے کاراستہ کون سا ہے ؟ میں جو تمھیں بتا رہا ہوں' توجہ سے سن لو' ماننا ہو تو مان لینا' نہیں تو تمھاری مرضی۔ نجات صرف محمد ﷺ کی پیروی میں ہے۔ کسی امام کی' کسی پیر کی' کسی فقیر کی پیروی میں نجات نہیں ہے۔ یہ تو دین کی بات ہے۔

باقی فیشنوں کو چھوڑ دو' زندگی سادہ اپنالو۔ اور سادہ کے معنی کیا ہیں ؟ شرعی پردہ کرواؤ' سادہ کھاؤ' رہنا سہنا سیدھا سادہ رکھو۔ انگریز کی تہذیب سے' انگریز کے اثر سے بچو کیونکہ یہ اسلام کا دشمن ہے۔ جس پر انگریزی اثر ہوگا سمجھو کہ اس کا اسلامی اثر اڑ جائے گا۔ اور میری ان باتوں کو بھی یاد رکھنا یہ زندگی میں بھی کام آئیں گی اور قیامت کے دن بھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا تو آپ نے بہت کچھ بیان کیا۔ بہت کچھ بیان فرمایا۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور ہاتھ اٹھا کر کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ اللہ تو بھی گواہ ہو جا کہ میں نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے۔ اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے یہ پیغام پہنچا دیا اور پھر لوگوں سے پوچھا کہ لوگو! ھَلْ بَلَّغْتُ ؟ کیا میں نے اللہ کا پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے ؟ سب نے ہاں میں جواب دیا۔ (صحیح البخاری باب خطبة ایام منی)

اب آپ کی مرضی ہے مانیں یا نہ مانیں۔ کوئی پیچیدہ بات نہیں جو کسی کی سمجھ میں نہ آسکے۔ جو بھی فرقہ ہے' وہ حنفی ہو' دیوبندی ہو' بریلوی ہو' شیعہ ہو یا شافعی ہو جو بھی محمد ﷺ کی نسبت سے ہٹ جائے اس سے توبہ کرلو۔ فوراً باز آجاؤ اور سیدھے قرآن وحدیث پر آکر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل وا لاحسان ---

خطبہ نمبر84

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلاَئِكَةُ اَلاَّ تَخَافُوْا وَ لاَ تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥ نَحْنُ اَوْلِيَآءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ٥ نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ الرَّحِيْمِ

[41:حم سجدہ:30-32]

ایمانیات میں چیزیں تو بہت سی ہیں جن پر ایمان لانے کے لیے کہا جاتا ہے۔ لڑکے بھی پڑھتے ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلاَئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ اور بڑے جو ہیں انھیں بھی یہ یاد ہوتا ہے کہ اللہ پر ایمان' اس کے فرشتوں پر ایمان' اس کی کتابوں پر ایمان' اس کے رسولوں پر ایمان' جنت پر' پھر جہنم پر' پھر حساب پر' پھر تقدیر پر' حتیٰ کہ بے حساب

چیزیں ہیں۔ لیکن ان سب کا خلاصہ حقیقت میں ایک ایمان ہے اور وہ ہے اللہ پر ایمان۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا ھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ [2:البقرة :8]بعض لوگ کہتے ہیں 'ہمارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے۔ حالانکہ حقیقت میں ان کا ایمان نہیں ہے۔

تو اللہ نے ان سب کو ایمان کی دو شاخوں میں جمع کر لیا ہے۔ ایک اللہ پر ایمان اور دوسرا آخرت پر۔ اور اس کا بھی اگر اختصار کر لیا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایمانیات کے دائرے کے سب نقاط ایمان باللہ پر آ کر مرتکز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے آیات بھی پڑھی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ جو یہ کہہ لیتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا [41:حم سجدة:30]پھر اس پر پکے ہو جاتے ہیں تو سمجھو کہ وہ جنت میں گئے 'وہ پاس ہو گئے' وہ کامیاب ہو گئے۔ وہ دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب۔

اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا یارسول اللہ! قُلۡ لِّیۡ قَوۡلاً ایک بات مجھے ایسی کہیں کہ مجھے آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ بس ایک بات' مختصر سی اور جامع سی آپ مجھے فرمادیں۔ اور میں اس کے بعد کسی دوسرے سے نہ پوچھوں۔ آپ نے فرمایا:قُلۡ اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسۡتَقِمۡ اگر تم سیدھی سی اور مختصر سی بات چاہتے ہو تو پھر بس یہی بات ہے کہ ایک دفعہ کہہ اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ میں اللہ پر ایمان لایا۔ پھر اس پر پکا ہو جا۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام)

اب آپ اندازہ کریں کہ یہ کیا چیز ہے ؟"اللہ پر ایمان لانا اور پھر اس پر پکا ہو جانا" اس پر اگر انسان غور کرے 'سوچے' یہ بات سوچنے پر انسان اس وقت مجبور ہوتا ہے جب اس

طرف دھیان کرتا کہ آخر میں مسلمان ہوں' نماز پڑھتا ہوں' اسلام کی خاطر بڑی تکلیفیں اٹھاتا ہوں' مجھ پر بڑی ذمہ داریاں ہیں اور پھر میں خطرات بھی محسوس کرتا ہوں مجھے اس سے کئی امیدیں بھی وابستہ ہیں۔ ایسی صورت میں وہ سوچے گا کہ کوئی اچھا اور یقینی راستہ' کوئی شارٹ کٹ راستہ' کوئی اچھا سا فارمولا ہو جس پر عمل کرکے وہ نجات کا مستحق ٹھہرے۔

تو اس لیے یہ بات سمجھنے کی اور یاد کرنے کی ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد جتنا آدمی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا چلا جائے گا سمجھو کہ اتنا ہی اس کا ایمان اللہ پر بہتر سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ اور اپنی اکڑ کو مٹاتا جائے گا' اپنے نفس کو مٹاتا جائے گا۔ اور اللہ کے آگے تسلیم خم کرتا جائے گا۔ اور اسی لیے میں نے پچھلے جمعہ میں بتایا تھا کہ اسلام کے معنی کیا ہیں؟ اسلام کے یہ معنی ہیں کہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینا۔ یہ اس کے بہت پیارے معنی ہیں۔ ثُمَّ اسۡتَقِمۡ پھر اس پر پکا ہو جانا۔ اس طرح یہ غازی بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کھول کر دوسرے لفظوں میں اس کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ کہ لوگو! جب کوئی آدمی ایمان لے آتا ہے' اسلام قبول کر لیتا ہے اور ایمان اس میں داخل ہو جاتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ گویا وہ اللہ سے سودا کر لیتا ہے کہ اپنا مال' اپنی جان' اللہ کو دے دے۔ اور اللہ اس سے جنت کا وعدہ کر لیتا ہے۔ نقد نہیں دیتا۔ بندہ تو اللہ کو نقد چیز دیتا ہے لیکن اللہ اس سے ادھار کر لیتا ہے۔

دیکھو نا! قرآن کے لفظ ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کہ جب کوئی مومن ہو جاتا ہے تو اللہ اس سے خرید لیتا ہے۔۔۔ کیا؟ اَمۡوَالَہُمۡ وَ اَنۡفُسَہُمۡ مال بھی اور جان بھی۔ کس چیز کے بدلے؟ بِالۡجَنَّۃَ نہیں کہا کہ جنت کے بدلے۔ بلکہ فرمایا

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ کہ اللہ ان کو ضرور جنت دے گا۔

تو اب اس کے معنی یہ ہو گئے کہ جب مال اور جان اللہ کے سپرد کیا' اللہ کو دے دیا' اللہ کو بیچ دیا' سودا ہو گیا۔ اللہ نے خرید لیا جنت کے ادھار پر' اللہ نے خرید لیا۔ تو اب یہ تفویض کے معنی میں ہے۔ سپرد کر دینا کے معنی میں ہے۔ تو اب اس کا مطلب کیا ہوا؟ یہ کہ جس آدمی نے یہ حقیقت سمجھ لی کہ میرا مال اور میری جان سب اللہ کے لیے ہے' پھر اب اس کی حیثیت کیا رہ جائے گی۔ صرف اکسیوڈین (Acsudine) کی۔ صرف ایک امین کی۔ اب میرے گھر میں مال بہت پڑا ہے۔ اب اس پر میرا کیا حق ہے؟ صرف یہ کہ میں اس کا امین ہوں' اللہ نے مجھے دے رکھا ہے اور ساتھ ہی یہ چھٹی بھی دے رکھی ہے کہ تو اس کو خرچ کر۔ لیکن جہاں جہاں میں تجھے اجازت دوں۔ باقی مال میرا ہی ہے۔ جہاں تجھے ضرورت ہے خرچ کر مگر مجھے پوچھتا جا۔ یعنی ضرورت تیری منظوری میری' مال میرا امین تو۔ اتنی اجازت تجھے ہے کہ تو میری اجازت کے ساتھ اس کو خرچ کر سکتا ہے۔ اس لیے مومن کبھی اسراف نہیں کرتا۔ مومن کبھی فضول خرچی نہیں کرتا۔ مومن کبھی تبذیر نہیں کرتا۔ اور وہ لفظ اللہ نے قرآن میں استعمال کیے ہیں۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ [17:الاسراء:27] تبذیر کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ [6:الانعام:141] اللہ فضول خرچ کو پسند نہیں فرماتے۔

تو جب مال ہی اللہ کا ہے اور بندے نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے تو پھر اس پر اپنا تصرف ہی کیسا؟ جتنا اللہ چاہے گا' جتنی اللہ منظوری دے گا' جتنی اللہ اجازت دے گا' اتنا ہی وہ خرچ کرے گا۔ بیاہ کا موقع ہو' کوئی فوتگی ہو' کوئی خوشی کا موقع ہو' کوئی غمی کا موقع ہو' جہاں جہاں اللہ اجازت دے گا' جتنی اجازت دے گا' اتنا ہی وہ خرچ کرے گا۔ اس لیے مومن نہ مسرف ہو سکتا ہے اور نہ ہی فضول خرچ۔ تبذیر کے معنی بے جا خرچ کرنا ہے۔ ان کے بارے میں سخت الفاظ کہے گئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ فضول

خرچی کرنے والے اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ یہ دو لفظ کہے ہیں۔

فضول خرچی کیا ہے؟ جہاں ایک روپے میں کام چل سکتا ہے وہاں چار روپے خرچ کرنا اور بے جا فضول خرچی کیا ہے؟ یہ کہ جہاں خرچ کرنا چاہیے وہاں خرچ نہ کیا جائے۔ مثلاً بچے کی تعلیم پر خرچ ہونا چاہیے۔ بچے کی تربیت پر، بچے کی دینی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اور یہ خرچ کر رہا ہے بچے کی دنیاداری پر۔ بچے کی شادی پر۔ اور صرف ناک پر۔ نمود و نمائش پر۔ ان چیزوں پر خرچ کر رہا ہے۔ یہ بے جا اسراف ہے۔

اور بے جا خرچ کے بارے میں فرمایا: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا بے جا خرچ نہ کرو۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ [17:الاسراء:27] بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اللہ سے رشتہ ٹوٹ گیا۔ اللہ سے دوری ہو گئی۔ معاملہ خراب ہو گیا اور یہ صورت انسان کی سمجھ میں باآسانی آسکتی ہے کہ جب یہ مال اللہ کا ہے تو مجھے اس میں بے جا خرچ کرنے اور فضول خرچی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں اس حد تک خرچ کر سکتا ہوں جس حد تک اللہ نے مجھے اجازت دی ہے۔

اب رہ گئی اپنی جان۔ تو اب جان کو بھی دیکھ لیں۔ خودکشی کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس نے جان اللہ کو بیچ دی ہو گی وہ کبھی خودکشی نہ کرے گا۔ اللہ نے جان انسان کے سپرد کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی حفاظت کر۔ کسی خطرے والی جگہ میں اپنے آپ کو نہ ڈال، لیکن اگر میں کہوں کہ بیچ تو اس کو اتنا سستا کر دے کہ مکھی سے بھی زیادہ سستا کر دے۔

فرمایا کہ جب جہاد کا موقع ہو، لاشیں کٹ رہی ہوں، اور تو دیکھ رہا ہو کہ لوگ کٹ کٹ کر گر رہے ہیں، تو وہاں سے بھاگ نہیں، بالکل سیدھا آگے جا، یہ جان تیری نہیں ہے۔ تو نے مجھے بیچ رکھی ہے۔ بالکل اس کی پرواہ نہ کر۔ اس جان کو قربان کر دے۔ یہ میری دی ہوئی ہے۔ میں نے یہ تیرے پاس حفاظت کے لیے، امانت کے طور پر رکھی تھی اب میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو قربان کر دے۔ ایک جان جاتی ہے یا دس جاتیں تو بالکل پرواہ نہ کر، تیرا بیٹا

جائے' تیر اٹھائی جائے یا کوئی اور جائے تو بالکل پرواہ نہ کر۔

اور یہی فلسفہ تھا' یہی جذبہ تھا' جس نے مسلمانوں کو دلیر بنایا تھا اور مسلمانوں کے دلوں سے دنیا کی محبت اور یہ دنیاوی زندگی کا بڑھانا ختم کیا۔ اللہ کے قرآن نے بیان کیا ہے کہ یہودی اور مشرک چاہتے ہیں' ان کی آرزو ہے' ان کی تمنا ہے کہ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ [2:البقرة:96] ہماری عمر ایک ہزار سال ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر ہزار سال کی بھی ہو جائے تو پھر کیا بہت کمائی کریں گے۔ جتنی عمر زیادہ ہو گی عذاب بھی اتنا ہی زیادہ ہو گا۔

کیوں؟ جتنی عمر زیادہ ہو گی اتنی عیاشیاں زیادہ کریں گے' اتنے گناہ زیادہ کریں گے۔ بلکہ گنہگار جتنی جلدی مر جائے اتنا ہی اچھا ہو گا' اس کا حساب کم ہو گا۔ اگر نیک ہو اور اس کی عمر بھی زیادہ ہو تو اس کی نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی۔ لیکن اس کو عمر کا زیادہ لالچ نہیں ہوتا ہے۔ اس کا تو وہی سلسلہ ہے کہ اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔ پھر اس کے دل میں یہ تڑپ زیادہ ہوتی ہے کہ اللہ سے ملاقات ہو۔ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ ہٗ' جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات چاہتے ہیں۔ جب محبت ہو جائے' تو ظاہر بات ہے معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق باب مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ ہٗ')

جب حضور ﷺ فوت ہونے لگے تو آخری لفظ آپ کی زبان پر یہ تھے۔ بالرفیق الاعلیٰ اب تو اوپر والا ساتھی۔۔۔اب تو اوپر والا ساتھی۔ یعنی میں ان سے جاملوں۔ ان میں جا کر شامل ہو جاؤں۔ (صحیح البخاری باب مرض النبی ﷺ و باب آخر ما تعلم النبی ﷺ :641-238/2)

یعنی جب محبت ہو جاتی ہے تو ملنے کو بھی دل چاہتا ہے۔ پھر انسان اجنبیت محسوس

نہیں کرتا۔بدکتا نہیں' پیچھے کو نہیں جاتا۔ ٹھیک ہے' جیسے بھی ہے' پھر انسان خوشی سے (جہاد کو) چلنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا یہی اسلام کی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر مختلف پیراؤں میں بیان فرمایا ہے اور سمجھایا ہے' لیکن اللہ کی قدرت ہم قران کو کبھی اس نیت سے پڑھتے ہی نہیں۔ ایسے کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ اب دیکھو نا۔۔۔ کہاں اللہ اور کہاں یہ بندہ! کبھی آپ باہر کھڑے ہو کر اپنا اور کائنات کا موازنہ کریں کہ نسبت کیا بنتی ہے۔ ایک آدمی کی اس کائنات میں کیا حیثیت ہے۔ زمین کتنی بڑی ہے؟ اس زمین پر آدمی کا کچھ پتہ چل سکتا ہے؟ اس کی کچھ لمبائی اور چوڑائی آئے گی؟ کوئی حقیقت ہی نہیں ہے اس کی آسمان کے مقابلے میں۔ پھر انسان اگر سوچے کہ میں ہوں تو کچھ بھی نہیں' لیکن اللہ کی نگاہ مجھ پر ایسے ہے جیسے اکیلا میں ہی ہوں۔ اور کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ جیسے ایک آدمی کا ایک ہی بیٹا ہو اور ایک کے پندرہ ہوں۔ اب پندرہ پر اس کی نگاہ بڑی مشکل ہے بلکہ بعض دفعہ تو رات کو سو جاتے ہیں اور گنتی بھی نہیں ہوتی کہ کون آیا اور کون نہیں آیا اور صبح کو پتہ چلتا ہے کہ اوہو! ایک تو آیا ہی نہیں۔ رات کو یہ پتہ نہیں وہ کہاں رہ گیا؟ کیونکہ پندرہ تھے۔ اور جب ایک ہی ہو تو پھر کبھی یہ معاملہ ہو سکتا تھا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہمارے ہاں تو حال یہ ہے کہ اگر لڑکے زیادہ ہوں تو گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ حساب ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ توجہ ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ لیکن اللہ کا تو یہ معاملہ ہے کہ اللہ کی ہر بندے پر ایسی نگاہ ہے جیسے ہے ہی وہ اور کوئی ہے ہی نہیں۔ اسی پر توجہ ہے۔ اور قیامت کے دن ہر آدمی اس کا مشاہدہ کرے گا۔ بیک وقت خدا ہر ایک سے بات کرے گا۔ ہر ایک کو جواب دے گا۔ ہر ایک سے خدا کلام کرے گا۔ بالکل انسان کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ اگرچہ میں کائنات کے مقابلہ میں چھوٹا سا ہوں' مخلوق میں میری کوئی حیثیت ہی نہیں۔ لیکن اللہ کی نگاہ مجھ پر ہے۔ اللہ مجھے دیکھتا ہے جبکہ بندہ ایمان لے آتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی

تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔۔۔۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ میں تمھیں ایک تجارت بتاؤں تُنْجِیْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ جس سے تم دردناک عذاب سے بچ جاؤ گے۔ وہ کیا ہے ؟ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ اور لگ جاؤ پھر اللہ کی راہ میں جہاد کے رستے پر۔

یہ کام تم کرلو۔ یہ تمھاری طرف سے ہو۔ دیکھو! تجارت میں اور سودے میں یہی ہوتا ہے۔ ایک فریق کچھ دیتا ہے اور دوسرا فریق کچھ لیتا ہے۔ اور پھر دوسرا ابھی کچھ دیتا ہے ور پہلے لیتا ہے۔ ایک فریق پیسہ دیتا ہے اور دوسرا کوئی چیز' کوئی مال دیتا ہے۔ اس طرح سے جیسے کوئی تبادلہ سسٹم ہو یا کوئی نقد نظام ہو تو اس میں ایک کچھ دیتا ہے اور دوسرا لیتا ہے اور پھر اس کے بدلے اس کو کچھ دیتا ہے۔

اللہ اس کو تجارت کے طریقے سے بھی سمجھا رہا ہے۔ کہ اے ایمان والو! جنھوں نے قرآن کو پکڑ لیا ہے اور قرآن کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ کیا میں تمھیں ایک تجارت بتلاؤں تُنْجِیْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تاکہ تم اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اپنے ایمان کو ٹھیک کرلو۔ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

اور میرے بھائیو! جہاد کیا ہے ؟ جیسے ہمارے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ دین نماز!' روزہ حج' زکوٰۃ بس یہ چیزیں ہیں۔ یعنی مسجد تک جن کا تعلق ہے۔ یا غریبوں تک جن کا تعلق ہے۔ عبادت وغیرہ بس۔ اس سے آگے دین کا تعلق زندگی سے کوئی نہیں۔ اس لیے ہم نے سیاست کو دین سے بالکل علیحدہ کردیا ہے۔ انگریز آگیا۔ ہم نے اس کو بالکل قبول کرلیا۔ کہ آپ رہیں، جی! بڑی خوشی سے رہیں۔ آپ کی حکومت ٹھیک اور پھر اس

کے بعد آپ اپنے بچے چھوڑ جائیں۔اپنی اولاد چھوڑ جائیں ہم پر حکومت کرنے کے لیے۔ ہم ان کی حکومت کو بالکل قبول کریں گے۔اسلام کی بات تو صرف کرنے کے لیے ہے' اسلام کی بات تو صرف مسجدوں تک ہے۔ نماز' روزہ' مصلی' لوٹا۔۔۔اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔ اس سے زائد کوئی بات نہیں ہے، تو اس طرح سے ادھر یہ معاملہ ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کو سمجھ لیا ہے کہ نماز' نماز کے بعد روزہ' روزے کے بعد حج' ان تین چار کاموں سے دین پورا ہو گیا؟ دین تو پوری زندگی پر حاوی ہے۔

اسی طرح سے ہم نے جہاد کے بارے میں یہ سمجھ لیا کہ جہاد کیا ہے؟ جہاد تو ہندوؤں کے ساتھ لڑنے کا نام ہے۔ کافروں کے ساتھ لڑنے کا نام ہے۔ اور وہ ہو نہیں سکتا۔بس قصہ ختم۔۔۔ جہاد والا دروازہ ہی بند۔ بس جہاد والی بات ختم۔

حالانکہ جہاد ہر زمانے میں ہے۔ ہر وقت ہے' جہاد کسی گھڑی ختم نہیں ہوتا۔ کیوں؟ یہ تو روح ہے۔ یہ تو اصل جان ہے دین کی۔ اسلام کی یہ تو جان ہے۔ اسلام کی زندگی جہاد سے ہے۔ لیکن ہمارے ذہنوں میں جہاد کا مفہوم یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ جہاد تلوار کے ساتھ کافروں سے لڑنے کا نام ہے۔ اور وہ ہو نہیں سکتا۔ نہ ہماری حکومت' نہ ہم یہ کام کر سکیں۔ اس لیے اس کو چھوڑ دو۔ اس کا تو نام ہی نہ لو۔ قصہ ختم۔

باقی رہ گیا اسلام' اسلام کا تعلق لوٹے مصلے سے ہے' مسجد سے ہے' مولوی سے ہے' یہ دو چار دین کے موٹے موٹے کام ہیں۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ۔۔۔ بس سلسلہ ختم۔۔۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ کہ آج کا مسلمان کیا ہے؟ ادھورا مسلمان' پورا مسلمان ایک بھی نہیں۔ آج کل پورا مسلمان آپ کو ایک بھی نظر نہیں آئے گا۔ جتنے بھی مسلمان ہیں سب کے سب نقلی ہیں۔ الا ماشاء اللہ! ہزاروں میں سے ایک' اللہ جس کو دین کی سمجھ دے دے' شاید کوئی پورا ہو تو ہو۔ ورنہ پورا مسلمان بنتا ہی کوئی نہیں ہے۔ ہماری تہذیب' ہمارا تمدن' ہماری معیشت' ہماری معاشرت' ہمارا سب کچھ انگریز کا۔

کھانے پینے کا انداز انگریز کا' رہنے سہنے کا انداز' باقی اگر انگریز سے بچ گئے تو ہماری قومیت نہیں ہمیں چھوڑتی' ہمارے یہ جاہلوں والے رسم و رواج ہمیں نہیں چھوڑتے۔ ہم

لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں۔ جو ہندوؤں کے رسم و رواج تھے وہی ہم سب میں منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اور ہم ان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم نے یہی سوچ رکھا ہے کہ اسلام کا تعلق تو صرف اور صرف مسجد سے ہے۔ آئے نماز پڑھ لی' چلے گئے' بس قصہ ختم۔۔۔

اور جہاد ایسے ہی ختم ہے۔ بات ہی کچھ نہیں۔ حالانکہ جہاد کیا ہے؟ جہاد کے معنی محنت کرنا' جہاد کے معنی کوشش کرنا' کس بارے میں کوشش کرنا۔ اللہ کے دین میں کوشش کرنا' پہلے اپنی ذات کے لیے کہ میں سیدھا ہو جاؤں' پھر اوروں کے لیے کہ لوگ سیدھے ہو جائیں اور اسلام سربلند ہو جائے۔ یہ جہاد ہے۔

پھر اس کے لیے مختلف صورتیں ہیں۔ آپ اپنے آپ پر تلوار چلائیں گے۔ جب آپ جہاد اپنی ذات سے کریں گے' اپنے آپ کو عین شریعت کا پابند بنائیں گے۔ اپنے آپ کو سیدھا کریں گے۔ اپنی شکل و صورت ٹھیک کریں گے اپنی نماز کو درست کریں گے۔ اپنے عقائد کو درست کریں گے۔ اپنے آپ کو شریعت کا پابند بنائیں گے۔ اپنے نفس پر بوجھ ڈالیں گے۔ یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے۔

پھر اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ جہاد کرنا' ان کو ٹھیک کریں گے' ان کو سیٹ کریں گے۔ پھر اپنی برادری میں' اپنی قوم میں اپنے محلے میں' اور پھر دوسرے لوگوں کو آہستہ آہستہ درست کرتے چلے جائیں گے۔ اور پھر جو ٹکرائے گا' جو آپ کے مقابلے میں آ جائے' اب آپ کو حکم ہے کہ ان کی گردنیں مارو' اگر ان کی گردنیں نہیں اڑا سکتے' اگر تم انھیں مار نہیں سکتے تو بچ کر چلے جاؤ۔ اپنا راستہ لو' جو آپ سے سدھر رہا ہے اس کو سدھارو۔ اس کو چھوڑ دو۔

کچھ نہ کچھ تو کرو۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ جہاد نہ کرو' جہاد کا تو وقت ہی نہیں' جہاد کا تو دور ہی نہیں ہے' جہاد کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔ بس جہاد چھوڑ دیا' اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔

اب آپ سوچیں جہاد سے ہوتا کیا ہے؟ کبھی غور کیا آپ نے جہاد سے کیا ہوتا ہے؟ جہاد سے اسلام پھیلتا ہے۔ جہاد سے لوگ مسلمان ہوتے ہیں' کافر مٹتے ہیں۔ یہی بات ہے نا۔۔۔ کافر مٹتے ہیں اور جو بچتے ہیں وہ مسلمان ہوتے ہیں' تو اب بھی یہی کام ہے کہ آپ

لوگوں کو دین دار بنائیں۔ لوگوں کو قران وحدیث کی تعلیم دیں۔ ان کا عقیدہ صحیح کریں۔ اور اس کے بعد ان کے اعمال قرآن وحدیث کے مطابق بدلتے جائیں۔ یہ زبردست جہاد ہے۔ جس کی آج کل ضرورت ہے۔ لیکن ہم نے یہ چھوڑ رکھا ہے۔ اور کہہ رہے ہیں کہ جی! اپنے اپنے گھر سب راضی ہیں۔ آپ کسی کو کچھ نہ کہا کریں۔ آپ کو دوسروں کو کہنے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟

اور یاد رکھو! جو جہاد نہیں کرتا' وہ یہ کبھی نہ سمجھے کہ میں پاس ہو جاؤں گا۔ اس کے ایمان میں خوشبو ہی نہیں اور جس ایمان میں خوشبو نہ ہو' جس ایمان میں رنگت نہ ہو' جس ایمان میں کشش نہ ہو' جس ایمان میں لائٹ نہ ہو' وہ ایمان ایمان نہیں ہے۔ وہ تو بجھتی ہوئی چیز ہے۔ کبھی ہو سکتا ہے کہ آپ میں ایمان ہو اور آپ لائٹ نہ ماریں؟ آپ میں ایمان ہو اور روشنی نہ کرے۔ آپ میں ایمان ہو اور دوسروں کو سیدھا نہ کریں۔ آپ برائی کو دیکھیں اور چپ رہیں۔ آپ اپنی اصلاح نہ کریں۔ پھر آپ کا بھائی برائی کرتا ہے آپ کی بیوی برائی کرتی ہے' آپ کے رشتہ دار برائی کرتے ہیں' خلاف سنت کام ہو رہا ہے' اسلام کی حدود آپ کے سامنے توڑی جارہی ہیں۔ آپ ٹس سے مس نہ ہوں۔ یہ کبھی ہو سکتا ہی نہیں کہ آپ برداشت کرتے چلے جائیں۔

اور نتیجہ کیا ہے؟ نتیجہ یہ ہے کہ آپ کو غیرت نہیں آتی۔ جس کے صاف معانی یہ ہیں کہ آپ کا ایمان مردہ ہے۔ اس میں خوشبو نہیں ہے۔ اس میں نور نہیں ہے۔ اس میں روشنی نہیں ہے۔ جب آپ کا ایمان مردہ ہے' نماز مردہ ہوئی' آپ کا جو عمل ہے وہ مردہ ہے۔ کوئی اس کے نمبر نہیں۔ آپ کے پاس ہونے کا امکان ہی نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ نے کہا: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان والو۔ جب تم مسلمان ہو ہی گئے ہو' جب تم نے کلمہ پڑھ ہی لیا ہے' اسلام میں تم داخل ہو ہی گئے ہو تو پھر تمھیں ایک تجارت نہ بتائیں هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ کیا تمھیں ایک تجارت نہ بتائیں تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وہ تجارت ایسی ہے کہ جس کے کرنے سے تم عذاب سے بچ جاؤ گے۔ تمھیں

خطرے سے محفوظ کر دے گی۔ سب سے بڑا خطرہ جہنم کے عذاب کا ہے۔ کیونکہ یہ بات سب سے زیادہ خطرے کی ہوتی ہے نا۔۔۔ آدمی خطرے سے محفوظ ہو جائے' اس کے بعد آگے یہ ہے کہ جی! ملتا کیا ہے؟ اس کے بعد پھر جنت وغیرہ جو نعمتیں ہیں وہ ہے۔ تو اس کے لیے بتایا کہ تمھیں کیا کرنا پڑے گا۔ سب سے پہلے تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ [61:الصف:10-11] ایمان لاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔ ایمان کیا ہے؟

میرے بھائیو! جو اللہ پر ایمان لے آئے۔ وہ کبھی مشرک ہو سکتا ہے؟ دیکھو مشرک کیسے ہیں؟ اللہ اکبر! کبھی غور کرو کہ شرک کسے کہتے ہیں؟ شرک کے معنی شریک بنانا ہے۔ کوئی مشکل چیز نہیں۔ اردو کا لفظ ہے اور عام استعمال ہوتا ہے۔ شرک کے معنی شریک بنانا' شریک کس کا؟ میرا نہیں' آپ کا نہیں' کسی اور کا نہیں۔ ہم تو سب کے ہی شریک ہیں کاروبار میں شریک ہیں' رشتہ داری میں شریک ہیں' شریک دنیا میں ہوتے ہیں اور چلتے ہیں اور کوئی ناراضگی کی بات نہیں۔ بلکہ خوشی ہوتی ہے آدمی کہتا ہے کہ وہ میرا شریک ہے۔ وہ میرا پارٹنر ہے۔ وہ میرا ساتھی ہے۔

اللہ کا شریک بنانا۔ یہ شرک ہے۔ شرک کسے کہتے ہیں؟ کسی کو اللہ کا شریک بنانا۔ اب اللہ کہتا ہے کہ ظالم! میرا شریک بنا رہا ہے؟ میرا شریک بنائے تو کس قدر ظلم ہے۔ کہاں میں اور کہاں وہ؟ اور کہاں تو۔ تیری حیثیت کیا ہے؟ کہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اس کے پلے کیا ہے؟ اس کے پلے کچھ بھی نہیں ہے۔ تیری حیثیت کیا ہے؟ تو خود محتاج ہے۔ کوئی تیری حیثیت نہیں ہے۔ اور اس کی بھی حیثیت کیا ہے جس کو شریک بنا رہا ہے۔ جس کے پاس ایک ٹکہ بھی اپنا نہیں ہے میرا شریک کیسے بن جائے گا؟ کیسا بے وقوف ہے۔

اب دیکھو نا۔۔۔ مشرک جسے شریک بناتے ہیں' نبیوں کو' ولیوں کو' مردوں کو' اگر زندوں کو شریک بنائیں اول تو خیر یہ ہے ہی غلط' کوئی شک ہی نہیں۔ چلو خیر تھوڑی بہت Justification ہو سکتی ہے۔ کہ چلو بھائی زندہ ہے کچھ نہ کچھ کر سکتا ہے۔ جب مر جائے'

پھر شریک بناتے ہیں۔ عجیب بات دیکھو کہ جب کچھ کر سکتا ہی نہیں اس وقت اس کو شریک بنا دیا جاتا ہے۔

اب دیکھو! میں کچھ نہ کچھ کر سکتا ہوں' کچھ اٹھا سکتا ہوں' کچھ رکھ سکتا ہوں' کچھ دے سکتا ہوں' کچھ لے سکتا ہوں' کسی کو برا کہہ سکتا ہوں' کسی کو اچھا کہہ سکتا ہوں کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں' کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہوں اور جب میں مر گیا میرے کوئی ہاتھ کاٹ لے' پاؤں کاٹ لے' منہ کاٹ لے' ناک کاٹ لے' کچھ بھی میرا نہیں ہے۔ مجھے اللہ کا شریک بنا دیا جائے کہ جی! یہ ولی ہے' اللہ کا شریک ہے' خدا کہتا ہے ارے بد بختو! جن کو تم میرا شریک بناتے ہو' بتاؤ ان کے پاس ہے کیا کہ وہ میرے شریک بن جائیں؟ پاؤں ان کے اپنے نہیں' اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا ان کے پاس پاؤں ہیں کہ جن کے ساتھ وہ چل سکیں؟ جو مر جاتا ہے' جس کو تم قبر میں دفن کر دیتے ہو' وہ اپنے پاؤں پر چل سکتا ہے؟ کہ جی! مردہ ہے۔ اب تو دفن کر دیا۔ چل تو سکتا نہیں۔ اَلَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا۔ ان کے ہاتھ ہیں کہ جن کے ساتھ پکڑ لیں۔ جی نہیں۔ وہ مر گیا ہے۔ اب وہ پکڑ تو نہیں سکتا۔ اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھ سکیں؟ کہ جی! وہ تو مر گیا ہے اب تو یہ دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا [7:الاعراف:195] ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ کچھ سن سکیں؟ جی نہیں یہ سن نہیں سکتا یہ تو مر چکا ہے۔ پھر میرا شریک کیسے بن گیا؟

زمین اس کی نہیں' مکان اس کا نہیں' بیوی جو اس کی تھی' اس سے کسی نے نکاح کر لیا' اب وہ نہ کچھ کر سکے' نہ وہ کچھ کہہ سکے' میں اس کو اللہ کا شریک بنا رہا ہوں۔ دیکھیں یہ کتنی بے عقلی کی بات ہے۔ میں یہاں بیٹھا اپنے محلے کے کسی موچی کو باٹا کمپنی کا پارٹنر بنا دوں۔ آپ بتائیں مجھے کوئی عقل مند کہہ سکتا ہے؟ آپ کہیں گے کہ کیسا بے وقوف ہے۔ پوچھیں گے کہ بھئی! تجھے کیا اختیار ہے اس موچی کو باٹا کمپنی کے شریک بنانے کا۔ وہ اگر بنائیں تو بنائیں

تجھے کیا اختیار ہے؟

اب جب اس کے پلے ہی کچھ نہیں' اس کی حقیقت ہی کچھ نہیں ہے۔ اللہ اکبر ! کیسی کھلی ہوئی چیز ہے۔ شریک کیسی احمقانہ بات ہے۔ کیسی بے وقوفی کی چیز ہے ؟ لیکن دیکھ لو' میرے بھائیو! غصے کی بات نہیں' چڑانے کی بات نہیں۔ آج دنیا میں بریلوی کیا' شیعہ کیا' سب اس شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کوئی کسی رنگ میں کوئی کسی رنگ میں شرک میں ڈوبا ہوا ہے۔ کوئی تھوڑا ہے اور کوئی بہت ہے۔ اب بریلوی کیا کہتے ہیں کہ جی! جنگ ہو رہی تھی' ہم آئے' فلاں پیر قبر سے اٹھا تو اس نے اسی وقت وہ ہم دبوچ لیا' بس فلاں آیا اس نے یوں کیا' فلاں آیا اور اس نے یوں کیا۔

اور شیعہ کہتے ہیں کہ مولا علی نے یوں کر دیا اور اللہ نے دکھا بھی دیا کہ جس کو تم مشکل کشا کہتے ہو' اس بے چارے کو تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ نماز کے لیے آرہے ہیں اور شہید کر دیے جائیں گے۔ ابن ملجم ظالم نے خنجر مارا' اور ایسا زخم کیا کہ چیر کر رکھ دیا رے تم کہتے ہو کہ وہ مشکل کشا ہے۔ اور پھر اللہ کے رسول ﷺ کا معاملہ بھی تم دیکھ لو۔ اللہ اکبر! خدا کی خدائی اور اس کی بڑائی پر قربان جائیں۔ کوئی شرک کی صورت بن سکتی ہے ؟ کوئی جو چاہیے کر لیتا اگر اللہ نہ چاہتا تو کوئی اس کے نبی کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا۔ لیکن دیکھ لو جنگ احد میں کافر نے پتھر مارا اور آپ کو زخمی کر دیا۔ آپ گڑھے میں گر گئے' آپ کے دانت شہید ہو گئے۔ آپ کے سر پر سخت چوٹ لگی۔ خون بہہ رہا تھا۔ اور مشہور ہو گیا کہ الا ان محمدا قد قتل کہ محمد ﷺ مار دیے گئے ہیں۔ (صحیح البخاری ' کتاب المغازی باب غزوۃ احد) یہ سب کچھ ہو گیا۔

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کھڑے ہو گئے' لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ اللہ نے یہ سب کچھ دکھا دیا۔ لیکن بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے' حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے بڑے پیارے صحابہ شہید ہو گئے۔ جن کے بارے میں آپ دھاڑیں مار مار کر رو

رہے تھے۔ایسے بڑے بڑے صحابی شہید ہوئے۔

اللہ نے یہ کیوں کیا؟ کیااللہ کافر کا ہاتھ پکڑ نہیں سکتا تھا کہ پتھر میرے نبی کو نہ لگے۔ یہ خنجر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ لگے۔ یہ تلوار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو نہ لگے۔اللہ ان کے ہاتھوں کو شل نہیں کر سکتا تھا؟ ان کو فالج نہیں ہو سکتا تھا۔ان کو رعشہ نہیں ہو سکتا تھا؟ کیا اللہ میں طاقت نہیں تھی ؟لیکن اللہ نے دکھادیا۔اے شرک کرنے والو! دیکھ لو تمھارا مولا علی بھی یہاں موجود ہے'ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں'حمزہ رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں۔ محمد ﷺ بھی یہاں موجود ہیں' دیکھو! وہ وہاں پڑا ہوا ہے گرا ہوا ہے'کوئی زخمی حالت میں ہے'اب دیکھو اگر یہ مشکل کشا ہوں تو ان کا کبھی یہ حال نہ ہو۔ لہٰذا ان کو کبھی مشکل کشا نہ کہنا۔لیکن ٹلے مسلمان ؟اب مسلمان بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔

تو میرے بھائیو! کیا یہ شبہ والی بات ہے کہ جو شرک کرتا ہے وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا کہیے! یہ کوئی شک والی بات ہے۔ لیکن آپ تو کہیں گے توبہ توبہ! سارے رجسٹرڈ مسلمان ہیں'ہمارا مولوی جنازے کے وقت آئے گا'تو پوچھے گا کیوں ؟جی اس نے عید پڑھی تھی۔ کوئی کہے گا ہاں ہاں پڑھی تھی۔ارے عید پڑھنے والا مسلمان ہو جاتا ہے۔ مسلمان ہونے کے لیے سب سے پہلے ایمان شرط ہے۔کہ اللہ پر ایمان ہو اور جو شرک کرتا ہے اس کا اللہ پر ایمان ہی نہیں۔ مسلمان ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔یہ کوئی سخت باتیں ہیں ؟

ارے بھائی! اسلام کوئی پنچائتی دین ہے ؟یہ کوئی میرا اور آپ کا بنایا ہوا ہے۔ یہ تو اللہ کے اٹل فیصلے اور اصول ہیں۔میں نے آپ کو شرک کے بارے میں بتایا ہے'اتنا بڑا جرم ہے'اتنی بڑی بات ہے۔

اور ایمان باللہ کیا ہے ؟ میرے بھائیو! ایمان ہے ہی اس چیز کا نام کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے'وحدہ لا شریک کے معنی کیا ہیں ؟کہ کوئی اللہ کی ذات میں شریک نہیں'کوئی اس کی صفات میں شریک نہیں۔ کوئی اللہ کے افعال میں شریک نہیں۔

یہ تین چیزیں ہیں'اللہ کی ذات میں کوئی شریک نہیں جو شخص یہ کہے کہ فلاں اللہ

کی ذات میں شریک ہے اور حضور ﷺ کو نُورٌ مِنْ نُورِ اللّٰہِ کہتا ہے کہ آپ اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔ اللہ کہتا ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ○ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ بلکہ حدیث میں آتا ہے شَتَمَنِیْ بندہ مجھے گالی دیتا ہے۔ پھر اللہ خود ہی تشریح کرتا ہے کہ بھلا اللہ کو گالی کون دیتا ہے ؟ فرمایا: جب وہ کہتا ہے کہ اللہ کا کوئی جزو ہے۔ (مشکوۃ کتاب الایمان) یا یہ کہنا کہ "اللہ کسی کا جزو ہے" تو یہ بھی اللہ کو گالی دینا ہے۔ کوئی اللہ کی ذات میں شریک نہیں ہے' کوئی اللہ کا حصہ نہیں اور اللہ کسی کا حصہ نہیں ہے۔ کوئی اس میں سے نہیں نکلا۔ لَمْ یَلِدْ وہ کسی میں سے نہیں نکلا۔ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اس کی جنس کا کوئی نہیں' وہ واحد ہے' وہ یکتا ہے کوئی اس کی جنس کا نہیں۔

اور جاہلوں میں کیا ہے ؟ کہ اللہ تو نور ہے' اللہ کی قدرت کو بھی خوب سمجھ لیں' ہم جدی پشتی اور نسلی مسلمان ہیں۔ لیکن دین سے خالی' بالکل عاری۔ یہ کہہ دینا کہ اللہ نور ہے' یہ بھی جہالت کی بات ہے۔ جب آپ نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نور ہے۔ اب فرشتے بھی نور سے بنے ہیں اور اللہ بھی نور ہے۔ آپ کو اللہ کی حقیقت کا تو پتہ لگ گیا کہ اصل بات کیا ہے ؟ اللہ کا نور ہے۔ خود اللہ نور نہیں ہے۔ اللہ نے اپنے بارے میں کہیں نہیں کہا کہ میں نور ہوں۔ جیسے سورج کی روشنی ہے' بذات خود روشنی نہیں ہے' اس کا کوئی میٹریل ہے' کوئی چیز ہے' جس کی روشنی ہے' جس کی کرنیں ہیں' جس سے دن نکلتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی چیز اپنی طرف سے نہیں کہنی چاہیے بلکہ جو اللہ نے خود کہا ہے اسے ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اللہ کا نور۔۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ [24:النور:35] اللہ نے باقاعدہ مثالوں سے سمجھایا ہے' اللہ اپنے نور کی مختلف مثالیں دیتا ہے۔ یعنی اللہ کا نور ہے۔۔۔ خود اللہ نور نہیں ہے۔

اور پھر کوئی اللہ کے نور میں سے نہیں نکلا۔ یہ تو نور نامہ ایک رسالہ ہے چھپا ہوا۔ "نور نامہ کلاں"۔۔۔ جس میں ہے کہ اللہ نے تھوڑا سا نور لیا۔ اس سے عرش بنایا' پھر نور

لیا'اس سے ولی بنالیے' پھر نور لیا'اس سے انسان بنالیے۔ پھر نور لیا'اس سے کتے' بندر'سؤر بنا لیے۔ یہ نورنامہ کلاں ہے۔ اس کو پڑھ کر دیکھ لیں۔

یہ سب شیطانی سلسلے ہیں'اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں'اللہ اپنی ذات میں یکتا ہے' کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اللہ اپنی صفات میں یکتا ہے۔ جو اللہ کی صفات خاصہ ہیں۔ ان میں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا شرک ہے۔

صفات خاصہ کیا ہیں؟ مطلق علم انسان کو بھی ہے۔ پرندوں کو بھی ہے' آندھی آنے سے پہلے پرندوں کو پتہ لگ جاتا ہے کہ اب آندھی آنے والی ہے۔ وہ اپنا بچاؤ کر لیتے ہیں' انسان کو بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ انسان پڑھتا ہے' حواس خمسہ سے ایسے علم حاصل ہوتے ہیں۔ "علم مطلق" اللہ کا خاصہ نہیں ہے۔ علم کا ایک خاص درجہ ہے کہ بغیر کسی ذریعے کے علم ہو جانا' یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے۔ قریب اور دور کا اللہ کے لیے کوئی فرق نہیں ہے۔ ظاہر اور پوشیدہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ کے لیے ماضی اور مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ کے لیے ماضی بھی ویسا ہے جیسا کہ حال ہے۔

ان چیزوں میں کسی فقیر' کسی پیر' کسی مردے' کسی زندے' کسی نبی' کسی ولی کو شریک کرنا' یہ شرک ہے۔ اور ہمارے بریلوی بھائی اس میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ جی! نبی کو علم غیب ہے' بزرگوں کو علم غیب ہے۔ پیر کو پتہ لگ جاتا ہے کہ میری قبر پر مریدنی آئی ہوئی یا مرید آیا ہوا ہے۔ چڑی بیٹھی ہے یا چڑا بیٹھا ہے۔

اب یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ یہ صفت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اس قسم کا علم کہ ہر چیز کا پتہ ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَىْءٌ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ [3:آل عمران:5] کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔ ہر چیز کو وہ جانتا ہے۔ نہ کوئی چھپی ہوئی' نہ کوئی ظاہر' ہر چیز کا اس کو علم ہے۔ اس طرح قریب اور دور کا سننا اللہ کے لیے ایک ہی طرح کا ہے۔ وہ ہر چیز کی سنتا ہے۔ اب اگر یہی عقیدہ رکھا جائے' کسی پیر' کسی فقیر اور کسی ولی کے بارے میں تو یہ شرک ہے۔ اور آج مسلمان ان چیزوں میں ڈوبے ہوئے

ہیں۔

اللہ کی جو خاص صفات ہیں' ان صفات میں کسی کو شریک کرنا' یہ شریک ہے۔ اور ایسے ہی اللہ کے افعال میں۔۔۔ بعض کام اللہ کے خاص ہیں مثلاً' پیدا کرنا' عدم سے وجود میں لانا۔۔۔ یہ کام اللہ کے لیے ہی خاص ہیں۔ صحت اور بیماری' عزت اور ذلت یہ بھی اللہ ہی کے کام ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ لو وہ کہتے ہیں۔ وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ○ وَالَّذِىۡ يُمِيۡتُنِىۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡنِ [26:الشعراء:80-81] مارے گا بھی وہ اور زندہ بھی کرے گا' موت وہ دیتا ہے۔ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ [3:ال عمران :26] جسے چاہے بادشاہ بنادے اور جسے چاہے منٹوں میں اڑا دے۔

ابھی چند دن ہوئے' ڈی آئی جی صاحب' وہ جیلوں والے وہ پرانے شاگرد ہیں۔ وہ آئے ہوئے تھے وہ بتا رہے تھے کہ آخری دنوں میں بھٹو صاحب کو جب بتایا گیا' پہلے تو بتایا ہی نہیں گیا تھا اور جب ان کی بیوی نصرت بھٹو سے کہا کہ ان سے ملاقات کر لیں کہ یہ آپ کی آخری ملاقات ہے۔ یعنی ایک منٹ دیا گیا اور صاف صاف نہیں بتایا گیا کہ اب آپ کو پھانسی دی جائے گی۔ تو انھوں نے کہا کہ بھئی! جو قذافی نے اپیل کی تھی اس کا کیا بنا؟ وہ جو امریکہ والوں نے اپیل کی تھی اس کا کیا بنا' شاہ فیصل نے جو کہا تھا اس کا کیا بنا؟

سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اور دوسرے جو افسر تھے انھوں نے کہا یہ ان (اوپر والوں) کو معلوم ہے۔ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمیں جو آرڈر ملتا ہے' ہم اس کو آگے چلا دیتے ہیں۔ ہمیں تو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ بس اس کے بعد وہ اکیلے واکنگ کر رہے ہیں' جوش میں آگئے' غصے میں آگئے اور بول رہے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی مجھے پھانسی دے دے گا۔ میری کرسی اتنی مضبوط' مجھ میں اتنی طاقت' کرنل قذافی میرے اشاروں پر ناچے' فلاں میرے اشاروں پر ناچے' کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

لیکن اللہ کہتا ہے: تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ ایک منٹ میں اڑا کر رکھ دوں گا' اور ایک منٹ میں اٹھا کر تخت پر بٹھا دوں گا۔ یہ میری شان ہے۔ اصل بادشاہ تو میں ہوں۔ بادشاہ کا لفظ کسی کو زیب دیتا ہی نہیں ہے۔ حکومت تو ہے ہی میری اور کسی کو زیب دیتی ہی نہیں۔

بڑھاپا آ گیا' اب بادشاہ ہو۔ کوئی دشمن نہ ہو۔ لیکن بڑھاپا آ گیا' آپ بادشاہ کو پکڑ کر تخت پر بٹھا رہے ہیں۔ پکڑ کر اس کو آہستہ آہستہ اتار رہے ہیں۔ بے شک بادشاہ ہے' مگر کوئی مزہ ہے' کیا بادشاہی ہے؟ اب اسی طرح سے اور کوئی صورت دیکھ لیں۔ کوئی مزہ نہیں۔ اللہ اکبر! اسے بادشاہت زیب دیتی ہے جس کا کوئی مخالف نہیں ہو سکتا' جس کو کوئی خدشہ نہیں ہے' جسے کوئی ڈر نہیں ہے' جو جس کو چاہے تخت پر بٹھائے اور جس کو چاہے ہٹائے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ جس کو چاہے بادشاہ بنائے اور جس کو چاہے فقیر کر دے۔

یہ اللہ کا کام ہے۔ تو پھر بات کیا بنی۔ اسے خوب یاد کر لو۔ ہمارے نمازیو! جو جمعہ پڑھنے آتے ہیں اللہ کرے آپ کی نجات ہو جائے۔ آپ کے عقیدے درست ہو جائیں۔ آپ کے لیے راستہ بالکل صاف ہو جائے۔ آپ یہ نہ کہیں کہ بڑی سخت باتیں ہیں۔

واللہ! باللہ! یہ بڑی کھری باتیں ہیں۔ یہ قرآن وحدیث کی باتیں ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج کل کے زمانے کے لحاظ سے' آج کل کے ماحول کے لحاظ سے اس بگاڑ کے زمانے میں یہ باتیں بڑی عجیب سی آپ کو لگتی ہیں۔ لیکن حق یہی ہے۔ اسلام کی دعوت یہی ہے کہ اللہ کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اور جو شرک کرتا ہے اس میں ذرا بھر بھی ایمان نہیں ہے۔ بے شک وہ نماز پڑھے' بے شک وہ روزہ رکھے۔

ہم حج کے لیے گئے' اللہ اکبر۔۔۔ اب ہمیں تو پتہ ہے' اللہ نے علم دیا ہے' مجھے یہاں کے دو آدمی مل گئے' کراچی سے۔ اب پیسہ بھی خرچ کیا' ہوائی جہاز پر گئے۔ سب کچھ کر کروا کر پکے مشرک۔ وہ بات بات پر شرک کرتے۔ اب حج کرنے جا رہے ہیں' دل میں خیال آئے کہ ان سے کہیں کیا حج کرنے جا رہے ہو۔ لیکن کیا ہے؟ نام حج کا ہو جائے گا۔ ارے

سوچ! تیرا تو ویسے ہی کونڈا ہو گیا۔ اتنا روپیہ خرچ کیا لیکن اس کا فائدہ کچھ نہ ہوا۔

دیکھو ابو جہل وغیرہ طواف کرتے اور کہتے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ اِلاَّ شَرِیْکًا تَمْلِکُہ' وَ مَا مَلَکَ اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں' یہ کافر کہتے ہیں۔ لَبَّیْکَ میں آ گیا۔' تیرے گھر میں حاضر ہو گیا۔ یہ لبیک کا مطلب ہے۔ یا اللہ! میں آ گیا۔ تیرے گھر میں حاضری دی۔ لاَ شَرِیْکَ لَکَ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اِلاَّ شَرِیْکًا مگر یہ چھوٹے چھوٹے تَمْلِکُہ' وَ مَا مَلَکَ جن کا تو ہی مالک ہے۔ ان کو اختیار نہیں لیکن تو نے جو تھوڑا بہت دے رکھا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) جیسے وہ کہتے ہیں نا۔ کہ جی! فلاں ڈپو میں نے الاٹ کروالیا۔ اب ایک تولنے والا رکھا ہوا ہے' ایک حساب والا رکھا ہوا ہے' ایک بوریوں کی ڈیوٹی پر رکھا ہوا ہے۔

اب یہ بزرگ جی وہ ہیں جو تول کر دیتے ہیں' کسی کو کم دے دیں' کسی کو زیادہ دے دیں۔ اللہ تو ڈپو کا مالک ہے۔ دیکھو مشرکوں کی باتیں کیسی دلفریب ہیں' اچھا اب بتایئے کہ اگر وہ اپنی مرضی سے کم تول کر دینا شروع کر دے' کسی کو اور مالک کو پتہ لگ جائے تو وہ جوتے نہیں مارے گا۔ ہے نا بے وقوف۔ یعنی اللہ مالک ہے اور اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ اکبر۔۔۔!

قرآن پڑھ کر دیکھ لیں' میرے بھائیو! قرآن جیسا کوئی کلام نہیں ہے۔ یہ جو میں بول رہا ہوں یہ ساری باتیں قرآن کی روشنی میں ہو رہی ہیں۔ ایک دفعہ دیر ہو گئی' جبرائیل علیہ السلام نہ آئے' اللہ کے رسول ﷺ کے دوست تھے۔ اور دوستی لگ ہی جاتی ہے۔ جب کوئی سرکاری آدمی آئے اور بڑا اچھا پیارا' محبت کرنے والا' تو اس کے ساتھ دل لگتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام آتے تھے۔ آپ کے ساتھ بڑی دل لگی والی باتیں ہو جاتی تھیں۔ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام بڑی دیر کے بعد آئے تو آپ نے فرمایا اے جبرائیل! اتنے دن کیوں لگا دیا کرتا ہے؟ جیسے ہم کہتے ہیں اپنے دوستوں سے کہ کبھی آ جایا کر۔ بیٹھ جایا کر۔ چلتا

پھرتا نکل آیا کر۔ ذرا بیٹھ جایا کریں گے۔ وقت ذرا اچھا گزر جایا کرے گا۔

جبرائیل علیہ السلام سے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات کہہ دی فوراً سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کی طرف سے بلکہ پورے فرشتوں کی طرف سے کہا: وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلاَّ بِاَمْرِ رَبِّكَ [19:مریم:64] جب تک اللہ کا حکم نہیں ہوتا ہم نہیں اترتے۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔ فرشتے کوئی اپنی مرضی سے آتے ہیں؟ اور یہ کہتے ہیں کہ جی وہ تول رہا ہے' اس کی مرضی کم دے دے یا زیادہ دے دے۔۔۔ یہ داتا گنج بخش' خزانہ بخش دیتا ہے' ارے! خزانے کیسے بخش دیتا ہے۔ کہ اس طرح کہ ترازو اس کے ہاتھ میں ہے' ڈیو ٹھیک ہے کہ اللہ کا ہے۔ مگر ترازو اس کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے ایک دو پلڑے ویسے ہی دے دے۔ یہ مشرکوں کی باتیں ہیں۔

تو اللہ نے فرمایا: اے جبرائیل! کہہ دے وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلاَّ بِاَمْرِ رَبِّكَ جب تک اللہ کا حکم نہیں ہوتا' (ہم نہیں اترتے) اب دیکھو! جبرائیل کو اللہ کے رسول سے محبت۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جبرائیل سے محبت۔ بڑا ہی پیار۔ سچی محبت' دونوں سچے دوست' اچھا تعلق ہے۔ دونوں چاہتے ہیں کہ ملیں۔ لیکن اللہ کہتا ہے کہ نہیں جب میں اجازت دوں گا اسی وقت ملاقات ہو گی۔

میرے بھائیو! یہ اللہ پر ایمان لانا ہے۔ جب اللہ پر ایمان ہو جاتا ہے' پھر شرک کبھی قریب نہیں آتا۔ اور ہم تو سچی بات ہے کہ ان دوستوں کی حالت کو (جب دیکھتے ہیں) آج کل جو ان لوگوں کی حالت ہے اس کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ اللہ! یہ کیسے مسلمان ہیں؟ انھوں نے کیسا اسلام قبول کیا ہے؟ یہ شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انھیں پتہ ہی نہیں توحید کیا ہے' توحید چیز کیا ہے؟

اس لیے میرے بھائیو! سمجھو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ اپنی توحید کو درست کرو۔ اپنے عقائد کو درست کرو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! ہم دنیا کی زندگی گزار رہے ہیں' جب انسان دنیا میں آجاتا ہے' تو دنیا کی ذمہ داریاں بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ آخر کاروبار ہے' اولاد ہے' یہ سب صورتیں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے دین دے رکھا ہے۔ پہلا امتحان تو یہی ہے کہ آپ ریفرنس (Preference) کس کو دیتے ہیں' ترجیح اور تقدم کس کو حاصل ہے ؟ آپ کی زندگی میں ترجیح (Priority) کس کو ہے ؟ کیا دین کو آپ درجہ اول دیتے ہیں یا اور چیزوں کو۔ اگر آپ نے اور چیزوں کو درجہ اول دیا تو آپ نے دوسری چیزوں کو تقدم دے دیا۔ یعنی آگے کر دیا۔ دین کے مقابلے میں تو سمجھ لو کہ آپ فیل ہو گئے۔ پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ دین آپ کا ٹھیک نہیں رہے گا۔ پہلا قدم(Step) آپ کو یہ اٹھانا چاہیے کہ آپ اپنے دل سے یہ بات طے کر لیں کہ سب سے مقدم دین ہے۔

اب دیکھو نا۔۔۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خواب دکھایا' ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے۔ بیٹا نہیں ہے۔ دعا کرتے ہیں کہ اللہ مجھے بیٹا دے' اللہ بیٹا دے' بڑھاپے میں' بڑی بوڑھی عمر میں۔ اللہ نے بیٹا دیا بلکہ اسحاق علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں ہے کہ جب فرشتوں نے بیٹے کی خوشخبری دی تو صَكَّتْ وَجْهَهَا وہ ہنسی اور کہنے لگی' ہائے میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہو گا؟ آج تک تو میں بے اولاد ہوں۔ یعنی اس حال میں اللہ نے اسے بیٹا دیا۔

اب دیکھو! بیٹا ان کو کتنا پیارا ہو گا۔ ہم اولاد کے لیے کیا کچھ کرتے ہیں ؟ شادیاں کرتے ہیں' بڑے پاپڑ بیلتے ہیں' اور اگر بچہ ہو جائے تو چچہ چچہ کرتے ہیں۔ اللہ امتحان لیتا ہے کہ اب بچہ اس کو زیادہ پیارا ہے یا میں زیادہ پیارا ہوں۔ اس لیے اس سے ٹیسٹ لیتا ہے۔

اللہ نے اسی بیٹے کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس کو ذبح کر دے۔ یعنی وہ جو اتنی عمر میں بیٹا ملا ہے اس کو ذبح کر دے۔ بڑھاپے میں دعائیں کر کر کے بیٹا لیا' اللہ نے اس کے بارے میں کہہ دیا کہ اس کو ذبح کر دے۔ یہ کیا ٹیسٹ تھا؟ یہی تو تھا کہ آپ کو

اولاد زیادہ پیاری ہے' دنیا زیادہ پیاری ہے یا آپ کو اللہ کا حکم اور دین زیادہ پیارا ہے۔ آپ کس کو ترجیح دیتے ہیں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے کیا کیا؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ٹھیک ہے۔ بیٹا بڑا ہی پیارا ہے' بڑا ہی پیارا ہے۔ لیکن اللہ ہی تو بیٹے دینے والا ہے۔ اسی وقت تیار ہو گئے۔ چھری چلادی۔ اپنی طرف سے کام کر دیا۔ لیکن جب آنکھوں سے پٹی کھولی تو دیکھا بیٹا تو کھڑا ہے' ذبح ہی نہیں ہوا۔

حالانکہ بیٹے کو لٹایا ہوا ہے' چھری اس کے گلے پر چلا رہے ہیں' جب اپنی طرف سے چھری چلادی' چھری چل گئی۔ ذبح ہو گیا۔ پٹی کھول کر دیکھنے لگے تو دیکھا کہ دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے۔ اور بیٹا پاس کھڑا ہے۔ گنجائش تو بڑی تھی تاویل کرنے کے لیے' اپنے بچاؤ کے لیے' اپنے ڈیفنس کے لیے' گنجائش تو بڑی تھی کہ میں نے تو کام کر لیا ہے۔ چھری چلادی ہے۔ میں نے تو دنبے پر چھری نہیں چلائی تھی۔ اب آگے اللہ کا کام ہے۔ چلو اب کیا کرنا ہے۔ نہیں۔ دل میں خیال آیا او ہو! بیٹا تو کھڑا ہی رہ گیا۔ وہ تو کام ہی نہیں ہوا۔ دوبارہ تیار ہو گئے کہ بیٹے کو ذبح کریں۔

اور ہم بہانے تلاش کرتے ہیں' کوئی حیلہ بہانہ مل جائے' اللہ کے حکم کو ٹالنے کا۔
اصل میں جب دل بیمار ہوتا ہے تو آدمی سو بہانے تلاش کرتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيمَ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی۔ اے ابراہیم اِقَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا [37:الصافات:104-105] تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہے۔ تو پاس ہو گیا ہے۔ یہ تو ہمارا فضل ہے کہ ہم نے کانٹا بدل کر کچھ کا کچھ کر دیا۔ تو پاس ہے تو نے اپنا کام کر دیا۔

سو میرے بھائیو! پہلا ٹیسٹ تو یہ ہے کہ اگر آپ اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں تو اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیں کہ ٹھیک ہے کہ ہمیں اولاد کے لیے کچھ کرنا چاہیے' کچھ کرنا ضروری ہے' آپ کو اپنے لیے بھی بہت کچھ کرنا ضروری ہے۔ لیکن دین پر ترجیح نہ دیں۔ اور جب آپ دین کا زیادہ خیال رکھیں گے پھر ان شاء اللہ العزیز کیا ہوگا؟ آپ کو دین کی معلومات

ہوں گی۔ توحید آپ کی ٹھیک ہو گی۔ مسئلے مسائل سے آپ کو واقفیت ہو گی۔ ان شاء اللہ العزیز آپ کی گاڑی ٹھیک چلتی رہے گی۔

اور اگر آپ یہی حال رکھیں گے کہ جی! پڑھنا پڑھانا اور مسئلے مسائل تو مولوی کا کام ہے۔ ہماری بلا سے۔ ہم تو کھانے پکانے اور مزے کے لیے ہیں۔ جیسے ڈویژن آف لیول کا کام۔۔۔ کہ کوئی تقسیم کار ہوتی ہے۔ یعنی مولوی آپ پڑھے' اپنی اولاد کو پڑھائے۔ یہ ہماری لائن نہیں ہے۔ ہم تو اپنا دوسرا کام کریں۔ مولوی سے مسئلہ پوچھ لیں گے۔ یہ تصور عیسائیوں کے ہاں سے آیا ہے۔ یہ اسلامی تصور بالکل نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے عالم تھے اور مسلمان سارے ہی عالم ہوتے ہیں۔ ہر ایک کو مسئلے کا علم ہوا ہے' مسئلے سنتے ہیں' مسئلے پڑھتے ہی' ان کو علم ہوتا ہے ہر چیز سے پوری پوری واقفیت ہوتی ہے۔ اور ہم کیا کرتے ہیں؟ بس مولوی صاحب کے کندھے پر سارا بوجھ ڈالتے ہیں' کہ مولوی پڑھے مرے۔ یہ دوسری چیز ہے کہ آپ کے دل میں دین کا کوئی خاص خیال نہیں۔ یہ بات بہت بری ہے۔

سو اس لیے میرے بھائیو! میں یہ آپ سے بار بار عرض کرتا ہوں' ہم بڑا زور لگاتے ہیں' جمعہ میں بڑی کوشش کرتے ہیں' کبھی کسی انداز سے کبھی کسی انداز سے کہ آپ میں کچھ جوش پیدا ہو۔ آپ کی سمجھ میں دین کی باتیں آئیں۔ اور کھل کر میرے بھائیو! ڈھیلا ڈھالا مسلمان اللہ کو پسند نہیں ہے۔ مسلمان کو تو ننگی تلوار ہونا چاہیے' ڈٹ کر مسئلے مسائل میں بات کرے۔

اور پھر جو آدمی چھپتا ہے پتہ بھی اسے لگ گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ پھر شرماتا ہے۔ جھجکتا ہے۔ ڈرتا ہے' کہ لوگ کیا کہیں گے؟ جس نے یہ ڈر محسوس کیا کہ لوگ کیا کہیں گے؟ قیامت کے دن اللہ کہے گا کہ تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی تھی۔ لوگوں سے شرم آتی تھی۔

یزید بن عبدالملک کا خط گیا۔ اس کے گورنر کے پاس' گورنر اچھا نیک آدمی تھا۔ اس نے خط میں لکھا جو مال فے آئے' مال غنیمت آئے اس میں سے سونا اور چاندی میرے لیے

نکال دینا۔ اب جب گورنر اور امیر نے یزید کا یہ خط پڑھا اور ادھر سے مال بھی آ گیا۔ فا فٹ لوگوں کو بلایا' سونا چاندی پہلے تقسیم کیا۔ باقی مال بعد میں تقسیم کیا۔ اور بادشاہ کو جواب لکھا۔ کیا خط لکھا کہ تیرے خط سے پہلے اللہ کا خط آ گیا تھا۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ [8:الانفال:1] کہ مال غنیمت پر کسی کو کوئی حق نہیں' جیسے میں کہوں ویسے تقسیم کرنا' میں نے اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کر دیا ہے۔

یہ ہے زندہ ایمان کی بات کہ انسان کا دل زندہ ہے۔ ایمان موجود ہے۔ دیکھو' کیا اس نے مقابلہ کیا کہ تیری چٹھی بھی آئی اور اللہ کی چٹھی بھی آئی ہوئی ہے۔ اب میں تیری چٹھی کی قدر کروں اور اللہ کی چٹھی کی کوئی پرواہ نہ کروں۔

اور ہمارے ہاں دیکھ لو دفتروں میں جتنے یہ بابو' کلرک اور افسر ہیں بڑے ڈیوٹی فل ہوتے ہیں' اور وہ کہتے ہیں کہ افسر کے کہنے پر چلنا' اس سے تو ساری کمائی حلال کی ہو گئی اور اگر اس سے کوئی پوچھے جی! نماز پڑھتے ہو یا کوئی اور دین کا کام کرتے ہو۔ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا معنی یہ ہوئے کہ اصل میں بڑا افسر جو سب کچھ دیتا ہے' جو ہر چیز دیتا ہے اس کا تو بے وفا اور یہ جو عارضی حکومت ہے اس کا وفادار۔ تیرے جیسا غدار کون ہو سکتا ہے۔ یہ ساری سمجھنے کی باتیں ہیں۔

سو اس لیے میرے بھائیو! اپنے دلوں کو سمجھاؤ' اور یہ بہت ضروری ہے جھجکو نہیں' ڈرو نہیں' شرماؤ نہیں' اپنے دین کو صاف کرو اور کھل کر اعلان کرو' کھل جاؤ' اور بالکل کھل جاؤ۔ مسئلے کی تحقیق کرو۔ جب پتہ لگ جائے کہ یہ مسئلہ حق ہے تو پھر ڈٹ جائیں۔ بالکل پرواہ نہ کریں کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ اور یاد رکھو۔ یہ پیغمبروں کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول گزر گئے' قرآن بیان کرتا ہے۔ وَ وَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی [93:الضحی:8] اللہ نے تجھے بڑا ہی تنگ دست' غریب پایا' تیری شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کر دی' وہ بہت امیر عورت تھی۔ تیرا کام بھی بن گیا۔

خطبہ نمبر 85

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ اَ تَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ ط وَ اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

[المؤمن:40:28]

اللہ کی ذات بہت بڑی ذات ہے۔ اس نے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ اب آسمان ہمارے سامنے ہے' زمین ہمارے سامنے ہے اور کتنی بڑی بڑی مخلوقیں ہیں۔ اس کا انسان تصور ہی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ احادیث میں وضاحت ہے۔ وہ خدا ساری کائنات پر محیط ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بڑی بڑی چیزوں کا ذکر بار بار فرماتے ہیں تاکہ انسان کو اپنی

چھوٹائی کا اندازہ ہو جائے کہ میں کتنا چھوٹا ہوں اور کتنا بے حقیقت ہوں۔ یہ آسمان جو ہے دوسرے آسمان کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے۔ اسی طرح سے دوسرا تیسرے کے مقابلے میں اور پھر تیسرا چوتھے کے مقابلے میں حتیٰ کہ سات آسمان اور پھر یہ سب کچھ جو ہے ان کی عرش کے مقابلے میں کچھ حقیقت نہیں۔ عرش خدا کی ساری کائنات پر محیط ہے۔ اب اندازہ کرو انسان ان چیزوں کے سامنے کتنا چھوٹا ہے!

تو اللہ احکم الحاکمین بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہر اعتبار سے وہ بڑا ہے تو در حقیقت احکم الحاکمین وہی ہے۔ اسی کی حکومت کو ماننا اس پر ایمان لانا یہ ہمارے لیے کتنا ضروری ہے۔ ایک تو اس اعتبار سے بھی کہ اس سے بڑا کوئی بادشاہ نہیں اور ایک اس اعتبار سے بھی کہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ اس کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا ایک نام "القیوم" ہے۔ قیوم کے معنی یہ ہیں۔ ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا کہ اللہ نے ہی آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے۔ اس سے کہ وہ گر جائیں اور اپنے مقام سے ہٹ جائیں۔ اللہ نے ہی ان کو روک رکھا ہے۔ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ [35:الفاطر: 41] اور اگر یہ اپنے مقام سے ہٹ جائیں ۔۔ آسمان و زمین تو پھر کون ہے جو ان کو روک لے تھام لے ؟ تو اللہ ہی کی ذات ہے جس کے سہارے ہم قائم ہیں۔

لیکن انسان کی یہ بدبختی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے صرف نظر کئے ہوئے ہیں۔ اللہ کی طرف سے وہ آنکھیں پھیرے ہوئے ہیں اور ہمیشہ اپنی دنیا اپنا پیٹ اور یہ دنیا کی زندگی بس اسی کا خیال ہے اور یہ قطعاً خیال نہیں آتا کہ اللہ کتنا بڑا ہے ؟ سب کچھ ہمارا اس کے قبضے میں ہے۔ ہمیں اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ قرآن مجید میں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاَمَّا مَنۡ طَغٰیO وَ اٰثَرَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا O فَاِنَّ الۡجَحِیۡمَ ہِیَ

اَلْمَاْوٰی [79:النازعات:37-39] جس آدمی نے اللہ کا حکم نہ مانا اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی تو اس کے لیے جہنم ہے۔ اب جتنی بڑی وہ ذات ہے' اس اعتبار سے اس کی گرفت' اس کی سختی اور اس کا عذاب بھی بڑا ہے۔ اتنے بڑے حاکم کی بات نہ مانی جائے اور اس کے حکم کو ٹھکرا دیا جائے؟

اور ہم کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ لیکن کس قدر افسوس ہے کہ ہم اللہ کے احکام کو ٹھکراتے ہیں۔ کتنی دنیا غافل ہے؟ جنھیں کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کے کیا احکامات ہیں؟ اور ہم ان کو پیٹھ کے پیچھے ڈالے ہوئے ہیں۔ آخر وہ وقت آئے گا' خدا سامنے کر کے ہم سے پوچھے گا کہ تم نے میرے حکموں کو کیوں نہیں مانا؟ تو انسان کیا جواب دے گا؟ یہ وہ سوال ہے کہ جو انسان کو مسلمان بناتا ہے۔ انسان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی [75:القیامۃ:36] کیا انسان کا یہ خیال ہے میں اسے بے کار ہی چھوڑ دوں گا' میں اسے پوچھوں گا نہیں؟ جو اتنی روزی دیتا ہے۔ جس نے یہ زندگی دی ہے۔ اب دیکھو! جوانی ہے۔ انسان کس طرح سے پھرتا ہے' کاروبار کرتا ہے' عیش و عشرت کرتا ہے۔ اور دنیا کی نعمتوں سے محظوظ ہوتا ہے۔ آخر اللہ اس سے پوچھے گا نہیں کہ اے بندے! میں نے سب کچھ دیا تو نے کیا کیا؟ وہ وقت کتنا ہی سخت ہو گا۔ جب انسان خدا کے سامنے کھڑا ان چیزوں کی جوابدہی کرے گا اور اللہ اس سے سوال کرے گا کہ میرے حکم آتے تھے تو تو نے کیوں قبول نہیں کیے۔ اور میرے بھائیو! سارے پیغمبر دنیا میں یہی وعظ سناتے گئے۔ پیغمبر دنیا میں آئے ہی اس عہد کو یاد کروانے تھے۔ حدیث میں آتا ہے' اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' اور ان کی پشت سے جتنی بھی اولاد آنے والی تھی آخری انسان تک اللہ تعالیٰ نے سب کو باہر نکال لیا۔ بہت چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں۔ سب کے سب آدم علیہ السلام کے سامنے موجود تھے۔ اللہ نے ان سے پوچھا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ اب ظاہر ہے کون انکار کر سکتا تھا؟ سب نے کہا: قَالُوْا

بَلٰی[7:الاعراف:172]ہاں! کیوں نہیں۔ تو ہمارا رب ہے اللہ نے یہ عہد لیا۔
(مشکوۃ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر) اور پھر اس کے بعد اب
ہم اس کو بھول گئے کہ اللہ نے عہد لیا تھا۔ اب دنیا میں بھیج دیا ہے۔ اللہ نے کہا کوئی بڑی
بات نہیں ہے۔ انسان بھول جاتا ہے' اللہ نے عہد یاد کروانے کے لیے پیغمبر بھیجے۔ اللہ نے یاد
کروانے کے لیے کتابیں بھیجیں۔ اب کوئی آدمی یاد کروانے پر بھی نہ کرے' یاد نہ لائے اور ہوش
میں نہ آئے' خبردار نہ ہو اور خدا کو رب نہ مانے۔ اب اس کے بعد کوئی جواز نہیں۔

اللہ پوچھے گا کیا میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ "میں تیرا رب نہیں ہوں۔۔؟"
اللہ نے آدمی کو پیدا کرتے ہی جب یہ اقرار کروالیا اور پھر اس کی یاد دہانی کے لیے پیغمبر
بھیج دیے اور کتابیں نازل کر دیں۔ اب قیامت کے دن جا کر خدا جب یہ پوچھے گا اے
بندے! اتنا عہد تو نے پورا کیا تھا؟ تیرا عذر ہو سکتا تھا کہ یااللہ! میں بھول گیا۔ میں نے تو
پیغمبروں کے ذریعے اس کی یاد دہانی کروائی۔ کتابیں تیرے پاس بھیجیں۔ پھر بھی تو نے یاد نہ کیا۔
اب بتائیے کیا عذر ہے جو آدمی پیش کر سکتا ہے؟

کفر کا اور اسلام کا فرق اسی سے واضح ہوتا ہے کہ جو اللہ کی طرف سے غافل ہوتا
ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور جسے اللہ یاد ہے اور جو اپنی عملی زندگی میں اللہ کو کبھی نہیں
بھولتا کبھی نافرمانی نہیں کرتا سمجھو اس کا ایمان زندہ ہے۔ اور وہ مسلمان ہے۔ دنیا میں پیغمبر
آتے رہے ہیں۔ اور ان کی کافروں کے ساتھ یہی ٹکر رہی' پیغمبروں نے کافروں کو جگایا۔ اس
دنیا کی عیش و عشرت کی جو زندگی ہے اس میں تم سو نہ جاؤ' اس میں غافل نہ ہو جاؤ۔ اللہ کو یاد
کرو۔

پیغمبروں کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ کس پیغمبر کے ساتھ مقابلے نہیں
ہوئے۔ پیغمبروں نے ماریں کھائیں' بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں' کونسا پیغمبر ہے وَ ھَمَّتْ
كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ [40:المومن:5] ہر

امت نے یہ کوشش کی اپنے رسول کو پکڑ لیں' اس کو قتل کر دیں' اس کو مار دیں۔ یہ ہمیں کیوں جگا رہا ہے؟ جیسے باپ بچے کو اٹھاتا ہے صبح کے وقت بچہ کب پسند کرتا ہے کہ کوئی مجھے میری پیاری نیند سے اٹھائے۔ لیکن جو باپ ہمدرد ہے وہ تو لازمی اٹھائے گا کہ وہ اٹھے گا تو سبق کی تیاری کرلے گا۔ نہائے گا' نماز پڑھے گا' جہاں اس کو اپنی ڈیوٹی پر جانا ہے وہ چلا جائے گا۔ یہ تیار ہو جائے گا۔ تاہم جگانے والا اچھا نہیں لگتا۔ لیکن جب وہ جاگ پڑتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے کہ میں وقت پر جاگ پڑا۔ میں نے اپنی تیاری کرلی۔ میرا باپ میرا بڑا خیر خواہ تھا جس نے مجھے جگا دیا۔ ورنہ اگر وہ نہ جگاتا' میرے کتنے نقصانات ہوتے؟ کتنے میرے کام خراب ہو جاتے۔ بعد میں انسان کو احساس ہوتا ہے لیکن اس وقت جگانے والا اچھا نہیں لگتا۔

پیغمبر بھی لوگوں کو اچھے نہیں لگے۔ پیغمبروں نے لوگوں کو اس دنیا کی غفلت کی نیند سے جگایا لیکن ہمیشہ ٹکر ہوئی۔ ہمارے نبی ﷺ نے آپ کو معلوم ہے کتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ کافروں نے آپ کے ساتھ کتنی سختی کی۔ کیا چکر تھا؟ کوئی چکر نہیں تھا' کوئی لالچ نہیں تھا صرف ایک بات تھی کہ لوگو! میں تمھارے فائدے کے لیے آیا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان سے یہ کہا کہ آپ نے کبھی مجھے جھوٹ بولتے دیکھا ہے۔ سب نے کہا آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو پھر آپ نے فرمایا: جب تم مجھ پر اعتبار کرتے ہو' تو میں تمھیں آنے والے خطرات سے خبردار کرتا ہوں' ہوشیار کرتا ہوں لہذا سنبھل جاؤ۔ لوگوں نے کہا: ہے نا پاگل۔ اس کا دماغ (نعوذباللہ) خراب ہو گیا ہے۔ ہمیں اپنے سلسلوں سے ہٹا کر ایسی چیز کی طرف جو غیر مرئی (ان دیکھی) ہے' جو نظر نہیں آتی' کوئی اس کا سلسلہ نہیں' کوئی اور کچھ نہیں' یہ ہمیں کدھر لگا رہا ہے؟ ان کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ انھوں نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔

پھر اس کے بعد آپ پچھلے نبیوں کی طرف چلیں جائیں۔ ابراہیم علیہ السلام سے بھی ٹکر رہی۔ مستقل یہی ٹکر رہی۔ اللہ اکبر! ابراہیم علیہ السلام کے لفظ کیا پیارے ہیں

یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا

لابا سے کیوں بلاتا ہے؟ جو نہ سن سکے' نہ دیکھ سکے' نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکے؟ [19:المریم:42] تو ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور زندہ خدا کو تو نے چھوڑ رکھا ہے۔ اللہ اکبر! اس سے دیکھیے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ پکارنا اسے چاہیے جسے پتہ لگ جائے' جو سن سکے۔ جو دیکھ سکے' دیکھے ابراہیم علیہ السلام کا اصول اور کتنا بنیادی اصول ہے۔ يَا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ تو کیوں اس کی عبادت کرتا ہے؟ مَا لاَ يَسْمَعُ وَ لاَ يُبْصِرُ جو نہ سنے اور نہ دیکھے وَ لاَ يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا اور کوئی فائدہ تجھے نہ پہنچا سکے۔

اب ہم جو مزاروں پر جاتے ہیں۔ کوئی پاک پتن جا رہا ہے۔ کوئی لاہور جا رہا ہے' کوئی اجمیر جا رہا ہے' کوئی کہیں جا رہا ہے' آپ وہاں چلے جائیں۔ بالکل ابراہیم علیہ السلام والا جملہ وہاں دہرائیں۔ وہ آیت پڑھیں تو آپ کو حقیقت نظر آئے گی۔ اگرچہ وہ پتھروں کے بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان کو پکارتے تھے لیکن کیا سمجھتے تھے کہ یہ فلاں بزرگ کا بت ہے' یہ فلاں پیغمبر کا بت ہے۔ ہندوؤں کے ہاں اب بھی چلے جائیں ان کے جو بت ہیں وہ ان کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں دیوی ہے' یہ فلاں دیوتا ہے' ان سے مرادیں مانگتے ہیں' ان سے یہ ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ارے تم کیوں ایسے کو پکارتے ہو' عبادت کرتے ہو؟ جو نہ سن سکے' جو نہ دیکھ سکے' نہ کوئی فائدہ پہنچا سکے۔

اب قبر والے کے پاس جا کر جب کوئی کہتا ہے کہ میرا یہ کام کر دے' تو ابراہیم علیہ السلام کی زبان میں ارے تجھے یقین ہے کہ یہ سن رہا ہے؟ تجھے یقین ہے کہ یہ تجھے دیکھ رہا ہے؟ جو خود مر چکا ہے' گھر والوں نے مردہ سمجھ کر اسے دفن کیا ہے' اور تو اسے کہہ رہا ہے کہ میرے کام کر دے۔ وَ لاَ يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا یہ تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا رہا۔ ادھر اپنے رب کو دیکھو۔ کتنا بڑا انتظام ہے۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا انتظام ہے جو وہ تھامے ہوئے ہے۔ یہ سورج' یہ چاند' یہ زمین' یہ آسمان' یہ اتنی مخلوق' اتنے جاندار' اتنے بے جان' سب کو تھامے ہوئے ہے۔ تجھے وہ نظر نہیں آتا؟ تجھے وہ یاد نہیں آتا؟ تو اس کو چھوڑ کر اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے؟

جس کا بیکار ہو جانا جس کا اس وقت عاجز اور بالکل بے بس ہو جانا تجھے صاف نظر آرہا ہے؟

کبھی غور کریں ماں کبھی برداشت کر سکتی ہے کہ میں اپنے بیٹے کو قبر میں جا کر دفن کر دوں؟ وہ کب تیار ہوتی ہے؟ جب دیکھتی ہے کہ اب بیٹا گھر رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ دیکھ لو اب ماں لوگوں کے پاس جائے گی کہ میرا بچہ مر گیا ہے۔ چل کر قبر کھود دو' اپنے بیٹے کو دفن کروانے کے لیے کوشش کرے گی۔ لوگوں کے پاس جائے گی کہ میرا بیٹا مر گیا ہے' اسے دفن کر دو۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ جانتی ہے کہ اب یہ مر گیا ہے۔ اب یہ کسی کام کا نہیں رہا۔ نہ میں اس سے پیار کر سکتی ہوں کہ اس کو گلے لگالوں' نہ میں اس سے کام لے سکتی ہوں۔ اب یہ بے کار ہو چکا ہے۔ لہٰذا اسے دفن کر دیا جائے۔ بالکل ایسے ہی سوچیے! جن کو لوگوں نے دفن کیا' دفن ہی اس لیے کیا کہ اب یہ ہمارے کسی کام کا نہیں۔ بیوی یہ نہیں رکھ سکتا' بیوی بیوہ ہو جاتی ہے۔ اوروں سے نکاح کرتی ہے' اولاد کو یہ نہیں سنبھال سکتا' اولاد اس کے مرنے کے بعد آوارہ ہو جاتی ہے' بے کار ہو جاتی ہے۔ اس کی زمین' اس کی جائیداد پر گِھڑوے اڑاتی ہے۔ پھر کس طرح بربادی ہوتی ہے؟

لیکن یہ مشرک جو اللہ کو نہیں پہچانتا۔ جو اللہ کو نہیں جانتا۔ یہ بے وقوف وہاں جا جا کر ٹکریں مارتا ہے۔ اور کہتا ہے ہائے! مجھے یہ دے دے' ہائے مجھے یہ دے' میرا یہ کام کر دے' اللہ اکبر! مولوی احمد دین بیچارے فوت ہو گئے وہ کہا کرتے تھے اے مزاروں پر جانے والو! اگر وہ کچھ دے سکتا ہوتا تو وہ اپنی بیوی کو کبھی دوسروں کے پاس نہ جانے دیتا۔ ارے تم کو کچھ دے سکتا ہوتا' تمھارا کچھ سدھار سکتا ہوتا تو وہ اپنی بیوی کو کبھی کسی اور کے پاس نہ بھیجتا کہ وہ کسی اور کے ساتھ نکاح کر لے۔ یہ کبھی بھی بات نہ ہوتی۔ اب دیکھ لو آدمی کبھی بوڑھا بھی ہو جائے تو آدمی بیوی کو گھر سے جدا تو نہیں کر دیتا۔ جب تک وہ زندہ ہے۔ بوڑھا ہو جائے' کمزور ہو جائے' کچھ ہو جائے اسکی بیوی اس کے گھر میں رہتی ہے۔ اور جب مر جائے خواہ وہ جوان ہی ہو۔ اب بیوی عدت گزارے گی۔ چار مہینے دس دن۔ پھر اللہ اللہ خیر سلا۔ پھر جا کر کوئی اور خاوند اپنے نکاح میں کرے گی۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا کے معبود جن کو پکارتے ہو' وہ بیچارے عاجز ہیں' وہ

جب زندہ تھے' اسے تو وہ مجھ سے مانگتے تھے۔ اللہ اکبر! اب آپ سوچئے کون سا پیغمبر ہے جو خدا سے نہیں مانگتا تھا؟ رورو کر اللہ تعالیٰ سے مانگتے تھے۔ یا اللہ! تو دینے والا ہے' تیرے سوا کوئی دینے والا نہیں' ارے یہاں دیکھو اللہ میرا معاف کرے' شیطان نے ہمیں کس چکر میں ڈال رکھا ہے؟ کہ جو فوت ہو چکے ہیں ہم ان سے مانگتے ہیں' اور اگر کوئی ذرا نرمی برتے تو کہے گا کہ تو دلا دے۔ یا تو ڈائریکٹ ان سے مانگتے ہیں کہ تم دے دو۔ اور کوئی ذرا سی نرمی برتے گا تو وہ کہے گا یہ دے نہیں سکتے لیکن ان کی اللہ کے ہاں بڑی رسائی ہے۔ اللہ ان کی رد نہیں کرتا۔ اللہ سے کہو لڑکا دے دے۔ ہم اس مقدمے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ سے کہو کہ اس سے نجات دے۔ یہ بھی شرک ہے۔

اب آپ سوچیں اگر وہ اس قابل ہوتا تو گھر والے کبھی اسے مٹی میں دفن کرتے؟ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ فرض کر لیجئے گا میں کسی کام کا نہیں رہا۔ لیکن لوگ میرا لحاظ تو کرتے ہیں' خود میں کچھ نہیں کر سکتا لیکن لوگ میرا لحاظ تو کرتے ہیں کہ میں جس سے کہوں گا وہ کچھ میری شرم کرے گا۔ میرے بچوں کا کام کر دے گا' مجھے گھر والے اس وقت دفن کریں گے تو یہ تسلی کر کے کہ اب یہ بالکل کسی کام کا نہیں رہا۔ نہ خود کچھ کر سکتا ہے نہ کسی سے کروا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ بیچارہ بول نہیں سکتا۔

اب یہ مردہ ہے' مردہ ہوتا ہی اس وقت ہے جب بولنے سے بند ہو جائے' کسی سے حال پوچھنے جاؤ' بھئی کیا حال ہے؟ کمزوری بڑی ہے۔ آہستہ آہستہ بولتا ہے اور جب مر جاتا ہے تو بولنا بالکل بند کر دیتا ہے۔ پھر نہیں بولتا۔ دیکھ نہیں سکتا۔ بول نہیں سکتا' سن نہیں سکتا۔ کروٹ تک نہیں لے سکتا' حرکت نہیں کر سکتا۔ بلکہ پتہ کیسے لگتا ہے کہ آخری حالات میں ہے۔ جب وہ ڈاکٹر کو لے آئیں' حکیم کو لے آئیں۔ وہ آتے ہیں' اب تیری نبض دیکھتا ہے' کہ چلو اگر کمزوری میں وہ ہاتھ نہیں ہلا سکتا' ٹانگ نہیں ہلا سکتا' بول نہیں سکتا۔ نبض تو دیکھو! وہ نبض دیکھ کر کہتے ہیں کہ ابھی کچھ جان ہے۔ اور پھر جب دیکھتے ہیں اب ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ تو کہتے کہ مر گیا ہے۔ یعنی اتنی حرکت نہیں کہ نبض چل سکے تو چہ جائیکہ وہ زبان ہلا

سکے۔ وہ بولے 'دیکھیے' یا کچھ اور کرے اب تو اس کی نبض بھی بند ہو گئی ہے' یہ بالکل مر گیا ہے۔ یہ جب دیکھتے ہیں کہ مر گیا ہے تو اس کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں۔

آپ اندازہ کریں انسانوں کی ڈھٹائی کا' کہاں وہ زندہ خدا جو "الحی" بھی ہے اور "القیوم" بھی ہے۔ ساری کائنات اس کے سہارے زندہ ہے۔ اتنا زبردست خدا' اس کو چھوڑ کر لوگ کن کے پیچھے پڑ گئے ہیں؟ ان کے پیچھے کہ جن کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ زندگی بھی ختم ہو گئی' مردہ بھی ہو گئے' بے کار محض ہیں' اب ان میں سے کسی قسم کی سکت نہیں رہی' طاقت نہیں رہی' حتیٰ کہ گھر والوں نے مٹی میں ان کو دفن کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو جب ہم دفن کر چکے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں تم نے حضور ﷺ پر مٹی ڈالنا کیسے گوارہ کر لیا؟ تم نے حضور ﷺ کو مٹی میں دفن کرنا کیسے گوارہ کر لیا؟ اب انس رضی اللہ عنہ کیا کہیں؟ اب سمجھنے والا سمجھتا ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کو بھی مٹی میں دفن کر دیا گیا' قبر میں دفن کر دیا گیا۔ بیٹی باہر رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے: تم نے میرے بابا پر کیسے مٹی ڈال دی؟ لیکن سب چپ ہیں۔ (مشکوۃ' کتاب الفضائل والشمائل باب هجرة اصحابه عليه السلام عن مكة و وفاته)

ایک وہ وقت ہے کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں' بیت اللہ میں کافروں کو شرارت سوجھی کہ ان کو ذرا تنگ کریں' کہنے لگے بھئی! فلاں جگہ ایک اونٹ مارا ہے۔ انھوں نے (کافروں کے کسی قبیلے نے) اس کی ساری غلاظت وہاں پڑی ہے' اوجڑی بھی وہاں پڑی ہے۔ وہاں سے کسی طرح وہ اٹھا کر لاؤ۔ ان میں سے ایک وہ ظالم اٹھا کر لایا۔ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب سجدہ میں گئے تو لا کر اوپر رکھ دی۔ آپ کو پریشان کرنے کی خاطر' تنگ کرنے کے لیے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور گندی اوجڑی ان پر رکھ دی گئی۔ ایک بدبخت نے آکر دیکھا کہ آپ جب سجدے کی حالت میں ہیں (آپ کی پیٹھ پر رکھ دی'

ایسے ہی) عقبہ آیا اس نے اپنی چادر کو بٹ دیا اور رسی بنالی اور آپ کے گلے میں ڈال دی۔

اب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کافر بہت اکٹھے ہو گئے۔ آپ کو بہت پریشان کر رہے تھے۔ مجھ سے جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر مقابلہ کروں اور حضور ﷺ کو بچانے کی کوشش کروں۔ لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور گھس گئیں اور کافروں کو بہت سخت سست کہا اور ڈانٹا اور اپنے باپ کا دفاع کی کوشش کی۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء)

اب دیکھو! کافروں نے ذرا حرکت کی تو بیٹی برداشت نہ کر سکی۔ جہاں مرد جرأت نہ کر سکے تھے وہاں حضرت فاطمہ نے جرأت مندی کا مظاہرہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کفار نے حضور ﷺ پر بحالت نماز اوجڑی ڈال دی لیکن مجھے ان پر سے اسے ہٹانے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کفار کے مجمع میں گھس گئیں اور اپنے باپ کا بھرپور دفاع کیا۔ لیکن جب حضور ﷺ فوت ہو گئے تو وہ بھی چپ رہیں۔ لوگوں نے آپ ﷺ پر مٹی ڈال دی۔

اس سے کیا اندازہ ہوتا ہے؟ میرے بھائیو! اس سے حقیقت کو سمجھ لیں۔ آج دیکھ لیں کہ ہم مسلمانوں میں اس بات پر کتنا فساد برپا ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ یعنی اندازہ کریں کس قدر عجیب سی بات ہے کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ سب کچھ سنتے ہیں اور حتیٰ کہ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بیویاں آکر ملتی ہیں اور سارے کاروبار چلتے ہیں، سارے کا سارا سلسلہ چلتا ہے۔ آپ اب اندازہ کریں اگر یہ حقیقت ہو، یہ صحیح ہو، تو پھر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آپ کیا خیال کریں؟ اللہ نے حضور ﷺ کو دنیا میں اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو میرا پیغام پہنچائیں، لوگوں کو گمراہی سے بچائیں، لوگوں کو راہ راست پر لائیں، یہ راہ راست ہے لیکن اب دنیا گمراہ ہوتی جا رہی ہے۔ اور آپ مزے کے ساتھ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔

کس قدر دنیا میں کفر ہو رہا ہے، کس قدر دنیا میں شرک ہو رہا ہے۔ کس طرح

سے حضور ﷺ کا لگایا ہوا پودا اجڑ رہا ہے۔ اس کو ویران کیا جارہا ہے۔ برباد ہو رہا ہے۔ لیکن حضور ﷺ بیٹھے مزے سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اور بالکل کوئی حرکت نہیں کر رہے' ٹس سے مس نہیں ہو رہے' ہاں سلام سنتے جاتے ہیں' کمال یہ دیکھیے' لوگوں کا کہ جی حضور ﷺ زندہ ہیں' دلیل کیا ہے ؟ جب قبر مبارک پر جاؤ اور سلام پڑھو تو سنتے ہیں۔

ہم جدہ میں تھے اور جو ہوائی اڈے کے پاس مسجد ہے' وہاں کچھ دیر ٹھہرنا پڑا۔ نماز پڑھنے کے لیے وہاں گئے۔ شام کا ایک عالم تھا۔ اس نے نماز پڑھائی۔ وہاں کا جو مستقل عالم ہے وہ کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ اس سے تو میری پہلے بھی کچھ ملاقات تھی۔ واقفیت تھی' جب کہ وہ شام کا عالم بڑا ہی مشرک قسم کا تھا۔ اس نے نماز پڑھائی اور درس دیا۔ اور درس دیتے ہوئے یہی بات بیان فرمائی کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں' اور دلیل کیا ہے کہ وہ سلام سنتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا بہت بڑا مجمع ہے' وہاں یہ افریقی کالے بھی بہت تھے۔ میں نے ان کو وہاں دیکھا بڑے سخت اکھڑ قسم کے ہیں۔ یہ گمراہی ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے کہا: اگر حضور ﷺ سے جاکر سلام کہوں تو وہ سنتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ سلام تو وہ سن لیں گے۔ مجھے تم یہ تو بتاؤ کہ اگر میں یہ جاکر کہوں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت برباد ہو رہی ہے' شرک اور بدعت میں الجھی ہوئی ہے۔ تو حضور ﷺ میری یہ فریاد سنیں گے۔ اب وہ سوچنے لگا۔

اب سوچیے! یہ کیا زندگی ہوئی کہ اپنا سلام تو سن لیا اور میرا رونا تو سنتے ہی نہیں۔ جو زندہ ہوتا ہے کیا اس کا یہ حال ہوتا ہے ؟ لیکن عقل سے کون کام لے۔ عقل سے کام لینے والا ہی بچ جاتا ہے۔ اور جو عقل کو چھٹی دے دے' اور لوگوں کے پیچھے آنکھیں بند کر کے لگ جائے تو وہ کبھی بھی صحیح نہیں رہ سکتا۔ میرے بھائیو! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دیکھیں وہ نبی دنیا میں زندہ موجود ہو' اور وہ سب کچھ کر سکتا ہو تو پھر مسلمانوں کا یہ حال ہو۔ ہمارے کتنے مسائل ہیں جھگڑے ہیں کہ حضور نور تھے کہ بشر تھے' بریلویوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اکثریت ہے' جدھر چلے جاؤ' جہاں جہالت ہو گی وہاں بریلویوں کی تعداد بھی زیادہ ہو گی۔ اور یہ کیا کہتے ہیں ؟ حضور نور تھے بشر نہیں تھے۔ اور ہم بہت تھوڑے سے ہیں' ہم کیا کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ مر تے تو نہیں تھے اور حضور ﷺ وہاں زندہ ہیں' ہم یہاں لڑ مر رہے ہیں' وہ ہمیں کافر کہہ رہے ہیں اور ہم انھیں غلط کہہ رہے ہیں لیکن حضور ﷺ مزے کر رہے ہیں۔

دیانت داری سے بتایئے! حضور ﷺ اس غرض سے دنیا میں آئے تھے کہ لوگ گمراہ ہوتے چلے جائیں اور حضور ﷺ بالکل نہ بولیں۔ اور میرے بھائیو! ویسے بھی انسان عقل سے کام لے' سوچ سے کام لے کہ جب آپ دفن کر دیئے گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود ہیں' حضرت عائشہؓ وہاں موجود ہیں' وہ بیٹی اور یہ بیوی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی اور اور حضرت عائشہؓ بیوی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے خسر یعنی سورا بھی موجود تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود' سارے رشتے دار موجود ہیں' حضرت علیؓ موجود۔ لیکن ان سب کی موجودگی میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ لیکن آپ کو اس وقت دفن کیا گیا جب آپ فوت ہو گئے' زندہ کو دفن کون کر سکتا ہے ؟ کوئی تصور کر سکتا ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں' اور حضرت علی ﷺ موجود ہیں' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی حضور ﷺ کو زندہ ہی دفن کر دے۔ کوئی تصور نہیں کر سکتا۔ اب سوال یہ رہ گیا کہ جب دفن کیا تو ظاہر بات ہے کہ اس وقت حضور ﷺ فوت ہو چکے تھے۔ اور جب دفن کر دیا تو پھر پتہ کیسے چلا کہ حضور ﷺ زندہ ہو گئے ہیں۔

امر تسر کے ضلع کیر پور میں ایک گاؤں تھا جہاں ہم رہا کرتے تھے۔ قرآن مجید وہیں حفظ کیا۔ ہمارا ایک ہمارا ساتھی تھا جس کا نام ایوب تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اس کے بارے میں مختلف آراء تھیں: بعض کہنے لگے' یہ مر گیا ہے۔ بعض کہنے لگے اس پر سکتہ طاری ہے۔ اور اس قسم کی اس پر بندش ہو گئی ہے۔ کہ اس کی نبض بھی بند ہے تو خیر کچھ لوگ کسی حکیم کو بلانے کے لیے گئے۔ بعد میں یہ رائے پختہ ہو گئی کہ نہیں یہ مر گیا ہے۔ انھوں نے اس کو غسل دیا' اس کا جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا۔ جو لوگ حکیم کو بلانے کے لیے گئے تھے وہ کہنے

لگے کہ وہ مرا بالکل نہیں۔ قبر دوبارہ کھودی گئی اس لیے کہ اس کو سکتے کی بیماری تھی شاید وہ اسی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا ہو لیکن وہ زندہ ہو۔ قبر دوبارہ کھودی گئی اس پر امید پر کہ شاید ہمارا اپنا زندہ ہو اور وہ زندہ نکل آئے۔

اور ہم نے یہ کہاوت سی سنی ہوئی ہے کہ اس طرح سے ایک لڑکی کی نئی نئی شادی ہوئی۔ سکتے کے عالم میں تھی گھر والے سمجھے کہ وہ بیچاری مر گئی ہے۔ انھوں نے کہا اب ہم یہ زیور رکھ کر کیا کریں گے۔ زیور سمیت اس کو دفن کر دیا' کسی چور کو بھی اندازہ ہو گیا' اس کو بھی معلوم تھا کہ یوں دفن کیا گیا ہے۔ جو کفن چور ہیں جب انھیں یہ پتہ ہوا کہ وہاں ہزاروں کا سونا پڑا ہوا ہے وہ کب چھوڑیں گے۔ چنانچہ کسی چور نے قبر کھودی اور قبر کھود کر اس کی لاش کو نکالا۔ جو زیور اتر سکتا تھا اتار لیا لیکن پاؤں کی پازیب نہ اتار سکا۔ اس نے اس کو اتارنے کے لیے یہ جو پاؤں کا تھلہ ہے اس کو چھری سے کاٹنا شروع کر دیا۔ لڑکی کا سکتہ ختم ہو گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

آپ سوچیں کہ جب کسی کو وہم بھی ہو جاتا ہے کہ میرا باپ' میرا بیٹا ہم غلطی سے اس کو دفن کر بیٹھے ہیں وہ اندر زندہ ہے تو کوئی چھوڑتا ہے؟ کبھی نہیں چھوڑتا۔ لیکن دیکھ لو یہ سارا جہاں۔۔۔۔ یہ بریلوی سارے ہی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ زندہ ہیں۔ لیکن کسی کو درد نہیں اٹھتا کہ جا کر نکال لیں۔ اگر زندہ ہیں تو ان کی باہر زیادہ ضرورت ہے۔ جا کر نکال لو۔ لیکن کبھی نہیں۔ یہاں لڑائی کریں گے' ہمیں کافر کہیں گے کہ تم کہتے ہو وہ مر گئے ہیں' وہ تو قبر میں زندہ ہیں۔ یہ نہیں کرتے کہ جا کر وہاں درخواست دے دیں چلو یہ نجدی تو اب آئے ہیں' یہ وہابی کہے والے تو اب آئے ہیں ان سے پہلے تو شریف مکہ جو تھا اس کے قبضے میں مکہ تھا' مدینہ بھی اور وہ کٹر بریلوی تھا۔ اس وقت کام بڑی آسانی سے ہو سکتا تھا کہ حضور ﷺ کی قبر کھودی جاتی اور آپ کو نکال لیا جاتا۔

پھر کمال یہ ہے کہ دیکھیے! رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن فوت ہوتے ہیں' اور بدھ کے دن آپ کو دفن کیا جاتا ہے۔ آپ سوموار کو فوت ہوئے اور بدھ کے دن رات کے وقت آپ کو دفن کیا جاتا ہے۔ اتنے دن آپ باہر رہے۔ کوئی حرکت نہیں ہوئی کہ آپ زندہ

ہیں۔۔۔ میرے بھائیو! کیوں؟ صرف اس لیے کہ شیطان نے خدا کا مقابل اور شریک بنا کھڑا کرنا تھا۔ اگر وہ یہ کہیں کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے تو پھر یہ جتنے مزار ہیں ان میں دفن بزرگ جو ہیں وہ بھی مر گئے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام۔۔۔ اللہ اکبر!۔۔۔ کیا پیارا سبق سکھاتے ہیں؟ یَا اَبَتِ اے میرے ابا! لِمَ تَعْبُدُ اس کو کیوں پکارتے ہو؟ اس کی کیوں عبادت کرتے ہو؟ مَا لاَ یَسْمَعُ جو نہ سن سکے۔ وَ لاَ یُبْصِرُ اور نہ دیکھ سکے۔ وَ لاَ یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا [19:المریم:42] جو نہ فائدہ پہنچا سکے۔ یہ عبادت کے لائق کبھی نہیں ہو سکتا۔

اور پھر دیکھو! دلیل کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ (بخاری مع الفتح 311/2) آخر زندہ ہیں تو ہم ایھا النبی کہتے ہیں۔۔۔ میرے بھائیو! حضور ﷺ زندہ تھے تو حضور ﷺ بھی یہی پڑھتے تھے۔ یہ ایک بیان ہے یہ ایک Naration ہے جو پڑھایا جاتا ہے۔ جیسے اب امام نماز میں قرآن مجید اور یہ پڑھے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ [2:البقرۃ:278] یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس کے معنی کیا ہوئے؟ اے ایمان والو! اور پچھلے سارے بول پڑیں۔ ہاں جی! مولوی صاحب۔ آپ ہمیں آوازیں دیتے ہیں کیا بات ہے؟ کوئی نہیں بولے گا۔ کیوں؟ وہ جانتے ہیں کہ یہ پڑھ رہا ہے۔ ہمیں بلا نہیں رہا۔ یہ قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس طرح سے جب ہم تشہد میں پڑھتے ہیں اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وہ تعلیم دی گئی ہے۔ جو ہم پڑھ رہے ہیں۔ ورنہ ہم حضور ﷺ کو بلاتے نہیں۔ اگر یہ بلانے والی بات ہوتی تو جب صحابہ حضور ﷺ کے پیچھے یہ پڑھتے تھے اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ تو حضور ﷺ ضرور کہتے کہ وعلیکم السلام کہو بھئی! کیا بات ہے؟ لیکن نہیں' بالکل یہ بات نہیں ہے۔

سو یہ بات ضمناً آگئی' میں عرض کر رہا تھا۔ جتنے معبود بنائے گئے۔ سب نچلے درجے کے۔ حضور ﷺ کا درجہ سب سے اونچا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ معبود نہیں بن سکتے' اس لیے کہ فوت ہونے کے بعد وہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ زندہ ہوتے تو فائدہ کیا تھا؟ دین کا فائدہ تھا۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں۔ حالانکہ آج کل انسانیت کا بڑھاپا ہے۔ انسانیت زوال پذیر ہے۔ پہلے عمریں بہت لمبی لمبی ہوتی تھیں۔ ہزار ہزار سال معمولی بات تھی۔ اتنی لمبی لمبی عمریں ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کی عمر بھی 63 برس تھی۔ آج کل بھی ہمارے بوڑھے 90 سال 95 سال 100 سال یا 110 سال کے بعد فوت ہوتے ہیں۔ اتنی عمر پاکر ہمارے بزرگ فوت ہو رہے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی عمر 63 سال کی تھی۔ جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی عمر کیا زیادہ ہو گئی تھی؟ آپ بوڑھے ہو گئے تھے؟ نہیں بالکل نہیں۔ نہ ابھی اتنا بڑھاپا آیا تھا اور نہ ہی عمر زیادہ لمبی ہوئی تھی۔

آپؐ کو جو فوت کیا گیا تو کس لیے؟ قرآن مجید کی سورہ الفتح پڑھ کر دیکھیں اور پتہ لگائیں۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اے نبیؐ! جب اللہ کی مدد آجائے' جب مکہ فتح ہو جائے وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا اور تو دیکھے کہ لوگ اسلام میں دھڑا دھڑ داخل ہونا شروع ہو جائیں' جماعتوں کی جماعتیں مسلمان ہونا شروع ہو جائیں' جب مکہ فتح ہو جائے' اور تو دیکھے کہ عرب میں تیری آواز بلند ہو گئی ہے' اسلام پھیل گیا ہے' تو سمجھ لے کہ تیری ڈیوٹی پوری ہو گئی ہے۔ اب تو چل' آگے کی تیاری کر۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا تو تیاری کر۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا کے معانی کیا ہیں؟ اے نبیؐ! تو فارغ ہو جا۔ اور خدا کا ذکر کر اور تیاری کر۔ تیری رخصتی کا وقت قریب ہے۔ دنیا میں تو رہنے کے لیے نہیں آیا اور دنیا کوئی رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ تو دین پہنچانے کے لیے آیا تھا۔ اب جب وہ تیرا مشن پورا ہو گیا' تو دنیا میں رہنے کا کیا کام؟ یہ دنیا فتنوں کی جگہ ہے' مصیبتوں کی جگہ ہے' اب تیرا رہنا

یہاں ٹھیک نہیں ہے۔اب تو اپنی تیاری کر۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جب یہ سورت نازل ہوئی اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ جب اللہ کی مدد آجائے مکہ فتح ہو جائے۔ سارے عرب میں اسلام پھیل جائے اور تم دیکھ لو کہ لوگ اسلام میں قبیلوں کے قبیلے' جماعتوں کی جماعتیں داخل ہو رہی ہیں تو تم اللہ کی تسبیح کرو۔ اس کی حمد و ثنا کرو' اللہ سے بخشش مانگو۔ صحابہ بہت خوش ہوئے کہ اس سورت میں اسلام کی فتح' اسلام کے بول بالے کا اعلان ہے۔ لیکن ابو بکر صدیق ﷺ جب یہ سورت نازل ہوئی تو رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو بکرؓ اتنا کیوں رو رہے ہو۔ یہ سورت خوشی کی سورت ہے۔ اس میں فتح مکہ کا اعلان ہو رہا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تمھیں اندازہ نہیں ہے' تم سمجھتے نہیں کہ یہ سورت کیا بتا رہی ہے کہ نبی ﷺ تو رخصت ہونے والے ہیں۔ (تفسیر قرطبی' تفسیر سورة نصر) تو میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو دین سکھایا جائے۔

آپ مدینے چلے جائیں وہاں بہت تھوڑے لوگ ہیں جن کو مقامی کہا جا سکتا ہے ایسے لوگ خال خال ہیں۔۔ باقی وہ ہیں جو خلا سے آئے ہوئے ہیں' کچھ شیعہ ہیں جو اپنے گھروں میں ماتم کرنے والے ہیں۔ انتہائی درجہ غلو کرنے والے لوگ بھی وہاں موجود ہیں' شرک کرنے والے بھی ملتے ہیں۔ مدینے میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ حضور ﷺ اگر زندہ ہوں تو ان لوگوں کو یہ نہ بتائیں کہ یہ سب گمراہی کے کام ہیں۔ انھیں چھوڑ دو۔ اگر حضور ﷺ زندہ ہوتے بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جیسے اب فتنوں کا دور ہے' حضور ﷺ اگر زندہ ہوتے تو عورتوں کو مسجد میں نماز کے لیے جانے سے روک دیتے' عید گاہ میں نماز عید کے لیے جانے سے روک دیتے۔ (بخاری' مسلم' ابو داؤد کتاب الصلوۃ) اب اس سے کیا بات نکلی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھتی ہیں کہ آپ کی زندگی کا مقصد کیا تھا؟ برائیوں سے لوگوں کو روکنا' دین کی طرف لانا اور

خطرات سے آگاہ کرنا اور ہوشیار کرنا۔

اب اس حدیث سے ہمارے حنفیوں میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہ جائیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جیسے اب فتنے پیدا ہو چکے ہیں اگر حضور ﷺ زندہ ہوتے تو عورتوں کو روک دیتے۔ حالانکہ پوری حدیث کو پڑھا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دین مکمل ہو چکا ہے' اگر عورتوں کو روکنا ہوتا تو حضور ﷺ جب زندہ تھے روک دیتے۔ اب دین میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی کہ حضور ﷺ تو عورتوں کو مسجد میں جانے کا حکم دیں کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں' وہ جاکر درس سنیں وہ جاکر وعظ سنیں تاکہ ان کو دین کا پتہ لگے۔ لور ان سے جو لولاد ہو وہ بھی دیندار ہو۔ یعنی اس مقصد کے لیے حضور ﷺ نے حکم دیا تھا۔ لیکن اب دین میں کوئی ترمیم کرنے والا نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد وہ روک سکے۔ (بخاری و مسلم ابو داؤد 'کتاب الصلوۃ)

حضور ﷺ کے زمانے میں ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے کہ ایک عورت صبح کی نماز کے لیے مسجد میں جارہی ہے۔ اور راستے میں اسے کسی نے ہاتھ ڈال لیا' اس کی بے عزتی کی اور بھاگ گیا۔ اس کے بعد مغالطے میں ایک لور آدمی پکڑا گیا اور قریب تھا کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاتا اصل آدمی جو تھا وہ آگیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ گناہ مجھ سے ہوا ہے۔ (مشکوۃ کتاب الحدود) اس کے باوجود آپ نے عورتوں کو نہیں روکا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' مائی سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اور عورتوں کے بھی بیانات ہیں کہ ہم اندھیرے اندھیرے باجماعت نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد جایا کرتیں۔ حضور ﷺ صبح کی نماز اتنی جلدی پڑھاتے کہ ہم اپنے کپڑے اوڑھ کر جاتیں تو چاروں طرف سے نہ پہچانی جاتیں۔ یعنی اتنا اندھیرا ہوتا۔ (بخاری کتاب المواقیت ' باب وقت الفجر)

میرے بھائیو! جو بات میں بیان کر رہا تھا وہ یہ ٹھیک تھی کہ ہم اللہ کو نہ بھولیں۔

اللہ کون ہے ؟ اللہ سب سے بڑی ذات ہے۔ کوئی بادشاہ اس کے مقابلے کا نہیں۔ ہمارے دلوں میں حکومتوں کا ڈر ہوتا ہے' ہم حکومتوں کی وجہ سے اپنا دین برباد کر لیتے ہیں' ہم پولیس والوں سے ڈرتے ہیں' ہم حاکموں سے ڈرتے ہیں۔ اگرچہ یہ حاکم آپ کے سامنے ہیں۔ ان کی کیا حیثیت ہے ؟ ہم نہیں ڈرتے تو اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا: لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُوْرِهِمْ مِنَ اللّٰهِ اے مسلمانو! یہ منافق عبداللہ بن ابی یا یہ یہود تم سے زیادہ ڈرتے ہیں مگر مجھ سے اتنا نہیں ڈرتے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لاَّ يَفْقَهُوْنَ [الحشر:59:13] اس لیے کہ یہ بے وقوف ہیں۔ میں جو سب سے بڑا ہوں ان کے دلوں میں میرا خوف نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں انسانوں کا خوف ہے۔ آج ہمارا بالکل یہ حال ہے۔ ہم ہر چیز سے ڈرتے ہیں' اور ہر ایک سے ڈرتے ہیں' اور ہر ایک سے آس اور امید لگاتے ہیں لیکن نہ اللہ کا ڈر' نہ اللہ سے آس اور امید۔ یہ ایمان کی انتہائی کمزوری کی صورت ہے۔

انسانوں کے دلوں میں یہ ہونا چاہیے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کا خوف سب سے زیادہ دل میں ہو۔ اللہ ہی سب کچھ کرنے والا ہے۔ اسی سے آس اور امید لگانی چاہیے۔ کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ لیکن معاملہ ہمارا تو بالکل برعکس اور الٹ ہے۔

فرعون نے یہ فیصلہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دوں۔ فرعون کی قوم قبطی اور موسیٰ علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ خفیہ خفیہ مشورے ہوئے۔ یہ باتیں طے ہو گئیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے۔ اب قتل ہونا یا نہ ہونا یہ تو اللہ کی منظوری کے ساتھ تھا۔ بہر کیف فرعون کا یہ ارادہ ہے اور وہ اپنے مشیروں سے مشورہ کر کے یہ طے کرتا ہے کہ اس کی برادری کا' اس کی قوم کا ایک آدمی فرعون سے کہنے لگا سنیے! قرآن کی جو آیتیں میں نے پڑھی ہیں وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ الِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَه' فرعون کی آل کا' اس کے خاندان کا قریبی آدمی يَكْتُمُ اِيْمَانَه' وہ دل سے

مومن تھا۔ موسیٰ علیہ السلام پر وہ دل سے ایمان لا چکا تھا۔ لیکن ڈر کی وجہ سے اپنے دین کو ظاہر نہیں کرتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اب یہ سازش تیار ہو گئی ہے' پلان بالکل تیار ہو گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پلان جب تیار ہو گیا تو وہ کہنے لگا۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ [40:المؤمن :28] فرعون سے کہنے لگا کہ تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ؟ اسے اس جرم میں قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

تو اندازہ کریں آپ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سازش فرعون کرتا ہے۔ وہ مومن تازہ تازہ' نیا نیا مومن جو ابھی ایمان کو ظاہر بھی نہیں کر پایا۔ اس نے کیا سمجھا کہ موسیٰ اور فرعون میں کیا فرق ہے ؟ فرعون دنیاوی اعتبار سے بادشاہ ہے' تمام دنیا کی نعمتیں اس کو میسر ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام غلام قوم سے' بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے ہیں جن کو فرعون نے غلام بنا رکھا ہے۔ اس نے فرق کیا دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کیا کہتے ہیں رَبِّیَ اللّٰہُ میرا رب اللہ ہے۔ اور فرعون کہتا ہے کہ رب تو میں ہوں۔ تو دنیا میں یہی جنگ اور یہی چکر چلتا ہے۔ لوگ جب اس بات پر آتے ہیں جو کہ صحیح تصور ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے تو مشرک لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ وہ تو اس کو برداشت ہی نہیں کرتے۔ ایسے لوگ کیسا تصور پسند کرتے ہیں ؟ یہ کہ اللہ ہے تو سب سے اعلیٰ لیکن نبی بھی اس کا شریک ہے' ولی بھی اس کے شریک ہیں۔ اولیاء جو چاہیں کر لیں' نبی جو چاہیں کر لیں۔ نبی جو چاہیں کر لیں۔ یہ اسلام چل رہا ہے۔ اس اسلام کو وہ لوگ پسند کرتے ہیں۔

اب یہ عرس آتے ہیں۔ ان میں کیا ہوتا ہے ؟ لوگ ان خانقاہوں پر' ان مزاروں پر' ان روضوں پر جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں' چڑھاوے چڑھتے ہیں' باقاعدہ دو دو دن' تین تین دن' دس دس دن' پندرہ پندرہ دن عرس چلتے رہتے ہیں۔ اخباروں میں باقاعدہ چھپتا ہے کہ وزیروں نے پھول چڑھائے۔ ان کے اسلام کی تعریف ہوتی ہے کہ اتنے

لوگ آئے 'انھوں نے یہ کیا' انھوں نے یہ کیا۔ اور یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یعنی یوں سمجھا جاتا ہے کہ مزاروں پر جانا' خانقاہوں پر جانا' عرسوں کو بارونق کرنا 'اسلام کی خدمت ہے۔ اور یہ وجہ ہے کہ حکومت کے بڑے بڑے لوگ عوام کو خوش کرنے کے لیے چادریں چڑھا دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں کہ چلو بھئی! تم بھی چلے جاؤ۔ لوگ کہیں گے وہ بھی آیا تھا' وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہے۔

لیکن اگر آپ سوچیں کہ یہ بات عرسوں کی 'اسلام میں ہے ؟ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے ؟ کسی کے مزار پر جانا۔ سن لیجیے گا' خوب توجہ کے ساتھ اول تو جاتے ہیں کہ میں فاتحہ پڑھنے کے لیے گیا تھا۔ فاتحہ کا کوئی مسئلہ اسلام میں قطعاً نہیں ہے کہ کسی مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو۔ ہاں عام قبرستان میں جانا چاہیے۔ اپنے گاؤں کا ہو' اپنے شہر کا ہو' اپنے محلے کا ہو' عام قبرستان میں جائے۔ کسی غرض کے لیے جائے۔ دعا کے لیے نہیں۔ دعا تو مسجد میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اصل غرض قبروں پر جانے کی کیا ہے ؟ صرف "تذکرة الموت" موت یاد آجائے۔ خصوصاً جہاں اپنے قریبی رشتہ دار مدفون ہوں۔ وہاں جانے سے دل نرم ہوتا ہے کہ یہ میرے اباجی کی قبر ہے۔ یہ میرے بھائی کی قبر ہے۔ یہ میرے Colleague (ساتھی) کی قبر ہے' یہ میرے عزیز کی قبر ہے۔ دیکھو میرے ساتھ پھرا کرتا تھا۔ دونوں اکٹھے کھیلتے تھے' ہم دونوں اکٹھے پڑھتے تھے۔ یہ فوت ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں وقت کب آجائے ؟ تو قبرستان میں جانے کا مقصد کیا ہے ؟ موت کی یاد۔ دنیا سے بے رغبتی' آخرت کی تیاری کا تصور۔ صرف یہ غرض ہے چونکہ دل نرم ہوتا ہے۔ اس لیے جا کر ان کے لیے دعا بھی کر سکتا ہے۔

لیکن یاد رکھئے! کس قبر پر دعا جائز ہے۔ جو عام قبرستان ہوں' کسی بھی بزرگ کے مزار پر جانا ہی ناجائز ہے چہ جائیکہ وہاں جا کر دعا کرے۔ اس سے ان لوگوں سے مشابہت ہو جاتی ہے جو ان سے مانگتے ہیں۔ فرض کر لیجیے گا آپ کسی مزار پر کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہیں یا اللہ! اسے معاف کر دے' یا اللہ! اس بیچارے کی قبر کو کھول دے' اس کی قبر کو منور کر دے۔

اللہ! اس کا حساب آسان کر دے۔ جس طرح کسی قبرستان میں جا کر دعا کرنی چاہیے لیکن مزار پر جا کر یوں دعا کرنا' اس طرح تو سمجھنے والا یہ سمجھے گا کہ جس طرح میں اس سے بیٹا مانگتا ہوں یہ بھی بیٹا ہی مانگ رہا ہے۔ جیسے میں اپنی مرادیں پوری کروانے کے لیے آیا ہوں یہ بھی یہ کام کروانے آیا ہے۔

اس لیے کسی بھی مزار پر جانا ہے وہاں جا کر کھڑے ہونا' وہاں جا کر دعا کرنا' ہاتھ اٹھانا' یہ ان لوگوں سے مشابہت ہو جاتی ہے لہذا یہ قطعاً جائز نہیں۔ قبرستان میں جائے' عام قبرستان میں جس میں مسلمان مدفون ہوں' کوئی میلہ نہ لگتا ہو' وہاں جا کر آدمی دعا کر لے۔ ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے' کیوں؟ وہاں کسی کے ساتھ مشابہت نہیں ہو گی اور دعا بھی یہی ہے۔ یااللہ! ان کو معاف کر دے' یااللہ! ان کو معاف کر دے' یااللہ! ان کا حساب آسان کر دے' اللہ ان کے درجات بلند کر' اللہ ان پر مہربانی فرما' اس قسم کی دعائیں جو ہیں ان کے لیے کر سکتا ہے۔

میرے بھائیو! میں کیا عرض کروں۔ آج جو مسلمان ہے اس کی عقل دنیا کے بارے میں بڑا کام کرتی ہے۔ دنیا کے بارے اس کی عقل بڑی تیز ہے۔ لیکن دین کے بارے میں اس کی عقل بالکل چٹ ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر کسی کے گھر میں میت ہو جائے لوگ جاتے ہیں۔ کس غرض کے لیے جاتے ہیں؟ جیسے یہ شادیوں میں نیودرہ وغیرہ ڈالا جاتا ہے۔ کسی کے بچہ ہوا' کسی کی شادی ہے' ساری برادری جاتی ہے' وہاں دس دس روپے دیتی ہے' پچاس پچاس روپے بھی دیتے ہیں۔ آج کل مہنگائی ہے اس وجہ سے کچھ زیادہ ہو گئے ہیں۔ پہلے کچھ کم تھے۔ یہ لین دین باقاعدہ رجسٹر پر نوٹ ہوتا ہے۔ اب جب میرے ہاں کسی لڑکے یا لڑکی کی شادی ہو گی' تو برادری وہ بدلہ اتارنے کے لیے' وہ نیودرہ دینے کے لیے' میرے پاس آئے گی۔ اب جو نہ آئے وہ برادری کا مجرم ہے' اس کا منہ کالا' اس کو لوگ برا جانتے ہیں۔

لوگوں نے بالکل یہی سمجھ رکھا ہے کہ اگر تو کسی کے مرنے پر نہیں جائے گا تو تیرے گھر بھی وہ نہیں آئے گا۔ تو بھی جا کر اس کا منہ جھلس دے' جھوٹے سچے ہاتھ اٹھا لے۔ اب یہ جاتا ہے' ایک گیا' ہاتھ اٹھائے' دوسرا گیا' ہاتھ اٹھائے' تیسرا گیا ہاتھ اٹھائے

چوتھا گیا' ہاتھ اٹھائے۔ ایسی اس کی Exercise کرواتے ہیں۔ پتہ نہیں کتنی دفعہ ہاتھ اٹھائے۔ دل سے تنگ ہے' زبان سے کہتا نہیں کہ جانے دو' اب بس کرو' تو میں تنگ آ گیا ہوں۔ وہ تنگ ہو یا نہ ہو یہ تو بدلا چکا رہا ہے۔ یہ رسمی سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ رسم ہے۔ اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ دیکھیے اگر آپ عقل سے کام لیں گے تو لازمی آپ اسے Appriciate (سراہیں) کریں گے کہ اسلام کی صحیح تعلیم یہ ہے۔ کہ جس گھر میں کوئی فوتگی ہو جائے' کسی کے گھر میں مرگ ہو جائے' کوئی فوت ہو جائے تو ان کے گھر جانا چاہیے' یہ اسلام کی تعلیم ہے۔

لیکن عقل سے سوچیے اور اسلام کا حکم دیکھیے کہ کس لیے جانا چاہیے۔ لفظ چلتا ہے۔ اب بھی "تعزیت" کے لیے جس کے گھر میں فوتگی ہو جائے' اس کے گھر میں جانا چاہیے کس لیے؟ تعزیت کے لیے۔ اب تعزیت کسے کہتے ہیں؟ تعزیت کے معنی عربی (عزّٰی یَعزّٰی تَعْزِیَۃ) تسلی دینا' حوصلہ دینا صبر کی تلقین کرنا۔ یہ تعزیت کے معنی ہیں۔ جس گھر میں کوئی فوت ہو جائے تو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ اگر باپ مر گیا ہے تو اولاد بیچاری دل برداشتہ ہے۔ حکم ہے جاؤ جا کر ان کے پاس بیٹھو۔

تین وقت کا کھانا کھلاؤ کہ ان کو صدمہ ہے۔ ارد گرد کے جو پڑوسی ہیں وہ کھانا کھلائیں کیونکہ ان کو صدمہ ہے۔ وہ کھانا پکا نہیں سکتے' ان کا دل نہیں کرے گا' وہ بھوکے رہیں گے۔ ان کے بچے پریشان ہوں گے۔ پڑوسیوں کو چاہیے کہ ان کو کھانا کھلائیں۔ ان کے گھر جائیں۔ ان کو تسلی دیں' ان کو حوصلہ دلائیں۔ صبر کی تلقین کریں کہ تیرا باپ فوت ہو گیا۔ میرا دوست تھا' میرا ملنے والا تھا۔ بیٹا مجھے باپ سمجھنا۔ جب تجھے کوئی ضرورت ہو میرے پاس بڑی خوشی سے آ جانا' میں تیرے ساتھ اچھا سلوک کروں گا۔ اس قسم کی باتیں کہہ کے اس کو تسلی دی جائے۔ یہ ہے "تعزیت"۔ فوتگی والے گھر میں جانا فوت شدگان کے لواحقین کو تسلی دینے کے لیے ہوتا ہے۔

لیکن ہم کیا کرتے ہیں؟ وہاں دعا جا کر کرتے ہیں اور یہ اسلام کی تعلیم نہیں اور

اس دعا کا فائدہ بھی کچھ نہیں۔ خطبہ چل رہا ہے' ہر قسم کی سیاسی باتیں ہو رہی ہیں اور اس دوران دعا کے لیے ہاتھ بھی اٹھائے جا رہے ہیں۔ دعا کے معاملے میں تو اللہ میرا رحم کرے بہت افراط ہو چکی ہے۔ آپ دیکھتے نہیں مسجدوں میں پانچوں نمازوں کے فرائض کے بعد فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے جاتے ہیں۔ اور یہ مولوی کیا دعا کرتے ہیں۔ بجائے قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ [3:آل عمران:26] سے شروع کرنے کے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ (رواہ المسلم) سے شروع کرتے ہیں (جبکہ وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ والے الفاظ من گھڑت ہیں) حالانکہ یہ عام کلمات ہیں' یہ دعائیہ کلمات نہیں ہیں۔ اس کو پڑھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ دعا ہے۔ ہاتھ اٹھانے کی بس عادت پڑی ہوئی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے نماز پڑھی اور دعا کرنے لگا۔ شروع سے ہی یا اللہ! میرا یہ کام کر دے یا اللہ! میرا یہ کام کر دے' جو ضرورت تھی وہ مانگنے لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے جلدی کی' یہ ٹھیک نہیں۔ تجھے دعا کرنی چاہیے تھی ایسے دعا کرتا کہ پہلے اللہ کی تعریف کرتا اور نبی ﷺ پر درود بھیجتا اور پھر اس کے بعد جو اپنے لیے مانگنا تھا مانگتا۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبی و فضلھا) اب آپ چلے جائیں مسجدوں کے اماموں کو دیکھ لیں۔ کبھی ان کی دعا میں حمد و ثنا نہیں ہو گی۔ اللہ کی تعریف اور پہلے درود شریف بالکل نہیں ہو گا۔ اور پھر اس کے بعد مانگنا تھا۔ اس کے لیے باقاعدہ طریقہ ہے کہ انسان مرحلہ بہ مرحلہ (Step by Step) چلے۔ پہلے اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور آئندہ کے لیے اپنے خدا سے معافی مانگ کر اپنی اصلاح کا عہد کرے۔ پہلے پچھلا معاملہ صاف کرے۔ پچھلا قرض چکائے اور خدا سے عہد کرے' پھر دیکھے' دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

اور میرے بھائیو! یہ دین تو اب رسمی بن گیا ہے۔ کوئی حقیقت نہیں ہے' اب

لوگوں کی دنیا کی طرف سے بھی یہ حالت ہوتی جارہی ہے کہ جب آپ کھری چیز کے طالب نہ ہوں تو پھر کھوٹی چیز پر ہی گزارا کرنا پڑتا ہے۔ دیکھیں' دودھ اب خالص ملتا ہے کہیں ؟ اب لگ گئے ہم ڈبے کے دودھ پر۔ جب خالص ملنا مشکل ہو گیا' ہم نے کہا چھوڑو نہیں ملتا تو نہ سہی' ڈبے کا ہی سہی۔ ڈبے پہ لگ گئے۔ اصلی اسلام جب نہیں چلتا تو نقلی اسلام پر لگ گئے۔ یہ لوگوں کی فطرت ہے۔

گھی دیسی پہلے خالص ملتا تھا۔ عام استعمال ہوتا تھا۔ لیکن ڈالڈے کی ملاوٹ ہونے لگی۔ لوگوں نے پسند نہ کیا کہ یہ ملاوٹی گھی ہے۔ اور دوسری سائیڈ پر ترقی ہوتی گئی۔ وہ ترقی کرتے گئے۔ انھوں نے کھل کر ڈالڈا بنانا شروع کر دیا۔ تو لوگوں نے سوچا اس ملاوٹی کی کیا ضرورت ہے تم بھی ڈالڈا کھاؤ۔۔۔ اب دیکھ لو لوگ ڈالڈے پر ایسے قانع ہو گئے' ایسے مطمئن ہو گئے' کہ اب دیسی کا نام ہی نہیں لیتے۔ اب ڈالڈا چل رہا ہے۔ ارے پھر کمال یہ ہے کہ ڈالڈا کھانے کے بعد دیسی گھی کھانے کے لائق آدمی رہتا ہی نہیں۔ ڈالڈا کے اندر ایسے اجزاء ہیں' ایسی سٹیج سے گزرتا ہے' جب بنتا ہے تو ایسی سٹیج سے گزرتا ہے کہ جو ایک مرتبہ اس کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر وہ دیسی نہیں کھا سکتا۔ اس میں کاسٹک سوڈا بھی استعمال کیا جاتا ہے جو معدہ کے لیے بہت خطرناک ہے' معدے کو بالکل بیکار کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ مستقل ڈالڈا استعمال کرتے ہیں وہ دیسی گھی ہضم کر سکتے ہی نہیں۔ اور اسی لیے ڈاکٹرز کہتے ہیں جی مکھن بند کر دو' اب مکھن بالکل نہ دو۔ مکھن کو بھی کبھی کسی نے بند کیا تھا' دیسی گھی کو کبھی کوئی بند کرتا تھا؟ جب دیکھ لیا کہ اب ڈالڈے کا استعمال عام ہے۔ اہلیت' صلاحیت ختم ہو چکی ہے' تو ڈالڈے پر ہی کام چلتا ہے اور دیسی استعمال ہو سکتا ہی نہیں۔

میرے بھائیو! بالکل اسی طرح سے یہ خالص دین تھا۔ جب مولویوں نے ملاوٹ شروع کر دی' لوگ دین کو چھوڑ کر قومی' سوشلسٹ' کمیونسٹ ہو گئے اور اسلام کی چھٹی کروا دی۔ یہ ڈالڈا دین ہے۔ ڈالڈا مذہب چلتا رہا' چلتا رہا اور اتنی ترقی کر گیا کہ اب وہی چھا رہا ہے۔ جسے دیکھ لو بریلوی' جسے دیکھ لو شیعہ۔ یہ اب ڈالڈا اتنا عام ہو گیا ہے کہ اب اگر آپ ان کو خالص دین پیش کریں تو وہ ان کو ہضم ہی نہیں ہو گا' وہ برداشت ہی نہیں ہو گا۔ انھیں یہ

دین اپنانا بڑا مشکل ہے۔ جیسے ڈالڈا کھانے والے کو دیسی کھانے سے جلاب لگ جاتے ہیں' وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہتا ہے جی! میں تو مر جاؤں گا' میں تو نہیں بچ ہی سکتا۔ چنانچہ لوگ اس پر اکتفا کر رہے ہیں' اب اس ڈالڈے پر چل رہے ہیں۔

میرے بھائیو! یہ ڈالڈا اور دیسی گھی تو دنیا کی مثال ہے' دنیا کا دھندا ہے۔ اس کے کھانے سے زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟ یہی کہ آدمی مر جائے گا۔ ڈالڈا کھائے گا' پیٹ چھلنی ہو جائے گا' معدہ بے کار ہو جائے گا' انجام کار موت آجائے گی۔ لیکن اگر دین ڈالڈا ہوا' مذہب ڈالڈا ہوا' اور ڈالڈا ہی استعمال کرتے گئے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ میرے بھائیو! نتیجہ یہ نکلے گا کہ آدمی دوزخ میں جائے گا۔ جنت کبھی نصیب نہیں ہو گی۔ دیکھیے! ہماری انتہا کیا ہے؟ ہمارا گول کیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا۔ ہم جو اس دین پر چل رہے ہیں، اس کا کیا مقصد ہے؟ یہ کہ جب ہم اس دنیا سے جائیں تو ہم محمد ﷺ کی امت میں سے اٹھائیں جائیں۔ بس جا کر حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں۔

یاد رکھیے! کوئی شخص اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک پہلے حضور ﷺ سے مل نہ لے۔ آپ نے فرمایا: کسی نبی کو اللہ نے حوض کوثر عطا نہیں کی۔ یہ شرف صرف مجھے حاصل ہو گا کہ میں حوض پر بیٹھا ہوں گا۔ میری امت کے لوگ میرے پاس آئیں گے۔ جو جنت میں جائیں گے' میں ان کو اپنے ہاتھ سے پانی پلاؤں گا۔ جیسے باپ اپنے بیٹے کو چلو سے پانی پلاتا ہے۔ اب جو میرے ہاتھ سے پانی پیئے گا وہ پریشان نہیں ہو گا۔ آرام سے وہ جنتوں میں جائے گا۔ لیکن جن کا مذہب ڈالڈا ہوا' فرمایا میں پانی پلا رہا ہوں گا' لوگ میرے ہاتھ سے پانی پی پی کر جا رہے ہوں گے تو میں کیا دیکھوں گا کہ ایک طرف لاٹھی چارج ہو رہا ہو گا۔

صحابہؓ نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہاں تو سارے لوگ ہوں گے آدم سے لے کر آخری انسان تک۔ میدان حشر میں سب ہی لوگ ہوں گے' آپ ﷺ اپنی امت کے لوگوں کو جن کو آپ نے پانی پلانا ہے کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ان کی ایک خاص نشانی ہو گی جس کی وجہ سے میں ان کو پہچان لوں گا۔ تمام امتوں میں سے اپنی امت کو

اس نشانی کے سبب پہچان لوں گا۔ آپ نے مثال دی جیسے تمھارا کوئی جانور ہو جسے تم نے ریوڑ میں چھوڑ دیا ہو۔ گھوڑوں کا ریوڑ ہے' بکریوں کا ریوڑ ہے' بھینسوں کا ریوڑ ہے' گائیوں کا ریوڑ ہے اور تم نے اپنا جانور اس ریوڑ میں سے پہچان سکتے ہو کہ نہیں۔ صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اپنا جانور فوراً پہچان لیں گے۔ فرمایا میں بھی اپنی امت کے لوگوں کو اسی طرح پہچان لوں گا۔

یا رسول اللہ ﷺ وہ نشانی کیا ہے؟ فرمایا نشانی یہ ہو گی جو میرے امتی ہوں گے' جن کو میں نے پانی پلانا ہے غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ ان کی پیشانی' ان کے دونوں ہاتھ' ان کے دونوں پاؤں چمکتے ہوں گے' ان کی خاص چمک ہو گی۔ ان کے یہ اعضاء چمکتے ہوں گے۔ کیوں؟ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ وضو کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمک رہے ہوں گے۔ اور کسی امت کی یہ نشانی نہیں ہو گی۔ میں اپنی امت کو اس خاص علامت سے پہچانوں گا۔ (صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ) اس سے آپ اندازہ کر لیں جو نماز نہیں پڑھتا' ظاہر ہے کہ وضو بھی نہیں کرتا اور جو وضو نہیں کرتا اس کے ہاتھ پاؤں کیسے چمکیں گے؟ لہذا بے نماز تو آپ کی امت میں ہی نہ رہے' وہ تو بالکل گئے۔

اچھا اب جو دوسرے نمازی ہیں مسلم شریف کی حدیث ہے۔ میں یہ کوئی بات ہی نہیں بنا رہا بلکہ لفظ بلفظ حدیث سنا رہا ہوں۔ فرمایا میں پہچان پہچان کر پانی پلاؤں گا۔ لوگ میرے ہاتھ سے پانی پیتے جائیں گے' دھڑا دھڑ لوگ آتے جائیں گے۔ ایک ہجوم ہو گا میں کیا دیکھوں گا کہ ایک طرف لاٹھی چارج ہو رہا ہے۔ ان کو مار مار کر پیچھے ہٹایا جا رہا ہے۔

مجھے رحم آئے گا اور میں کہوں گا کہ ان کو آنے دو' یہ تو میرے ہیں' یہ تو یہاں پانی پئیں گے' فرشتے کہیں گے اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اے نبیؐ! یہ ڈالڈا کھاتے تھے' تجھے پتہ نہیں انھوں نے بعد میں دین کو' مذہب کو ڈالڈا بنا دیا۔ یہ مسلم شریف حدیث ہے اور مشکوۃ شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ تو نہیں

جانتا۔ مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ انھوں نے تیرے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں شامل کر دیں۔
انھوں نے دین کو ملاوٹی کر دیا۔ ان کا مذہب یہ تھا۔ پھر حضور ﷺ کیا کہیں گے۔ سُحْقًا
سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ لعنت ہو اس پر' لعنت ہو اس پر جس نے میرے بعد میرے
دین کو بدل دیا۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق
باب الحرص و الشفاعۃ)

میرے بھائیو! دنیا کا یہ ڈالڈا کھالو' تو زیادہ سے زیادہ آپ کے پیٹ کو نقصان پہنچے
گا۔ آپ کا معدہ خراب ہو گا لیکن اگر مذہب آپ کا ڈالڈا ہو گیا' مذہب آپ کا ہنا سپتی ہو گیا تو
اس کا انجام آخرت میں دوزخ ہو گا۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر86

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلاَّ اَنْ تَاْتِیَھُمُ الْمَلاَئِکَۃُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّکَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لاَ یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْرًا ، قُلِ انْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ [6:الانعام:158]

یہ دنیا کا نظام جو اللہ نے بنایا ہے بہت ہی پر فریب ہے لیکن اس کی بھی ایک مدت ہے۔ جب اس کی مدت ختم ہو جائے گی' اس کی عمر پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس سارے نظام کو درہم برہم کر دیں گے۔ اور یہ کب ہوگا؟ جب قیامت آئے گی۔ قیامت اس دنیا کا اکھاڑ پچھاڑ ہے۔ اس دنیا کا ردوبدل ہے۔ یہ سورج' یہ چاند' یہ آسمان اور یہ زمین' کوئی چیز اپنے مقام پر' اپنے ٹھکانے پر' اپنی حالت پر نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ان سب میں تغیر و تبدل کر دے گا۔ جیسے چاہے گا خدا ان کو بدل دے گا۔

دنیاوالے اس دنیا کی Settings کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ یونہی چلی آرہی ہے۔اور یونہی چلتی رہے گی۔ پتہ نہیں یہ سلسلہ کب سے شروع ہے اور پتہ نہیں کب تک جاری رہے گا کیونکہ ایک عرصے سے ہر کام ہو رہا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔اس کو دیکھ کر لوگوں کو آخرت کا یقین نہیں آتا۔ لیکن اگر انسان عقل سے سوچے' غوروفکر کرے تو بھی انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا کی ایک عمر ہے۔اس کے بعد یہ دنیا فنا ہو جائے گی۔

قرآن اور حدیث تو بہت واضح طور پر یہ بات کہتے ہیں کہ دنیا یونہی نہیں چلتی رہے گی۔اس کی بھی ایک مدت ہے' اس کی بھی ایک عمر ہے۔ فرمایا: یہ لوگ جو قیامت پر ایمان نہیں لاتے آخرت کو نہیں مانتے' کیا یہ قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ آئے گی تو پھر ہم مانیں گے۔ عقل سے یہ نہیں سوچتے' ہمارے کہنے سے یہ نہیں مانتے۔ قرآن نے یہ بات بار بار دہرائی ہے' پیغمبروں نے اس بات کو خوب سمجھایا ہے لیکن پھر بھی لوگ ایمان نہیں لاتے تو آخر کس چیز کا انتظار ہے؟ تو اس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: هَلْ يَنظُرُونَ اِلاَّ اَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلآئِكَةُ کہ جو کافر ہیں وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ فرشتے آئیں تو ہم پھر ایمان لائیں گے۔ ایمان بالغیب ان کو اچھا نہیں لگتا' جس پر ان کو کچھ مل سکتا ہے۔ ان کی کامیابی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ فرشتے ہمارے سامنے آئیں' خود اللہ آئے' یا اس کی کوئی ایسی بڑی نشانی آئے جس سے ہم مجبور ہو جائیں۔ پھر ہم ایمان لے آئیں گے۔ ورنہ ہم ایمان نہیں لائیں گے۔اور انسان کمزور تو بہت ہے۔ آپ جانتے ہیں دیکھتے ہیں کہ انسان جتنا کمزور ہے اور تو کوئی بھی نہیں ہے۔انسان بہت کمزور ہے۔ مگر اس کو اپنی کمزوری کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب یہ پھنس جاتا ہے۔ویسے یہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے۔ بہت اونچا سمجھتا ہے۔

چنانچہ دیکھ لو سائنس دان کیا سوچ رہے ہیں؟ وہ کہہ رہے ہیں' ہم ساری دنیا کو مسخر کر لیں گے۔نہ سورج کو چھوڑیں گے' نہ چاند کو چھوڑیں گے' نہ آسمان کو چھوڑیں گے'

نہ زمین کو چھوڑیں گے' ہر چیز پر ہمارا تسلط ہو گا' ہمارے کنٹرول میں ہو گی۔ ہم جو چاہیں' جیسے چاہیں کریں گے۔ اللہ کا تو تصور ہی کوئی نہیں ہے۔

تو اس دنیا کے نظام میں جب ردوبدل ہو گا تو سب سے پہلے کیا تبدیلی آئے گی ؟ کہ سورج مغرب سے نکلے گا' چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں یہ جو آتا ہے۔ اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ[6:الانعام:158] یا تیرے رب کی کوئی نشانی آجائے تو پھر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نشانی کیا ہے ؟ وہ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے۔(بخاری کتاب التفسیر باب لا ینفع نفس ایمانها) یہ سورج اور چاند جو ہیں ان کی فٹنگ کس نے کی ہے ؟ جیسے ہم مکانوں میں دیکھتے ہیں بجلی کی فٹنگ ہوتی ہے اور مختلف جگہوں پر ہم دیکھتے ہیں طرح طرح کے نظام سیٹ کیے ہوئے ہیں۔ وہ مستریوں نے' کاریگروں نے جو کہ اپنے فن کے بڑے ماہر ہیں۔ انھوں نے یہ سب چیزیں سیٹ کی ہوتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو سیٹ کیا ہے۔ کتنے فاصلے پر ہے ؟ کتنی اس کی جسامت ہے' کیا میٹریل لگا ہوا ہے ؟ کیا مادہ اس کے اندر جل رہا ہے۔ کتنی اس کے اندر گرمی ہے ؟ کیا اس کی رفتار ہے اور پھر یہ اپنے محور سے گرتا نہیں' پتہ نہیں کتنے عرصے سے چل رہا ہے ؟ اس کی لائٹ مدھم نہیں ہوتی۔ اس کی گرمی کم نہیں ہوتی۔ یہ سب اللہ کی مرضی کے مطابق ہے۔ اللہ نے جتنا اس سے کام لینا ہے' اللہ نے اتنا مادہ اس کے اندر رکھا ہے۔ اور وہ اسی حساب سے چل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورج جو ہے یہ چلتا رہتا ہے اور خدا کے عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے۔

اور وہ کیسے کرتا ہے ؟ کہاں کرتا ہے ؟ ویسے تو ہر شے اللہ کے سامنے سربسجود ہے۔ نہیں تو یہ انسان ہی اکڑتا ہے ورنہ خدا کے سامنے سجدہ کرنے سے تو کوئی چیز بھی منکر نہیں ہے۔ ہر چیز جو ہے۔۔۔ کیا درخت' کیا دوسری چیزیں' بے حرکت' سب چیزیں اللہ کے سامنے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ قرآن کہتا ہے : وَ لَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ کَرۡهًا وَّ اِلَیۡهِ یُرۡجَعُوۡنَ [3:ال عمران:83] سب اس کے فرمانبردار ہیں خواہ کوئی آسمان ہو یا کوئی زمین ہو۔ وہ چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو۔ سب اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ خدا کے حکم کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔

تو سورج آتا ہے۔ سجدہ کرتا ہے' اللہ سے اجازت لیتا ہے۔ اللہ اس کو چلنے کی اجازت دیتا ہے تو وہ آگے چلتا ہے۔ پھر نکلتا ہے' مشرق سے۔ پھر اسی طرح سے جاتا ہے۔ پھر اجازت لیتا ہے۔ پھر مشرق سے نکلتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک وقت ایسا آجائے گا جب اللہ کو یہ نظام درہم برہم کرنا مقصود ہوگا' تو سورج اجازت لے گا۔ یااللہ! آگے چلوں؟ خدا کہے گا: نہیں' واپس جا۔ اب اس کا وہ رجوع ہے۔ اس طرف (مشرق کو) کو جانا تھا۔ خدا کہے گا: نہیں واپس جا۔ چنانچہ وہیں سے واپس ہو جائے گا۔ تو ہم کہیں گے: اللہ! سورج آج مغرب سے نکلا ہے؟ جب خدا اسے آگے چلنے کی اجازت نہیں دے گا اور وہیں سے واپس کر دے گا تو سورج مغرب سے نکلے گا۔

رات بڑی لمبی ہو جائے گی' بچے بھی سو کر اٹھ جائیں گے' بڑے بھی اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سو سو کر تھک جائیں گے۔ پھر ایک دوسرے سے باتیں کریں گے۔ بھئی! کیا بات ہے؟ آج رات ختم ہونے کو نہیں آرہی۔ حیران ہوں گے' پریشان ہوں گے۔ تو کیا دیکھیں گے کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب سے نکل رہا ہے۔ پھر سب اکڑیں ختم ہو جائیں گی۔ سب چوہدراہٹیں ختم ہو جائیں گی۔ سب سائنس وائنس بھول جائے گی۔ سب فلسفے بھول جائیں گے۔

جس نے کلمہ نہیں پڑھا وہ کلمے پڑھے گا' جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نمازیں پڑھنے لگ جائے گا۔ خدا کے سامنے سب گر جائیں گے اور کہیں گے ہائے! ہم تو کہتے تھے کہ یہ آٹومیٹک ہے' یہ سارا جہان خود ہی چلتا ہے' یہ اپنے آپ ہی سب کچھ ہے۔ ہمیں تو اب پتہ لگا ہے کہ نہیں یہ تو ایک کنٹرولر کے انڈر ہے۔ سب کچھ ایک ذات کے کنٹرول میں ہے۔ جس کے حکم سے یہ سارا نظام چلتا ہے۔ آج دیکھ لو کیا حیرانی کی بات ہے؟ اب سورج مغرب سے

نکل آیا ہے۔

پھر جب لوگ کلمے پڑھیں گے' ایمان لائیں گے' مسلمان ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب کوئی فائدہ نہیں۔ بس یہ آخری حد تھی۔ لاَ یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُہَا لَمۡ تَکُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا اب وہ ایمان لائے اور کلمے پڑھے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اَوۡ کَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِہَا خَیۡرًا یا مسلمان تھا خاندانی' پیدائشی' اس کو اسلام ورثے میں ملا تھا' اب وہ نمازیں پڑھنے لگے' اب وہ داڑھی رکھے' اب وہ دیندار بننے لگے' اب وہ لگے قرآن پڑھنے۔ فرمایا: کوئی فائدہ نہیں۔ سب بیکار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَوۡ یَاۡتِیَ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ یہ اسی وقت تک ہے جب تک یہ دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ ہر صبح کے بعد شام ہے۔ اور ہر شام کے بعد صبح ہے۔ یہ دنیا یونہی چل رہی ہے۔ کوئی آخرت نہیں ہے۔ کوئی قیامت نہیں' کوئی اللہ نہیں' کوئی کنٹرولر نہیں' کوئی اس کا مدبر نہیں ہے۔

اب اگر ایمان لائے تو کوئی فائدہ؟ اور اس وقت ایمان لائے کہ جب سب عقلیں فیل ہو جائیں گی۔ یہ سورج مغرب سے نکل آیا اور عقلیں جواب دے دیں گی۔ خواہ مخواہ لوگ کہیں گے کہ خدا ہے' اسی کا کنٹرول ہے' وہی احکم الحاکمین ہے' اسی کے حکم سے سورج چلتا تھا' اسی کے حکم سے چاند چلتا تھا' یہ سارا نظام اسی کے حکم سے چلتا تھا۔ تو پھر لوگ ایمان لائیں گے۔ نمازیں نہ پڑھنے والے نماز پڑھنا شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لاَ یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُہَا لَمۡ تَکُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ نہ ایمان فائدہ دے گا۔ اَوۡ کَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِہَا خَیۡرًا یا اگر کوئی نیکی کرنے لگے تو اسے کوئی نیکی بھی فائدہ نہیں دے گی۔ جتنی مرضی نمازیں پڑھے' جتنی مرضی توبہ استغفار کرے۔

اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ تین نشانیاں بڑی ہیں۔ جب وہ تین نشانیاں واضح ہو جائیں گی اور پھر ختم ہو جائیں گی تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا: ا۔ سورج کا مغرب سے

نکلنا' ۲۔ دابۃ الارض کا نکل آنا۔۔۔دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نکالے گا اور وہ تمام زمین پر پھر جائے گا اور بہت تیزی کے ساتھ پھر جائے گا اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ [27: النمل : 82] یہ سورہ نمل ہے۔ ہر ایک کی پیشانی پر نشان کرتا جائے گا۔ مومن اور کافر سب علیحدہ ہوتے چلے جائیں گے۔ اس کو دیکھ کر پھر لوگ استغفار کریں گے' مسلمان ہونا شروع ہو جائیں گے۔ لیکن فرمایا۔۔۔اس وقت یہ سب کچھ ختم۔۔۔

اور ۳۔ دجال کا آنا۔ جب دجال آئے گا تو آکر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ کیا سائنس یہ عجوبے اور کرتب دکھاتی ہے' کیا کوئی مداری تماشا کرتا ہے ؟ دجال وہی کچھ کر دکھائے گا جو اس سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر کہو کہ بارش کر دے' تو اسی وقت بارش کر دے گا۔ اگر کوئی کہے کہ میرے دادے کو لے آ' میں اپنے دادے کو پہچانتا ہوں۔۔۔ میرے دادے کو میرے پاس زندہ کر کے لے آ۔ تو وہ فوراً اس کے دادے کو لے آئے گا۔ اس کے باپ کو لے آئے گا۔ بکری بالکل سوکھی ہوئی' بیاہی ہوئی بھی نہیں۔ آپ کہیں کہ میں تجھے تب مانوں گا اگر یہ بکری دودھ دینے لگ جائے تو اسی وقت بکری دودھ دینا شروع کر دے گی۔ غرض جو بھی کوئی مطالبہ کرے گا وہ فوراً پورا کر دیا جائے گا اور ساری دنیا اس کے پیچھے لگ جائے گی۔

فرمایا دجال اتنا بڑا فتنہ ہے' اتنا بڑا فتنہ ہے کہ ہم اس کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتے۔ جتنے بیچارے بریلوی ہیں' عام مسلمان ہیں' ان کو تو معمولی معمولی پیر آکر دھوکے دے جاتے ہیں' دیہات میں ان پیروں کو لوگ مانتے ہیں' آخر کیوں کرتب دیکھ کر ہی مانتے ہیں نا۔۔۔اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی! اس کی کتنی بڑی کرامت ہے۔

جو ان پیروں کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور ان پیروں کو ماننے لگ جاتے ہیں' وہ کبھی اس دجال کا مقابلہ کر سکیں گے جو اتنا کچھ کر دکھائے گا ؟ باپ کو زندہ کر دے گا۔ اسی وقت آپ کا جانور دودھ دینے لگ جائے گا۔ زمین سے خزانے نکلنے لگیں گے۔ جو آپ کہیں گے وہی کر دکھائے گا۔ آج کل لوگوں کا پیروں کو جانچنے کا معیار بڑا یہی ہے۔ میں نے تو بتایا نہیں کہ

جی! میں گیا۔۔۔اس نے سب کچھ بتا دیا جو میرا حال تھا۔ پھر میں نے تو اس کو اپنا پیر پکڑ لیا۔ وہ تو بڑا لمبا رگ ہے اس لیے میں نے اس کو پیر پکڑ لیا۔

اب جو اس قسم کے لوگ ہیں' دجال ان کے لیے یقیناً خدا بن جائے گا۔ لیکن یہ جو مومن (موحد) جس کو اللہ نے توحید کی سمجھ دے رکھی ہو گی کہ سوائے خدا کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا' یہ سب اللہ کی طرف سے آزمائشیں ہیں' یہ سب امتحانات ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اس زمانے کا بہترین آدمی وہ دجال کے مقابلے کے لیے آئے گا۔ دجال اس سے کہے گا کہ تو مجھے مان! وہ کہے گا میں تجھے کافر مانتا ہوں۔

اب دیکھو بالکل وہی بات نہیں ہے کہ آپ پیر کو خدا بناتے ہیں' اور جو مومن ہوتا ہے' اہل حدیث ہوتا ہے' وہ کہتا ہے پیر بگڑا ہوا ہے' بے دین ہے۔ وہی فرق ہے نا۔ آپ پہلے گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہیں' اس کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں' وہ آپ کے گھر میں آپ کی بچیوں کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ آپ اس کی اتنی عزت کرتے ہیں اور ایک (موحد) اہل حدیث کہتا ہے کہ یہ بے دین ہے' یہ کافر ہے' یہ بے نماز ہے' یہ بدعتی ہے۔ یہ مشرک ہے' یہ ایسا ہے' یہ ویسا ہے۔ بالکل یہی فرق وہاں بھی ہو گا۔ دنیا ساری اس کو مانے گی' جدھر وہ نکل جائے گا دنیا اس کو خدا مانے گی۔ لیکن مدینے سے ایک اہل حدیث آئے گا' صحیح عقیدے والا' وہ کہے گا تو تو کافر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں پہلے ہی بتایا ہوا ہے۔

دیکھو یہ باتیں۔۔۔اگر آج بھی کوئی دین کو سمجھنا چاہے' تو بڑی واضح ہیں کبھی کسی کی عجیب بات دیکھ کر اس کے پیچھے لڑھکو نہیں بلکہ ہمیشہ یہ دیکھو کہ یہ نبی ﷺ کی سنت پر چلنے والا ہے کہ نہیں ؟ یہ نماز ٹھیک پڑھتا ہے کہ نہیں ؟ یہ موحد ہے کہ نہیں ؟ اس کی توحید درست ہے کہ نہیں ؟ اس کا عقیدہ درست ہے کہ نہیں ؟ اس کا ایمان صحیح ہے کہ نہیں ؟ یہ نہ دیکھو کہ ڈی۔ سی اس کا مرید ہے' کمشنر اس کا مرید ہے' اور صدر ضیاء اس کے پاؤں کو ہاتھ لگاتا ہے۔ یہ کوئی معیار نہیں ہے۔ ساری دنیا دجال کے پیچھے ہو گی' مگر وہ موحد کہے گا کہ تو تو کافر ہے۔ کتنا ٹکراؤ ہے؟ کتنا زبردست مقابلہ ہے؟ چنانچہ وہ تلوار مارے گا' اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دے گا۔ ایک ٹکڑا ادھر پھینک دے گا اور ایک ٹکڑا ادھر پھینک دے گا

اور عین درمیان سے چلے گا اور لوگوں کو دکھائے گا کہ دیکھا میں نے اس کے ساتھ کیا کر دیا۔ اب لوگ کہیں گے کہ جی ! ہاں ان کے ساتھ ہونا ہی ایسا چاہیے۔ یہ بڑے گستاخ ہیں' یہ بڑے بے ادب ہیں' یہ کسی کو مانتے ہی نہیں۔ پھر وہ اپنے مریدوں کو پھانسنے کے لیے کہے گا۔ اب اس کو زندہ کر دوں۔ اب لوگ کہیں گے کہ اس سے بڑا کیا کارنامہ ہو گا ؟ وہ کہیں گے کہ جی حضور ! اس کو زندہ کر دیں۔ چنانچہ وہ فوراً دونوں ٹکڑوں کو ملائے گا اور زندہ کر کے کھڑا کر لے گا اور اس سے پوچھے گا کہ سنا اب مانتا ہے کہ نہیں ؟ وہ کہے گا کہ میرا ایمان پہلے سے بھی مضبوط ہو گیا ہے کہ تو کافر ہے۔ تو خدا نہیں ہو سکتا۔

کیوں ؟ ایک تو فرمایا: جو مومن ہو گا' جس کا ایمان صحیح ہو گا' وہ دجال کی پیشانی پر "کافر" کا لفظ پڑھے گا۔۔۔ دجال کی پیشانی پر "ک۔ ف۔ ر" (کافر) کا لفظ پڑھے گا کہ یہ کافر ہے۔ اور پھر آپ نے فرمایا: کہ لوگو ! نوح علیہ السلام سے سلسلہ چلا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا' ہر نبی اپنی امت کو دجال سے ڈراتا رہا کہ اس کے فتنے میں نہ آجانا۔ میں تمھیں ایک نشانی بتاتا ہوں کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ لوگ جو بھی اسے کہیں گے وہ کر دکھائے گا' لیکن کانا ہو گا اور تمھارا رب کبھی کانا ہو سکتا ہے ؟ خدا ہو اور کانا ہو ! اور اب دیکھو نا۔۔ اللہ میرا معاف کرے ! یہ پیر جو لوگوں کو لڑکے دیتے ہیں اور لوگوں سے پیسے مانگتے ہیں۔ اب بتاؤ جو کسی کو لڑکا دے دے اس کو پیسے مانگنے کی ضرورت ہے ؟ لیکن عقل ہو تو پتہ لگے۔ تمھارے گھر میں آیا ہے تو چڑھاوے قبول کرنے کے لیے' تم سے پیسے لینے کے لیے' اور تم کہتے ہو کہ جی ! مجھے لڑکا دے گیا۔ ہماری تو جی ! بخشش کر گیا۔ بھائی ! اگر اس کے ہاتھ میں کچھ ہو تو اپنا پیٹ نہ بھر لے ؟ وہ پھر لوگوں کا محتاج ہو ؟ لوگوں کے گھروں میں جا کر روٹیاں کھائے۔ اگر اس کے اندر کوئی خدائی والی بات ہو تو پھر یہ صورت کبھی نہ ہو۔ تو فرمایا: نشانی یاد رکھنا ۔۔۔ دجال کانا ہو گا۔۔۔ اِنَّہٗ اَعْوَرُ۔۔۔ اور تمھارا رب کانا نہیں ہے۔ (مشکوۃ کتاب الفتن باب علامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال) اب اس کو دوبارہ کھڑا کرے گا' زندہ کرے گا' اور کہے گا بتا ! اب مانتا ہے کہ

نہیں؟ وہ کہے گا کہ میرا ایمان پہلے سے بھی بڑھ گیا ہے کہ تو کافر ہے۔ اب وہ پھر لوگوں کو دکھانے کے لیے جوش میں آکر قتل کرنے کی کوشش کرے گا۔ فرمایا: ایڑی چوٹی کا زور لگالے گا لیکن کچھ نہ کر سکے گا۔ یہ تو مہلت ہو گی' اس کو اللہ کی طرف سے تھوڑی دیر کے لیے مہلت ہو گی۔

اب "پیر سپاہی" کا معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ یہاں اس پیر کا کیا حال ہو تا تھا' لیکن اب دیکھ لو ساری دنیا پیچھے لگی ہوئی تھی: کیا مولوی' کیا عوام' کیا نمازی' کیا بے نماز' کیا داڑھی والا اور کیا بغیر داڑھی کے' کیا مرد اور کیا عورتیں' سب اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور اب وہ کہاں ہے؟ وہ سب بو تلیں اڑ گئیں' وہ سب قصے ختم ہو گئے۔ خدا ایسا نہیں۔ اللہ اکبر! خدا کی ذات وہ ہے کہ کوئی خدا سے بھاگ نہیں سکتا۔ کوئی خدا سے بڑھ نہیں سکتا۔ خدا اس قدر جابر و قاہر ہے وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ [6:الانعام:18] اس کو کنٹرول ہے اپنی مخلوق پر اور اللہ فرماتا ہے: وَ لاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لاَ يُعْجِزُوْنَ [8:الانفال:59] کافر یہ خیال کبھی نہ کریں کہ وہ اللہ کو ہرا دیں گے۔ اکٹھے ہو جائیں گے' سارے کافر اور اللہ کو ہرانے لگیں گے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ خدا کی طاقتوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدا ایک ہی آن میں سب کو صاف کر دے گا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ خدا چاہے تو تم سب کو ایک منٹ لگائے اور نیست و نابود کر دے۔ جیسا کہ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاءُ اور تمہارے بعد جس کو چاہے لے آئے۔ جیسا کہ كَمَا اَنْشَاَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ [6:الانعام :133] اپنا حال دیکھ لو۔ جتنے آج کل ہم اس دنیا میں ہیں سو سال کے بعد دیکھنا ہم میں سے کسی کا نام و نشان تک نہیں نہ ہو گا۔ اب یہاں مسجدیں ہیں' اللہ ہی جانے کل ان کا کیا بنے گا؟ ہو سکتا ہے یہاں ہل چلیں' یہ خدا کا نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس دنیا کو

بستی دیکھ کر' اس دنیا کو چلتی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ یہ یونہی چلتی رہے گی۔ تم اپنے آپ کو دیکھ لو' تمھاری جوانی ہمیشہ نہیں رہتی' تمھارا بچپن ہمیشہ نہیں رہتا۔۔۔ تم کبھی بچے تھے اور اب بچپن کہاں ہے ؟ کہو تو بچپن واپس آجائے۔۔۔ وہ جاتا رہا۔۔۔ جوانی گئی ہوئی کبھی واپس آتی ہے ؟ ادھیڑ پن گیا ہوا کبھی واپس نہیں آتا۔ بس چل سو چل' چل سو چل ہے۔ آخر موت کا وقت آجاتا ہے اور قصہ ختم ہو جاتا ہے۔

سو میرے بھائیو! یہ دنیا کی حقیقت ہے۔ مسلمان کافروں کی طرح غافل ہے۔ جیسے کافر اللہ کی طرف سے غافل ہیں بالکل اسی طرح آج کا مسلمان غافل ہے۔ اور اس کی نشانی کیا ہے ؟ وہ یہ کہ جیسے وہ دنیا کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں ایسے ہی آپ دنیا کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں۔

ہمیں تو چاہیے تھا کہ ہم سوچیں کہ ہم مسلمان ہیں اور یہ زندگی اللہ نے ہمیں دی ہے۔ اس زندگی کو غنیمت سمجھیں اور اس میں اپنی عاقبت درست کر لیں وہ کتنا خوش قسمت ہو گا جو جنتوں میں چلا جائے گا۔ میرے بھائیو! جنت کیا چیز ہے ؟ یہ دنیا کی جو عارضی سی زندگی ہے اس کے بعد یا تو جنت ہے اور یا دوزخ۔ اگر ایمان ہے تو پھر جنت کی فکر کر لو اور اگر ایمان نہیں ہے تو پھر دنیا کما لو۔ یہی فرق ہے۔ ایک مومن اور کافر میں۔ لیکن اللہ کی قدرت ہم نے تو کبھی سوچا ہی نہیں ہے۔

دیکھیے! آپ میں سے اکثر پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ آپ کو سوچنا چاہیے کہ کیا ہمیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے ؟ اپنے دل سے پوچھا کریں کہ کیا ہمیں ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے ؟ آپ کو آپ کا دل جواب دے گا کہ نہیں ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے۔ دیکھو! جہاں میرا باپ رہتا تھا' جس مکان کا وارث میرا باپ تھا' اب اس مکان کا میں وارث ہوں۔ جیسے وہ چلا گیا اور میں وارث ہو گیا ایسے ہی میں بھی چلا جاؤں گا اور میری اولاد میری وارث ہو جائے گی۔ کہیے یہ عقل کی بات ہے یا بے عقلی کی بات ہے۔ اور جب یہ سلسلہ یوں ہے تو پھر ہم کب تک دنیا کا یہ سلسلہ کرتے رہیں گے۔ بس دنیا کی کمائی' دنیا کی کمائی'

آخرت کی کمائی کا بالکل خیال ہی نہیں۔

میرے بھائیو! دنیا کی فکر کرنا' یہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ اور قرآن صاف کہتا ہے کہ وَ لاَ تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لوگو! تمھیں دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے دے۔ فرمایا: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ اے لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وَ لاَ يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرِ [35:الفاطر:5] اور یہ شیطان تمھیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ دنیا دکھو کے دیتی ہی رہے گی۔ یہ کام چلتا رہے گا۔ مجھے یہ خود خیال ہے کہ جب ہم جوان تھے اور بوڑھوں کو دیکھتے تھے تو ہم سمجھتے تھے یہ بیچارہ بوڑھا ہے اور خیال ہی نہ تھا کہ ہم نے بھی کبھی بوڑھے ہونا ہے۔ اب دیکھ لو کہ وقت آ گیا اور یہ عقل کی بات ہے جو ہمیں تجربے سے حاصل ہوئی ہے۔ قرآن وحدیث اس بات کو بار بار بتاتے ہیں۔ دیکھو! نیک وہی ہے جو سنبھل جائے' جو اپنے انجام کی فکر کرے اور جو اپنے انجام کی فکر نہیں کرتا وہ بڑا ہی بدبخت ہے۔

اور میرے بھائیو! یہ ہمارے جتنے اختلافات ہیں' اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہمیں اپنی آخرت کی فکر نہیں ہے ورنہ جس کو آخرت کی فکر ہوتی ہے پھر وہ ایسے مولوی نہیں ہوتے جیسے ہمارے آج کل کے مولوی ہیں۔ ان مولویوں کا کام کیا ہے؟ لڑانا بھڑانا۔۔۔ ٹکریں مارنا اور ٹکریں مروانا۔۔۔ خدا کا خوف ہی نہیں۔ منبر پر کھڑے ہو کر جھوٹ بولتے ہیں اور اگر ان کے دل میں آخرت کی فکر ہو تو پھر یہ کبھی ہو سکتا ہے؟ دیکھو نا۔ آخر قرآن تو وہی ہے۔ یہی قرآن تھا جو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ہوتا تھا اور وہی قرآن آج مولویوں کے سامنے ہے۔ اور وہ لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [9:التوبة:34] اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ بہت سے مولوی' بہت سے صوفی' ایک تو عالم ہیں جو پڑھتے پڑھاتے ہیں' وعظ' درس و تدریس کرتے رہتے ہیں۔ دوسرے جو بھگت بنے

ہوئے ہیں' پیر بنے ہوئے ہیں۔ فرمایا: لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ یہ لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور غلط طریقے سے کھاتے ہیں۔ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حالانکہ ان کو لوگوں کے لیے ہادی ہونا چاہیے تھا کہ جو لوگوں کو صحیح راہ بتاتے۔ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے دنیا کی یہ اکثریت' انسان سمجھنے کے لیے اپنے دل سے پوچھے' اپنے دل سے سوچ کر بتایئے' ہمارے مسلمانوں کی اکثریت گمراہ ہے یا ہدایت پر' بد ہے یا نیک' بری ہے یا اچھی؟ آپ کا دل آپ کو جواب دے گا کہ نہیں ہے تو گمراہی۔ بے دین زیادہ ہیں اور دین دار کم ہیں' برے زیادہ ہیں اور نیک کم ہیں۔ پھر سوچیں جو بے دین ہیں' ایک تو وہ جن کو دین کی پرواہ ہی نہیں وہ تو مولویوں سے نکل گئے۔ جو نہ کبھی مسجد میں آئے' نہ نماز' نہ روزہ' نہ کوئی دین کی بات۔۔۔ یہ ٹومی ٹائپ۔۔۔ یہ شوشے۔۔۔ یہ سوشلسٹ' یہ کیمونسٹ' یہ دھریے' یہ ملحد۔۔۔ ان کو چھوڑ دیں' یہ تو مولویوں سے گئے۔

لیکن جو دیندار ہیں' بظاہر دین والے ہیں' وہ بھی دراصل بے دین ہیں۔ ان کے بے دین ہونے کا سبب کون لوگ ہیں؟ یہ مولوی۔۔۔ مسجد میں جاکر دیکھ لیں' یہ آپ کے سامنے مسجد ہے' اِدھر مسجد ہے' اُدھر بھی مسجد ہے۔ ارے! یہ مسجد تو سپئیر ہے۔ چاروں طرف مسجدیں ہی مسجدیں ہیں اور سارے ہی قرآن بیان کرتے ہیں' حدیث بیان کرتے ہیں پھر بھی گمراہی ہی گمراہی۔۔۔! لوگ گمراہ۔۔۔! سراسر گمراہ!

دیکھو! لوگ جائیدادیں بناتے ہیں' یہ ذریعہ ہے' وہ ذریعہ ہے' ایک پٹواری اگر جائیداد بنالے تو ٹھیک ہے' پٹواری ہے جائیداد بنالی' ایک تھانیدار ہے کوٹھیاں بناتا ہے بنالے ٹھیک ہے۔ اب اگر مولوی ٹھاٹھ سے زندگی گزارتا ہے' اپنی جائیداد بناتا ہے تو کیسے؟ مولویوں کو ماریں پڑا کرتی ہیں۔ اس کے معنی یہی ہوئے نا کہ انھوں نے اپنے آپ کو ایسے ایڈجسٹ (Adjust) کر لیا ہے کہ کوئی تکلیف ہی نہ آئے۔ یعنی باتیں وہ کرو جو لوگوں کو اچھی لگیں۔ گمراہ لوگوں کو وہ باتیں اچھی بھی لگتی ہیں۔ اور پھر تسلی بھی دیتے ہیں۔۔۔ بخشش کا

سرٹیفکیٹ بھی دیتے ہیں۔۔۔اور حق پر ہونے کا یقین بھی دلاتے ہیں۔

اور میرے بھائیو اگر آخرت کا خوف ہو 'اللہ کا خوف ہو تو خدا کی قسم! یہ بات کبھی ہو سکتی ہی نہیں۔ دیکھیے! میں آپ کو صحیح طریقے سے سمجھاتا ہوں توجہ سے سنیے! اگر آپ کے دل میں یہ بات راسخ ہو جائے' یہ بات آپ کے ذہن نشین ہو جائے جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں تو آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ بات یہ ہے کہ آپ کو یہاں رہنا نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان درمیان ہے۔ جو ساٹھ کو پہنچ جائے تو سمجھ جائے کہ اب مجھے یہاں سے جانا ہی جانا ہے۔ (مشکوۃ کتاب الرقاق باب الامل والحرص) اب جانا کہاں ہے ؟دو ہی ٹھکانے ہیں: جنت یا جہنم۔۔۔ تیسرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ قرآن جا بجا یہ بات کرتا ہے۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ[42:الشوریٰ:7]کچھ لوگ جنت میں جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں چلے جائیں گے۔ ساری دنیا کی تقسیم ہی ایسے ہے۔ قصہ ختم۔۔۔اب آپ سوچ لیں کہ جنت میں جانا ہے تو جنت کا راستہ کونسا ہے ؟اگر دوزخ میں جانا ہے تو دوزخ کا راستہ کونسا ہے ؟لیکن ہمیں کبھی فکر نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ہمیں سیدھے راستے کی کبھی فکر ہی نہیں لگی۔ حالانکہ جس آدمی نے کہیں پہنچنا ہو' کہیں اگر جانا ہو تو راستہ کا علم ہمیشہ حاصل کرتا ہے۔ آپ کہیں میں نے سے سٹے جانا ہے۔ تو سے سٹے کا راستہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ آپ نے حویلیاں جانا ہے' ساہیوال جانا ہے' لاہور جانا ہے' کراچی جانا ہے' پنڈی جانا ہے' پشاور جانا ہے۔ جہاں آپ کو جانا ہے' اس راستہ کا علم ضروری ہے کہ یہ راستہ صحیح ہے اور شارٹ کٹ ہے۔

اب دیکھو! جب سے لودھراں سے سیدھا راستہ نکلا ہے لوگ کہتے ہیں کہ جی! ایم نذیر عنایت اللہ والی بس پر بیٹھ جاؤ' یا فلاں بس پر بیٹھ جاؤ فٹافٹ آپ جائیں گے وہ راستہ شارٹ کٹ ہے۔وہاں سیدھی بس جاتی ہے۔

لیکن ہم لوگ قدرتی بات ہے کہ جس آدمی کو کہیں جانا ہوتا ہے' وہ اس راستہ کا علم

پہلے حاصل کرتا ہے' کوشش یہ کرتا ہے کہ قریب کے راستے سے جاؤں۔ خرچ بھی کم ہو گا۔ تکلیف بھی کم ہو گی' سفر بھی جلدی کٹ جائے گا۔ سو آپ سوچ لیں' اگر آپ کو جنت میں جانا ہے تو اس کا راستہ کونسا ہے؟ دوزخ میں جانا ہے تو اس کا راستہ کونسا ہے؟

دوزخ میں جانے کے لیے راستہ کونسا ہے؟ آپ بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں' تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اول تو چلیں ہی نہ۔۔۔ بیٹھ جائیں اور کہہ دیں میں نہیں جنت میں جاتا تو ایسے کو تو فرشتے خود ہی اٹھا کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ مثال کے طور پر آپ سمجھیں کہ فیل ہونے کے لیے بھی محنت کی کوئی ضرورت ہے؟ نہیں۔ فیل ہونے کے لیے محنت کی ضرورت نہیں۔ دوزخ میں ہی جانا ہے تو مزے کریں' کھیلیں' عیش کریں' جو دل میں آئے کریں' آپ خود بخود فیل ہو جائیں گے اور دوزخ میں چلے جائیں گے۔

مشکل تو یہ ہے کہ جنت میں جانا ہے۔ وہاں پاس ہونا ہے' تو پاس ہونے کے لیے آدمی کوئی اچھا سا استاد تلاش کرے۔ پاس ہونے کے لیے کوئی نصاب ہوتا ہے' کوئی کورس ہوتا ہے۔ کتابیں دیکھیں اور پھر محنت کریں۔ یہ پاس ہونے کے طریقے ہیں۔ جنت میں جانے کے لیے محنت کی ضرورت ہے۔ اور محنت کی دو ہی صورتیں ہیں۔ پہلے راستے کا علم اور پھر اس پر چلنا۔ ہمت سے چلیں' اس راستے کو طے کریں۔ بس پھر ٹھیک ہے۔ کامیابی ہی کامیابی ہے۔ لیکن آپ نے کبھی سوچا کہ آپ کا راستہ صحیح ہے یا نہیں؟

دیکھ لو' اگر یہ بات جو میں نے آپ کو سمجھائی ہے' آپ کے ذہن نشین ہو جائے' تو آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ سارے جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ جی! جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہوا ہے۔ سب ٹھیک ہے۔

اب آپ اندازہ کر لیں' جانا ہو جنت میں اور پھر یہ صورت ہوتی ہے کہ آدمی کچھ بھی کرتا رہے؟ اسے تو جنت کی راہ اختیار کرنا پڑے گی۔ اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔! اللہ کسی کو قرآن کی سمجھ دے دے تو یہ بڑی رحمت ہے۔ ہم نے تو قرآن کو گرنتھ سمجھ رکھا ہے۔ ہم نے تو قرآن کو بڑی مقدس کتاب سمجھ رکھا ہے۔ اس کو چومنا' چاٹنا' سر پر رکھنا' پیٹھ نہ کرنا' اس کو ریشمی غلاف چڑھا دینا' اور اس کو اونچی جگہ رکھ دینا ہی اس

کی عزت اور تکریم سمجھ رکھا ہے۔ یہ قرآن کی عزت اور تکریم نہیں ہے۔ قرآن کی عزت قرآن کو پڑھنا ہے۔ قرآن کی عزت اپنے آپ کو روشن (Enlight) کرنا ہے۔ اپنے آپ کو منور کرنا ہے‘ جس نے اپنے آپ کو قرآن کی روشنی سے روشن کر لیا اس نے اصل میں قرآن کی عزت کی۔ اور قرآن کیا کہتا ہے ؟ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ [10:یونس:25] اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی مثال دی۔ فرمایا: میری مثال کیا ہے ؟ میری مثال یہ ہے کہ جیسے کسی بڑے آدمی نے فرسٹ کلاس کوٹھی بنائی ہو اور پھر اس نے دعوت کی ہو اور لوگوں کو بلانے کے لیے اس نے داعی کو بھیجا ہو ا ایسے ہی اللہ نے جنت بنائی ہے اور جنت میں عجیب و غریب کھانے ہیں اور بہت بہترین عورتیں ہیں اور اللہ نے مجھے بھیجا کہ جا کر لوگوں کو دعوتیں دے۔ اور کیا کہا کہ لوگو! میں نے تمھاری طرف اس محمد ﷺ کو بھیجا ہے جو اس کے ساتھ اٹھ کر آجائے گا وہ جنت میں بھی پہنچ جائے گا اور کھانے بھی کھالے گا۔(مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

اور جو کہے گا کہ جی! آپ کا نام آیا تو میں نے اس کو چوما‘ آپ کی عزت سر آنکھوں پر‘ آپ چلیے‘ میں کوئی پیر پکڑ کر آجاؤں گا‘ تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور لوگوں کا حال ہی یہی ہے۔ اب دیکھو نا۔۔۔ حضور ﷺ کا نام آئے گا تو انگوٹھے چومیں گے‘ محبت کی انتہا۔۔۔ حضور ﷺ کا نام آئے تو اپنے انگوٹھے چومیں گے‘ اور جب عمل کا وقت آئے گا تو پیروں کو پکڑ لیں گے۔ تو پیروں کے پیچھے چلیں گے۔ اب محمد ﷺ کہاں رہا ؟ کوئی احساس ہی نہیں‘ اللہ کہتا ہے :وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ [10:یونس:25] لوگو! میں تمھیں سلامتی کی دعوت دیتا ہوں اور اس کا طریقہ کیا ہے ؟ وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [10:یونس:25] جس کو خدا جنت میں بلانا چاہتا ہے‘ خدا اس کو صراط مستقیم کی ہدایت کر دیتا ہے۔ یہ قرآن ہے۔

دیکھیے! میں حیران ہوں‘ آخر یہ نہیں کہ ہم ان پڑھ ہیں۔ کالجوں میں پڑھتے رہے‘

قریب قریب پینتیس سال ہو گئے پڑھاتے ہوئے۔ خدا کی قسم جتنا قرآن کا بیان سائنٹیفک (Scientific) مدلل، منطقی (Logical) ہے، جتنا قرآن کا بیان اعلیٰ ہے، جتنا مرضی اس پر اعتراض کر لو، اس کا کھڑ کا جالو قرآن کا بیان کبھی فیل نہیں ہوتا۔ دیکھو کیا پیاری بات ہے جو اللہ نے کہی ہے۔ اس آیت کو جب آدمی پڑھتا ہے تو اللہ کی قسم آدمی جھومتا رہتا ہے۔ وَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمَ پھر جسے چاہتا ہے اسلام کی ہدایت دے دیتا ہے۔ صراط مستقیم کا لفظ دیکھو، قرآن میں ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے تو نہیں بول رہا۔ اب آپ قرآن میں جا بجا پڑھتے ہیں اور نماز میں جب پڑھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یہ تین آیتیں اللہ کی صفتیں ہیں۔ پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ اللہ! جب تو ان صفتوں کا مالک ہے تو پھر ہم تیرے ہی بندے ہیں وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اللہ! ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اچھا مانگو کیا مانگتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ[1 :فاتحہ:5] یا اللہ! دنیا کا کیا مانگنا ہے؟ یہ تو عارضی چیز ہے۔ یا وہ نہیں، یا میں نہیں۔

آدمی شادی کرتا ہے، بیوی آئی، خود مر گیا، اب وہ بیچاری بیوہ ہو گئی ہے۔ کوٹھی بناتا ہے، رہنا نصیب نہیں ہوتا، چلو خود زندہ ہے، کسی نے کوٹھی پر قبضہ کر لیا، یا بیوی بھاگ گئی یا بیوی مر گئی۔ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے اور اگر ہے ہی تو کتنی دیر کے لیے؟ اب کسی بوڑھے سے کہو کہ تیری شادی کر دیں تو وہ کہتا ہے جی! مذاق کیوں کرتے ہو؟ آپ نے اس دنیا کی حقیقت کا اندازہ نہیں کیا۔ یہ تو اس دنیا کی حقیقت ہے۔ نوجوان سے کہو، بچے سے کہو، وہ کہے گا۔ کرو بھئی کرو۔ کیوں نہیں کرتے۔ آپ کا بڑا احسان ہو گا، بوڑھے سے کہو وہ کہتا ہے کہ جی! کیوں مذاق کرتے ہو بھائی میں اس قابل نہیں رہا۔ اب تو قصہ ختم ہے۔ اب تو خود تسلیم کرتا ہے کہ اس قابل نہیں رہا۔ ارے اس کی خاطر ہی تو ساری تباہیاں آتی ہیں لیکن تو اب خود ہی مانتا ہے کہ اب میں اس قابل نہیں رہا۔ یہ دنیا کی حقیقت ہے کہ دنیا کی کسی چیز کو بقا

نہیں اللہ! جب دنیا کی کسی چیز کو بقا نہیں تو میں کیا مانگوں اور کیوں مانگوں یہ چیزیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں تو تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے صراط مستقیم کی ہدایت کر دے۔ مجھے جرنیلی سڑک پر چڑھادے جو سیدھی جنت کو جاتی ہے' بس وہاں جاکر پھر مزے ہی مزے۔

اب دیکھ لو! جو بوڑھا بیکار ہو گیا' عورت کے قابل ہو نہیں' گوشت کی بوٹی وہ نہیں کھا سکتا' مزے کا سالن وہ نہیں کھا سکتا۔ اب پھر کب اس کو نصیب ہو گا؟ بھائی! جنت میں جا کر' جنت میں جاکر پھر ایسی طاقت آئے گی جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا۔ اتنی خدا کی طاقت دے گا' اس قدر لذتیں ہوں گی۔ وہاں کہ جس کا انسان تصور نہیں کر سکتا۔

اسی لیے سارا قرآن پڑھ لو۔ ساری حدیثیں پڑھ لو' دنیا کی دعا کے لیے کبھی اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کہا کہ دنیا بھی مانگو۔ ارے اگر یہ کوئی کام کی چیز ہوتی تو خدا کافروں کو کبھی نہ دیتا۔ جو چیز اللہ کافر کو دے دے۔ مسلمان خدا سے مانگے' وہ کوئی مانگنے کی چیز نہیں ہے۔ اگر خدا سے کچھ مانگنا ہے تو اگلے جہاں کی چیز مانگو۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یا اللہ! مجھے جرنیلی سڑک پر چڑھادے' یہ وہ جرنیلی سڑک ہے جو اس پر چل گیا خواہ وہ ایک گھنٹہ اس کو مل گیا' سیدھا وہ جنت میں پہنچ گیا۔

دیکھو! اللہ نے اسلام کو صراط مستقیم سے تعبیر کیا ہے اور صراط مستقیم کسے کہتے ہیں؟ خط مستقیم۔۔۔ سٹریٹ لائن (Straight Line) یہ صراط مستقیم کا ترجمہ ہے۔ اور یہی اسلام ہے۔ صراط مستقیم کی خاصیت کیا ہوتی ہے؟ اللہ نے جو اسلام کو صراط مستقیم کہا ہے تو اس صراط مستقیم کی خاصیت کیا ہے؟ یہ جو بچے آٹھویں اور ساتویں کلاس میں جیومیٹری پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں خط مستقیم دو نقاط کو ملانے والا سیدھا خط ہوتا ہے۔

دیکھیں بڑی موٹی سی بات ہے کہ خط مستقیم ایک ہی ہو سکتا ہے' خط مستقیم کبھی دو نہیں ہو سکتے۔ یعنی دو نقاط کو ملانے والا سیدھا خط ایک ہی ہو سکتا ہے کبھی دو نہیں ہو سکتے۔ کہیے اس کو کوئی چیلنج کر سکتا ہے؟ یہ دو نقطے ہیں۔۔۔ ان کو ملانے والی ایک ہی

Straigh Line ہو سکتی ہے۔یہ کبھی دو نہیں ہو سکتیں۔ مگر ٹیڑھی لائنیں' ہزاروں' لاکھوں اور کروڑوں ہو سکتی ہیں۔یہ دو' یہ تین' یہ چار' یہ ہزار' جتنی مرضی کھینچتے چلے جائیں لیکن خط مستقیم ایک ہی ہو سکتا ہے۔یہ کبھی دو نہیں ہو سکتے۔

سو میرے بھائیو! جنت کی راہ ایک ہو سکتی ہے۔دو کبھی نہیں ہو سکتیں۔ جنت کی راہ ایک ہے دو نہیں۔ جو جاہل یہ کہتے ہیں کہ جہاں کوئی لگا ہوا ہے سب ٹھیک ہے وہ بے وقوف ہے۔بالکل ان پڑھ ہے' اور وہ ایک راہ کونسی ہے ؟ وہ پیغمبر کی راہ ہوتی ہے۔ بس قصہ ختم۔۔۔

جس نے پیغمبر کو پکڑا' جو پیغمبر کے پیچھے لگا' اس کے نقش پا (Foot Prints) کو دیکھتا جائے' اس کے قدموں کے نشانات کو دیکھتا جائے' اس کے قدموں پر قدم رکھتا چلا جائے۔ بالکل نبی کے پیچھے جائے' بالکل ناک کی سیدھ پر جائے۔۔۔ یہ صراط مستقیم پر چل رہا ہے۔

اور جس نے اپنے امام بنا کر ان کے پیچھے چلنا شروع کر دیا وہ گمراہ ہو گیا۔ قصہ ختم۔۔۔ یہ مسلمانوں کے فرقے کیوں پیدا ہوئے ؟ نبی کو چھوڑنے کی وجہ سے فرقے پیدا ہوئے۔ اگر نبی کو مسلمان نہ چھوڑتے تو کبھی فرقے نہ پیدا ہوتے۔ ارے! یہ دیوبندی کون ہوتے ہیں ؟ جن کے اکابر مولانا انور شاہ' مولانا اشرف علی تھانوی' مولانا رشید احمد گنگوہی' مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا قاسم نانوتوی ہیں۔۔۔ جن کا یہ سلسلہ ہے۔

بریلوی کون ہوتے ہیں ؟ جن کے اکابر میں سے مولوی احمد رضا خان ہے۔ اور فلاں ہے' فلاں ہے۔ اب دیکھو کلمہ دونوں ہی پڑھیں گے۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لیکن لائنیں اور ہیں' فرقے بن گئے۔ اور اللہ نے قرآن میں کہا: اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور گروہ در گروہ بن گئے' فرقہ فرقہ بن گئے۔ لَسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ [6 :

الانعام:160] تیرا ان فرقوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو حق پر ہے۔ تو جرنیلی سڑک پر ہے۔ تو فرقہ نہیں ہے۔ فرقہ وہ ہے جس نے اپنا امام بنایا۔ جس نے اپنا پیر پکڑا۔ جس نے اپنا مرشد پکڑا۔

اب لوگ پوچھتے ہیں کہ جی! آپ کا کوئی پیر ہے (ایک دوسرے سے) ہاں جی! ہمارا پیر تو پیر دیول شریف ہے۔ ہاں جی! آپ کا پیر کونسا ہے؟ ہماری جی! یہ پاکپتن والا ہے۔ فلاں ہے فلاں ہے' فلاں ہے فلاں ہے۔ بھائی اللہ کے رسول ﷺ کا پیر یا صحابہ کا پیر کون تھا؟ اب وہ شرمائے گا۔ جی! میں کیا کہوں؟ یہ گمراہی ہے' یہ بربادری ہے۔ میرے بھائیو! خوب سمجھ لو۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِالسَّلَامِ خدا تمھیں جنت کی طرف بلاتا ہے۔ اور جس نے جنت میں جانا ہے۔ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [10:یونس:25] خدا اسے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے اور صراط مستقیم کی خاصیت کیا ہے؟ کہ وہ ایک ہوتا ہے۔ وہ کبھی دو نہیں ہوتے۔ دو پوائنٹس کے درمیان خط مستقیم صرف ایک ہو سکتا ہے۔ وہ کبھی دو نہیں ہو سکتے۔

اور اگر کہیں کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر پتہ کیسے چلے گا؟ اگر ایک خط دوسرے پر رکھ دیں' جب ہم پڑھا کرتے تھے میٹرک میں' ہم نے میٹرک امرتسر سے کیا۔ اس وقت ہم کہا کرتے تھے کہ پتہ نہیں کیا چکر ہے۔ عملی زندگی میں اس کا کیا کام ہے؟ اور اب جب کہ دین کی سمجھ آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ علوم دین کو چمکاتے ہیں۔ اگر ذہن صحیح ہے' دماغ رسا ہے' رسائی صحیح کرتا ہے تو یہ علوم دین کے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ دونوں خط' خط مستقیم ہیں۔ کیسے پتہ لگے گا کہ دیوبندی اور اہل حدیث ایک ہیں' دیوبندی اور بریلوی ایک ہیں۔ بریلوی اور شیعہ ایک ہیں۔ تو ایک اٹھا کر دوسرے پر رکھ دو۔ اگر دونوں منطبق ہو جائیں۔ کہیں اختلاف نہ ہو' تو ایک اور اگر اختلاف ہے' یہ ان کی مسجد' یہ ہماری مسجد' یہ ہمارا مولوی' یہ ان کا مولوی' تو وہ دو ہیں' ایک نہیں ہیں۔ یہ

جیومیٹری بتاتی ہے' یہ سب فرقے ہیں۔ اور سب گمراہی کے راستے ہیں۔ ہدایت کا راستہ ایک ہے اور وہ کونسا راستہ ہے؟ وہ محمد ﷺ کا راستہ ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [10 یونس:25] جس کو خدا نے جنت میں بھیجا ہے۔ اس کو خدا صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے اور صراط مستقیم کی ہدایت کے کیا معنی ہیں؟ کہ وہ نبی کو پیچھے چلتا ہے۔ یہ خط مستقیم کی خاصیت ہے کہ وہ راستہ ایک ہوتا ہے۔ دو کبھی نہیں ہو سکتے۔

اور پھر خط مستقیم کی دوسری خاصیت اب اتنا وقت نہیں کہ اس کی خاصیتیں آپ کو فٹ کر کے دکھاؤں۔ موٹی سی بات میں عرض کرتا ہوں۔ خط مستقیم Shortest ہوتا ہے۔ سب سے چھوٹا خط ہوتا ہے۔ جتنے اور خطوط ہوں گے وہ سب لمبے ہوں گے۔ سب سے چھوٹا خط 'خطِ مستقیم ہوتا ہے۔ اس کے کیا معنی کہ یہ خط مستقیم سب سے چھوٹا ہے اور اسلام خط مستقیم ہے۔

میرے بھائیو! جو اسلام کی سڑک پر چڑھ گیا۔ جس نے صحیح معنی میں اسلام کو اختیار کر لیا۔ اگر اس کو ایک دن کی بھی زندگی ملے گی وہ تھرو (سیدھا) جنت میں جائے گا۔ اس کو اگر ایک سال کی بھی زندگی ملے گی تو وہ تھرو (سیدھا) جنت میں جائے گا۔ تھوڑا بہت بھی وقت ملے گا تو وہ جنت میں جائے گا۔

اسود راعی کا واقعہ حدیث میں آتا ہے' یہ ایک حبشی تھا۔ یہودیوں کا غلام تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ خیبر پر حملہ کرنے والے تھے۔ یہودی بھی تیاریاں کر رہے تھے۔ پوچھنے لگا یہودیوں سے کہ یہ تیاریاں کیسی کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ سنا ہے کہ محمد ﷺ خیبر پر حملہ کرنے والا ہے۔ ہم اس کے مقابلہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہے؟ انھوں نے کہا وہ ایک ایسا شخص ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہے' وہ کہنے لگا کہ وہ کیا کہتا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ وہ کہتا ہے کہ خدا! "وحدہ لاشریک" ہے' جرائم چھوڑ دو۔ چوری چھوڑ دو۔ چوری' زنا' یہ سب باتیں چھوڑ دو اور سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔

اتنے میں اللہ کے رسول ﷺ خیبر پہنچ گئے۔ وہ ان یہودیوں کے جانور لے کر کیونکہ وہ راعی تھا' بکریاں چرایا کرتا تھا۔ وہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بکریاں چراتا چراتا پہنچ گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ فرمایا میں جس کو دعوت دیتا ہوں اور جو قبول کرے وہ جنت میں جائے گا۔ اس کے دل میں یقین پیدا ہو گیا۔ دل صاف ہو گیا' وہ کہنے لگا میں کالا کلوٹا حبشی ہوں' بہت غریب ہوں مجھ سے بدبو آتی ہے۔ میری شکل بھی اچھی نہیں۔ کیا میں بھی جنت میں جا سکتا ہوں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو اس اسلام کو قبول کر لیتا ہے' وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے۔ اس نے کہا میں پھر مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ میں ان بکریوں کا کیا کروں؟ فرمایا: کہ جا' ان کو جا کر وہاں چھوڑ دے ۔ یہ خود اپنے گھروں میں چلی جائیں گی۔ وہ بکریاں چھوڑنے کے لیے گیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔ آکر اللہ کے رسول ﷺ سے ملا۔ اتنے میں فوجیں صف آراء ہوئیں۔ وہ پہلے ہی حملے میں شہید ہو گیا۔ نہ اس نے کوئی نماز پڑھی اور نہ روزہ رکھا' نہ کوئی جمعہ پڑھا۔ دین کا کوئی لمبا چوڑا کام نہیں کیا۔

حدیث کے لفظ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب وہ شہید ہوا' میں نے دو حوروں کو اس کے سرہانے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (سیرت ابن ہشام)

اور وہ اصیرم یہ تو مدینہ کا رہنے والا انصاری فیملی سے تعلق رکھنے والا' مسلمانوں کا بڑا ہمدرد۔ لیکن کہتا تھا میں مسلمان نہیں ہونا چاہتا۔ اپنی قومیت' برادری میں' طرف داری میں' مسلمانوں کا ہمدرد۔ اس کے رشتہ دار مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن کہتا تھا میں مسلمان نہیں ہونا چاہتا۔ جب جنگ احد ہوئی اور اس میں مسلمانون کا نقصان ہوا تو وہ بھی آکر شریک ہو گیا۔ اور جنگ میں مارا گیا۔ جب لاشوں کو دیکھنے لگے تو اس کو دیکھ حیران ہوئے کہ یہ اصیرم مسلمان تو نہیں تھا۔ یہ کیسے چلا آیا؟ ابھی اس میں جان تھی' زخم بڑے گہرے تھے' مگر اس میں ابھی جان تھی۔ دیکھو صحابی نے کیا پوچھا؟ ایک انصاری صحابی پوچھتا ہے اے اصیرم قوم کی طرف داری میں آکر لڑا ہے یا محمد کی طرف داری میں آکر لڑا ہے؟ کیوں؟ اگر تو قوم کی طرف داری میں آکر لڑا ہے تو کچھ نہیں ملے گا۔ یہ راستہ سٹریٹ لائن (Straight Line)

نہیں ہے۔ یہ سیدھی راہ نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا' نہیں' میں قوم کی ہمدردی میں نہیں آیا۔ میرے دل میں اسلام کا جوش اٹھا کہ کب تک دور رہے گا' میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ آئے' اتنے میں بے چارے کی جان نکل گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دیکھو! یہ وہ شہید ہے جس نے کوئی عمل نہیں کیا اور سیدھا جنت میں گیا ہے۔ (زاد المعاد 96/2)

تو میرے بھائیو! سٹریٹ لائن کی خاصیت کیا ہے؟ یہ کہ وہ اللہ اور بندے کے درمیان شارٹسٹ راستہ ہے۔ اس میں چلے لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی' آج اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ میرا دین وہ ہے جو محمد ﷺ کا تھا' میں حنفی نہیں' میں وہابی نہیں' میں دیوبندی نہیں' میں بریلوی نہیں' میں شیعہ نہیں' میں محمد ﷺ کی پیروی کرنے والا ہوں۔ تو جب آپ کی جان نکلے گی ان شاء اللہ العزیز سیدھے جنت میں جائیں گے۔ یہ شارٹسٹ راستہ ہے۔

میرے بھائیو! اسلام کو سمجھو' مصیبت یہ ہے کہ ہم جدی پشتی مسلمان ہیں' خاندانی مسلمان ہیں' مدتوں کے مسلمان ہیں' لیکن اسلام کو ہم نہیں پہچانتے کہ یہ کیا چیز ہے۔ دیکھو! اسلام کیا ہے؟ اسلام یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننا' لیکن کیسے کہ اپنے آپ کو سرنڈر کر دینا۔ پھر اپنی اکڑ دیکھنا۔ پھر دنیا کی چال دیکھنا' خاندانی وقار کو دیکھنا کہ میری بیوی ایسی ہو کہ الٹے برقعے والی ہو' کم از کم لوگ کہیں تو سہی کہ اونچی فیملی کی ہے۔ میری داڑھی صاف ہو۔ لوگ کہیں تو سہی کہ ماڈرن ہے۔ داڑھی میجر نہیں ہے۔

اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اس چیز کا کہ آپ میں اکڑ بالکل نہ ہو' آپ اپنے آپ کو سپرد کر دیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے۔ حکم کی بجا آوری میں آپ کے چہرے پر کوئی شکن' کوئی وٹ نہ رہے۔ اور اسی سے درجہ اونچا ہوتا ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ پھر ختم کرتا ہوں۔

دیکھیے! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر ﷺ

بھی مسلمان ہوئے، لیکن آپ سب سمجھتے ہیں، سب جانتے ہیں کہ جو درجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے وہ حضرت عمرؓ کو حاصل نہیں ہے۔ کیا فرق تھا؟ کیا حضرت عمرؓ کا اسلام کچھ کمزور تھا؟ نہیں، حضرت عمرؓ کے اسلام کے بھی کیا کہنے؟ لیکن آپ دیکھیں، فرق یہی نکلتا ہے کہ کوئی جتنا مطیع زیادہ ہو جائے گا، اتنا ہی اسلام اس کا اعلیٰ ہو گا۔

صلح حدیبیہ ہو رہی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ عمرہ کرنے مکہ گئے۔ کافروں نے روک لیا کہ ہم عمرہ نہیں کرنے دیں گے۔ آخر صلح لکھی جانے لگی۔ شرائط کافروں نے ایسی رکھیں۔ ایسی سخت شرائط رکھیں کہ اگر تمھارا کوئی آدمی مکہ آجائے تو ہم واپس نہیں کریں گے اور اگر ہمارا کوئی آدمی مسلمان ہو کر مدینے چلے جائے تو تمھیں واپس کرنا ہو گا۔ اب یہ بات بظاہر بڑی بری تھی، ناقابل برداشت تھی، مسلمان اس کو کب برداشت کرتے؟ پھر یہ ایک اصول تھا۔ اتنے میں وہ سہیل بن عمرو جو کافروں کی طرف سے صلح کرنے کے لیے آیا تھا۔ شرائط مرتب کرنے کے لیے آیا تھا اس کا بیٹا ابو جندل رضی اللہ عنہ زنجیریں پڑیں ہوئیں، مشکیں کسی ہوئیں، لڑھکتا ہوا، گھسٹتا ہوا، وہاں پہنچ گیا کہ مسلمانو! تم یہ شرط قبول کر رہے ہو کہ اگر کوئی مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا تو تم اس کو واپس کر دو گے۔ اول تو اس شرط کو قبول نہ کرو۔ یہ بے عزتی کی شرط ہے۔ لیکن اگر تم نے یہ شرط قبول کرنی بھی ہے تو بعد کے لیے کرنا۔ مجھے تو ساتھ لے لو۔ مجھے تو لے جاؤ، مجھے انھوں نے زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ صرف اسی وجہ سے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب وہ سہیل کا بیٹا تھا۔ سہیل اللہ کے رسول سے کہنے لگا کہ اس کو واپس کر دو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ مرتب نہیں ہوا۔ یہ آگیا ہے۔ پہلے ہی اس کو جانے دو۔ اب اس کو رہنے دو، وہ کہنے لگا کہ اس کو واپس کرنا ہو گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میری بات مان لے، میں تیری منت کرتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں ہم نہیں کریں گے۔ اب اندازہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو للکار رہا ہے، پکار رہا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: اچھا بھئی! تیری مرضی تو نہیں مانتا تو نہ مان۔ سہیل نے اپنے بیٹے کی زنجیر کھینچی اور قریب کیا ابو جندل کہنے لگا: مسلمانو! تمھاری آنکھوں کے

سامنے میرا یہ معاملہ ہو گیا ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ ہر ایک کا خون کھول رہا تھا۔ حضرت عمرؓ جوش میں آ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سچے رسول نہیں؟ آپ نے فرمایا سچا رسول ہوں۔ پھر یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم ایسی شرائط نہیں مانیں گے جس میں مسلمانوں کی ذلت ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تجھے پتہ نہیں میرے ساتھ اللہ ہے جو فیصلے ہو رہے ہیں وہ کر رہا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میری طبیعت میں اتنا جوش تھا کہ میں ساری عمر بعد میں توبہ کرتا رہا کہ میری اس وقت حالت کیا ہو گئی تھی؟

میں وہاں سے اٹھا اور ابو بکرؓ کے پاس چلا گیا۔ میں نے ان سے جا کر کہا: یہ دیکھو کیا ہو رہا ہے؟ حالانکہ ابو بکر صدیقؓ بھی آخر مسلمان تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عمرؓ! تجھے پتہ نہیں کہ محمد بن عبداللہ ہی ہیں۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں۔ اللہ ان کے ساتھ ہے جو وہ کر رہے ہیں' جو ان کے منہ سے نکل رہا ہے اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ تو دیکھے گا نتیجہ کیا نکلتے ہیں۔ تجھے رسول ﷺ پر ایمان نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے خود کو سرنڈر کر دیا۔ فرمانے لگے ٹھیک ہے' اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا اپنے ایمان کی تجدید کی۔ دیکھو حضرت عمرؓ کو جوش آ رہا ہے' اللہ کے رسول ﷺ پر غصہ آ رہا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کیا کام کیا ہے۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق ﷺ (مطیع اور فرمانبردار ہو کر سب کچھ قبول کر رہے ہیں اور برداشت کر رہے ہیں۔

تو میرے بھائیو! انسان جتنا مطیع و فرمانبردار زیادہ ہو گا' اتنا ہی اس کا ایمان اعلیٰ ہو گا۔ آخرت کی فکر کرو۔ سیدھا راستہ اپناؤ اور نبی کے مطیع اور تابعدار بن جاؤ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر 87

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ o تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا ط وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ

[14:ابراھیم:24-25]

میرے بھائیو! اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو کہ "اسلام کیا ہے؟" اسلام صراط مستقیم ہے۔ آپ الحمد شریف پڑھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ oمَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ یہ تین آیتیں اللہ کی تعریف میں ہیں، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو جہانوں کا رب ہے، جو رحمان ہے، جو رحیم ہے، جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اور تجھ ہی

سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[1: الفاتحه:2-6] کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ اللہ ہمیں ہدایت دے' سیدھی راہ کی ہدایت دے۔ سیدھی راہ کونسی ہے؟ کراچی والی سڑک' لاہور والی سڑک' ملتان والی سڑک یا کوئی اور سڑک؟ کس کو صراط مستقیم کہتے ہیں؟ صراط مستقیم اسلام ہے۔بتائیں کسی کو شبہ ہے؟ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اللہ! ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کر۔اور ہدایت کی تین سٹیجز ہیں' تین درجے ہیں۔ سیدھی راہ دکھا' ۲۔ سیدھی راہ پر چلا' ۳۔ سیدھی راہ پر پکا رکھ۔

ایسا پکا کہ ڈانواں ڈول نہ رہوں۔ کبھی اِدھر چلے گئے' کبھی اُدھر چلے گئے۔ یہ ہدایت ہے؟ ہدایت یافتہ کسے کہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ہدایت یافتہ کون ہوتا ہے؟ جسے سیدھی سڑک کا پتہ ہو' وہ سڑک جو جنت کو جاتی ہے۔ جو اس سڑک پر چلے' اِس سے اِدھر اُدھر نہ ہو' اس پر پکا رہے۔ حتیٰ کہ موت آجائے۔ وہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔(مشکوۃ کتاب الایمان' باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ہمیں پہلے تو یہ یقین نہیں ہے کہ اسلام صراط مستقیم ہے۔ صراط عربی میں راستے کو کہتے ہیں۔ سڑک کو کہتے ہیں' اسلام صراط ہے اور پھر اس پر چلنا' اس طرح سے کہ پہلے اس کا علم ہو' پھر اس پر چلے' پھر اس پر پکا رہے حتیٰ کہ موت آجائے۔ اور یہ بہت سادہ چیز ہے۔ اس میں کوئی گنجلک نہیں ہے۔ کوئی اشتباہ نہیں ہے' کوئی فلسفہ نہیں ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میرے بھائیو! کبھی آپ نے فکر کی کہ صراط مستقیم کیا ہے؟ دیکھو دنیا میں آج کتنے راستے ہیں؟ اور ان پر چلنے والے کتنے فرقے ہیں؟ وہ صراط مستقیم نہیں ہیں۔ دیکھیے! جسے صراط مستقیم کہتے ہیں؟ اس کا خاصہ کیا ہے؟ آج کل علم بڑا عام ہے۔ میٹرک پاس تو ہر ایک ہی ہوتا ہے۔ اس میں جیومیٹری کے مسئلے بھی ہیں۔ دو خط' خطوط مستقیم کب کہلاتے ہیں؟ جب وہ ایک دوسرے پر منطبق ہو جائیں۔ اور اگر وہ ایک

دوسرے پر فٹ نہ آئیں' ٹیلی نہ کریں' ان میں ادھر ادھر کچھ فرق رہ جائے' کبھی وہ اِدھر کو نکل جائے اور یہ اُدھر کو نکل جائے۔ اب وہ خط 'خطوط مستقیم نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ایک دوسرے پر منطبق ہو سکتے ہیں۔

شیعہ اور سنی فرقے آپ کے سامنے ہیں۔ پھر سنیوں کی تقسیم در تقسیم۔۔۔ Subdivision۔ پھر شیعہ کی سب ڈویژن۔ ہر ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے۔ وہ اسے کافر اور یہ اُسے کافر اور گمراہ کہتا ہے۔ اور یہ بات ہے بھی صحیح۔ کیونکہ وہ جب ایک دوسرے پر منطبق نہیں ہوں گے تو دونوں سیدھے نہیں ہیں۔ لیکن ہمارا نظریہ کیا ہے؟ جی کہ سب ٹھیک ہیں۔

وہ بھی ٹھیک ہے' یہ بھی ٹھیک ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بھی خط سیدھا ہے اور وہ بھی خط سیدھا ہے تو آپ اس کو کیسے جج کریں گے؟ اس طرح کہ اگر دونوں خطوط ایک دوسرے پر منطبق ہو جاتے ہیں تو وہ سیدھے ہیں' ایک دوسرے پر عین فٹ ہو جائیں تو سیدھے ہیں۔ اور اگر وہ دونوں ایک دوسرے پر منطبق نہیں ہوتے تو وہ سیدھے نہیں ہیں۔

اب دیکھ لو! شیعہ کی اذان اور سنیوں کی اذان مختلف ہے۔ دیوبندیوں' بریلویوں کی اذان' اور اہل حدیث کی اذان۔ اہل حدیث ترجیع کے ساتھ اذان دیتے ہیں' اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کو چار دفعہ کہنا اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو چار دفعہ کہنا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے' یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ پتہ نہیں کہاں سے آگئی ہے؟

اب نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ دیکھ لیں۔ دور سے کھڑا بندہ نظر آجاتا ہے کہ یہ نمازی حنفی ہے۔ کیسے کھڑا ہے؟ پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف نہیں بلکہ ایک شمال کی طرف اور دوسرا جنوب کی طرف اور ایڑیاں پیچھے سے ملی ہوئی۔ ایڑھیوں کا پیچھے سے بہت تھوڑا سا فاصلہ ہے اور اگلے حصے میں بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ یعنی پاؤں متوازی نہیں ہیں۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں سے متوازی نہیں۔ یہ متوازی کب ہوتے؟ جب ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔ ایک کا رخ شمال کی طرف اور دوسرے کا رخ جنوب کی طرف ہو تو پھر دونوں

متوازی کیسے ہو سکتے ہیں ؟اور اگر دونوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو تو تب وہ متوازی ہو سکتے ہیں۔

اور پھر کھڑے کیسے ہیں ؟ ٹہنی کی طرح' ہاتھ لمبے کر کے۔ ایسی صورت میں ایکشن کم ہے اور اگر ہاتھ یوں (سینہ پر) باندھے جائیں تو اس میں ایکشن زیادہ ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی ڈھیلا ڈھالا اہل حدیث جیسے کوئی مر رہا ہو۔ اس آدمی کے ہاتھ نیچے آ جائیں گے۔ اور اگر کوئی زندہ ہو' تازہ ہو' اس سے پوچھو کہ ہاتھ کہاں باندھے جاتے ہیں اور وہ یہاں سینے پر باندھے گا۔ مگر جب وہ سو رہا ہے' ڈھیلا ہو رہا ہے تو ہاتھ نیچے یہاں آ جائیں گے۔ اور اگر وہ بالکل ٹہنی سی ہو' تو بالکل نیچے چلے جائیں گے۔ یہ نماز میں کھڑے ہونے کا حال ہے۔

پھر اس کے بعد پڑھنے کا حال دیکھ لیں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ' کہہ کر ٹھہرنا ہی نہیں دھڑام سے زمین پر۔ پھر دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا بالکل ہی نہیں ہے۔ یعنی ایک دونوں کی ایک رکعت میں اتنا فرق ہے جتنا کہ ایک سیدھے خط میں اور ایک ٹیڑھے خط میں فرق ہوتا ہے۔ حنفی کی ایک رکعت اور اہل حدیث کی ایک رکعت میں اتنا فرق ہے۔

پھر آپ کہیں کہ جی سب ٹھیک ہے۔ اس جملے کو کیا کہیں گے ؟ یہ کوئی علمی جملہ ہے' یا یہ جہالت کا جملہ ہے۔ جب ایک رکعت میں اتنا فرق ہے اور پھر نمازوں کے اوقات میں فرق ہے۔ ایک کی اذان ختم ہو رہی ہے اور دوسرے کی شروع ہو رہی ہے۔ آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ ایک تو فرض پڑھ بھی بیٹھے ہیں اور دوسرے ابھی کچھ بھی نہیں کر پائے۔ اور کہا جاتا ہے کہ جی! دونوں ٹھیک ہیں۔

اور پھر روزے کا حال دیکھ لو! ایک روزہ پہلے چھوڑ رہا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ جی! آپ نے تو روزہ خراب ہی کر لیا' ابھی وقت ہی نہیں ہوا جبکہ دوسرا جا کر دس منٹ بعد کھولے گا۔ حتیٰ کہ حج' زکوٰۃ' نماز اور روزہ' نکاح اور طلاق میں اختلاف ہے۔ ایک ایک بات میں اختلاف ہے۔ اور وہ دونوں کہیں بھی میل نہیں کرتے' ایک دوسرے پر منطبق نہیں ہوتے۔ جب ایک دوسرے پر منطبق نہیں ہوتے تو وہ خط مستقیم (Straight Line) پر

نہیں ہوتے۔ وہ صراط مستقیم پر نہیں ہوتے۔

کبھی آپ کو فکر ہوئی کہ میں ہمیشہ پڑھتا ہوں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ لیکن میں صراط مستقیم کو تلاش نہیں کرتا۔ دیکھیے! آپ مسجد میں آجائیں اور دعا کریں کہ یااللہ! روٹی دے' یااللہ روٹی دے اور گھر جاکر مزے سے سوجائیں؟ آپ نے کبھی ایسا کیا؟ کبھی نہیں کیا۔ اگر یہاں دعا کریں گے کہ یااللہ! روٹی دے' جاکر دکان پر بیٹھیں گے' جاکر کہیں محنت کریں گے' جاکر کوئی مزدوری کریں گے' کوئی کام کریں گے۔ دعا آپ یہاں کر کے گئے' اور وہاں جاکر کام شروع کر دیا۔ لیکن مذہب میں کیا ہے؟ یہاں دعا کی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یااللہ! سیدھی راہ پر چلا۔ یااللہ! سیدھی راہ پر چلا اور باہر جاکر کہہ دیا کہ سب ٹھیک ہے۔ ایسا نکھٹو بھی کوئی کبھی آپ نے دیکھا ہے۔ کمال یہ ہے کہ یہاں روٹی کی دعا کریں گے' باہر جاکر روٹی کمانے کی فکر کریں گے۔ کاروبار کی تلاش کریں گے' باہر جا کر محنت کریں گے۔ لیکن دین میں حال یہ ہے کہ یہاں کہیں گے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور باہر جاکر کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہے' یہ بھی ٹھیک ہے' جہاں کوئی لگا ہوا ہے سب ٹھیک لگا ہوا ہے۔ کس قدر جہالت کی بات ہے؟

میرے بھائیو! اگر آپ نے دین کی خاطر اتنی بھی محنت نہ کی جتنی روٹی کی خاطر محنت کرتے ہیں تو پھر یہ دین آپ کو کیا دے گا؟ ارے دین کی قدر و قیمت زیادہ ہے یا روٹی کی قدر و قیمت زیادہ ہے؟ قیامت کے دن خدا یہ پوچھے گا' سوال کرے گا۔ تجھے روٹی کی کتنی فکر ہوتی تھی۔ دین کی تجھے کتنی فکر تھی' تیرے نزدیک تو دین روٹی سے بھی زیادہ گیا گزرا تھا۔

میرے بھائیو! یہ جمعہ ہے۔ ہم جمعہ پڑھنے آئے ہیں اور یہ ساتویں دن آتا ہے۔ اور یہ اس لیے آتا ہے کہ آپ کا زنگ دور ہو جائے۔ آپ کے دل کی دھلائی ہو جائے' آپ سوچیں' آپ سمجھیں' آپ کسی ایکشن کے لیے' کسی کام کے لیے تیار ہو جائیں۔ یہ جو لکیر کی فقیری ہے' جو کوئی جس گھر پیدا ہو گیا وہی بن گیا اور "سب ٹھیک ہے" کا رویہ درست نہیں۔

میں اللہ کے فضل سے بڑا پریکٹیکل (Practical) آدمی ہوں۔ کبھی بھی ایسا نہیں کرتے کہ یہاں منبر پر کھڑے کچھ کہہ لیں اور عملی زندگی میں اس کو جاری نہ کریں۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا۔ ہمیں دیوبندیوں نے بڑی دعوت دی کہ آپ ہمارے ساتھ ملیں' ہم دیکھیں بریلویوں کا کیسا رد کرتے ہیں ؟ ہم دیکھیں شیعہ کے خلاف کیسی تقریریں کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہم اگر تمھارے ساتھ ملیں تو ہم بہت اونچائی سے نیچے گر جائیں گے' ہماری کوئی قیمت نہیں رہے گی' اللہ کے ہاں ہمارے کوئی قدر نہ رہے گی۔ دنیا میں معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی ہمارے ساتھ ہیں' لیکن اللہ کی نگاہ میں ہم گر جائیں گے۔ ہمارا اسٹینڈرڈ اتنا نیچا ہو جائے گا کہ ہمارا کچھ نہیں رہے گا۔ ہم جو تکلیف بھی آئے اس کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں' لیکن ہم اپنے مقام سے کبھی نیچے نہیں آسکتے۔ یہ گمراہی ہی گمراہی ہے کم ہو یا زیادہ ہو' ملاوٹ ہی ملاوٹ ہے' کم ہو یا زیادہ ہو۔

اسلام نہیں برداشت کرتا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد کوئی تیسرا بھی دین سازی میں دخیل ہو۔ میرے بھائیو! حنفی ایک مذہب ہے جس کی بنیاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کی جائے۔ میں کہتا ہوں یہ تو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تقلید کی جائے تو وہ راہ ہدایت پر نہیں رہتا۔ چہ جائیکہ کسی امام کی تقلید کی جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے تو اس سے بھی بڑی بات کی۔ آپ نے فرمایا لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى لوگو! میرے آنے کے بعد' جب سے میں نے نبوت کا چارج سنبھالا ہے' جب سے میں نبی بنا ہوں اگر میرے آنے کے بعد لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام تمھارے درمیان آجائیں فَاتَّبِعُوْهُ اور تم موسیٰ علیہ السلام کی پیروی شروع کر دو۔ وَتَرَكْتُمُوْنِیْ اور میری کوئی بات چھوڑ دو۔ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ تم گمراہ ہو جاؤ گے' کبھی مسلمان نہیں رہ سکو گے۔ (مشکوۃ کتاب الایمان ' باب

الاعتصام بالکتٰب والسنۃ) یہ سوچنے کی بات ہے۔ میرے بھائیو! دیکھیے کہ حقیقت یہ ہے کہ آدمی صحیح معنی میں مسلمان ہوتا ہی تب ہے جب وہ لوگوں کی طرف کبھی نگاہ نہ کرے اور اللہ کی طرف ہی دیکھے کہ وہ کیا چاہتا ہے' کس بات پر راضی ہے' لوگ ناراض ہوں یا راضی ہوں' لیکن وہ اس فکر میں ہو کہ اللہ راضی رہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اتنا نمایاں کیا۔۔۔ اللہ اکبر! ۔۔۔ قرآن میں اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَاتَّخَذَاللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلاً [4:النساء:25] میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا۔ تو پھر ابراہیم علیہ السلام کتنے اونچے تھے' ان کی کتنی اونچی شان تھی؟ لیکن شان کس وجہ سے دی؟ اللہ اکبر! باپ ایک طرف مخالف ہے' برادری ایک طرف مخالف ہے' حکومت ایک طرف مخالف ہے۔ لیکن اکیلے ابراہیم علیہ السلام ایسے ڈٹے ہوئے ہیں کہ بالکل کسی کی پرواہ ہی نہیں ۔وہ کہتے ہیں کہ اللہ جس بات پر راضی ہوگا وہی کروں گا۔

اور میرے بھائیو! آج بھی یہی ہے۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر میں خالص دین والا ہو گیا تو میری لڑکی کو رشتہ کوئی نہیں لے گا' میرے لڑکے کو رشتہ کوئی نہیں ملے گا یا برادری میرا بائیکاٹ کر دے گی۔ میرا کام کیسے چلے گا؟ میرے بھائیو! یہ باتیں سوچنے کی نہیں۔ یہ سب کام اللہ کے ہیں۔ اب دیکھ لو! ابراہیم علیہ السلام کو ان کے باپ نے گھر سے نکال دیا۔ انسان کا ٹھکانا گھر ہی ہوتا ہے۔ اب نیا گھر بنانا' کہاں جا کر آدمی جوان ہو گیا انتظام کرے' یہ کتنا لمبا چوڑا کام ہے۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام نے ایک بات نہیں سوچی۔ اس طرف توجہ ہی نہیں دی کہ یہ معاملہ کیا ہے؟

بڑھاپا آ گیا' بڑھاپے میں اولاد دی' ایک بیٹا دیا۔ اللہ نے کہا اے ابراہیم! اس کو ذبح کر دے۔ اب آپ اندازہ کریں' آدمی سوچتا ہے' اولاد چھوٹی عمر کی ہو اور آدمی بوڑھا ہو تو اسے جوان بننا پڑتا ہے۔ اور جوان بن جاتا ہے۔ اور یہ اولاد جوں جوں جوان ہوتی ہے باپ کو بوڑھا کرتی جاتی ہے۔ بے شک عمر نہ بھی زیادہ ہو لیکن جب اولاد جوان ہوتی جاتی ہے تو باپ

خود خود بوڑھا ہو تا جاتا ہے۔ کام اولاد چلا ہی رہی ہے۔ وہ بے چارہ کام سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ یہ اب بوڑھا ہی بوڑھا ہے اور اگر بچے چھوٹے چھوٹے ہوں تو بے شک بوڑھا ہی ہو اس کو سارے کام خود کرنے پڑتے ہیں کہ میری تو اولاد ہی چھوٹی ہے۔ میں کیسے کام کروں؟ اولاد والدین کو بوڑھا کر دیتی ہے۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام کے قربان جایئے اللہ نے کہا بیٹے کو ذبح کر دے' ایک منٹ دیر نہیں لگائی' بالکل دیر نہیں لگائی۔ خدا سے کہتے کہ یااللہ! تو نے بڑھاپے میں بیٹا دیا۔ اب اگر یہ بے چارہ ذبح ہو گیا' ایک تو ویسے بڑی ترس کی بات ہے اور پھر یااللہ! تو نے بڑھاپے میں بیٹا دیا۔ اب اگر یہ بے چارہ ذبح ہو گیا۔ ایک تو ویسے بڑے ترس کی بات ہے۔ اور پھر یااللہ! میں کیا کروں گا؟ میرا دل تو ٹوٹ جائے گا۔ اور پھر تو میرا دوست ہے' کیوں مجھے پریشان کرتا ہے؟ ایسی کوئی بات بھی نہیں کی۔

بس بیٹے سے کہا! يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى اے بیٹا! خدا نے مجھے خواب میں دکھایا ہے اور میں نبی ہوں اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ بیٹا! میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى تو بتا تیری کیا رائے ہے؟ میں تجھ سے زبردستی کروں یا تو خود خود تیار ہے' رضامند ہے' اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے اور بیٹا جو تھا وہ بھی ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور نبی تھا۔ اللہ نے اس کو نبی بنایا' تو فرمانے لگے۔ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ [37:الصافات :103] ابا! اللہ نے جو حکم آپ کو دیا ہے وہ بجا لایئے۔ خدا ایسی ذات نہیں ہے کہ جس کے مقابلے میں آدمی برادری کو ترجیح دے' خدا کو چھوڑ دے اور برادری کو ترجیح دے۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ اولاد کی محبت زیادہ اور اللہ کی کم۔ بیوی کا خیال زیادہ کرے اور اللہ کی پیروی نہ کرے۔ خدا کی ذات وہ ہے جس کے لیے سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے۔ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ تو دیکھے گا میں ان شاء اللہ صبر کروں

گا۔ جو خدا کا حکم ہے تو کر ڈال۔

میرے بھائیو! خدا ہم سے یہی پوچھے گا اے بندے! میرا حکم تجھے مل گیا تھا اور جو نبی آپ کی زبان سے یہ بات نکلی تھی کہ یا اللہ! مجھے مسئلے کا علم تو ہو گیا تھا پھر خدا پوچھے گا مجھ سے بڑا تھا، جس کی تو بات مانتا تھا۔ میری بات کو جو تو نے رد کیا تو کیا وجہ ہے؟

اس وقت آدمی کو معلوم ہو گا کہ خدا سے بڑا کوئی نہیں ہے اور میرے بھائیو! آج کل کا ماحول' اس انگریزی تعلیم سے ذہن کی مرعوبیت' آج کل کے جتنے ماڈرن مسلمان ہیں 'یہ جماعت اسلامی کے پیدا کردہ سب سے بڑا ان کے اندر نقص (Defect) یہ ہے کہ ان کا ذہن مرعوب ہے اور جس کا ذہن مرعوب ہو' اس کے ذہن میں کبھی صحیح اسلام آ ہی نہیں سکتا۔

اس زمانے میں سب سے زیادہ محرک جماعت' جماعت اسلامی ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں میں انھوں نے اسلامی رنگ بہت حد تک پھیلایا لیکن ذہن کیا پیدا کیا؟ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بحث نہیں کیا کرتے۔ نہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ کیا کرتے ہیں بڑے بڑے کام دین کے کرنے چاہئیں۔

ان کے نزدیک سنت کی کوئی قدر نہیں ہے' وہ لوگوں کی مرضی پر ہے۔ اس کو رکھو نہ رکھو' کرو نہ کرو' چھوڑ دو یا نہ رکھ لو۔ ہاں! بڑے بڑے کام کر لو۔ نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ جو نکلا وہ آپ کے سامنے ہے۔

ذرا توجہ سے سنیے! بات ذرا مشکل ہے اور بڑی خطرناک بات ہے۔ قرآن مجید اسلام کی مثال درخت سے دیتا ہے۔ میں آپ کو سمجھانے کے لیے یہ کہہ رہا ہوں اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے کبھی یہ پرواہ نہیں کی کہ یہ بات اس کے خلاف ہے۔ بات دلیل کے ساتھ ہو گی۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ہم کبھی کسی کی دل آزاری کے لیے بات نہیں کرتے' لیکن ہم کبھی دل آزاری سے ڈرتے بھی نہیں ہیں۔ ہم بات وہ کرتے ہیں جو مدلل ہو' کتنا بھی بڑا سے بڑا فاضل کیوں نہ ہو' کتنا ہی بڑے سے بڑا عالم کیوں نہ ہو وہ اس بات کو کبھی رد نہیں کر

سکا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اللہ قرآن میں اسلام کی یہ مثال دیتا ہے' کلمہ طیبہ جو اسلام کا عنوان ہے اس کی ہیڈنگ' اس کی مثال کیا ہے ؟ ایسے جیسے ایک درخت ہو۔

اور درخت کی صورت کیا ہوتی ہے ؟ ذرا ذہن میں لائیں کہ درخت کیا چیز ہے ؟ درخت کا ہمیں پہلے موٹا سا تنا نظر آتا ہے' پھر اس کے بعد اس کے اوپر والا حصہ پھیلاؤ والا نظر آتا ہے۔ اس کے بعد بڑے بڑے ٹہنے ہوتے ہیں اور پھر ان بڑے ٹہنوں پر چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں ہوتی ہیں' پھر اور چھوٹی ٹہنیاں' پھر بالکل باریک باریک پتیاں۔ پھر ایک حصہ جو نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوتا ہے وہ جڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جڑیں زمین کے اندر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور بڑی دور دور تک ان کا پھیلاؤ ہوتا ہے۔ یہ اسلام کی مثال ہے۔ اسلام کی جڑیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں' اس کی روئے روئے میں۔۔۔ بال کی جڑوں تک۔۔۔ اسلام کی جڑیں پھیلی ہوتی ہیں۔ اگر وہ جڑیں ٹھیک ہیں' ان کو کاٹا نہ جائے۔ پوری ٹہنیوں کو خوراک پہنچتی ہے اور وہ پھیلی ہوئی ہوں تو وہ درخت خوب مضبوط رہتا ہے۔ لیکن درخت کا حسن کس چیز کے ساتھ ہے۔ درخت کا حسن اس کی چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں کے ساتھ' پتیوں کے ساتھ' پورے پھیلاؤ کیساتھ ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! اسلام کی بھی بالکل یہی صورت ہے۔ پہلے عقائد ہیں: اللہ کون ہے ؟ اس کی صفات کیا ہیں ؟ اس کا مقام کیا ہے ؟ اماموں کا درجہ کیا ہے ؟ ولیوں کا درجہ کیا ہے ؟ عام نیک آدمیوں کا درجہ کیا ہے ؟ جنت کا تصور' دوزخ کا تصور' حساب کا تصور' یہ ساری ایمان کی جڑیں ہیں۔ جو انسان کے دل کے اندر ہوتی ہیں۔ جنھوں نے اپنا مقام پورا پیدا کر رکھا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ اس کے ٹہنے ہیں۔ نماز پڑھنا' روزہ رکھنا' حج کرنا' زکوٰۃ دینا' جہاد کرنا' یہ اسلام کے بڑے بڑے ٹہنے ہیں۔ جو لوگوں کو نظر آتے ہیں اور باقی اعمال زندگی میں جو کچھ مسلمان کرتا ہے وہ اسلام کا پھیلاؤ ہے۔ اگر وہ صحیح مسلمان ہے اور صحیح مسلمان انسان کب ہوتا ہے ؟ جب وہ ہر کام سنت کے مطابق کرتا ہے۔۔۔ بیاہ شادی ہو

سنت کے مطابق' جنازے کا معاملہ ہو سنت کے مطابق' نماز پڑھنا ہو تو سنت کے مطابق' روزہ رکھنا ہو تو سنت کے مطابق۔ زندگی میں جتنے کام کیے جائیں' محمد ﷺ کی سنت کے مطابق کیے جائیں۔بے شک وہ سنت چھوٹی ہو یا بڑی۔ان سنتوں کو برقرار رکھنا یہ اسلام کا حسن ہے۔ جس نے سنتوں کو نظر انداز کر دیا گویا اس نے اسلام کے درخت کو ایسے کر دیا جیسے چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں کاٹ دی جائیں اور بڑے بڑے ٹہنے رہنے دیے جائیں۔اب اگر چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں کٹی ہوئی ہوں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ درخت سوکھ گیا ہے' یہ درخت خزاں دیدہ ہو گیا ہے۔ایسے درخت کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔

میرے بھائیو! جس نے سنت کی قدر نہ کی' جس نے درخت کی ایک چھوٹی سے چھوٹی ٹہنی بھی کاٹی اس نے درخت کو ناقص کر دیا۔ جو سنت کو ہلکا جانتے ہیں' جو سنتوں کی پرواہ نہیں کرتے' ان کا درخت (اسلام) اجڑا ہوا ہے' ویران ہے' اور سوکھا ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم دیکھتے کہ آج جماعت اسلامی کا اسلام جو ہے وہ اس طرح کا ہے کہ جس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ دنیا میں نہ نکلا۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں' ایک تحریک اٹھتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ شاہ اسماعیل شہید کی تحریک اٹھی' بڑی زبردست تحریک تھی' جہا کا سلسلہ بڑے زور شور سے شروع ہوا۔وہ شہید ہو گئے' سید احمد بھی شہید ہو گئے۔ صادق آباد کی پوری کی پوری جماعت جو بڑے بڑے کام کرنے والے تھے سب شہید ہو گئے۔ تحریک بالکل ختم ہو گئی۔ اب بعد میں جو مفکر آئے انھوں نے تجزیہ کیے کہ اس جماعت کے فیل ہونے کی کیا وجوہات تھیں ؟ اس کی ناکامی کا کیا اسباب تھے۔ تجزیہ نگار بتاتے ہیں کہ جماعت کیوں فیل ہوتی ہے ؟ مولانا مودودیؒ نے بھی اس پر کتاب لکھی اور تجزیہ کیا کہ سید اسماعیل شہیدؒ کی جماعت کے ناکام ہونے کے یہ اسباب ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ اسلام کا نام لینے والی اور محرک قسم کی جماعت' فعال قسم کی جماعت اگر ہمارے ملک میں کوئی تھی' جس کی کوئی Back Ground ہے' جس کی کوئی جڑ اور بنیاد ہے تو وہ صرف جماعت اسلامی تھی۔ لیکن آج اس کا کیا حشر ہے ؟ وہ کہاں ہے ؟ یہ جماعت نظریاتی طور پر ختم ہو کر ماضی کی کہانی بن چکی ہے۔اس کی کوئی حیثیت

اب باقی نہیں رہی۔ صرف ایک سیاسی جماعت ہو رہ گئی ہے۔ اسلام کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

کیوں ؟ صرف اس وجہ سے کہ آپ Litrature اٹھا کر دیکھ لیں' جو جماعت اسلامی کے ارکان ہیں اُن سے مل کر دیکھیں' ان کے نظریات دیکھ لیں۔ ان کی سب سے بڑی خامی (Defect) یہ رہی ہے کہ انھوں نے کہا لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرو۔ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرو' سنتوں کی پرواہ نہ کرو' اڑتی ہیں اڑ جائیں' جاتی ہیں چلی جائیں لیکن مسلمانوں کو سیاسی طور پر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرو۔

میرے بھائیو! یاد رکھو! خوب توجہ سے سن لو۔ یہی بنیادی غلطی ہے جس کی وجہ سے یہ سارا نقصان اور ناکامی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے اتحاد کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میری یہ بات آپ کو بڑی عجیب سی لگے گی۔ لیکن اس کو سمجھنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔ سارا قرآن پڑھ جائیں' ساری احادیث پڑھ جائیں خدا مسلمانوں سے کبھی نہیں کہتا مسلمانو! اکٹھے ہو جاؤ۔ کبھی یہ بات نہیں کہتا' سارے قرآن میں ایک بھی آیت ایسی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا [3:آل عمران:103] اللہ نے کیا فرمایا؟ لوگو! اکٹھے ہو کر میری رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ جو میں نے لٹکائی ہے۔ اتحاد کی بات آئی لیکن کس ضمن میں ؟ اس ضمن میں کہ میں نے محمد ﷺ کو رسی کا ایک سرا مقرر کیا ہے' قرآن اس پر نازل کیا ہے۔ سارے اکٹھے ہو کر میری رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اگر یہ اتحاد کر لو تو مجھے پسند ہے۔ اور اگر محمد ﷺ کو چھوڑ کر' اس کی سنتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تم نے کوئی ایک سیاسی پلیٹ فارم بنالیا' اس اتحاد کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ کبھی میری مدد ان کے ساتھ نہیں ہو گی۔ اگر کوئی تحریک ایسی اٹھے گی جو میرے نبی ﷺ کی سنت سے بے نیاز ہو تو وہ تحریک ہمیشہ ناکام ہو گی۔ کبھی اسلام کے نام پر وہ تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا [3 :آل عمران:103] لوگو! اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ جَمِيْعًا سب کے سب اکٹھے ہو کر' میرے بھائیو! اتحاد بڑی اعلیٰ چیز ہے' لیکن اتحاد کہاں ہو ؟ کس بات پر ہو ؟

وہ کونسا مشترک (Common) پلیٹ فارم ہے جہاں مسلمان ایک ہو جائیں۔ وہ محمد ﷺ کا پلیٹ فارم ہے۔ اگر کوئی اتحاد کرتا ہے کہ جی! تمھارا اپنا مذہب ہے' دیوبندی کا اپنا مذہب ہے' بریلوی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے' شیعہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے۔ سارے بھائی بھائی ہیں' سب مل کر رہو۔ ایسے اتحاد پر خدا کی لعنت تو ہو سکتی ہے' رحمت کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیوں ؟ یہ اسلام نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اسلام کیا ہے ؟ اللہ اکبر! بڑا خطرناک مضمون ہے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ یہ بڑی دکھتی رگ ہے۔ لیکن کیا جائے ؟ اس کے بغیر آدمی مسلمان بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا پتہ قیامت کے دن جا کر لگے گا۔ دیکھیے! بعض لوگ پیٹ کی خاطر سنتوں کو چھوڑ دیتے ہیں' ہم نے بعض مولوی دیکھے جو کہتے ہیں کہ جی! میں بالکل حدیث کو ماننے والا ہوں' رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے لیکن میں چھوڑ دیتا ہوں کہ نمازی اعتراض نہ کریں۔ سب طرح کے نمازی آتے ہیں' بریلوی بھی آتے ہیں' میرے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں' دیوبندی بھی آتے ہیں اور میرے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اس لیے میں نے رفع الیدین ترک کر دی ہے۔ اب جب کہ اس کا تجزیہ کریں گے تو کیا نتیجہ نکلے گا۔ یہ کہ تو نے نبی ﷺ کی سنت کو اس لیے ترک کر دیا کہ لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ تیرا پیٹ بھرتا رہے' اور تیری نوکری قائم رہے' تیری امامت کو زوال نہ آئے' لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ اللہ کو یہ اتحاد بالکل پسند نہیں۔

میرے بھائیو! اگر یہ بات ہونے لگے تو پھر دین تو سارا آہستہ آہستہ مٹ جائے گا' ختم ہو جائے گا۔ دین کو دین سمجھنا چاہیے۔ دین کس چیز کا نام ہے ؟ بڑا ٹہنا بھی دین کا جز ہے' چھوٹی ٹہنی بھی دین کا جزو ہے۔ اسلام کی یہ چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں بھی دین کا جزو ہیں۔

ایک صحابیؓ حضور ﷺ سے ملتا ہے اور آپ سے کچھ اس قسم کی بات کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کہاں اور میں کہاں ؟ اللہ جانے کب آپ مجھ سے جدا ہو جائیں یا میں آپ سے جدا ہو جاؤں۔ فوت تو آخر ہونا ہی ہے۔ دنیا میں تو چلو آپ سے مل لیتا ہوں' آپ کی شکل دیکھ لیتا ہوں۔ ہم دونوں اکٹھے زمین پر رہتے ہیں' ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ

آپ جنتوں میں چلے جائیں گے' آپ کا مقام بہت اونچا ہو گا۔ اگر مجھے بھی خدا نے جنت دے دے تو پھر بھی آپ کہاں اور میں کہاں؟ اس نے کچھ اس انداز سے بات کی جس سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ شاید حضور ﷺ میرے سے کوسوں دور ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس کے اس جذبات محبت کو دیکھا' اس کے اس ایمان کو دیکھا' اس کی اس طلبِ صادق کو دیکھا' اپنے ساتھ اس کی محبت کو دیکھا تو آپ نے فرمایا: خُذْ مِنْ شَارِبِكَ اے اللہ کے بندے! اپنی مونچھیں چھوٹی کرادے۔ حَتّٰى تَلْقَانِي یہاں تک کہ تو مجھے جنتوں میں ملے۔ میں تجھ میں یہ خامی پاتا ہوں۔ حَتّٰى تَلْقَانِي یہاں تک کہ تو مجھے جنتوں میں ملے۔ مطلب کیا ہے؟ آپ کا مطلب یہ ہے کہ تیری مونچھیں اس قسم کی ہیں کہ تو میرے ساتھ ملتا جلتا اچھا نہیں لگتا۔ (مشکوۃ کتاب الایمان ' با ب الایمان بالقدر)

اب ہمارے نزدیک بات ہی کچھ نہیں ہے۔ داڑھی نہ ہو' چھوٹی ہو' بڑی ہو' مرزائی کٹ ہو' شیعہ کٹ ہو' جماعت اسلامی کے انداز کی ہو' کسی قسم کی ہو' دھوکہ ہی دیتا ہے کہ جی میری داڑھی ہے۔ لیکن دیکھتا نہیں کہ نبی ﷺ کی داڑھی کیسی تھی۔ وَاعْفُوا اللِّحْيَةَ (متفق علیه) داڑھی کو معاف کردو۔ اِرْخُوا اللِّحْيَةَ (مسلم کتاب الطهارة' باب خصائل الفطرة) وَفِّرُوا اللِّحْيَةَ (طبرانی) داڑھی کو زیادہ کرو۔ یہ طریقہ ہو گا تو نبی کی ملاقات یقینی' قطعی اور اس میں اگر Defect پڑ گیا تو محرومی کا خطرہ ہے۔ اب آپ سوچیں حضور ﷺ اس کے شوق کو دیکھ کر کیا کہتے ہیں؟ کہ اگر تو سچ مچ چاہتا ہے کہ تجھے میرا ساتھ نصیب ہو تو خُذْ مِنْ شَارِبِكَ تو اپنی مونچھیں کٹوادے۔

حضرت عمرؓ صبح کی نماز میں کھڑے ہو گئے' جماعت کروا رہے ہیں۔ صبح کی دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں کھڑے ہوئے تو ایک ایران کا مجوسی غلام چھپا ہوا تھا۔

ابھی نماز پڑھنا ہی شروع کی تھی' تلاوت ہی شروع کی تھی کہ ظالم نے دو دھار خنجر سے انھیں کاٹ کر رکھ دیا' پیٹ کو بالکل کاٹ کر رکھ دیا۔ پھر دوڑ پڑا' تیرا' آدمیوں کو زخمی کیا' جن میں سے 9 موقع پر شہید ہو گئے اور ایک نے جب یہ دیکھا کہ یہ تو صفائی کرتا جا رہا ہے' اتنا بڑا نقصان کر دیا ہے اس نے فوراً اپنی برانڈی' Over Coat اتار کر اس پر ڈال دیا اور اس کو قابو کر لیا۔ اس نے اپنی ہی خنجر مار کر خودکشی کر لی۔

حضرت عمرؓ گر پڑے' آپؓ پیچھے گرے تھے۔ تھوڑے سے سرک کر حضرت عبدالرحمن بن عوف جو پیچھے کھڑے تھے ان کا ہاتھ پکڑا اور آگے کر دیا تاکہ جماعت کروائیں۔ انھوں نے قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر جماعت کی تکمیل کرا دی۔ صحابہؓ ان کو اٹھا کر لے گئے۔ کھجوروں کا پانی نکال کر کے ان کو پلایا۔ وہ پیٹ کے راستے سے نکلنا شروع ہو گیا۔ آنتڑیاں کٹ چکی تھیں' دودھ پلاتے' خون مل جاتا تھا اور پیٹ میں سے بہنا شروع ہو جاتا تھا۔

لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ اب ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اس زمانے میں کوئی اتنی سرجری ایجاد نہیں تھی کہ کاٹنے وانٹے کا انتظام ہو جائے۔ جو اس وقت حالات تھے ان کے مطابق لوگ حضرت عمرؓ کی عیادت کے لیے آ رہے تھے کہ چلو جی جا کر دیکھ لیں۔ سارے شہر میں ماتم کا سماں ہے۔ اس قدر لوگوں کو صدمہ ہے۔ ایک نوجوان آ گیا' حضرت عمرؓ کی تعریف کرنے لگا کہ عمر تو بڑا ہی خوش قسمت ہے' اللہ کے رسول ﷺ تجھ سے بڑے خوش تھے' پھر تجھے شہادت کا درجہ نصیب ہوا ہے۔ بڑی تعریفیں کرتا رہا اور ملاقات کر کے واپس جانے لگا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گیا۔ حضرت عمرؓ کی حالت دیکھو کتنی نازک ہے۔ فرمانے لگے: ذرا اس کو بلانا۔ اسے بلایا گیا تو فرمایا یَا شَابُّ اِرْفَعْ ثُوبَكَ تیرا تہبند' تیری دھوتی نیچے لٹک رہی ہے۔ اس کو اوپر کر لو۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص 770-773)

اگر یہ بات کسی کو کہہ دی جائے تو وہ کہے گا کہ جی! یہ مولوی بڑا تنگ نظر ہے۔ اس نے دین کو اتنا تنگ کر دیا ہے' اس نے تو دین کا ستیاناس کر دیا ہے' ہم نے دین کو بہت کھولا'

بہت کھولا' یہ مولوی دین کو تنگ کرنے پر ہی تلا ہوا ہے۔

اب حضرت عمرؓ کی کی حالت دیکھیں' تکلیف کا اندازہ کریں 'لیکن بات کیا ہے جو حضرت عمرؓ کے دل میں کھٹک رہی ہے۔ اس آدمی کو واپس بلا لیا اور کہنے لگے۔ یَا شَابُّ اِرْفَعْ ثَوْبَكَ اے نوجوان! اپنی دھوتی' اپنا تہبند یا اپنی شلوار اونچی کر لے' یہ اللہ کو پسند نہیں۔ آپ نے اس سے اندازہ کیا اور پھر وہ بات جو میں نے آپ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان! اپنی مونچھیں چھوٹی کر لے۔ ان شاء اللہ تجھے جنت میں میری ملاقات ہو جائے گی۔ باقی کام تیرے ٹھیک ہیں' خطرہ ہے تو صرف اسی سے ہے۔

ادھر حضرت عمرؓ اس نوجوان کو کیا کہہ رہے ہیں کہ تیرے جذبات صحیح ہیں لیکن تیرا یہ کام اللہ کو پسند نہیں۔ بخاری شریف میں حدیث ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نوجوان جا رہا تھا اور اس کا تہبند لٹک رہا تھا۔ خدا کو غیرت آگئی' خدا نے اسے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا۔ فرمایا: لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور وہ زمین میں نیچے نیچے ہی جاتا رہا گا اور دوزخ کے کنارے لا کر خدا اس کو کھڑا کر دے گا۔ (صحیح البخاری 861/2سنن نسائی: 294/2)

میرے بھائیو! آپ خوب اندازہ کر لیں' میں نے جو آپ کو سمجھایا ہے کہ اسلام کی مثال ایک درخت کی مثال ہے۔ آپ کے گھر میں اورنج (مالٹا) کا بوٹا ہو' یا آم کا پودا لگا ہوا ہو' یا کوئی اور اچھا سا لیموں کی قسم کا عمدہ سا بوٹا لگا ہوا ہو اور کسی کی بکری آ کر اس میں سے دو چار پتے چر جائے' کہیے! آپ آرام سے ٹھنڈے ہو کر بیٹھے رہیں گے یا آپ گرم بھی ہوں گے ؟ آپ کہیں گے کہ نہیں یہ تو صحیح نہیں ہے' اس سے تو پورا پودہ ہی اجڑ جائے گا۔ اور اگر آپ کا رویہ یہ ہو کہ چلو جی کیا ہوا' دو پتے ہی کھا لیے' کوئی لیموں نہیں توڑ دیا' کوئی کنو نہیں کھا لیا' کوئی آم نہیں توڑ لیا۔ تیرے درخت سے دو پتے ہی توڑ لیے ہیں۔ ان باتوں پر نہیں بولا کرتے۔ چپ! زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا ایسا رویہ آپ کے درخت کی سلامتی کا ضامن ہے ؟

اسلام کے درخت کی حفاظت بھی اسی طرح ہو گی۔ دیانت داری سے بتایئے! آپ کا پودا ہو' اور آپ نے لگایا ہو اور کسی کی بکری تین چار پتے کھا جائے تو آپ چپ رہیں گے یا بولیں گے؟ اگر بولیں گے تو کیا آپ کا بولنا حق ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ جس کے دل میں سنت کی قدر ہے' جو سمجھتا ہے کہ محمد ﷺ کا بوٹا لگایا ہوا میرا بوٹا ہے کیا وہ نہ بولے گا؟ اگر اس کے اندر ایمان ہے تو ضرور بولے گا۔ دنیا میں تو ہم ایک بوٹے پر جس کے تین چار پتے کسی کی بکری کھا لے بول پڑتے ہیں اور اگر محمدی بوٹے کے شاخیں اور ٹہنیاں توڑی جائیں اس پر بولا جائے تو کیا یہ فساد ہے؟ پھر ہمیں یہ کہتے ہوئے شرم نہ آتی کہ جی سنتوں کے پیچھے لڑنا نہیں چاہیے' بولنا نہیں چاہیے' پوری کر لی جائے' نہ کی جائے' کوئی فرق نہیں۔ داڑھی ہو نہ ہو' رفع الیدین کرلو نہ کرو کچھ فرق نہیں۔ کیا یہ رویہ ٹھیک ہے؟

آپ اندازہ کریں۔۔۔ اللہ اکبر!۔۔۔ آپ کی بیٹی جا رہی ہو' آپ کی بہن جا رہی ہو اور آپ کے دل میں غیرت بھی ہے۔ آپ کی بہن یا بیٹی کو ہاتھ لگانا تو وہ دور کی بات ہے' کوئی اس کے پاس ایسی حرکت کرے تو آپ کیا کریں گے؟

میرے بھائیو! نبی کے دین پر غیرت کا آنا' نبی کے دین کے درخت کی پتیوں کی حفاظت کرنا' نبی کے دین کی چھوٹی ٹہنیوں کی حفاظت کرنا مسلمان کا فرض ہے اس کی ذمہ داری ہے۔

یہاں ایک شیخ الجامع تھے اب وہ فوت ہو گئے ہیں۔ "مولانا غلام محمد ہوتوی" ایک حنفی عالم گزرے ہیں۔ ان کے نام پر یونیورسٹی ہال بھی بنا ہوا ہے۔ وہ کیا کرتے تھے (حالانکہ وہ بریلوی ٹائپ کے تھے' بریلوی خیال کے تھے' یہ جو پاکتن کی دری ہے' اس میں سے بھی گزر جاتے تھے) مجھے مولانا عبید اللہ صاحب نے بتایا کہ مولانا غلام محمد ہوتوی کہا کرتے تھے کہ اگر یہ اہل حدیث نہ ہوتے تو دین کبھی محفوظ نہ رہتا اور میں منبر پر کھڑا ہو کر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولانا عبید اللہ صاحب جن کو بہاول پور سارا جانتا ہے مجھے کہنے لگے کہ مولانا غلام محمد ہوتوی کہا کرتے تھے اگرچہ وہ بریلوی تھے عالم تھے کہا کرتے تھے اگر اہل حدیث

نہ ہوتے تو آج دین محفوظ نہ رہتا۔ یہی ہیں جنھوں نے دین کی حفاظت کی ہے۔

میرے بھائیو! ہم جب یہاں آئے تو ترجیع کی اذان کو کوئی جانتا نہ تھا۔ ترجیع کی اذان کیا ہوتی ہے ؟ یہ کسی کو پتہ نہ تھا۔ یعنی اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ان کلموں کو دہرا کر کہنا۔ چار دفعہ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ چار دفعہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اذان میں کہنا ترجیع والی اذان کہلاتی ہے۔ مسلم شریف میں یہ حدیث موجود ہے' نسائی میں یہ حدیث موجود' ابو داؤد میں یہ حدیث موجود۔ آپ نے اپنے صحابیؓ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو یہ اذان سکھائی' اس کی درخواست کی کہ عَلِّمْنِیْ سُنَّةَ الاَذَانِ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صحیح مسلم' کتاب الصلوة باب صفة الاذان) کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے مسنون اذان سکھایئے' آپ نے یہ اذان اس کو سکھائی۔ جب ہم بہاول پور میں آئے تو ہم نے یہ اذان چلائی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بغیر ترجیع کے اذان دیا کرتے تھے اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ ترجیع والی اذان دیتے تھے۔ اب ہم کبھی کبھی وہ دلوا دیتے ہیں۔ کبھی وہ دلوا دیتے ہیں کہ نبی ﷺ کی دونوں سنتیں محفوظ رہیں۔

اور میرے بھائیو! میں سمجھتا ہوں اگر یہ اعزاز آپ کو نصیب ہو جائے' خدا کی قسم! یہ سب سے بڑا عمل ہے۔ اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ نبی کے دین کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے تو بڑی مخالفتیں شروع ہو جائیں گی۔ اس مسئلے پر دیوبندی ہمارے دشمن' بریلوی ہمارے دشمن۔ ہائے! یہ تم نے کیا جرم کر دیا؟ یہ اذان کہاں سے آگئی؟ کبھی سنی نہیں' یہ فرقہ کہاں سے آ گیا؟ یہ لوگ کہاں کے ہیں؟ کیا بات ہے؟ اب لوگ آ آ کر ہم سے پوچھیں۔ ہم نے ان کو حدیثیں دکھائیں۔ دیکھو یہ مسلم شریف ہے' دیکھو یہ نسائی میں ہے' دیکھو یہ ابو داؤد میں ہے۔ دیکھو یہ مشکوۃ میں ہے۔ چپکے سے چلے گئے۔ تو اس طرح کچھ برداشت پیدا ہو گئی۔

اب تبلیغی جماعت والے فکر ذکر اور نفلوں پر کتنا مرتے ہیں' ان پر جان دیتے ہیں لیکن کسی تبلیغی جماعت والے سے کہہ کر دیکھ لو کہ مغرب کی اذان کے بعد اور فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔ صحابی بیان کرتا ہے کہ میں بعض دفعہ آیا اور میں نے دیکھا کہ اتنی کثرت سے لوگ یہ نفل پڑھ رہے ہوتے کہ مجھے شبہ ہو جاتا کہ شاید جماعت ہو چکی ہے اور لوگ بعد والی دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں۔ اذان ہوتی لوگ پلروں کی اوٹ میں' یہ جو ستون ہیں ان کی اوٹ میں دھڑا دھڑ کوشش کرتے کہ میں دو رکعت پڑھ لیں اور حضور ﷺ نے خود یہ دو رکعتیں پڑھیں ہیں۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب السنن و فضائلھا)

دیکھو! اللہ اکبر! اگر دین خالص ہو اور دین کو محمدی ہوتا سمجھا جائے تو پھر جو نہی بندہ مسلم سنے گا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے کبھی اس کی مخالفت نہیں کرے گا۔ لیکن یہی سنت تبلیغی جماعت والوں کے سامنے رکھ کر دیکھ لیں۔ جو نفلی عبادت پر جان دیتے ہیں اور جمعرات کو خاص طور پر مورچہ لگاتے ہیں' ان کے سامنے رکھ کر دیکھ لیں کیسے تیور بدلیں گے۔ ہیں جی! یہ کیا ہے؟ اس نماز میں تو بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے۔

کیا کہتے ہیں؟ جی! مغرب کا تو وقت ہی بڑا تھوڑا ہوتا ہے۔ دو نفلوں کی گنجائش ہی کہاں ہوتی ہے؟ بھائی! اللہ کے بندے! جس نے یہ بتایا ہے کہ مغرب کا وقت بڑا تھوڑا ہوتا ہے اس کی ہی یہ سنت ہے۔ تم نے دین کہاں سے لیا ہے؟ تو دین کو کیا سمجھتا ہے؟ تو دین کس کا اپناتا اور حکم کس کا مانتا ہے؟

اگر تجھے یہ معلوم ہو کہ دین وہ ہے جو محمد ﷺ کہیں تو تو صحیح مسلمان ہے۔ دیکھ لیں لوگ ان سنتوں سے نفرت کرتے ہیں' ویسے عشاء کی رکعتیں دیکھ لو کتنی پڑھتے ہیں؟ چار سنتیں پہلے' پھر چار فرض' پھر دو سنتیں۔ پھر کچھ اور' پھر کچھ اور وتر اور پھر دو نفل سترہ پوری گن لیتے ہیں۔ حالانکہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کسی حدیث کی کتاب میں عشاء کی سترہ رکعتوں کا نام تک نہیں۔ کبھی رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ عشاء کی سترہ رکعتیں ہوتی

ہیں اور کبھی آپ نے عشاء کی فرضوں سے پہلے چار سنتیں، چار نفل کبھی نہیں پڑھے۔ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں۔ لیکن دیکھ لو حنفی ان پر کتنے پکے ہیں؟ تبلیغی جماعت والا ان چار رکعت پر جان دیتا ہے۔ اور مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتوں پر جان نکل جاتی ہے۔ ہائے! اس لیے نہیں کہ مجھے تبلیغی جماعت والوں پر چوٹ کرنا مقصود ہے میں صرف اس لیے یہ مثال دے رہا ہوں کہ اللہ آپ کو صحیح مسلمان بنا دے۔

اسلام کو سمجھو کیا چیز ہے؟ سلام امام ابو حنیفہؒ کے پیچھے چلنے کا نام نہیں۔ اسلام اس بات کا نام ہے جو محمد ﷺ نے کیا ہے یا کہا ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ جس آدمی کا یہ اسلام نہیں ہے۔ خواہ وہ جماعت اسلامی کا ہو' خواہ وہ تبلیغی جماعت کا ہو' خواہ وہ اہل حدیث بنا پھرے وہ صحیح مسلمان نہیں ہے۔

اور یہ اہل حدیث اللہ اکبر! ملتان چلے جاؤ۔ وہاں اتنے اہل حدیث کہ کبھی ختم نہ ہوں' کوئی ختم کرنا بھی چاہے تو پھر بھی ختم نہ ہوں' لیکن کام کا بندہ شاید ہی کوئی ہو تو ہو سب مٹی' سب بے کار۔ ان کا نظریہ ہے کہ دیوبندی بھی ٹھیک' بریلوی بھی ٹھیک۔ ان پاگلوں کو یہ پتہ نہیں کہ توحید کیا ہے؟ توحید کسے کہتے ہیں؟ اب دیوبندی کی توحید صحیح ہو سکتی ہی نہیں۔

میرے بھائیو! دین کو خوب سمجھو اور یہی سب سے بڑا عمل ہے۔ جس آدمی نے دین کو صحیح طور پر سمجھا نہیں' اس کا عمل کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ یہی دین نہ سمجھنے کی وجہ سے مذہبی جماعتیں اور دینی جماعتیں دنیا میں ناکام ہوتی ہیں اور آخرت میں اصل ناکامی کا احساس ہو گا۔

بظاہر تو دنیا میں بڑا کام کرتا ہے' تسبیح ہاتھ میں ہو' داڑھی لمبی ہو' دیکھو جی! صوفی آدمی ہے۔ ساری رات اللہ ھو' اللہ ھو کرتا ہے۔ اب لوگ صلوۃ و سلام کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ تمھیں کیا تکلیف ہوتی ہے؟ اللہ اور رسول ﷺ کا نام لے رہا ہے۔ تمھیں کیا تکلیف ہوتی ہے؟ لوگ اس کو نیکی سمجھتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو پتہ ہی نہیں نیکی کیا چیز ہے؟ اور یہ بات میں آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ میرے بھائیو! نیکی کیا ہے؟ نیکی محمد ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔ اس بات کو اچھی طرح یاد کر لو کہ نیکی محمد ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔ کسی اور کی پیروی

کرنا' یہ نیکی نہیں ہے۔ وہ گناہ ہے 'وہ بدی ہے۔

قیامت کے دن صرف ایک جھنڈا ہو گا۔ اللہ اکبر! قیامت کے دن صرف ایک جھنڈا ہو گا اور وہ محمد ﷺ کا ہو گا۔ (مشکوۃ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین) کسی امام کی دکان نہیں ہو گی' کسی امام کی کوئی جھنڈی ونڈی نہیں ہو گی۔ کسی کا کوئی علم ولم نہیں ہو گا' صرف ایک محمدی جھنڈا ہو گا۔ اور اس جھنڈے کے نیچے جانا صرف اس کو نصیب ہو گا جس نے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا ہو گا۔ جس نے دین نبی ﷺ کی پیروی کو سمجھا ہو گا۔ میں نے مثالیں بھی آپ کے سامنے رکھیں ہیں۔ خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ایک آدمی کہتا ہے یارسول اللہ ﷺ آپ سے آگے ملاقات کیسی ہو گی؟ میرا بڑا دل چاہتا ہے کہ وہاں بھی آپ سے ملاقات ہو' آپ کا ساتھ تو نصیب ہو' آپ نے فرمایا: خُذْ مِنْ شَارِبِكَ اپنی مونچھیں ٹھیک کروا۔ حَتّٰی تَلْقَانِی پھر تیری میری ملاقات ہو گی۔

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو' اس بات کو ذہن نشین کر لو' اپنے دل کی بیماریوں کو دور کر دو' کسی اور کا تصور اگر آپ کے دل میں ہے تو اس کو نکال دو۔ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو دین سمجھو۔ اس دین کو بدنام کرنے والے ہم ہیں۔ آج ہر ایک کی زبان پر یہ بات ہے' ہر پڑھے لکھے آدمی کی زبان پر یہ بات ہے اور عوام جو ہیں ان کی زبان پر بھی یہ بات ہے کہ پاکستان میں کونسا اسلام آئے گا۔ اتنا تو اسلام میں اختلاف ہے۔ یہ دیوبندی' یہ بریلوی' یہ شیعہ' یہ فلاں' یہ فلاں' وہ بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب اسلام کے مختلف Faces ہیں' اسلام کی مختلف شکلیں ہیں' اسلام کی مختلف صورتیں ہیں۔

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو اسلام کا ایک ہی ایڈیشن ہے اور وہ آخری ہے اور وہ محمد ﷺ والا ہے۔ کوئی اس کے اندر اضافہ' کوئی اس کا اندر کمی' اس میں کوئی بیشی۔۔۔ وہ اسلام نہیں ہے۔ میرے بھائیو! یہ جو لوگوں کو مختلف اسلام نظر آتے ہیں' یہ اسلام نہیں ہیں۔ یہ سب دھوکہ ہے۔ یہ فریب ہے۔ اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

بات کو کہتے ہیں۔

جب آپ قبر میں جائیں گے' میری اس بات کو یاد رکھیے' جب آپ قبر میں جائیں گے تو خدا کی طرف سے یہ سوال ہوگا مَا دِیْنُكَ تیرا دین کیا تھا؟ اگر آپ نے کہا' کہ جی میں تو حنفی تھا تو آپ لٹ گئے' برباد ہو گئے۔۔۔ آپ کے پلے کچھ نہ رہا' اور اگر آپ نے کسی اور کا نام لے دیا تو بھی آپ مرے۔ آپ اگر سمجھتے ہوں کہ دین کسے کہتے ہیں اور آپ نے اگر میرا یہ سبق یاد کیا ہوگا ممکن ہے بعض دوستوں کو یہ بات بہت بری لگتی ہو مگر میں کیا کروں میں بھی مجبور ہوں۔ دین کیا ہے ؟ فرشتہ جب پوچھے گا۔ مَا دِیْنُكَ (مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر) تیرا دین کیا تھا؟ اب جو زندگی بھر حنفی رہا ہوگا نبی ﷺ کی سنت کی جو صریحا حدیث میں موجود ہو اور وہ اس پر عمل نہ کرتا ہوگا' صرف اس وجہ سے کہ ہماری حنفی فقہ میں یہ بات نہیں ہے تو وہ یہ بات کبھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا دین اسلام تھا' خواہ وہ حاجی ہو' خواہ وہ نمازی ہو۔

میرے بھائیو! اسلام صرف اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو کہتے ہیں۔ کسی امام' کسی فقیہ' کسی ولی' کسی پیر کی بات کو اسلام نہیں کہتے۔ اسلام صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو کہتے ہیں۔ ورنہ یہ سوال اتنا آسان سوال ہے کہ سارے ہی پاس ہو جائیں۔ لیکن وہاں پاس کون ہوگا ؟ خال خال ہی لوگ وہاں پاس ہوں گے۔ اللہ نے تین Catago-ries بنادیں: ایک مومن' ایک منافق' ایک کافر۔

فرمایا: جو بھی جائے گا' اس سے اللہ یہ پوچھے گا۔ جو مومن ہوگا وہ بڑا پر اعتماد ہوگا' وہ بڑا Confident ہوگا۔ اسے بالکل گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ بہت حوصلے والا ہوگا۔ حالانکہ فرشتے کو دیکھ کر آدمی کی جان نکل جانے کو ہوتی ہے۔ لیکن فرشتہ آئے گا' تو وہ کہے گا ٹھہرو' ابھی مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ اللہ اکبر! کس قدر اس میں حوصلہ اور ہمت ہوگی۔ فرمایا: مومن تو یہ کہے گا ٹھہرو' پہلے مجھے نماز پڑھنے دو۔ فرمایا: کسی وقت بھی اسے دفن کر دو اسے یوں معلوم ہو رہا ہوگا جیسے سورج غروب ہو رہا ہے اور میری نماز کا وقت جو ہے وہ ہو گیا ہے۔ فرشتہ اسی

وقت جان جائے گا کہ جو یہاں مجھ سے اس طرح بات کرتا ہے' یہ محمد ﷺ جیسے پیر کا مرید ہو سکتا ہے۔ گیارھویں والے پیر کا مرید تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایسی بات کرے۔

اَمَّا الْمُنَافِقُوْنَ وَالْکٰفِرُوْنَ اور جو "ڈب کھڑبہ" مسلمان ہوگا جیسے ہم ہیں۔ یعنی جو ڈھیلا مسلمان ہوگا' سب ٹھیک ہے' یہ بھی ٹھیک' وہ بھی ٹھیک' امام بھی دین میں داخل' فلاں بھی دین میں داخل' اور پیر بھی دین میں داخل۔۔۔ ایسا مسلمان یہ بات نہ کہہ سکے گا۔

اب آپ اندازہ کریں کہ جی میں حنفی' میرا مسلک حنفی' چشتی اور میری طریقت فلاں' میں فلاں کو ماننے والا۔۔۔ میں فلاں کا ماننے والا۔ یہ آدمی کہاں سمجھتا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ جب پوچھا جائے گا منافق سے' جو بظاہر مسلمان ہے لیکن اسلام ٹھیک نہیں' ایک وہ جو سرے سے اسلام میں داخل ہی نہیں۔ اَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْکٰفِرُ جو منافق ہوگا کہے گا ھَا ھَا لاَ اَدْرِیْ ہمیں تو کچھ بھی پتہ نہیں' جو لوگ کہتے تھے' ہم بھی وہی کہتے تھے۔

مشکوۃ شریف اٹھا کر دیکھ لیں حضور ﷺ کا اس میں فرمان موجود ہے کہ کافر اور منافق دونوں کا جواب ایک ہی ہوگا۔ وہ کہیں گے ھَا ھَا لاَ اَدْرِیْ مجھے تو کچھ پتہ نہیں جو لوگ کہتے تھے' میں بھی وہی کہہ دیتا تھا۔

اب جو مومن ہوگا' جب وہ باتیں کرے گا تو فرشتے کہیں گے بھائی! تیرے بارے میں ہمیں پہلے ہی اطلاع تھی کہ تو یہ جواب دے گا۔ پھر اس سے پوچھیں گے تجھے ان باتوں کا پتہ کیسے لگ گیا۔ یہ جو تو جواب دے رہا ہے' اتنے کھرے جواب کا تجھے کیسے پتہ لگ گیا؟ وہ کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی' میں نے نبی ﷺ کی تعلیم سے یہ چیز حاصل کی۔ مجھے اس بات کا شعور ہے' مجھے پتہ ہے اس لیے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔ (مشکوۃ شریف کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر)

تو میرے بھائیو! یہ ایک سبق ہے' جو میں نے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

جب آپ نے یہ سبق یاد کر لیا اور اللہ کرے آپ وہاں پاس ہو جائیں! تو پھر مجھے بھی وہاں یاد کریں گے کہ یہ سبق اس نے ہمیں پڑھایا تھا اور بالکل ٹھیک پڑھایا تھا اور اگر آپ کی حالت کوئی دوسری ہوئی تو پھر بھی یاد کریں گے۔ لیکن پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں ہو گا۔

فرعون کی قوم کا ایک آدمی تھا قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ [40:الغافر:28] فرعون کی آل کا ایک آدمی فرعون سے بحث کرنے لگا' جب فرعون نے یہ فیصلہ کر لیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے۔ بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ فرعون سے کہنے لگا' کیوں ظلم کرتا ہے؟ اس کا جرم کیا ہے؟ صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے بحثیں کرتا رہا' فرعون اپنی باتیں کرتا رہا' اور وہ اپنی باتیں کرتا رہا۔ اللہ نے دونوں کی بحثوں کا واقعہ سورۃ المومن میں تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اللہ نے یہ واقعہ اس بات پر ختم کیا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ایک تھا' تنہا تھا' اور ادھر فرعون' فرعون کے درباری اور پوری قوم تھی۔ وہ کہتا ہے۔ فَسَتَذْکُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ اے فرعون اور اے فرعون کے ساتھیو! کل تم قیامت کو یاد کرو گے جو میں تمھیں آج کہہ رہا ہوں۔ فَسَتَذْکُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ جو میں تم سے کہہ رہا تم یاد کرو گے وہاں جا کر وہ ہمارا سیدھا آدمی ٹھیک بات کہہ رہا تھا۔

باقی رہ گیا کہ تم میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو' میری طاقت کوئی نہیں' میرے پیچھے کوئی نہیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ [40:الغافر:44] میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے' مجھے مار دو یا چھوڑ دو۔ بات جو میں نے تمھیں کہنی تھی سو کہہ دی۔

تو میرے بھائیو! خوب سمجھ لو اس کے بغیر نجات نہیں ہے' قبر میں بھی سوال ہو گا اور اگر آپ نے زندگی میں بھی یہ فیصلہ کر لیا کہ یہ جتنے دین آپ کو نظر آرہے ہیں' لوگ ان کا نام لے لے کر کہتے ہیں کہ یہ اسلام پاکستان میں آئے گا' یہ اسلام پاکستان میں آئے گا۔ آپ صاف کہیں گے کہ اسلام صرف وہ ہے جو محمد ﷺ نے دیا ہے۔ باقی سب دھوکہ ہے'

قریب ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اِنَّکُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَعْمَالاً اے لوگو! تم عمل کرتے ہو ھِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْیُنِکُمْ مِنَ الشَّعْرِ تمھاری نگاہ میں وہ عمل بال سے بھی باریک ہیں' ان کو تم کوئی بڑا عمل نہیں سمجھتے ہو' بلکہ وہ تمھاری نگاہ میں ہلکے اعمال ہیں' بہت ہلکا سا گناہ ہے' بہت ہلکی سی نیکی ہے۔ کُنَّا نَعُدُّھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ ان اعمال کو جن کو تم ہلکا سا سمجھتے ہو اور نظر انداز کر دیتے ہو کہ یہ کوئی بڑا گناہ نہیں ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان کو موبق یعنی مہلک' خطرناک سمجھا کرتے تھے۔ یعنی ہماری نظر میں وہ ہلاک کر دینے والا تھا۔ (مسند احمد :470/3)

یعنی اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ کتنا فرق آ گیا ہے کہ گناہوں کی بھی پرواہ نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں یہ تو بہت چھوٹی چیز ہے۔ اس کی وجہ سے خواہ مخواہ اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اس کو کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ اس کو چھوڑ ہی دو۔ تو میں اس سے جو آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ نیکی جو بھی ہو چھوٹی ہو بڑی ہو' اس کو نیکی سمجھو۔ پتہ نہیں کس چیز سے آپ کی نجات ہو جائے گی۔

س: ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ ہمیں یہ بتائیں کہ داڑھی منڈوانے کا رواج کب پیدا ہوا؟

ج: دیکھیے اکثر لوگ اس قسم کے سوال کر لیتے ہیں کہ جی زنا سب سے پہلے کس نے کیا۔ بری بات کی کوئی تاریخ نہیں ہوتی۔ ایسے ہی اب کوئی پوچھے کہ جی سب سے پہلے جھوٹ کس نے

بولا؟ بھائی یہ کوئی سنت ہے، جس کی تاریخ ہمیں معلوم ہونی چاہیے۔ یا زنا سب سے پہلے کس نے کیا، یا چوری سب سے پہلے کس نے کی۔ ثبوت تو ہوتا ہے نیکی کا۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ یہ کس کی سنت ہے کہ ہم اس پر عمل کر سکیں۔

ہاں آپ یہ دیکھیں کہ داڑھی رکھنا یہ نبیوں کی سنت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ہارون علیہ السلام کی داڑھی تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو انھوں نے داڑھی پکڑ لی اور موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں لاَ تَأخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لاَ بِرَاسِيْ اے میرے بھائی! میرا کوئی قصور نہیں۔ تو ناراض نہ ہو۔ میری داڑھی نہ پکڑ، میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نے ان کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی۔

ایک نیکی کے کام کی تاریخ تو ہو سکتی ہے، لیکن برائی کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی کہ کس نے پہلے کی۔ البتہ شرک کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا مکہ میں قریش والوں میں شرک کو سب سے پہلے انٹروڈیوس کرنے والا عمرو بن لحی ایک عرب تھا۔ وہ شام گیا، اس نے شام میں لوگوں کو دیکھا کہ وہاں لوگ اپنے بتوں کے نام پر جانور چھوڑتے ہیں، چنانچہ آکر اس نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔ اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ عمرو بن لحی کو دوزخ میں کس حالت میں دیکھا کہ اس کی آنتڑیاں باہر نکلی ہوئی ہیں اور ان کو گھسیٹتا پھر رہا ہے۔ دوزخ میں چکر لگا رہا ہے۔ جس نے سب سے پہلے شرک کو قریش میں متعارف کروایا تھا۔ یہ چونکہ اتنا بڑا جرم تھا اس لیے آپ نے اس کی تاریخ بتا دی۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 88

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِيْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهُدٰی هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلاَّ تَعْبُدُوْا اِلاَّ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّ لاَ تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا o وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا

[17:اسراء:23-24]

کون ایسا باپ ہے یا ایسی ماں ہے جو یہ نہ چاہے کہ میرا بیٹا' میرا فرمانبردار ہو' میرے کہنے پر نہ چلے' اور کونسا بچہ یہ نہیں جانتا کہ مجھے والدین کی اطاعت کرنی چاہیے۔ والدین کو خوش کرنا چاہیے' انھوں نے مجھے پیدا کیا ہے' انھوں نے مجھے پالا پوسا ہے' انھوں نے ہی مجھے پروان چڑھایا ہے۔ میں اتنا بڑا ہو گیا ہوں' مجھے اپنے والدین کی خدمت کرنی چاہیے ان کی

اطاعت کرنی چاہیے۔ ان کو راضی رکھنا چاہیے۔ ان کو خوش کرنا چاہیے۔

یہی اسلام ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ہے: وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلاَّ تَعْبُدُوْا اِلاَّ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا تیرے رب کا فیصلہ یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہو۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ احسان کرو' کیونکہ اصل خالق اللہ ہے' اور مجازی خالق ماں باپ ہیں۔

ماں باپ کو خوش کرنا جس حد تک اللہ اجازت دے اور پھر اللہ نے ہر ایک کا حق رکھا ہے' اور اللہ ظالم نہیں ہے۔ حتیٰ کہ یہ جانور' یہ درخت' یہ پرندے' ان سب کے اللہ نے حقوق رکھے ہیں' آپ کو ضرورت ہو' آپ کبوتر کو ایئر گن سے ماریں' اس کو ذبح کریں' اس کو کھالیں' اللہ راضی ہے' اللہ آپ سے ناراض نہیں ہے۔ اور اگر نئی گن خریدی ہے' ادھر چیل اڑ رہی ہے اور آپ نے پریکٹس کے لیے اس کو اپنا نشانہ بنایا اور مار گرایا تو آپ مجرم ہیں۔ خدا کہے گا کہ تم نے میری مخلوق کو بے جا کیوں مارا؟ تجھے کیا ضرورت تھی؟ کیا تو نے اس کا گوشت کھانا تھا؟ ہاں! جتنی چیزوں کا گوشت میں نے تیرے لیے حلال کیا ہے' تو ان کا شکار کر ٹھیک ہے۔ میں تجھے اجازت دیتا ہوں۔ لیکن تو میری جاندار پیدا کی ہوئی چیز کو جس کو میں نے جان دی ہے' تو ان کو بلا ضرورت مارتا جائے تجھے کیا حق ہے؟ خدا پکڑے گا' یہ جرم ہے۔

آپ نے کسی جانور وا اپنے گھر باندھا ہے' بھینس لی ہے گائے لی ہے' بکری لی ہے آپ نے بلی کو پکڑ کر باندھا ہے تو اب آپ کا فرض ہے کہ اس کو پانی پلائیں' اس کو چارہ ڈالیں' اس کا پیٹ بھریں۔ اس کو کھلائیں۔ اگر آپ نے اس کو بھوکا رکھا تو قیامت کے دن آپ مجرم ہوں گے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دوزخ میں دیکھا کہ ایک عورت جل رہی ہے' اور مجھے بتایا گیا کہ یہ عورت اس لیے جل رہی ہے کہ اس نے بلی کو پکڑ کر باندھا اور اسے بھوکا رکھا۔ وہ بے چاری بھوکوں تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ (مشکوۃ کتاب البیوع' باب الغضب و العاریۃ) فرمایا کہ جب اس نے اس کو باندھا تھا

تو اس کا فرض تھا کہ اس کو کھلائے پلائے۔ اس کا پیٹ بھرے' ورنہ اس کو چھوڑ دے۔ اللہ اس کو روزی دے گا۔ وہ جو چیز چاہے کھا کر اپنا پیٹ بھر لے۔ خدا ذمے دار ہے۔ یہ اللہ کا حق ہے۔ اب آپ جا رہے ہیں' درخت ہے' کوئی ٹہنی ہے جو کہ راستے میں آ رہی ہے' آپ کو خدشہ ہے کہ آنے جانے والوں کا کپڑا اتار لے گی' کسی کی آنکھ میں لگے گی' کسی کو نقصان پہنچے گا۔ آپ کاٹ دیں تو یہ ثواب کا کام ہے۔

بلکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایک آدمی صرف اس عمل کی وجہ سے جنت میں گیا کہ اس نے درخت کا وہ حصہ کاٹ دیا جو لوگوں کے لیے مضر تھا' لوگوں کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ (مشکوۃ کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقة) اور اگر آپ کے ہاتھ میں کلہاڑی ہے اور ویسے ہی ایک ٹپہ اس کو لگا دیا' اس کو کاٹ دیا۔ بے جا ہی درخت کو کاٹ دیا تو قیامت کے دن آپ کو خدا اس پر پکڑے گا کہ یہ تو نے کیا حرکت کی کہ میں نے درخت اگائے' لوگوں کے سائے کے لیے' لوگوں کے آرام کے لیے' تو ویسے ہی تفریح کے طور پر کاٹتا چلا گیا۔ تجھے کیا ضرورت تھی؟ یہ تیری خدمت کے لیے ہیں' تیرے ضائع کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ تجھے کوئی حق نہیں کیونکہ مالک میں ہوں۔

اولاد کا حق والدین پر اور والدین کا حق اولاد پر ہے۔ بیوی کا حق خاوند پر ہے اور خاوند کا حق بیوی پر ہے۔ جانوروں کا حق اس کے مالکوں پر ہے اور مالکوں کا حق ان جانوروں پر ہے۔ اب اندازہ کر لو جانور کو جب چاہو پکڑ کر ذبح کر لو' اس کا گوشت کھائیں' اس کا دودھ پئیں' اور حدیث میں آتا ہے کہ جس سال آپ نے حج کیا' حضرت علیؓ قربانی کے لیے سو اونٹ لے کر آئے۔ آپ نے ساٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور باقی حضرت علیؓ سے کہا کہ تو ان کی قربانی کر۔ اور صحابی بیان کرتا ہے کہ ہم یہ دیکھ کر حیران تھے کہ ہر اونٹ کہتا کہ مجھے پہلے ذبح کرو۔ اپنی گردن آگے کر رہا ہے کہ مجھے پہلے ذبح کرو۔ (مسلم عن جابرؓ باب حجة النبی ﷺ) یہ اللہ کا حکم ہے' اللہ نے ان کو انسان کے لیے پیدا کیا ہے۔

اور میرے بھائیو! یہ وہ نظام ہے جسے اسلام کہتے ہیں' اور اس میں صحیح طور پر

ایڈجسٹ وہی ہو سکتا ہے جو اللہ کا فرمانبردار ہو کر وقت گزارے۔

اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ ارے تم! اس کائنات میں کوئی اور دین چاہتے ہو' اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی چاہت ہے؟ اللہ کا لق وہ مالک ہے اور ہر چیز اس کی مخلوق ہے اس کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اللہ کا حکم مانے۔ یہ اسلام ہے۔

وَلَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ [3:ال عمران:83]

کائنات کاذرہ ذرہ مسلمان ہے' اللہ کا فرمانبردار ہے' کبھی کسی درخت نے خدا کی نافرمانی نہیں کی' کبھی کسی جانور نے خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ کبھی آسمان خدا کی نافرمانی نہیں کرتے' کبھی زمین خدا کی نافرمانی نہیں کرتی' کبھی آگ خدا کی نافرمانی نہیں کرتی۔ کبھی پانی خدا کی نافرمانی نہیں کرتا۔ ہر چیز جو اللہ کا حکم مانتی ہے' وہ مسلمان ہے۔

دیکھ لو! اللہ تعالیٰ نے آگ سے کہا تھا' میرے بندے ابراہیم علیہ السلام کو تجھ میں ڈال رہے ہیں' اس کو جلانا نہیں ہے۔ آگ نے کہا یا اللہ! بالکل ٹھیک ہے' ورنہ آگ چھوڑ دے گی۔ دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام آگ میں پڑ گئے اور اللہ آگ سے کہتا ہے۔ قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ [21:الانبیاء:69] اے آگ! بالکل ٹھنڈی ہو جا' اور ابراہیم علیہ السلام کو کوئی گزند نہ پہنچے' بالکل کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ابراہیم علیہ السلام آگ میں ایسے آرام سے تھے جیسے کسی گلستان میں ہیں' گلزار میں ہیں' کسی باغ میں ہیں۔ اور بالکل آرام سے ہیں۔

یہ کیوں؟ اس لیے کہ آگ مسلمان ہے' آگ اللہ کی فرمانبردار ہے' پانی اللہ اکبر! جیسے اللہ نے حکم دیا' ویسے ہی کرتا ہے' مچھلیاں اس میں رکھی ہیں' تیرتی ہیں' جہاز اس میں چلتے ہیں' اللہ نے قرآن میں یہی کہا ہے نا۔۔۔ کہ دیکھو! کس طرح سے جہاز سمندر کی پیٹھ پر چلتے ہیں' یہ سمندروں کو اللہ نے ایسا کیوں بنایا ہے؟ انسان کی خدمت کے لیے' جو مال دنیا میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں آتا جاتا ہے' سمندروں کے راستے سے اس کو آپ جانتے ہیں' چین سے مال چلا آرہا ہے' امریکہ سے مال چلا آرہا ہے' فلاں ملک سے مال چلا آرہا ہے' ان

ملکوں کو مال چلا جا رہا ہے' یہ پانی ہے جس کو اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ اور اللہ نے اس میں یہ تاثیر رکھی ہے۔ پانی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے' نافرمانی کبھی نہیں کرتا۔

نافرمانی کرے تو یہ انسان ہی کرتا ہے۔ دیکھو' اللہ اکبر! ہم لوگ ہیں' مانتے ہیں کہ ہاں یہ اللہ کا حکم ہے؟ جانتے بھی ہیں' زبان سے اقرار بھی کرتے ہیں' لیکن پھر بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں' یہ باغی ہے' یہ سرکش ہے' ہر چیز خدا کی فرمانبردار ہے۔ مسلمان ہے۔ اس کائنات میں' اسلام کی دنیا میں' وہی صحیح طور پر کامیاب ہو سکتا ہے جو اللہ کا فرمانبردار ہو اور جو بغاوت کرے اس کے لیے حدیث میں آتا ہے:

جب آدمی دوزخ میں جائے گا' آسمان اس پر لعنت بھیجے گا' زمین اس پر لعنت کرے گی' فرشتے بھی اس پر لعنت کریں گے۔ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو لعنت نہ کرے' ہر چیز کافر پر لعنت کرے گی (تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ البقرۃ)

مومن جب مر جاتا ہے' کیونکہ اعمال تو روزانہ چڑھتے ہیں' آپ کا کیا خیال ہے' یہ ہماری حکومت کے کتنے محکمے ہیں؟ آپ نے سنا ہوگا' بعض محکمے ایسے ہیں جن کا تعلق ڈائریکٹ سربراہ مملکت سے ہوتا ہے۔ یہ کمشنر جو سول انتظامیہ کا سب سے بڑا افسر ہے' فوج کے نظام کا ڈی ایم ایل اے سب سے بڑا افسر ہے اور بعض ایسے محکمے ہیں جن کا تعلق ڈائریکٹ ضیاء کے ساتھ ہے۔ وہ نہ کمشنر کے ماتحت ہیں' نہ کسی جنرل کے ماتحت ہیں۔ ان کا تعلق براہ راست ضیاء کے ساتھ ہے۔ یہ جو انٹیلی جنس والے' یہ جو ڈائری لکھنے والے ہیں ان کا کنکشن ضیاء کے ساتھ ہے۔ ان کی ڈائری سیدھی وہاں جاتی ہے۔ ان کی اطلاعیں سیدھی وہاں پہنچتی ہیں۔ کہ یہاں یہ ہو رہا ہے' اس طرح سے ہو رہا ہے' جنرل یوں کر رہا ہے' فلاں یوں کر رہا ہے' فلاں یوں کر رہا ہے۔ ان کا تعلق ڈائریکٹ اس سے ہے۔ یہ ہماری حکومت کا نظام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی یہ نظام ہے کہ روز کے روز ڈائری اللہ کے پاس پہنچتی ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ فرشتے آتے ہیں' ہماری نیکیوں کو نوٹ کرتے ہیں روز کا روز ہمارے یہ اعمال

نوٹ ہوتے ہیں۔ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ [35:الفاطر:10] اور ہم جو نیک عمل کرتے ہیں وہ بھی اللہ کے ہاں جاتا ہے۔ نماز آپ نے پڑھی' اسی وقت اس کی ڈائری چلی گئی' کوئی عمل آپ نے کیا اسی وقت اس کی رپورٹ اللہ کے ہاں چلی گئی۔ باقاعدہ ڈائریاں پہنچتی ہیں۔ ریکارڈ روز کا روز وہاں پہنچتا ہے۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔

اب آپ سوچیے! جو آدمی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی رپورٹ یہ پہنچے کہ یہ آدمی اے اللہ تیرا باغی ہے' رہتا تیری حکومت میں ہے لیکن بغاوت کرتا ہے۔ تیرا حکم نہیں مانتا۔ اپنی مرضی کرتا ہے' وہ خدا کے علم میں ہے۔ پھر خدا جب چاہے اس کو پکڑ لے' جب چاہے اس کو سزا دے' سال کے بعد پانچ سال کے بعد دیا' فوری دے دے غرضیکہ جب چاہے اس کو پکڑ لے۔

لوگ ہمارے ملک میں الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں۔ حکومت کے خلاف تقریریں ہوتی ہیں' یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے' ڈائریاں پہنچتی ہیں' رپورٹیں پہنچتی ہیں حکومت جب چاہتی ہے' پکڑ لیتی ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ہمارے ملک میں رہتے ہوئے ہمارا شہری ہوتے ہوئے' ہمارے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں پکڑ لیتے ہیں۔ اندازہ کریں جب ہماری حکومت کا یہ حق ہے اور ہر حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ جب اس نے شہریت مان لی' ان کے ملک میں آگیا' وہ تو اس کے بعد اب اس ملک کا مطیع اور فرمانبردار ہو کر رہے تو رہ سکتا ہے' ورنہ وہ اس ملک کو چھوڑ دے۔ چنانچہ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ باہر کے سفیر جب کوئی الٹی سیدھی حرکت کرتے ہیں ان کو فوراً باہر نکال دیتے ہیں۔ آپ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ فلاں ملک کے سفیر کو ملک سے نکال دیا گیا۔ وہاں کے سفیر کو اس ملک سے نکال دیا۔ کیوں؟ وہ ایسی حرکتیں کرتا تھا جو اس ملک کے منافی تھیں۔ اس حکومت کے مفاد کے خلاف تھیں۔ اس لیے انھوں نے اس کو نکال دیا۔

میرے بھائیو! ظلم اس سے زیادہ کیا ہو گا؟ کہ ہم ملک کی چھوٹی سے چھوٹی

حکومت کو مانتے ہیں کہ فلاں ملک ہے۔ اس کا ایک نظام ہے' فلاں ملک ہے اس کی حکومت ہے' فلاں ملک ہے' اس کی حکومت ہے۔ لیکن ہم اللہ کی حکومت کو نہیں مانتے۔ اور خصوصا آج کل جتنا پڑھا ہوا آدمی ہے اتنا ہی بڑا پاگل ہے۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں یقین جانیں کہ جو آدمی دین کی سمجھ نہیں رکھتا وہ جاہل ہی ہے' وہ احمق ہی ہے وہ بے وقوف ہے۔ ہم یہ تو مانیں کہ تھانیدار کو اختیار حاصل ہے' ہم یہ تو مانیں کہ ڈی سی کو یہ اختیارات حاصل ہیں' ہم یہ تو کہیں کہ صدر یوں کر سکتا ہے' صدر جو چاہے کر سکتا ہے' لیکن یہ یہ نہ مانیں کہ اللہ کی بھی ایک حکومت ہے' اور وہ بھی جو چاہے کر سکتا ہے۔ اللہ کی طرف دھیان ہی نہیں۔

اور میرے بھائیو! اصل کافر کون ہوتا ہے؟ اصل کافر وہ ہوتا ہے جس کی آنکھیں اللہ کی طرف سے بالکل بند ہوں۔ وہ نہ اللہ کی حکومت کو مانے' نہ اللہ کے حکم کو مانے' نہ اللہ کے قانون کو مانے' خدا کی طرف سے غافل ہے' وہ کافر ہے۔ بے شک وہ رسمی نمازیں پڑھتا رہے' یا نہ پڑھے' رسمی نمازیں پڑھے یا نہ پڑھے اگر وہ اللہ کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا اللہ کے قانون کو نہیں دیکھتا' اور اس کو نہیں مانتا' اس کے قانون کا احترام نہیں کرتا تو وہ کافر ہے۔ وہ خواہ سید زادہ ہو' وہ پٹھان زادہ ہو' وہ مسلمانوں میں کتنا ہی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو۔ وہ بے وقوف ہے' وہ جاہل ہے' خدا کا باغی اور وہ کافر ہے۔ کیسا کوئی شبہ ہو سکتا ہے قطعاً کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور خدا قرآن مجید میں بار بار کہتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلاَّ لِلّٰهِ [6:الانعام:57] لوگو! چلتی میری ہے۔ حکومت میری ہے' امر میرا چلتا ہے۔ حکم میرا چلتا ہے۔ تم تو ڈر جاتے ہو اور ہمارے ملک میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ضیاء کے خلاف ہیں' صدر کے خلاف ہیں' ضیاء ان سے ناراض بھی ہے مگر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ ڈر ہے کہ گڑبڑ نہ ہو جائے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں' ان کی الٹی سیدھی حرکتیں ان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ وہ ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ لیکن اللہ ۔۔۔ اللہ اکبر! وہ ہے کہ جس پر چاہے ہاتھ ڈال لے۔ ایک سیکنڈ نہیں لگاتا۔ اور جو دعا ہے اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءَ اللہ تو مالک الملک ہے۔ تو ساری کائنات کا بادشاہ

ہے۔ تو ساری بادشاہت کا ایک بادشاہ ہے۔ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ جس کو چاہے تو بادشاہت دے دے۔ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ [3:ال عمران:26]اور جس سے چاہے تو آن کی آن میں حکومت چھین لے۔

اب دیکھ لو! مغرب ہو جاتی ہے۔ کوئی پتہ نہیں بادشاہ ہے' حکم چلتا ہے اور پتہ نہیں رات کو کب کوچ ہو گیا۔ تختہ الٹ گیا اور بتا دیتے ہیں کہ اب تو قید میں ہے۔ اب تو حرکت نہیں کر سکتا۔ بھٹو کے ساتھ بھی یہی ہوا اور جو تھے ان کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ پتہ ہی نہیں چلتا اور چھٹی ہو جاتی ہے۔ فوراً تختہ الٹ جاتا ہے۔ یہ کون کرتا ہے؟ یہ اللہ کرتا ہے۔ آن کی آن میں جو چاہے کر سکتا ہے اور ہم اس کی حکومت کو ہی نہ مانیں۔

اور میرے بھائیو! یہ اس قدر بڑا ظلم ہے' اس قدر بڑی جہالت ہے کہ ہم تھانیدار سے ڈریں اور ہمیں اللہ کا ڈر نہ ہو' اپنے دل میں ذرا جھانکیں' توجہ کریں تو آپ کو شرم آئے گی یہ تصور کرتے ہوئے کہ میں کیسا احمق ہوں کہ میں ہر ایک سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے گرفتار نہ کر لیں' میرے وارنٹ نہ لے جائیں' میرے خلاف کوئی کیس نہ ہو جائے ہر ایک سے میں ڈرتا ہوں' نہیں ڈرتا ہوں تو اللہ سے نہیں ڈرتا۔

اور حدیث میں ہے کہ بندہ جب زنا کرنے لگتا ہے اور چاروں طرف سے دیکھ لیتا ہے کہ کوئی مجھے دیکھتا تو نہیں ہے۔ جس کے ساتھ زنا کرنے لگا ہوں اس کا کوئی رشتہ دار تو نہیں' میرا کوئی رشتہ دار تو مجھے نہیں دیکھتا' کوئی اجنبی مجھے تو نہیں دیکھتا' جب سب سے وہ تسلی کر لیتا ہے تو برائی کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت اللہ کہتا ہے کہ ارے ظالم! اپنے آپ کو تو مسلمان کہتا ہے' اور تو کہتا ہے کہ اللہ سب کچھ دیکھتا ہے اور تجھے مجھ سے ڈر ہی نہیں لگتا۔

اور دیکھو! کیا عجیب تضاد ہے' یہ ایمان کا نقص ہے' ایمان کی کمزوری ہے' آدمی زبان سے یہ کہے گا کہ اللہ سب کچھ دیکھتا ہے' سب کچھ جانتا ہے' اور پھر وہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔ اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ جی ہاں! اللہ سب سے طاقتور ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ سب کہے گا' زبان سے یہ اقرار کرے گا لیکن عملی طور پر جب وقت آئے گا تو سب سے ڈرے گا۔ نہیں

ڈرے گا تو اللہ سے نہیں ڈرے گا۔ کیسے وہ بے ایمان ہے کہ نہیں ہے۔ میں بے ایمان غلطی سے نہیں کہہ رہا' میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ وہ بغیر ایمان کے ہے کہ نہیں؟ اس کا ایمان نہیں ہے۔ یہ مانتے ہیں کہ نہیں؟ پھر اپنے آپ پر فٹ کرلیں۔ پہلے اصول سمجھ لیں اور اس کے بعد اس کو اپنے اوپر فٹ کرلیں اور اپنے دل سے پوچھیں کہ تو بے ایمان نہیں ہے؟ خود ہر آدمی اپنے نفس پر غور کرے' دل کو دیکھے کہ کیا میں بے ایمان ہوں کہ نہیں؟

جب میں زبان سے کہتا ہوں کہ اللہ دیکھتا ہے' کوئی چیز اس کے لیے آڑ نہیں بن سکتی' اللہ سنتا ہے' کوئی چیز اس کے لیے ایسی نہیں بن سکتی جس کی وجہ سے وہ نہ سن سکے۔ کوئی چیز اللہ سے اوجھل نہیں ہو سکتی۔ وَ لاَ یَعْزُبُ عَنْهُ [3:النساء:34] اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اور پھر اس کے بعد کا وقت آجائے گا' وہ ہر ایک سے ڈرے مگر اللہ سے نہ ڈرے۔ تو کیسے! یہ بات صاف ہوگئی کہ ان میں ایمان وغیرہ نہیں ہے۔ ان کا ایمان والا معاملہ صاف ہے۔

میرے بھائیو! یہی کفر ہے کہ ہم اللہ کی طرف سے غافل ہوں۔ اللہ نے قرآن میں کہا ہے۔ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لاَ یَعْلَمُوْنَ اکثریت لوگوں کی ایسی ہے جو نہیں جانتی۔ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی باتوں کو بہت جانتے ہیں وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ [30:روم:7] انھیں میں (اللہ) یاد ہی نہیں۔ انھیں آخرت کا خیال ہی نہیں کہ اللہ بلائے گا' اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے' اللہ پوچھے گا۔

میرے بھائیو! دیکھو نا۔۔۔ کتنی لچک اللہ نے رکھی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ انسان ہے' کمزور ہے' اس میں بھول بھی ہے۔ اس میں نسیان بھی ہے' اس میں خطا بھی ہے' اس میں کمزوری بھی ہے' سب چیزیں ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ انسان کی اس کمزوری کو جانتے ہوئے کہتے ہیں اے بندے! اگر تو مجھے بھول جائے۔ اور غلطی کرنے لگے' جب میں تجھے یاد آجاؤں پھر تو ٹھیک ہو جائے اور اگر تو نے غلطی میں کام کر لیا' میں پھر یاد آجاؤں تو پھر تو مجھ سے توبہ کرلے۔

لیکن ہم نہ فعل کرتے وقت ڈرتے ہیں' نہ فعل کے بعد پچھتاتے ہیں۔ بلکہ فعل آج بھی کیا کل بھی کیا' پرسوں بھی کیا۔ گناہ ہماری عادت بن گیا ہے۔ گناہ ہماری سرشت میں داخل ہو گیا ہے۔ اور ہم عادی مجرم ہو گئے ہیں اور میرے بھائیو! یہ بات صاف اور واضح ہے کہ اللہ پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔

اب آپ سوچیں تو سہی' کیا آپ کے دل میں یہ خیال ہے کہ ہم گناہ کریں تو اللہ کو غیرت نہیں آتی' اللہ کو غصہ نہیں آتا' اللہ ناراض نہیں ہوتا۔ آپ سوچیں' یہ ہماری حکومت ہے اور اگر ہم اس کے خلاف کوئی بات کریں یا کوئی قانون شکنی کریں تو کیا ہماری حکومت خوش ہو گی؟ میں یہ مثالیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو یہ بات سمجھ آ سکے۔

اب دیکھیں نا..... ! ہم لوگ کوئی سیاسی آدمی نہیں۔ لیکن دیکھ لو ڈائری والے آتے ہیں' ڈائری نوٹ کرتے ہیں' لکھتے ہیں کہ کیا کہا ہے' کیا کہتے ہیں؟ حالانکہ ہمارا جمعہ ہے۔ مذہبی اجتماع ہے پھر بھی حکومت کو فکر رہتی ہے کہ کوئی ہمارے خلاف بات تو نہیں کرتا۔ جب آپ کوئی بات حکومت کی مرضی کے خلاف' ان کے مفاد کے خلاف کریں گے' بے شک وہ غلطی پر ہو' آپ جب بھی کوئی بات ان کے خلاف کریں گے تو وہ ناراض ہوں گے۔ وہ اس کو نوٹ کریں گے۔ اس کے خلاف کیس بنائیں گے۔

تو آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ اللہ کی حدود کو توڑ دیں' یا اللہ کی نافرمانی کریں اور اللہ ناراض نہ ہو' اللہ کو غصہ نہ آئے' اس کو غیرت نہ آئے' یہ کبھی ہو سکتا ہے؟ اور پھر جب ہمیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ مولوی صاحب دعا کرو اللہ خیر کرے۔ اور میرے بھائیو! اگر ہم میں عقل ہو' سمجھ ہو' تو ہم فوراً سوچیں گے' غور کریں گے' کہ یہ میری نافرمانیوں کی سزا ہے۔ میں کتنے گناہ کرتا ہوں' میرے خیال میں ہر آدمی کو اپنے گناہوں کا پتہ ہوتا ہے۔ میرے بھائیو! ہماری تو زندگی ہی گناہوں میں ڈوبی پڑی ہے۔ کھانا ہمارا صحیح نہیں' کمائی ہماری صحیح نہیں' شکل و صورت ہماری صحیح نہیں' عقائد ہمارے صحیح نہیں' اعمال ہمارے صحیح نہیں۔ ہماری زندگی متوازن نہیں' جو دل سوچتا ہے وہی کرتے ہیں' گناہوں کی کوئی حد

ہے؟اور پھر اگر اللہ پکڑ لے! اب دیکھ لو اب تو انفرادی طور پر اللہ کی پکڑ آتی رہتی ہے۔ لیکن آپ دنیا کے حالات دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ [30:الروم:41] جب لوگ عام گناہ کرنے لگ جاتے ہیں تو اس کا اثر جو ہے پوری فضا پر ہوتا ہے۔ فرمایا: خشکی میں بھی فساد اور سمندر میں بھی فساد۔ دیکھیے اب دنیا میں وہ سکون' اطمینان' امن اور چین جیسی چیز اڑ چکی ہے۔ اب وہ دنیا میں کہیں نہیں ہے۔

امریکہ میں دنیا کی نعمتیں' کھانے پینے کا سامان بڑا وافر ہے' سب چیزیں استعمال کی وافر' لیکن ایک چیز بالکل نایاب ہے۔ وہ ہے سکون' اطمینان' امن۔۔۔ یہ چیزیں وہاں بالکل غائب ہیں۔ اور یہ خدا کا عذاب ہے۔ اور اب دیکھ لو مہنگائی ہو رہی ہے۔ بدامنی بڑھ رہی ہے۔

آپ اپنے ملک کی سیاست دیکھیں' خواہ کوئی جانور ہی ہو' سوچنا جس کا کام نہ ہو تو وہ علیحدہ بات ہے ورنہ جو تھوڑا بہت بھی اخبار پڑھتا ہے وہ اس ملک کے بارے میں اندازہ کر سکتا ہے کہ اب پاکستان کس ڈگر پر چل رہا ہے اور حالات کیسے ہیں؟ بالکل جیسے طوفان میں کشتی پھنسی ہوئی ہو' اور ڈول رہی ہو' موجیں اس سے ٹکرا رہی ہوں۔ بالکل ہمارے ملک کا بھی یہی حال ہے۔ پتہ نہیں اب کیا ہو جائے گا۔ جسے دیکھ لو رو رہا ہے' جسے دیکھ لو رو رہا ہے۔ جسے دیکھ لو دکھیا ہے۔ حکومت لیڈروں سے دکھی ہے' اور لیڈر حکومت سے دکھی ہیں۔ جو جیت گئے وہ بھی رو رہے ہیں اور جو ہار گئے وہ بھی رو رہے ہیں۔ اور انجام کیا ہو گا؟ نتیجہ کیا نکلے گا؟ وہ آپ کے سامنے ہے۔

یہ خدا کا عذاب ہے۔ جب گناہ اس سطح پر ہوتے ہیں تو پوری فضا لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں خدا بھی ایسے عذاب دیتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ جب اللہ کی ناشکری ہوتی ہے' تو اس کی طرف سے عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔ پہلے وقتوں میں موٹے موٹے عذاب ہوتے تھے۔ اب دنیا ذہنی طور پر ترقی کر گئی ہے تو اللہ بھی ایسے عذاب دیتا ہے جو ذہنی پریشانی کا موجب بنتے ہیں۔ جس قسم کے لوگ ہوتے جا رہے ہیں اللہ بھی ویسے ہی

عذاب دیتا جارہا ہے۔ اور پھر نتیجہ کیا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فساد ظاہر ہو گیا ہے چاروں طرف ہی عذاب ظاہر ہو گیا ہے۔ خشکی میں بھی اور تری میں بھی۔ زمین پر بھی اور سمندر میں بھی۔ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے۔ اور یہ کیوں ہے؟ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا [30:الروم:41] تاکہ اللہ ان کو سزا دے۔ ان کے بعض اعمال کی ان کو سزا دے۔ یہ بدامنی' یہ جنگ کا ہوا' یہ ٹکراؤ' یہ آپ کی ٹکر' یہ سب اللہ کی طرف سے سزائیں ہیں۔ یہ سزائیں اللہ صرف بعض اعمال کی دے رہا ہے۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لوگو! یہ تو چھوٹے چھوٹے عذاب ہیں۔ دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ بڑا عذاب تو ابھی آنے والا ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ[32:السجدة:21] میں یہ چھوٹے چھوٹے عذاب اس لیے دے رہا ہوں تاکہ تم میری طرف رجوع کرو۔ حقیقت کو سمجھ پاؤ۔ کہ یہ ساری گاڑی میرے حکم سے چل رہی ہے۔

ہمارا ملک کس نہج پر چل رہا ہے' سیاست کس طرف جا رہی ہے؟ کیا ہو گا؟ یہ سب خدا چلا رہا ہے۔ یہ بدامنی' یہ افراتفری' یہ گڑبڑ کی صورتیں۔۔۔ یہ سب خدا ہی چلا رہا ہے۔ اس لیے کہ بداعمالی بڑی عام ہو گئی ہے۔ اور جب لوگ ٹھیک ہوتے جاتے ہیں تو اللہ ایسا ماحول پیدا کر دیتا ہے' ایسے ہی حالات پیدا کر دیتا ہے کہ سکون ہو جاتا ہے۔

اب دیکھ لو جب شاہ فیصل تھا تو لوگوں کو تھوڑا تھوڑا نظر آنے لگا کہ اسلامی دنیا' اسلامی ممالک اکٹھے ہو جائیں گے۔ جیسے یہ بلاک بنے ہوئے ہیں' فلاں فلاں۔ ان سب کا ایک ہی بلاک بن جائے گا۔ اب سب مسلمانوں کا ایک ہی بلاک بن جائے گا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید کوئی اچھی صورت بن جائے فوراً کیا ہوا شاہ فیصل شہید ہو گئے۔ ایران اور عراق کی آپس میں ٹکر ہو گئی۔ اب دیکھو کیسی بات کھڑی کر دی۔ ایران اور عراق کی جنگ' یہ مسلمانوں پر

ایک عذاب نہیں ؟دونوں اسلام کا نام لینے والے 'سچا کہہ لیں یا جھوٹا کہہ لیں۔ کم از کم ہندو اور عیسائی' روس اور امریکہ اور انڈیا یہی کہیں گے دیکھو مسلمان کیسے لڑ رہے ہیں۔ وہ تماشا دیکھ رہے ہیں اور ہم مر رہے ہیں۔ ان کو بھی اسلحہ دے رہے ہیں اور ان کو بھی اسلحہ دے رہے ہیں۔ ان کو بھی ابھار رہے ہیں اور ان کو بھی ابھار رہے ہیں کہ مرو اور مارو۔ یہ خدا کا عذاب نہیں تو اور کیا ہے ؟

اور اس کے بعد نتیجہ کیا نکلے گا ؟ ابھی برے نتیجے کا پتہ ہی نہیں کہ وہ نتیجہ کیا نکلے گا

اللہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ [33:الاحزاب:57] یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں' ان کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اللہ کو ایذا کب پہنچتی ہے جب اس کی نافرمانی ہوتی ہے۔ اور اس سے بڑی بری بات اور کیا ہو سکتی ہے ؟ کہ معمولی معمولی حکومتوں کو تسلیم کریں 'ان کے قانون کو تھوڑا بہت احترام دیں' اور اللہ کی حکومت کو تسلیم نہ کریں 'اللہ کے کسی حکم کو 'کسی قانون کو نہ سمجھیں اور اپنی مرضی کریں۔

میرے بھائیو! گناہ کر لینا آسان ہے 'انسان سے گناہ ہو جاتا ہے 'گناہ کرنے سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ گناہ کرنے سے بڑا گناہ یہ کہ اس بات کو Justify کیا جائے کہ گناہ ہوا ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ اب دیکھیں تصویر۔ حدیثوں میں بڑی وضاحت کے ساتھ آتا ہے کہ مصور (تصویر بنانے والا) ایک باپ کا قاتل دو' نبی کا قاتل تین' یہ تینوں ایک کمپارٹمنٹ (Compartment) میں ہوں گے۔ دوزخ کے ایک ہی طبقہ میں ہوں گے۔

جیسا نبی کا قاتل مجرم ہے' جیسا باپ کا قاتل مجرم ہے ویسا ہی مصور بھی مجرم ہے۔

(مشکوۃ کتاب اللباس باب التصاویر) خدا تینوں کو ایک ہی جگہ رکھے گا۔

لیکن دیکھ لو سب مولوی فتویٰ دیتے جا رہے ہیں' سب حکومتیں لازمی کرتی جا رہی ہیں۔ تصویر فوٹو بس چل سو چل۔ اور پھر یہی نہیں کہ پچھتاوا ہو نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ فوٹو جائز ہے۔ جی! بس مولویوں نے بات بنا رکھی ہے۔ یہ دوسرا بڑا جرم ہے کہ جس کے جرم کی انتہا کوئی نہیں ہے۔ کہ ایک تو گناہ کرنا اور پھر اس گناہ کو کہہ دینا کہ یہ گناہ نہیں ہے یہ اچھا کام ہے!

حرام چیز کھالینا' یہ گناہ ہے' لیکن اتنا بڑا گناہ نہیں کہ آدمی حرام کو حلال ثابت کرنے لگ جائے۔ ایک آدمی نے سؤر کھالیا' یہ گناہ ہے' لیکن یہ کہہ دیا جائے کہ وہ سؤر جس کے بارے میں قرآن میں آتا ہے کہ لَحۡمَ الۡخِنزِيرِ [2:البقرة:173] کہ خنزیر کا گوشت حرام ہے۔ ایسے ہی اب سود ہے' کھالیا' بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر اب اگر کوئی یہ کہہ دے کہ یہ حلال ہے تو اس جرم کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا بڑا ہے؟ سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ اَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰو [2:لبقرة:275] اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ وہ سود کیا تھا؟ ایک ضرورت مند اپنے گھر کی ضرورت کو مٹانے کے لیے قرض لے' اس پر جو سود لیا جائے وہ سود حرام ہے۔ باقی رہا کاروبار کے لیے رقم دی جائے اور اس پر سودی لین دین ہو تو یہ حرام نہیں ہے۔ سود مفرد حرام نہیں' سود مرکب حرام ہے۔ وہ لوگ کیا کرتے؟ آپ نے رقم سود پر لی' مدت مقرر کر دی کہ فلاں تاریخ پر دے دیں گے' اس تاریخ پر نہیں ملا' جتنا سود تھا وہ اصل رقم میں شامل ہو کر اب اس پر پھر سود لگ رہا ہے۔ عرب لوگ ایسا سود لیتے تھے۔ یہ حرام ہے۔

باقی رہا' یہ سود کہ ہم بینکوں میں روپیہ رکھیں اور وہ ہمیں چار فیصدی یا پانچ فیصدی اور اس طرح سے بڑھاتے جائیں۔ اس طرح کا سود کوئی حرام نہیں ہے۔ یہ میرے بھائیو! بالکل ایسے ہی ہے کہ ایک آدمی حرام چیز کو حلال کرتا ہے۔ اور پھر اس کو Justify کرتا ہے کہ نہیں یہ ٹھیک ہے۔ یہ بغاوت کی انتہا ہے اور خدا کو ناراض کرنے والی اور بہت بری چیز ہے۔ کچھ ایسا ہی رویہ تصویر کے بارے میں ہے۔ دیکھیں کیسے کیسے لوگ؟ اب ہمارا علم' ہماری عقل' اور سمجھ ساری یہ کوششیں کرتی ہیں کہ حرام کو حلال کر دو۔ ایسے نقطے پیدا کرو' ایسی اس کے اندر تقسیم کرو کہ اس چیز کو کچھ فرق ڈال کر حلال کر لو۔

چنانچہ کہتے ہیں کہ تصویر تو وہ حرام ہوتی ہے جو بتوں کی شکل کی ہوتی تھی۔ مجسم ہوتی تھی' وہ لوگ بت بناتے تھے۔ وہ تصویر تھی وہ حرام تھی۔ یہ تو عکس ہے۔ اس کا کوئی وہ حکم نہیں ہے لہذا یہ حلال ہے۔ حالانکہ حدیث کے اندر پوری تفصیل کے ساتھ یہ چیز

موجود ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ آئے، آپ نے دیکھا کہ میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا ہے اور پردے پر تصویر ہے، اللہ کے رسول ﷺ اندر داخل نہیں ہوئے۔ وہ فوراً توبہ کرنے لگیں کہ یارسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ آپ اندر نہیں آئے۔ فرمایا: عائشہؓ! یہ پردہ لٹک رہا ہے اور اس پر تصویر بنی ہوئی ہے۔ نبی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ یہ تم نے کیا کیا؟ حضرت عائشہؓ نے فوراً اس پردے کو پھاڑ دیا اور پھر آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے۔ (مشکوۃ کتاب اللباس باب التصاویر)

اور حدیث میں آتا ہے، آپ یہ بھی سن لیں مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ نے ان کے لیے اچھا سا کھانا وانا تیار کرنا تھا تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں کہ اباجی کو بھی دعوت دے دو۔ یعنی نبی ﷺ کو بھی بلا لو۔ وہ بھی ساتھ ہی کھانا کھالیں گے۔ چنانچہ آپ کو بھی دعوت دے دی گئی۔ آپ ﷺ کھانے کے وقت آگئے۔ اب یہ تو ہوتا ہی ہے کہ جب کسی نے آنا ہو، تو پردے وغیرہ لٹکا لیتے ہیں، صفائی ستھرائی کر لیتے ہیں، کچھ چیزیں ادھر ادھر کر کے تھوڑی بہت سج دھج بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چیزیں ادھر ادھر کیں اور کچھ پردے وغیرہ لٹکا لیے۔ اللہ کے رسول ﷺ آئے اور آپ کی نگاہ سامنے پردے پر پڑی کوئی تصویر نہیں، کوئی کچھ نہیں، پردے پر نگاہ پڑی، آپ واپس چلے گئے۔ حضرت فاطمہ حیران ہوئیں، کیا بات ہے؟ آتے ہوئے دیکھا میں نے کہ آپ آرہے ہیں۔ حضرت علیؓ دوڑے دوڑے گئے، انھوں نے حضور ﷺ کو بلایا، پوچھا کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ حضور ﷺ کو ساتھ لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہؓ! جس گھر میں ایسے پردے لٹک رہے ہوں، زیب و زینت کے لیے، یہ اسراف ہو نبی اس گھر میں نہیں آتا۔ میرے لیے یہ زیب نہیں دیتا۔ (مشکوۃ کتاب النکاح باب الولیمۃ)

اب دیکھو! ایک تو یہ ہے کہ لوٹ کرتا ہے اور دروازہ لگا نہیں سکتے اور پردہ لٹکا لیا کہ بے پردگی نہ ہو۔ ایسا پردہ دیوار کا کام دیتا ہے۔ ایک ہے کہ ویسے جیسے ہمارے ہاں عادت ہوتی

ہے کہ برتنوں والا پورشن ہے اور اس کے آگے پردے لٹک رہے ہیں' اور کہتے ہیں کہ اس سے رعب ہوتا ہے' جلال پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ دیکھ کر اس میں قدم رکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ حالانکہ اس میں تصویر کا بھی نام ونشان نہیں تھا۔ وجہ صرف یہ تھی کہ جس گھر میں ایسی سج دھج ہو ایسے گھر میں نبی محمد ﷺ داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ اسے زیب ہی نہیں دیتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ پردہ اسی وقت پھاڑ دیا۔

میرے بھائیو! مجھے بھی شرم آتی ہے ایسی باتیں بیان کرتے ہوئے کہ یہ زمانہ اور یہ دور اور اس میں ایسی باتیں۔۔۔! لیکن کیا اب ہم ان کو چھوڑ دیں ؟ مانیں یا نہ مانیں یہ آپ کی مرضی' مگر بات تو بیان کر دینی چاہیے' یہ تو بہت ضروری ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک ماموں تھے۔ ان کا نام ہاشم تھا۔ ان کا وقت قریب آگیا۔ وہ عیادت کے لیے گئے' دیکھا کہ وہ بہت رو رہے ہیں۔ حضرت معاویہ ؓ فرمانے لگے اے ماموں! کیوں رو رہے ہو ؟ دنیا کی کوئی بات یاد آرہی ہے ؟ انھوں نے جواب دیا۔ یہ حدیث ہے۔ آپ کبھی حدیثیں پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے۔۔۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ایک بات کہی تھی' میں رو رہا ہوں کہ میں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک بات فرمائی تھی کہ دنیا کا مال جمع نہ کرنا' کوئی خادم رکھ لینا' تھوڑا بہت کام یا ہاتھ بٹانے کے لیے' اور سواری کا انتظام کر لینا جو تجھے جہاد میں کام دے۔ زیادہ مال نہ جمع کرنا' لیکن میں اس کی پابندی نہیں کر سکا۔ اس لیے میں رو رہا ہوں۔

میرے خیال میں ہمارے مزدور سے مزدور کو دیکھ لو' اللہ میرا معاف کرے! امیر کا تو نام ہی کیا لینا۔ اللہ اکبر! گھر میں ایسی ایسی تصویریں' کسی کے گھر میں چلے جائیں' وہ جو مہمانوں والا کمرہ ہوگا کہیں کوئی فوٹو پڑا ہے' کہیں کوئی بت پڑا ہے۔ کہیں کشتی پڑی ہے اور اس میں چپو چل رہے ہیں' اس کے اندر یہ ہے اور اس کے اندر وہ ہے۔

میرے بھائیو! اس بات کو یاد کر لو' آپ کو یہ بات اچھی لگے یا بری لگے اب تو دین کمزور ہے۔ اب دین یتیم ہے' اب دین مسکین ہے' کیونکہ دین کو سہارا دینے والا اب کوئی نہیں ہے۔ حکومتوں کا کام اور ہے۔ حکومتوں کو اپنی فکر ہے کہ ہمارا اقتدار رہے اور کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! حکومت دنیا میں کس لیے بنائی جاتی ہے؟ کیا کہے گا کوئی پڑھا لکھا آدمی؟ حکومت دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی بات کہے گا تو یہی کہے گا کہ حکومت دنیا میں اس لیے بنائی جاتی ہے کہ دنیا میں امن ہو' حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اگر حکومت اس لیے بنائی جاتی ہے کہ دنیا میں امن قائم رہے تو یہ کام تو ہندو بھی کر سکتے ہیں' راجہ آشوک اور ہندوؤں میں بڑے بڑے بادشاہ ایسے گزرے ہیں' ایسے راجے گزرے ہیں جن کے عہد اقتدار میں بالکل امن ہوتا تھا۔ لیکن کیا حکومت کا مقصد پورا ہو گیا؟

میرے بھائیو! دنیا میں حکومت تو اس لیے قائم کی جاتی ہے کہ اللہ کا قانون ہو' حکومت دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے نہیں' امن تو اس لیے قائم کیا جاتا ہے کہ لوگ بے خوف ہو کر نماز پڑھیں' لوگ بے خوف ہو کر دین کا کام کریں۔ امن کی ضرورت اس لیے ہے اور اگر وہاں شرک ہو' اگر وہاں کفر ہو' تو اس میں جہاد کی ضرورت ہے۔ اگر شرک ہو' اگر کفر ہو' اگر خدا کی نافرمانی ہو' تو پھر جہاد فرض ہے۔ دنیا میں اس لیے حکومت قائم کی جاتی ہے کہ اللہ کا قانون چلے۔ اللہ کی حکومت قائم ہو' جدھر دیکھیں اللہ کا قانون چلے۔ حکومت کا مقصد یہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں تو یہ بات ہی نہیں ہے۔ بس اپنے اقتدار کے لیے ہماری حکومت چلتی ہے۔

سو آپ اس بات کو خوب سمجھ لیں' اس کو خوب یاد کر لیں۔ ہم مسلمان اس وقت ہوں گے اور کوئی بھی شخص مسلمان اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب کوئی اپنے ماتحتوں میں یہ دیکھ لے کہ اللہ کا قانون چلتا ہے' اللہ کا حکم چلتا ہے' اللہ کی منشا کے مطابق کام ہو رہا ہے۔ اس وقت آپ بھی مسلمان ہوں گے۔ میں آپ سے عرض کر دوں' آپکی بیوی ہے' آپ کی اولاد ہے' آپ کے بچے ہیں' آپ کے وہ Dependent ہیں' جن کو آپ خرچہ دیتے ہیں' جن کی تعلیم آپ کرواتے ہیں' جو آپ پر Depend کرتے ہیں۔ جو آپ کے سہارے زندہ ہیں۔

میرے بھائیو! آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کے ماتحت عملے میں اسلام کا نفاذ کریں' اور اگر اسلام کا نفاذ آپ چاہتے ہی نہیں' آپ اسلام نافذ کرتے ہی نہیں' آپ کی بیوی

پر اللہ کا قانون نافذ نہیں' آپ نمازیں پڑھیں' آپ روزے رکھیں لیکن آپ بیوی سمیت سیدھے دوزخ میں جائیں گے۔ آپ دونوں باغی ہیں۔ خاوند باغی ہے۔ بیوی بھی باغی ہے۔ کوئی مسلمان ہوتا ہی اس وقت ہے جب وہ اللہ کے قانون کو نافذ کرے۔ اس کو چلائے' اس پر عمل کرے اور اس پر عمل کروائے۔

اب دیکھ لیجیے گا! حکومت باقاعدہ ایک علیحدہ پولیس چاہتی ہے۔ اور اس پولیس سے امن آرڈر قائم کرواتی ہے کہ وہ حکومت کے قوانین کا نفاذ کریں۔ جو حکومت کے قانون کے خلاف کوئی حرکت کرے' پولیس اس کو فوری گرفتار کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ کا کیا نظام ہے ؟ آپ دنیا کے نظام کے لیے ہی پولیس بناتے ہیں اور اللہ کیا کہتا ہے اے مسلمان ! ہر مسلمان خدا کا سپاہی ہے۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (مشکوۃ کتاب الامارۃ و القضا) کہ تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور سبھی اپنی ذمہ داری کے متعلق جوابدہ ہوں گے۔ تو مسلمان ہی اس وقت ہو گا جب تو یہ اطمینان کر لے کہ اللہ کا قانون چلتا ہے کہ نہیں۔

میرے بھائیو! خوب اچھی طرح سن لو' جب آپ گھر جائیں' آپ کی بیوی نے نماز نہیں پڑھی تو آپ یہ نہ کہیں کہ بیوی مجرم ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی بلکہ تو مجرم ہے کہ تو نے اس کو نماز نہیں پڑھوائی۔ تو اس کا خاوند کیوں ہے' وہ تیرے ماتحت ہو' وہ تیرا دیا ہوا کپڑا پہنے' تیری دی ہوئی روٹی کھائے' تیرے دیے ہوئے کپڑے پہنے' تیرے دیے ہوئے پیسوں سے وہ زندگی گزارے' تیرے گھر میں رہے' اور وہ نماز نہ پڑھے اور تو خاوند بنا رہے۔ تو خدا کے قانون کا رکھوالا نہیں' تو خدا کے قانون کا نافذ کرنے والا نہیں تو تیرا اسلام اللہ کو قبول نہیں۔

میرے بھائیو! مسلمان ہونے کی کوشش کرو۔ میں آپ سے عرض کر دوں یہ اسلام خاندانی اسلام' اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اسلام خاندانی نہیں ہوتا۔ ہمیں دھوکہ دینے والی چیز یہ ہے کہ ہم چونکہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں' اور ہندو مذہب میں ذات پات کا تصور

ہے' یہ ذات پات کا مسئلہ ہندو کا مسئلہ ہے۔

اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان ایک قوم ہے' مسلمان کا بیٹا مسلمان۔ اس کا بیٹا مسلمان۔ دلیل کیا ہے؟ یہ کہ باپ مسلمان ہے۔ حالانکہ یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام عمل کو کہتے ہیں۔ اگر تیرا کام اسلام والا ہے' مسلمانوں والا ہے' اگر تیرا کام مسلمانوں والا نہیں' بے شک تو سید ہے' تو پٹھان ہے' تو کوئی بھی کیوں نہیں ہے' تو مسلمان نہیں ہے۔ دنیا میں تو یہ قانون مسلم ہے کہ جاٹ کا بیٹا جاٹ' ارائیں کا بیٹا ارائیں' راجپوت کا بیٹا راجپوت' پٹھان کا بیٹا پٹھان' مگر اسلام میں یہ قانون بالکل نہیں ہے کہ مسلمان کا بیٹا مسلمان۔ یہ قانون بالکل نہیں ہے۔

مسلمان ایک قوم نہیں ہے۔ مسلمان ایک جماعت ہے' جس کا مذہب اسلام ہوتا ہے' جو اس مذہب پر ہے' وہ مسلمان ہے' جس کا کردار' جس کا طریقہ جس کی سیرت اسلام والی نہیں وہ مسلمان نہیں خواہ اس کا باپ نبی کیوں نہ ہو۔ اب دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں۔ بہت شان والے پیغمبر' لیکن باپ کافر ہے۔ اگر یہی اصول چلتا تو کافر کا بیٹا کافر اور مسلمان کا بیٹا مسلمان ہوتا۔ تو پھر نوح علیہ السلام کا بیٹا کبھی کافر نہ ہوتا۔ اب نوح علیہ السلام کہہ رہے ہیں۔ يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ [11:ھود:42] اے بیٹا! میرے ساتھ آ اور سوار ہو جا۔ کافروں کے ساتھ نہ جا۔ بیٹا نہ مانا۔ جب بیٹا ڈوبنے لگا تو نوح علیہ السلام دعا کرتے ہیں رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ [11:ھود:45] یا اللہ! یہ میرا بیٹا ہائے گیا۔ یا اللہ! میرا بیٹا ڈوب رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ نہیں یہ تیرا نہیں ہے۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اس کے عمل اور ہیں تیرے عمل اور ہیں۔ پھر ڈانٹ دیا۔ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ [11:ھود:46] جاہل نہ بن۔ اِنِّيْ

اَعِظُکَ میں تجھے منع کرتا ہوں اس بات سے کہ تو جاہلوں سے بنے۔ یہ نہ کہہ کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اللہ! اسے میرے ساتھ ملادے۔ تیرا عمل اور ہے اور تیرے بیٹے کا عمل اور ہے۔

میرے بھائیو! یہ بات طے نہیں کہ جب باپ کا عمل کچھ ہو اور بیٹے کا کچھ ہو تو پھر وہ ایک نہیں ہوتے۔ اللہ! میں کیا سمجھاؤں بڑی ننگی ننگی باتیں ہیں' بڑی کھلی کھلی باتیں ہیں۔ اس لیے تو شاید آپ کے دل پر اثر ہو جائے۔ لیکن خدا کی قدرت! ہمارا کھانا پینا حرام کا۔ ہمارا ماحول ہی انتہائی گندہ اس لیے دیکھا گیا ہے کہ میں جو بات کرتا ہوں آپ کے دل میں بیٹھتی ہے' دل سے آپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بات بالکل صحیح ہے' لیکن اثر نہیں ہوتا۔ جونہی یہاں سے نکلے' بازار کی ہوا آپ کو لگی' سارا اثر غائب ہو گیا۔ پھر وہی حالت ہو جاتی ہے۔

میرے بھائیو! زور لگاؤ' کوشش کرو کہ جب ایک طرف تیزی ہو تو دوسری طرف بھی اتنی ہی تیزی ہو تو پھر کام چلتا ہے۔ ہوا تیز چل رہی ہو اور پرندے نے اڑنا ہو (مخالفت سمت میں) تو جتنی ہوا تیز چل رہی ہوگی اتنا ہی پرندہ زور لگائے گا۔ ہوا تیز چل رہی ہو' اور آپ سائیکل پر جارہے ہوں تو آپ اپنا زور تیز کر دیں گے کیونکہ ہوا کا دباؤ ہے ہوا سے ٹکراؤ ہے' ہوا سے مقابلہ ہے۔

اس کفر کے ماحول میں' اس کفر کے دور میں' جو مسلمان بننا چاہتا ہے' جو مسلمان رہنا چاہتا ہے' اس کو اس ماحول کے لیے لنگوٹ کس لینا چاہیے۔ جو بے وقوف یہ کہتا ہے کہ آج جی! مولوی صاحب ایسی سختی درکار نہیں' اچھی نہیں جو شخص ایسی بات کہتا ہے وہ بے وقوف ہے۔ اس ماحول میں مقابلہ صرف اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے کہ جتنا کفر زور پر ہو اتنا اسلام مضبوط ہو' اگر آپ یہ کہیں کہ کفر زور پر ہو اور اسلام ڈھیلا ہو تو کبھی مقابلہ ہو سکتا ہے؟

میرے بھائیو! کبھی یہ نہ سوچو کہ فلاں مولوی یہ کہتا ہے' فلاں مولوی یہ کہتا ہے'

لوگ تو جی یہ کہتے ہیں' سارا ایسا ماحول ہے۔ اللہ کبھی اکثریت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ اللہ حقیقت کو دیکھتا ہے۔ اور میں نے بہت دفعہ آپ کو یہ حدیث سنائی ہے' یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے مسلم شریف میں بھی ہے اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث ہے۔ ہمارے ہاں جب رزلٹ نکالتے ہیں تو فیصد (Percentage) پر بڑا زور ہوتا ہے۔ بورڈ رزلٹ نکالے' یونیورسٹی رزلٹ نکالے تو Percentage کو دیکھتے ہیں کہ کتنے فیل ہو رہے ہیں اور کتنے پاس ہو رہے ہیں؟ وہ ڈرتے ہیں کہ اگر زیادہ طلبا فیل ہو گئے تو شور پڑ جائے گا۔ اس لیے نرمی کرو' کچھ نرمی کرو۔

میرے بھائیو! اللہ اس سے کبھی نہیں ڈرتا کہ ہڑتال (Strike) ہو جائے گی۔ ہنگامہ ہو جائے گا' لوگ جلوس نکالیں گے' اللہ ان باتوں سے نہیں ڈرتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ابھی ابتداء ہو گی میدان حشر میں خدا کہے گا اے آدم! اپنی اولاد میں سے دوزخ کا کوٹہ علیحدہ کر دے اور جنت کا کوٹہ علیحدہ کر دے۔ جو جنت میں جائے گا وہ علیحدہ کر دے اور جو دوزخ میں جائے گا ان کو علیحدہ کر دے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ اللہ نسبت کیا ہو گی۔ Percentage کیا ہو گی؟ اللہ فرمائے گا کہ ایک جنت میں اور نو سو ننانوے دوزخ میں۔ (مشکوۃ کتاب الفتن باب الحشر)

میرے بھائیو! ماحول کو دیکھ کر اکثریت کو دیکھ کر' کبھی مرعوب نہ ہوں۔ ہمیشہ اس بات کو دیکھیں کہ قرآن کیا کہتا ہے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کیا کہتی ہے۔ اس چیز نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو اللہ نے کتنا بڑا مقام دیا ہے' ان کی اتنی بڑی شان جو ہے وہ اس لیے بھی ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ کا بڑا ساتھ دیا' ان کو سب سے بڑا کریڈٹ جو ملا ہے وہ اس لیے کہ وہ اسلام کے معاملے میں بڑے پکے تھے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت عمر ؓ بھی کہتے ہیں کہ ابو بکر آہستہ آہستہ' نرمی کے ساتھ' صحابہ بھی سارے کہہ رہے ہیں لیکن حضرت ابو بکر ہیں کہ ڈٹے ہوئے ہیں' اس قدر پکے ہیں کہ کسی کی پرواہ ہی نہیں

کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لوگ میرا ساتھ نہیں دیں گے، چیلیں اور کوے اور کتے میرا گوشت نوچ کھا جائیں گے میں پھر بھی اپنے اس فعل سے باز نہیں آؤں گا۔ اس قدر وہ اسلام کے معاملے میں پختہ تھے۔

حضرت عمرؓ بعد میں جب خلیفہ بن گئے، جب کبھی ابوبکر صدیقؓ کو یاد کرتے تو رونے لگ جاتے ہیں۔ آخری حدیث آپ کو سنا کر بات کو ختم کرتا ہوں کہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذُكِرَ عِنْدَه' اَبَابَكْرٍ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت عمرؓ کے پاس ذکر ہوا فَبَكٰى تو وہ رونے لگے۔ وَ قَالَ اور کہنے لگے وَدِدْتُ اِنَّ عَمَلِيْ كُلَّه' مِثْلُ عَمَلِهٖ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ اَيَّامِهٖ وَ لَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيْهِ کہ ابوبکر ایسا تھا کہ میری پوری زندگی کے عمل اس کے ایک دن کے عمل اور ایک رات کے عمل کے برابر ہو جائیں۔ تو میری کامیابی ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ حضرت عمرؓ کا کیا مقام ہے۔ کتنی انھوں نے دین کی خدمت کی ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے، میری آرزو یہ ہے کہ میری ساری زندگی کے عمل جو ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہو جائیں تو میں پاس ہو جاؤں۔

اَمَّا لَيْلَتَه' وہ رات کونسی ہے؟ وہ دن کونسا ہے؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اَمَّا لَيْلَتَه' فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رات وہ جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزاری۔ جب آپ مکہ کی طرف سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف جانے لگے۔ اِلَى الْغَارِ غار کے منہ پر پہنچے۔ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ جب دونوں غار کے منہ پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے۔ وَاللّٰهِ لاَ تَدْخُلُه' اللہ کے رسول ﷺ آپ یہاں ٹھہریے گا، اللہ کی قسم! آپ اندر نہیں جائیں گے حَتّٰى اَدْخُلَه' قَبْلَكَ یہاں تک کہ میں آپ سے پہلے داخل ہو جاؤں۔ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اگر اندر کوئی چیز خطرے والی ہو

اَصَابَنِیْ دُوْنَکَ وہ مجھے پہنچ جائے اور آپ محفوظ رہیں۔ فَدَخَلَ وہ اندر داخل ہوئے'
فَکَسَنَہٗ پس انھوں نے اس کی صفائی کی' جھاڑو دیا' وَ وَجَدَ فِیْ جَانِبِہٖ ثُقْبًا اور انھوں
نے اس کی ایک طرف ایک سوراخ پایا۔ فَشَقَّ اِزَارَہٗ' ایک چادر تھی' تہہ بند اس کو پھاڑا۔
وَ صَدَّھَا بِہٖ اور اس کے ساتھ اس کو بند کر دیا۔ وَ بَقِیَ مِنْھَا اِثْنَانِ کیونکہ اس میں
بہت سے سوراخ تھے' کئی جگہ کپڑا پھاڑ کر دے دیا اور دو سوراخ پھر بھی باقی رہ گئے۔
فَاَلْقَمَھُمَا بِرِجْلِہٖ وہاں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں رکھ دیں۔ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ
ﷺ اُدْخُلْ پھر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اب آپ اندر آجایئے۔ فَدَخَلَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ ﷺ حضور ﷺ اندر آگئے۔ فَوَضَعَ رَاْسَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ آپ آ کر لیٹ گئے اور
حضور ﷺ نے اپنا سر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ لیا اور آرام کرنے لگے۔ وَ نَامَ وہ
سو گئے۔ وَ لُدِغَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ رِجْلِہٖ مِنَ الْجُحْرِ تو کسی چیز نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پاؤں
میں ڈس دیا۔ وَ لَمْ یَتَحَرَّکْ اور انھوں نے حرکت نہ کی۔ مَخَافَۃَ اَنْ یَّتَنَبَّہَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ ﷺ اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کی آنکھ نہ کھل جائے اور حضور ﷺ جاگ نہ
پڑیں۔ لیکن تکلیف اتنی شدید تھی فَسَقَطَتْ دُمُوْعُہٗ عَلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
آنسو گر رہے تھے کہ ایک قطرہ آپ کے چہرہ پر بھی گر گیا۔ فَقَالَ مَالَکَ یَا اَبَابَکْرٍ آپ
کی آنکھ کھل گئی اور پوچھا ابوبکر تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو رو رہا ہے؟ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاکَ
اَبِیْ وَ اُمِّیْ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز ڈس گئی ہے' آپ پر میرے ماں باپ
قربان ہوں۔ میرا معاملہ کچھ نازک سا ہو گیا ہے۔ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ آپ نے اس
پر دم کیا۔ اور اس پر ایک پھونک ماری۔ فَذَھَبَ مَا یَجِدُہٗ جو تکلیف ابوبکر محسوس کر

رہے تھے وہ تکلیف دور ہو گئی۔ ثُمَّ مَا اِنْقَضٰی عَلَيْهِ پھر جب وفات کا وقت قریب آ گیا اللہ نے جو زہر کا اثر روک رکھا تھا' پھر وہ محسوس ہونے لگا۔ اس زہر کے اثر سے ان کی موت واقع ہوئی۔ انھوں نے مرنے سے پہلے کہا تھا یہ اس زہر کا اثر ہے۔ اس قسم کا جو میں اب محسوس کر رہا ہوں۔ وَ كَانَ سَبَبُ مَوْتِهٖ تو یہ زہر ان کی موت کا سبب بنا۔

حضور ﷺ کے ساتھ ایسا ہی ہوا' اللہ نے آپ کو بھی شہادت ہی دی۔ یہودیوں نے آپ کی دعوت کی اور بکری کا زہر آلود گوشت کھلا دیا۔ حضور ﷺ کو اس زہر کا اثر ہو گیا۔ ایک ہڈی میں زہر زیادہ تھی۔ یہ آپ کا معجزہ ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ اس ہڈی نے بول کر کہا کہ مجھے نہ چوسیے میرے اندر زہر ہے' تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ لیکن سالن میں زہر چونکہ حل ہو گیا تھا اس لیے ایک صحابی تو موقع پر ہی مر گیا۔ جس نے آپؐ ساتھ کھانا کھایا تھا۔ آپ ﷺ کو بھی اثر ہوا مگر اللہ نے اس اثر کو روک دیا۔ جب آپ فوت ہونے لگے تو فرمایا اب وہ زہر کام کر رہا ہے۔ اور اس کی وجہ سے میری موت واقع ہو رہی ہے۔ اللہ نے مجھے شہادت کا درجہ دیا ہے۔ یہی صورت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ہوئی۔ یہ زہر ان کی موت کا سبب بنا۔

اَمَّا يَوْمَهٗ یہ تو تھی رات اور دن کونسا تھا۔ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ جب حضور ﷺ فوت ہو گئے۔ تو اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ سارا عرب مرتد ہو گیا۔ وَ قَالُوْا اور لوگ کہنے لگے لَا نُؤَدِّىْ زَكٰوةً ہم زکوٰۃ نہیں دیا کریں گے۔ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے لَوْ مَنَعُوْنِىْ عِقَالًا اگر لوگوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکی' وہ بھی ادا نہ کی جو حضور ﷺ کے زمانے میں دیا کرتے تھے لَجَاهَدْتُّهُمْ عَلَيْهِ تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ فَقُلْتُ حضرت عمرؓ یہ سارا واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اے اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ! تَاَلَّفِ النَّاسَ لوگوں سے الفت

کے ساتھ پیش آ۔ وَارْفُقْ بِهِمْ اور ان سے نرمی کر۔ نماز تو پڑھتے ہیں نا۔۔۔ کلمہ تو پڑھتے ہیں' اسلام کو تو مانتے ہیں۔ اگر زکوٰۃ نہیں دیتے تو آہستہ آہستہ دینے لگ جائیں گے۔ آپ کافروں والا جہاد ان کے خلاف نہ کریں۔ فَقَالَ لِیْ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ اے عمر تو جاہلیت میں تو بڑا جابر بنتا تھا' تلوار لے کر حضور ﷺ کو شہید کرنے چل پڑا تھا' اب خَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ اسلام میں بزدلی دکھاتا ہے کہ لوگ زکوٰۃ نہ دیں اور میں چپ رہوں۔ اے عمرؓ سن۔ وَ اِنَّهٗ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے' نبوت ختم ہو گئی ہے' اللہ کے رسول ﷺ فوت ہو گئے ہیں وَ تَمَّ الدِّیْنُ اور دین پورا ہو گیا ہے۔ اَیُنْقَصُ الدِّیْنُ دین کا نقصان ہو۔ وَ اَنَا حَیٌّ اور ابوبکر زندہ رہے' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب دیکھیے یہ رائے تھی ابوبکر صدیق کی اور حضرت عمر کی رائے اور تھی۔ لیکن اب جو عمر اس کو منظور (Aprove) کر رہے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے اونچا تھا اور کیا نظریہ تھا۔ اَیُنْقَصُ الدِّیْنُ وَ اَنَا حَیٌّ کیا دین کا نقصان ہو اور ابوبکر زندہ ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اور میرے بھائیو! سوچ لو' چلو ملک میں نہ سہی کم از کم آپ کو یہ تو کر لینا چاہیے کہ آپ کے گھر میں بے دینی نہ ہو۔ آپ کی بہو بیٹیاں بے پردہ نہ پھریں۔ جب آپ گھر کے سربراہ ہیں تو ان برائیوں کو روکنا آپ کی ذمے داری ہے۔ آپ کے گھر میں بے دینی نہ ہو' دین کی بے حرمتی نہ ہو۔ آپ جب گھر کے مالک ہیں تو آپ کو ان برائیوں کی روک تھام کرنا پڑے گی۔

فرق دیکھیں۔ اسلام کے بانی مبانی لوگ اسلام کو دنیا تک پہنچانے والے پھیلانے والے' کون لوگ تھے جن کا یہ نظریہ تھا کہ اَیُنْقَصُ الدِّیْنُ وَ اَنَا حَیٌّ دین کا نقصان

ہو اور میں زندہ رہوں' یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اب کا مسلمان کی یہ حالت ہے کہ داڑھی اتنی بڑی کر لی' حاجی بہت پکا' نہ بیٹا نماز پڑھے' نہ بیٹی نماز پڑھے' نہ بیوی نماز پڑھے۔ بیوی بے پرد' لڑکی بے پرد' لڑکا بے ایمان' بے حیا سب کی سب برائیاں کرنے والا۔ اور وہ باپ کا باپ' بے غیرت کا بے غیرت۔

یہ زوال ہے جو اسلام کو آیا۔ اب اگر آپ مسلمان بننا چاہتے ہیں تو میرے بھائیو! حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو یاد کرو۔ ان کے طریقے کو اختیار کرو۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کا وقت گزرتا جارہا ہے۔ تو دنیا کا وقت تو گزر رہا ہے اور آخر موت تو آہی جائے گی۔ اور اگر اس کے بعد خدانخواستہ بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں گئے تو سوائے پچھتانے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر 89

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ٥ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ٥ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ

[الفاتحة:1:1-7]

میرے بھائیو! ہمیں زندگی کے ایک ایک دن کو غنیمت سمجھنا چاہیے' یہ ہمیں فرصت جو ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس زندگی میں انسان اگر چاہے تو بہت کچھ کما سکتا ہے اور اگر وقت برباد کرنا چاہے تو پھر اس کی قسمت ہے۔ انسان زندگی کو ضائع بھی کر سکتا ہے' زندگی بڑی نعمت ہے جو نیکی میں گزر جائے اور اچھے کاموں میں گزر جائے۔

ہم دنیا سے جب جائیں گے تو یہاں سے کیا لے کر جائیں گے؟ اللہ نے قوم یہود کا

ذکر کیا ہے کہ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ [2:البقرة:61] کہ وہ دنیا سے جب گئے تو اللہ کا غضب لے کر گئے۔ اللہ ان پر سخت ناراض تھا۔ اور یہ بڑی بد قسمتی ہے کہ آدمی دنیا سے جائے اور اللہ اس پر ناراض ہو' وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے کہ وہ دنیا سے جائے اور اللہ اس سے راضی ہو۔ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا میں ہی یہ سرٹیفیکیٹ دیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ [5:المائده:119] اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ بس اللہ راضی ہو جائے تو بندے کا راضی ہونا کوئی مشکل ہی نہیں ہے۔ یہ بات تو بڑی آسان ہے' اصل چیز اللہ کا راضی ہونا ہے اور اللہ کی رضا ہے۔

وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ [9:التوبة:72] اللہ کی رضا بڑی چیز ہے۔ اللہ کی رضا بہت بڑی نعمت ہے۔ جس کو یہ نصیب ہو جائے تو اس کے کیا کہنے۔ تو ہمیں اس زندگی کو غنیمت سمجھتے رہنا چاہیے۔ راستہ صحیح اختیار کرنے کے بعد آدمی یہ سوچتا رہے کہ میں نے کتنا کچھ کمایا ہے جو آدمی یہ نہیں سوچتا کہ میں نے کتنا کچھ کمایا ہے؟ میں نے آج تک کیا کیا ہے؟ میں نے کچھ منزلیں طے کی ہیں یہ سمجھ لو پڑاؤ ہیں۔ یہ جوانی کی عمر شروع ہو جائے تو یہ ایک پڑاؤ ہے۔ تو اس کے بعد چالیس (Fourty) سال کی عمر جو ہے سمجھ لو کہ وہ ایک اسٹیشن ہے۔ اس کے بعد ادھیڑ پن کی عمر ہے جس میں نہ پورا بڑھاپا ہے اور نہ پوری جوانی ہوتی ہے۔ جیسے زوال ہوتا ہے' جوانی ڈھلنی شروع ہو جاتی ہے۔ چالیس سال کے بعد پھر ساٹھ سال کے قریب جا کر بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ مختلف پڑاؤ ہیں۔ آدمی کو سوچ لینا چاہیے کہ میں نے زندگی کی اتنی منزلیں طے کر لی ہیں۔ میں نے اتنے سال زندگی گزار لی ہے۔ تو میں نے آج تک کیا کیا ہے؟ دیکھو جو اپنا حساب خود کرتا ہے تو اس کو حساب دینا پھر کوئی مشکل نہیں ہوتا اور جو اپنا حساب خود نہیں کرتا پھر اس سے حساب لیا جائے تو اس کے لیے بڑی مشکل بن جاتی ہے۔ سمجھ والے لوگ جنہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ میں نے اپنا جا کر حساب دینا ہے وہ اپنا حساب کرتے ہیں' نوٹ کرتے رہتے ہیں کہ آخر اتنی رقم مجھے ملی ہے اور میں نے جا کر اکاؤنٹ کرنا ہے۔ کہ میں نے وہ کہاں کہاں خرچ کیا ہے۔ یہ زندگی جو ہمیں ملتی ہے

یہ جتنے سال ہم گزارتے جاتے ہیں یہ ہمارے سر پر ایک قرض ہے۔ اللہ پوچھے گا کہ میں نے تجھے اتنی عمر دی تو نے کیا کیا؟ تو کیا جواب دے گا؟ تو اس کے لیے عقل مند آدمی ہمیشہ یہ سوچے گا کہ اب میرا ادھیڑپن شروع ہو چکا ہے میں نے آج تک کیا کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ میری زندگی برباد ہو رہی ہے' میری زندگی ڈھلتی جا رہی ہے' بڑھاپا آ رہا ہے۔ اور آخر کار میں کام کرنے کے قابل نہ رہوں گا' یہ نیکی کرنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ کمزوری کی وجہ سے نہ میں نماز پڑھ سکوں گا۔ پیسہ میرے ہاتھ میں نہیں ہو گا' سب کچھ اولاد کے ہاتھ میں ہو گا تو میں ابھی سے فکر کر لوں کہ میں نے کیا کچھ کمایا ہے؟ اور جو بے وقوف ہے وہ تو جانور ہے۔ اس کا کہنا ہی کیا ہے؟

ہم جمعہ اس لیے پڑھتے ہیں کہ ہم اپنی یہ زندگی کسی اچھے نہج پر گزار سکیں اور احتساب کرتے رہیں۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً جب انسان اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ سمجھ والا ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی اکثر یہ دعا ہوتی ہے۔ یہ دعا ضرور کرنی چاہیے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جن کی عمر چالیس سال سے اوپر ہو رہی ہے۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ ۔۔۔ اَوْزِعْنِی کے معنی ہیں اَلْھِمْنِیْ یا اللہ! میرے دل میں نیکی کے خیالات ڈالتا رہ۔ اللہ! مجھے توفیق دیتا رہ کہ میں تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔ بڑی نعمتیں کھائی ہیں' چالیس سال تک تیری نعمتیں کھاتا رہا ہوں۔ بچپنے میں تو ویسے ہی ہوش نہیں تھی۔ جوانی میں ویسے ہی سوچ نہیں تھی میں اتنے سال تیری نعمتیں کھاتا رہا ہوں۔ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ یا اللہ! مجھے شکریہ ادا کرنے کی توفیق دے کہ جو تو نے میرے اوپر نعمتیں کی ہیں' میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ [46:الاحقاف:15] اور جب آدمی چالیس سال کا ہو جاتا ہے اور اگر وہ عقل والا ہو

تو اس کو ماں باپ بھی یاد آتے ہیں۔ جوانی میں ماں باپ کی باتیں یاد نہیں آتیں اور جب آدمی ڈھل جاتا ہے اور خود ماں باپ بن جاتا ہے تو پھر اسے اپنے ماں باپ یاد آتے ہیں۔ تو اس لیے اس کو اس وقت یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یااللہ! جو تو نے میرے ماں باپ پر انعامات کیے ہیں' احسانات کیے ہیں مجھے ان کے شکریے کی بھی توفیق عطا کر۔ انسان اکثر ماں باپ کو جو دیا ہوا ہوتا ہے وہی کھاتا ہے۔ اگر والدین عزت والے ہوں تو بچے کا کریڈٹ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس کو بڑی عزت حاصل ہو جاتی ہے کہ جی! فلاں کا بیٹا ہے' اس کے ماں باپ وہ تھے۔ اگر وہ عالم کی اولاد ہیں تو لوگ ان کا بڑا لحاظ کرتے ہیں ۔ تو اس لیے والدین کی نعمتوں کا بھی انسان کو شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ یااللہ! یہ جو مجھے خوشی ملی ہے' یہ جو مجھے عزت ملی ہے' یہ بھی اس لیے ہے کہ تو نے میرے والدین کو بڑی عزت دی تھی۔ ان کو بڑی گنجائش دی تھی جس کی وجہ سے مجھے بھی بڑی سہولتیں حاصل ہوئیں۔ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ [46:الاحقاف:15] یااللہ! جوانی گزر گئی' اور اب سوچ کا زمانہ آگیا' سمجھ کا زمانہ آگیا ہے' مجھے توفیق دے کہ میں وہ کام کروں جو تجھے پسند ہوں۔ دیکھو! یہ نیک عمل کی تعریف ہے۔ نیک عمل کونسا ہوتا ہے؟ نیک عمل وہ ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرے۔

دیکھو! اچھے اچھے کام' سکھ بھی بہت کرتے ہیں' ہندو بھی بہت کرتے ہیں' انگریز بھی بہت کرتے ہیں اور دیکھ لو! یہ تو بڑی بڑی قومیں جو ہیں امریکہ' روس' برطانیہ وغیرہ یہ چھوٹے ملکوں کو کتنی امداد دیتے ہیں؟ اس طرح سے ٹرسٹ انگریز لوگ اور ہندو لوگ کتنے قائم کرتے ہیں؟ یہ سب غریبوں کے فائدے کے لیے ہوتے ہیں لیکن ان کو عمل صالح کے لیے نہیں کرتے۔ کوئی سبیل لگا دے تو وہ کوئی عمل صالح نہیں بن جاتا۔ عمل صالح کسے کہتے ہیں؟ خوب یاد کر لو' ذہن نشین کر لو' وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ عمل صالح وہ ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرے' جس کے نمبر لگ سکیں' جس پر کچھ مل سکے۔ وہ عمل کیا عمل ہوا جس پر آگے کچھ نہ مل سکے۔ جس کا ثواب اور اجر اللہ کے ہاں کوئی نہ ہو وہ عمل صالح نہیں ہوتا۔ صالح عمل ہمیشہ وہ ہوتا ہے کہ جس کو اللہ پسند کرے۔ اللہ کونسا عمل پسند کرتا

ہے ؟وہ جو اللہ نے بتایا ہو۔ جو عمل اللہ نے کرنا سکھایا ہو۔ اس کا طریقہ اللہ نے اپنے نبی کے ذریعے سے بتایا ہو کہ یوں یہ کام کر' یہ کام مجھے پسند ہے۔

دیکھ لو! آدم علیہ السلام سے غلطی ہو گئی' پھل کھالیا' جنت کا لباس اتر گیا' ننگے کر کے اللہ نے جنت سے نکال دیا اور اللہ چونکہ آدم علیہ السلام پر مہربان تھا' اللہ نے آدم علیہ السلام کو دعا سکھائی۔ دیکھ لو یہ کتنا بڑا اللہ کا فضل تھا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو خود یہ دعا سکھائی کہ تو یہ مانگ' یہ دعا کر' یہ پڑھا کر: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا[7:الاعراف:23] یااللہ! ہم سے غلطی ہو گئی۔ اس کے بارے میں اللہ نے کہا:فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے اور پڑھنے شروع کر دیے' فَتَابَ عَلَيْهِ اللہ مہربان ہو گیا' اللہ کا غصہ' اللہ کی ناراضگی دور ہو گئی۔ تو اللہ نے معاف کر دیا۔ اللہ جب مہربان ہو جاتا ہے تو بندے کو کام کرنا سکھاتا ہے کہ بندے! یوں کام کر' یہ پڑھا کر' یہ نیکی کر' میں اس طرح سے راضی ہوتا ہوں' چنانچہ آدم علیہ السلام کو خود دعا سکھائی کہ جس سے اس گناہ کی معافی ہو سکے۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھا تو وہاں نبی ﷺ کا نام "محمد" لکھا ہوا تھا۔ تو انھوں نے سوچا اللہ کے کسی بہت پیارے کا نام ہے تو انھوں نے اللہ کو اس نام کا واسطہ دیا تو اللہ نے معاف کر دیا۔ یہ سب بکواس ہے۔ سب جھوٹ ہے' گھڑی ہوئی جاہلوں کی حدیثیں ہیں۔

دیکھو! خود قرآن کہتا ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو چند کلمات سکھائے اور آدم علیہ السلام نے وہ پڑھنے شروع کر دیے' فَتَابَ عَلَيْهِ اللہ مہربان ہو گیا' اللہ نے اپنا غصہ دور کر لیا۔ وہ کلمات قرآن مجید میں ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یااللہ! ہم سے غلطی ہو گئی۔ میں نے بھی اور میری بیوی نے بھی غلطی کر لی ہے۔ ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم دونوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے' غلطی کی ہے۔ وَاِنْ لَّمْ

تَغۡفِرۡلَنَا ہم قصوروار ہو گئے ہیں 'اگر اللہ تو نے ہمیں نہ بخشا وَ تَرۡحَمۡنَا اور ہم پر رحم نہ کیا
لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ تو ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں' ہم بڑے خسارے والے ہوں گے۔
اللہ! ہمیں بخش دے' ہمیں معاف کر دے۔ تو اس طرح سے اللہ بندے کو سب کچھ سکھاتا
ہے۔ دیندار ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ کے حکم میں انتظار کرے کہ اللہ مجھے کیا بتاتا ہے ؟ وہ تو جاہل
لوگ ہیں جو اپنی طرف سے خود بخود کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

دیکھو! زمین ایک اندھیرے والی چیز ہے۔ بندہ یہاں بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی
اندھیرے میں ہو۔ اللہ اس کو روشنی مہیا کرتا ہے' اللہ اس کو راستہ دکھاتا ہے' لائٹ بھی دیتا
ہے اور آگے لکھا ہوا اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ یہ پڑھ۔ راستہ اس کے سامنے کھولتا ہے
کہ اس راستے پر چل۔ اللہ کی طرف سے اس کو راہنمائی (Guidance) پوری ملتی ہے۔
دیکھو! باہر سورج ہے اور اندر انسان کی نگاہ ہے۔ صرف سورج ہو اندر انسان کی نگاہ نہ ہو تو
پھر بندہ نہیں دیکھ سکتا اور اندر اگر بینائی ہو اور باہر روشنی نہ ہو تو پھر بھی بندہ نہیں دیکھ سکتا۔
دیکھو نا! کتنی صاف اور واضح بات ہے کہ رات کو لائٹ آف ہو جائے کیسا اندھیرا ہوتا ہے۔
آنکھیں ہوتی ہیں لیکن دیکھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ چونکہ لائٹ ختم ہو جاتی ہے کچھ نظر
نہیں آتا اور دن میں سورج نکلا ہوا ہے لیکن جو اندھا ہے اسے کچھ نظر نہیں آتا ہے اور اس کو
سورج کی روشنی کچھ فائدہ نہیں دیتی تو اللہ دونوں چیزیں مہیا کرتا ہے اور اندر صلاحیت رکھتا
ہے دیکھنے کی اور باہر سے اللہ لائٹ دیتا ہے۔ پیغمبروں کے ذریعے سے کتابوں کے ذریعے سے
باقاعدہ اس کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اب جو بدقسمت' اپنی صلاحیت سے فائدہ نہ اٹھائے اور جو اللہ
بتاتا ہے اس کو نہ دیکھے' نہ پڑھے وہ پھر بدقسمت ہے۔ اس لیے انسان کو ہمیشہ عمل کرنے سے
پہلے اس دنیا میں آکر کام کرنے پہلے دعا کرنی ہو تو سیکھے کہ یا اللہ کیا پڑھوں ؟ نبی دعائیں
سکھا کر گیا ہے۔ کام کرنا ہو تو سیکھے کہ کونسا کام کروں کہ جس سے اللہ راضی ہو اور پھر دعا یہ
کرے رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی
وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰىہُ اللہ مجھے توفیق دے کہ میں وہ کام کروں جو

تجھے پسند ہو۔

وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ جب آدمی چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو اولاد بھی آدمی کی ہوتی ہے' دو چار بچے بھی ہوتے ہیں تو اس لیے پھر ان کے حق میں بھی دعا مانگتا ہوا اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے کہ یا اللہ! میری اولاد کو بھی ٹھیک کر دے۔ میں تو سنبھل گیا' چالیس سال کی میری عمر ہو گئی۔ اب وہ بھٹکنے کی' جوانی کی عمر ہوتی ہے وہ ختم ہو گئی اور میں سنبھل گیا ہوں۔

اب میری اولاد پر وہ اندھیریاں آنے والی ہیں وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ یا اللہ! میری اولاد کو بھی ٹھیک کر دے۔ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡكَ یا اللہ! میرا رخ تیری ہی طرف ہے۔ تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔ مجھے تو نے ہی سنبھال رکھا ہے اور میری اولاد کو بھی تو ہی سنبھالے گا۔ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡكَ میرا رخ تیری طرف ہی ہے اور میں تیری طرف ہی متوجہ ہوتا ہوں۔ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ [46:الاحقاف:15] یا اللہ! میں تو تیرے فرمانبرداروں میں سے بننے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا مذہب کیا ہے؟ جو تیرا حکم آیا اسی کو مان لیا۔ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ مسلم کون ہوتا ہے؟ اللہ اکبر...! توجہ سے سن لو' مسلمان کسی قوم کا نام نہیں ہے' یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے' مسلمان کسی خاندان کا نام نہیں' مسلمان اللہ کے حکم ماننے والے کو کہتے ہیں۔ بیٹا کافر ہو' باپ مسلمان ہو' باپ کافر ہو بیٹا مسلمان ہو ایسا بھی ہوتا ہے۔ مسلمان کون ہوتا ہے؟ جو اللہ کا حکم ماننے کا عزم کرتا ہے۔ جس کا مذہب یہ ہوتا ہے کہ حکم اللہ کا چلے گا' ماننا اللہ کے حکم کو ہی ہے۔ اللہ! میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ میں تیرے ماننے والوں میں سے ہوں۔ کوئی غلطی ہو جائے' کوئی سستی ہو جائے' کوئی کوتاہی ہو جائے' کوئی بھول چوک ہو جائے' نسیان' خطا کچھ ہو اللہ معاف کر دے۔

یہ انسان کو چالیس سال کے بعد کی دعا سکھائی گئی ہے اور یہ قرآن مجید میں ہے۔ جو لوگ چالیس سال سے متجاوز ہو رہے ہیں' جن کی عمر چالیس سال سے اوپر ہو گئی ہے ان کو یہ تو

یہ دعا لازمی یاد کرنی چاہیے۔ یہ چھبیسواں پارہ ہے۔ قرآن میں سورہ احقاف دوسرا رکوع ہے۔ روزانہ تھوڑی تھوڑی کر کے اگر آدمی یاد کرے تو یہ دعا یاد کر سکتا ہے۔

سلیمان علیہ السلام جب بادشاہ تھے تو اس وقت یہ دعا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ بھی قرآن مجید میں نقل فرمائی ہے اور قریب قریب یہی ہے۔ اور اس کے آخر میں یہ فرق ہے۔ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِكَ فِیۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیۡنَ[27:النمل:19] اے اللہ! میرا نام بھی اپنے نیک بندوں میں داخل کر دے۔ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِكَ فِیۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیۡنَ اے اللہ! اپنی رحمت سے مجھے بھی نیک بندوں میں شامل کر لے۔ اور یہ بڑی سعادت ہے۔

میرے بھائیو! یہ بڑی سعادت ہے' ہمیشہ یہ دیکھا کرو کہ میرا نام کس رجسٹر میں ہے۔ دیکھو! دنیا میں لازماً ایسے بندے ہیں جن سے اللہ خوش ہے' آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا ان میں میرا نام ہے؟ دیکھو یہ طریقے ہیں کمائی کرنے کے۔ یہ طریقے ہیں اپنی اصلاح کرنے کے۔ میں نے پچھلے جمعے میں آپ کو بتایا تھا کہ اگر آپ اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو یہ سوچا کریں کہ اگر نبی ﷺ ہمارے شہر میں آجائیں تو کیا میرے گھر دعوت پر آجائیں گے؟ یہ طریقہ ہے اپنے آپ کو درست کرنے کا۔ آپ کو خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ نہیں میں ابھی نیک نہیں ہوں یا میں ان شاء اللہ العزیز نیک ہوں۔ مجھے اللہ کی ذات سے بڑی امید ہے کیونکہ مجھے یہ تسلی ہے کہ اگر نبی ﷺ آج اس دنیا میں آجائیں اور بہاول پور میں آپ نزول فرمائیں تو مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ضرور میری دعوت قبول کر لیں گے۔ دیکھیے! اگر آپ اس انداز سے اپنے آپ کو جانچیں گے تو بہت جلد اپنے آپ کی اصلاح کر لیں گے اور اگر آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ جی! توبہ! داڑھی میرے منہ پر نہیں' نماز میری بیوی پڑھتی نہیں' گھر کے حالات میرے بڑے گندے ہیں' کمائی میری آدھی حرام کی ہے بلکہ اس سے زیادہ اور پھر کوئی مسلمانوں والا کام میرے گھر میں نہیں تو میرے گھر آپ کہاں آئیں گے۔ تو پھر آپ سمجھ لیں کہ آپ کا کیا مقام ہے؟

لیکن یہ ایک پیمانہ تو ہے نا۔۔۔اپنی اصلاح کا پیمانہ تو ہے' آپ کو دیکھنا چاہیے کہ اگر آپ کی کمائی ٹھیک نہیں' آپ کے ذرائع آمدن حرام کے ہیں تو یہ قطعی طے شدہ بات ہے کہ آپ کا کھانا نبی ﷺ کبھی نہ کھائیں گے۔

اس لیے فکر کریں کہ اپنی کمائی درست کریں' حرام کی کمائی کو بند کر دیں۔ آپ غریب ہو جائیں گے' کوئی بات نہیں۔ ارے! غربت کوئی عیب نہیں ہے۔ نبیؐ سب سے زیادہ غریب ہوتا ہے' رسولؐ پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے۔ بیویوں نے آپ ﷺ سے خرچ کا مطالبہ کیا اور انھوں نے اکٹھی ہو کر آپ کو آکر گھیر لیا' لوگ ملنے کے لیے باہر آ رہے ہیں۔ آپ نے ملنے کے لیے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ لوگ اندر پیغام بھیج رہے ہیں' لوگ باہر کہہ رہے ہیں کہ جی! میں آیا ہوں' میں نے اندر پیغام پہنچایا' مجھے اجازت ہی نہیں ملی۔ وہ بیٹھا ہے' وہ بھی بیٹھا ہے۔ اتنے میں ابوبکر صدیقؓ آ گئے۔ انھوں نے اندر پیغام پہنچایا کہ ابوبکرؓ ملنے کے لیے آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے آنے دو' یہ آ جائے' اس کو اجازت ہے' اتنے میں حضرت عمرؓ بھی آ گئے۔ ان کو بھی اجازت مل گئی۔ باقی لوگ بیٹھے رہے۔ جب یہ دونوں اندر آ گئے تو انھوں نے دیکھا کہ بیویاں حضور ﷺ کے گرد بیٹھی ہوئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ خرچ دو' ہمیں خرچہ چاہیے۔ ہماری زندگی بڑی تنگی کی زندگی ہے' بڑی غربت کی زندگی ہے۔ اب فتوحات کافی ہو گئی ہیں۔ مال کافی آتا ہے۔ ہمیں ملتا ہی کچھ نہیں ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا کہ حضور ﷺ بڑے پژمردہ ہیں' غمگین ہیں' الجھے ہوئے ہیں' ٹھنڈے سے بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کو اس طرح دیکھ کر میرا دل غمگین ہوتا ہے۔ میں کوئی ایسی بات کروں جس سے آپ کو ہنسی آ جائے' آپ کا یہ موڈ بدل جائے' آپ کا غم دور ہو جائے' آپ کی حالت بہتر ہو جائے۔ فوراً کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ یہ جو بیویاں آپ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی ہیں اگر میری بیویاں ایسے کرتیں تو میں ان کی گردنیں توڑ دیتا۔ اس بات سے آپ کو ہنسی آ گئی کہ عمر نے آکر عمر والی بات کر دی۔ وہی غصے والا' وہی جوش والا جملہ کہ بیویوں کی اس سے ہمت ٹوٹ گئی۔ حضرت

ابوبکر صدیقؓ نے اپنی بیٹی عائشہؓ کو اور حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کو گردن سے پکڑ لیا کہ تم حضور ﷺ سے خرچ مانگتی ہو۔ تو اللہ کے رسول ﷺ کی کیفیت ہی بدل گئی کہ کام تو گرم ہو گیا' بیویاں کیا کہیں گی کہ دیکھو حضور ﷺ نے ہمیں اپنے باپوں سے پٹوایا۔ اس کے بعد قرآن مجید کی آیتیں نازل ہو گئیں کہ اے نبی! قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ تو اپنی بیویوں سے کہہ دے اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا اگر تمھیں دنیا کی ٹیپ ٹاپ' دنیا کی ٹھاٹھ' دنیا کی رونق اور اپنا سٹینڈرڈ Maintain کرنے کی فکر ہے' فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ میں تمھیں طلاق دیتا ہوں۔ اور طلاق دیتے وقت جو کپڑوں کا جوڑا وغیرہ دے کر بیوی کو رخصت کیا جاتا ہے وہ دے دیتا ہوں۔ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا اور بڑے اعلیٰ طریقے سے تمھیں رخصت کرتا ہوں۔ دیکھیے! اللہ کا حکم کیسا تھا؟ اے نبی! اپنی بیویوں سے فیصلہ کن بات کر وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ [33:الاحزاب:29] اور اگر تمھیں یہی فاقہ مستی منظور ہے اور تمھیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ چاہیے تو پھر اللہ نے تمھارے لیے جنت تیار کر رکھا ہے۔ تو پھر اپنی اسی غربت اور قناعت کو پسند کرو اور وقت پاس کرو۔ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں۔

اور ظاہر بات ہے کہ اس وقت بیویوں نے کوئی ایسا مطالبہ تو نہیں کیا ہو گا جو آج کل ہماری عورتیں کرتی ہیں کہ اتنا خرچ ہونا چاہیے' ہمیں روزانہ (Daily) اتنا ملنا چاہیے۔ یہی ہمارے سٹینڈرڈ ہونے چاہئیں۔ بس ان کا یہی خیال تھا کہ ہمارے ہاں مہینہ مہینہ تک گھر میں آگ نہیں جلتی' کچھ تو ہمیں بھی ملے۔ لیکن اللہ کو یہ بات بھی پسند نہیں تھی کہ ہو نبی کا گھر اور جھگڑا اس بات پر ہو کہ ہمیں کھانے پینے کو وافر ملنا چاہیے! ہم پر بھوک نہ آئے' فاقے نہ آئیں! چنانچہ ان کے سامنے یہ بات رکھ دی گئی کہ اگر تمھیں دنیا چاہیے تو نبی تمھیں طلاق دے دیتا ہے اور اگر تمھیں اللہ اور اس کا رسول چاہیے تو پھر دنیا نہ دیکھنا۔ یہ قرآن مجید ہے۔

پچھلے جمعے میں نے آپ کو وہ روایت سنائی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی مہمان کی دعوت کی اور کہا کہ ساتھ نبی ﷺ کو بھی بلالیں' آپ کو بھی دعوت دی گئی۔ آپ دروازے پر پہنچے' ابھی آپ دروازے میں آدھے داخل ہوئے تھے' یعنی کواڑ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کہ آپ کی نگاہ ایک پردے پر پڑ گئی جو کہ زینت کے لیے لٹکایا گیا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ واپس چلے آئے' حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ آپ تو واپس جارہے ہیں' آپ پیچھے گئیں اور پوچھا کہ لاجی! کیا بات ہے آپ واپس جارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے بیٹی کسی نبیؐ کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے گھر میں جائے جو ایسا سجا ہوا ہو۔ (مشکوۃ کتاب النکاح باب الولیمۃ)

یہ حدیث میں نے آپ کو پچھلے جمعے میں سنائی تھی اور مشکوۃ شریف میں یہ حدیث باب عشرۃ النساء میں ہے کہ عورتوں سے کیسے میل جول رکھنا چاہیے۔ عورتوں سے کس طرح رہنا چاہیے' کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسولؐ چاہیے تو پھر اپنا معیار زندگی (Standard Of Living) نہ دیکھو۔ جیسا وقت آئے ویسا ہی گزارہ کرو۔ اور نقشہ حضرت عائشہؓ کھینچتی ہیں کہ ایک ایک مہینہ تک ہمارے گھر میں کبھی آگ نہیں جلا کرتی تھی۔ اب یہ کس کا حال ہے؟ یہ نبیؐ کے گھر کا حال ہے۔ اگر غربت کوئی عیب ہوتا تو نبیوں کی حالت کبھی ایسی نہ ہوتی۔ اکیلے اکیلے لڑکے کا کمرہ ۔۔۔ اللہ اکبر! ہمارے امیروں کا کیا حال ہوتا ہے؟ لڑکے کا کمرہ علیحدہ' لڑکی کا کمرہ علیحدہ۔ اللہ اکبر! کیسے زندگی گزرتی ہے۔ گھر میں اللہ کا نام بھی لینا چاہیے۔ اس بات کی تو کسی کو پرواہ ہی نہیں۔ جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو' جس گھر میں دین کی باتیں نہ ہوں' جس گھر میں قرآن کا پڑھنا پڑھانا' سمجھنا سمجھانا نہ ہو وہ قبر ہے۔ وہ گھر نہیں ہے۔

میرے بھائیو! دنیا کو نہ دیکھو کہ دنیا کدھر جارہی ہے بلکہ محمد ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھو کہ وہ کیا کرتے تھے؟ آپ سوچ لیں یہ وہ لوگ ہیں صحابہ اور نبی ﷺ جن کا جنتی ہونا رجسٹرڈ ہے۔ اور آج کل کے لوگ خواہ مولوی ہوں یا دوسرے ہوں' ان کا حال کیا

ہے ؟ اللہ میرا معاف کرے' بہت بری حالت ہے۔ ہم کسے دیکھتے ہیں ؟ آج کل کے مولویوں کو' آج کل کے لیڈروں کو' آج کل کی دنیا کو' آج کل کے عوام کو ہم دیکھتے ہیں۔

اور پھر کہتے ہیں کہ جی! یہ پرانی باتیں چھوڑیں' ارے آپ نے جانا کہاں ہے ؟ جہنم میں !اگر پرانی باتیں چھوڑ دیں تو آپ نے جہنم میں جانا ہے۔ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ [33: الاحزاب : 21] کہ جس کو اللہ کا خیال ہے وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ اور آخرت کے دن کا' اس کے لیے تو نبی نمونہ ہے۔ اب آپ بتایئے آپ کے لیے نمونہ کون ہے ؟ آپ جو جمعہ پڑھنے آئے ہیں' توجہ کے ساتھ فیصلہ کیجیے' آپ نمونہ اپنے لیے کس کو سمجھتے ہیں ؟ کیا گندے لوگوں کو اپنے لیے نمونہ بنانا چاہتے ہیں ؟ کہ ہماری بیٹیاں' ہماری بیویاں' اور خود ہم وہ معیار اپنائیں جو بے دینوں کا ہے۔ اگر ہمارے لیے نمونہ یہ بد کردار لوگ ہیں تو کیسے ہمارے دوزخی ہونے میں کوئی شبہ ہے ؟' ہمارے کافر ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ اگر آپ کے لیے نمونہ حضور ﷺ ہوتے' آپ کے لیے حضور ﷺ کی بیٹیاں نمونہ ہوتیں' نمونہ حضور ﷺ کی بیویاں اور صحابیات ہیں تو پھر آپ خوش قسمت ہیں آپ کی قسمت کا کیا کہنا!

جب یہ آیت نازل ہوئی اور نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ آؤ میں تمھیں طلاق دیتا ہوں اور اگر تمھیں اللہ اور اس کا رسولؐ چاہیے تو آئندہ خرچ کا نام نہ لینا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپ ﷺ سب سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گئے۔ اور فرمایا عائشہ! میں تجھے ایک بات کہتا ہوں مگر اس کا جواب خود نہ دینا' اپنے والدین کے مشورہ کے بعد اس کا جواب دینا۔ جب حضور ﷺ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ اٹھارہ سال کی تھیں۔ آپ نے یہ خیال کیا کہ یہ ابھی چھوٹی عمر کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ خود فیصلہ کرنے میں کوئی غلطی کر بیٹھے اس لیے فرمایا کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کے بعد جواب دینا۔ حضرت عائشہ کہنے لگیں کیسی کیا بات ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ یہ آیات مجھ پر نازل ہوئی ہیں جس میں تمھیں اختیار دیا گیا ہے کہ چاہو تو اللہ' رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر لو اور چاہو تو دنیا کی

زندگی کا معیار بلند کرنے کی خاطر ان تینوں کو چھوڑ دو۔ اگر اللہ' اس کے رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو پھر یہی فاقہ مستی کی زندگی ہے' یہ غریبی ہو گی۔۔۔ عائشہ مگر اس بات کا فیصلہ خود نہ کرنا' اپنے والدین سے مشورہ کے بعد کرنا۔

حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! یہ کوئی ایسی بات ہے کہ جس کے بارے میں' میں اپنی ماں باپ سے مشورہ کروں۔ اَبْتَغِی اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ(مشکوۃ کتاب النکاح) مجھے اللہ اور اس کا رسول ﷺ منظور ہے۔ یہ دنیا منظور نہیں ہے۔ یہ اٹھارہ سال سے بھی کم عمر لڑکی یہ فیصلہ کر رہی ہے اور آج ہمارے ہاں دیکھ لو' رشتہ کرنا ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ لڑکا بڑا نیک ہے' وہ سرگودھا کا رہائشی ہے یا وہ فیصل آباد رہتا ہے تو کہتے ہیں کہ جی! وہ تو بہت دور ہے۔ اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ لڑکا امریکہ میں ہے یا سعودی عرب میں ہے تو کہتے ہیں کہ جی! ٹھیک ہے ہاں ہاں کرواؤ رشتہ۔ یعنی اس کو سعودیہ اور امریکہ قریب نظر آتا ہے' اور فیصل آباد اور سرگودھا دور نظر آتا ہے۔ صرف پیسہ اور پیسہ۔

تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ! یہ کوئی ماں باپ سے کرنے والی بات ہے' میں ابھی فیصلہ کرتی ہوں۔ اَبْتَغِی اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مجھے اللہ اور اس کا رسول ؐ منظور ہے۔ مجھے دنیا منظور نہیں ہے۔ اور پھر آخر عورت کی فطرت بھی آدمیوں کی نسبت مختلف ہوتی ہے۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ! اب آپ ایک ایک سے یہ پوچھیں گے۔ میرا حوالہ کسی کو نہ دینا کہ عائشہؓ نے یہ جواب دیا ہے۔ دل میں یہ خیال کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں میری طرح سے ساری ہی یہ کہنا شروع کر دیں۔ وہ چاہتی تھیں چلو کچھ کی تو چھٹی ہو جائے کچھ تو کم ہو جائیں۔ بیویاں کم ہوں گی۔ سہولت رہے گی۔ آپ سے کہا کہ آپ کسی کو یہ نہ بتائیں کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ تو نبی ﷺ کی وسعت قلبی دیکھیے۔ عورت کی فطرت عورت کی ہی ہوتی ہے۔ اگرچہ عربوں میں سوکنوں کا رویہ ایسا نہیں تھا جیسے آج ہے' لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہؓ کے دل میں یہ خیال تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! میں تو غلط سے کام نہیں

لوں گا' میں تو ہر ایک سے کہوں گا کہ عائشہ نے یہ فیصلہ کیا ہے اب تو بتا تیری کیا مرضی ہے ؟

میرے بھائیو! میں آپ سے کہوں جنھوں نے جنت کمانی ہوتی ہے' ان کا رنگ ڈھنگ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ یہ بات خوب سمجھ لیں کہ آپ دنیا بھی کمائیں اور جنت بھی آپ کو ملے' یہ بہت مشکل کام ہے' دنیا خود بخود آئے گی' لیکن آپ دنیا کے پیچھے بھاگیں اور پھر جنت بھی آپ کو ملے' یہ بہت مشکل سودا ہے۔ آپ نے اس کی مثال یوں دی کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں پانی سے بھی گزر جاؤں اور میرے پاؤں بھی گیلے نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ جب تو پانی میں سے گزرے گا' پاؤں تو لازمی گیلے ہوں گے۔ جب تو دنیادار بنے گا تو جنت سے لازمی دور ہو گا۔ اور جس نے جنت لینی ہوتی ہے' پھر اس کے انداز اس کے پیمانے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

میرے بھائیو! کبھی تو آپ سوچا کریں کہ آخر آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں ؟ یہ آپ جمعے کیوں پڑھتے ہیں ؟ سردیوں میں وضو کیوں کرتے ہیں ؟ اگر آپ کو جنت درکار نہیں' آپ نمازیں پڑھ کر بھی' سردیوں میں وضو کر کے بھی' اور دین کا تھوڑا بہت دھندا کر کے بھی اگر آپ نے الٹے راستے پر ہی جانا ہے تو فائدہ کیا ؟ اگر آپ نمازی بنے ہیں' تو دل سے بن جائیں چھوڑیں یہ لائن اور محمدی لائن اپنائیں۔

سب سے پہلے آپ یہ فیصلہ کریں کہ آپ کی کمائی کا طریقہ کیا ہے ؟ آپ کی آمدنی کیسی ہے ؟ اگر آپ کی آمدنی حرام ہے تو یہ طے کر لیں کہ آپ جنت میں نہیں جا سکتے۔ حرام کھانے والے کی نہ نماز' نہ حج' نہ روزہ' نہ زکوٰۃ' کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ سفر میں دعا بہت قبول ہوتی ہے سفر میں آپ کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ گھر میں آپ کی جتنی عزت ہو' سفر میں لوگ آپ کو ٹھڈے ہی ماریں گے۔ آپ کو بیٹھے ہوئے کو اٹھا دیں گے۔ اٹھ یہ میری سیٹ ہے' کوئی نہیں دیکھے گا کہ چوہدری ہے' یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے۔ سفر میں چونکہ انسان بڑا ذلیل ہوتا ہے لہذا سفر میں انسان کی دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ پھر سفر میں آدمی پر مٹی پڑی ہوتی ہے کسی کی گاڑی میں سفر کریں' اپنی کار میں سفر کریں' کسی طرح سے بھی آپ

سفر کریں بڑی تکلیف ہوتی ہے' بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ فرمایا وہ مسافر جو اَشۡعَثَ اَغۡبَرَّ بال پراگندہ' چہرے پر مٹی پڑی ہوئی' نہانے کے قابل ہے' کپڑے بھی گرد آلود ہیں' مٹی سے بھرے ہوئے ہیں' پسینے سے شرابور' وہ دعا کرے تو اللہ اس کی دعا بہت قبول کرتا ہے۔

لیکن اگر اس کی کمائی حرام کی ہو وہ کہتا ہے رب ارب ارب! یا اللہ! میری یہ فریاد' یا اللہ میری یہ فریاد' اللہ کہتا ہے۔ اَنّٰی یُسۡتَجَابُ لَکَ میں تیری کیسے سن لوں؟ تیری کمائی حرام کی ہے' میں تیری دعا نہیں سنتا۔ اَنّٰی یُسۡتَجَابُ لَکَ میں تیری کیسے قبول کر لوں' تیری کمائی حرام کی ہے۔ (رواہ مسلم)

جس کی کمائی حرام کی ہو' اس کا گوشت حرام' اس کی زبان حرام سے پلی ہوئی ہو' اس کی زبان پلید' اب اگر پلید برتن میں گندے برتن میں ہے۔ حالانکہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں' ویسے اگر کوئی برتن میں پیشاب کرلے اور اس کو دھولے تو برتن میں کیا خرابی رہ جاتی ہے' اب جو پانی کے پائپ آتے ہیں' یہ گندی نالیوں سے گزر کر آتے ہیں لیکن دیکھ لو ہم ان سے آیا ہوا پانی پیتے ہیں کیونکہ پکی چیز ہے' اگر اسے پلیدی لگ جائے اور اس میں ملے نہ' دھل جائے' صاف ہو جائے تو ٹھیک ہے' کوئی خرابی نہیں ہے۔ لیکن دل کی نفرت کا یہ عالم ہے کہ جس برتن میں ہم دودھ پئیں گے' اس برتن میں ہم کبھی پیشاب نہیں کریں گے۔ اور اگر پیشاب کریں گے تو اس برتن کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں کہ وہاں رکھو یہ پلید ہے۔ بلکہ جس لوٹے سے ہم استنجا کرتے ہیں اس لوٹے سے ہم وضو نہیں کرتے' پیشاب کوئی اس کے اندر تو نہیں گھس جاتا لیکن دل میں نفرت ہے نا۔ کہتے ہیں کہ اسے الگ جگہ پر رکھو اس کو ہم اچھی جگہ استعمال نہیں کرتے۔

اب جو زبان حرام سے پلی ہوئی ہو' یا جو زبان ماں بہن کی گالی نکالتی ہو گندی زبان ہو' اگر اس سے آپ سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر' استغفر اللہ پڑھیں گے تو وہی زبان ہے نا۔ جس سے آپ نے گالیاں نکالی ہیں اور حرام کھایا ہے۔ وہی بات ہوئی ناں کہ جس برتن میں آپ پیشاب کرتے ہیں اسی میں دودھ پی لیتے ہیں۔

دیکھو! دل ایک ہے۔ یہ ہوائی جہاز چلتے ہیں ان میں دو دو انجن ہوتے ہیں' ایک فیل ہو جائے تو دوسرا کام کرنا شروع کر دیتا ہے' اللہ نے آدمی کی مشینری ایسی نہیں بنائی' کہ دو دل فٹ کر دیے' ایک کے فیل ہونے کا خطرہ ہو تو دوسرا کام کرنا شروع کر دے۔ دوسرا جو ہے وہ کام کرنے لگ جائے۔ کیونکہ اگر دو دل ہوتے تو ہو سکتا تھا کہ ایک کو دنیا کی طرف لگا دیا جاتا اور دوسرے کو دین کی طرف لگا دیا جاتا۔

اللہ فرماتا ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ [33:الاحزاب:4] ہم نے جب آدمی کو بنایا تو اس کا ایک ہی دل بنایا' دو نہیں بنائے' جب ہمارے ہوائی جہاز بنانے والے دو دو انجن بنا سکتے ہیں تو اللہ آدمی کے دو دل نہیں بنا سکتا تھا؟ لیکن اللہ نے ایک بنایا ہے۔ سورہ احزاب میں ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ ہم نے کسی کے اندر دو دل نہیں رکھے۔ ایک رکھا ہے یا وہ میرا ہو گیا ہے یا کسی اور کا ہو گیا۔

دیکھ لو اس دل کو دنیا کی طرف لگا دو تو دین کی محبت کم ہو جائے گی۔ اس کو دین کی طرف لگا دو تو دنیا کی محبت کم ہو جائے گی۔ دیکھو! حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ' حضرت عثمانؓ جیسے صحابہ بڑے امیر تھے' کروڑ پتی بلکہ ارب پتی تھے۔ بعض صحابہ ارب پتی تھے۔ لیکن وہ ارب پتی کیسے تھے؟ وہ دولت کو دھکے دیتے تھے۔ دولت خود بخود آتی تھی۔

یہ صورت نہیں تھی کہ اپنی کوٹھی ماڈل ٹاؤن اے میں بناؤ اور پھر کہو کہ میں دیندار بھی رہ جاؤں۔ اب بتایئے! جن کی کوٹھیاں ماڈل ٹاؤن اے میں ہوں گی وہ یہاں مسجد میں آ کر نماز پڑھ جائے گا لیکن کوٹھی اس کو پیچھے کی طرف کھینچے گی' وہ کہے گی تو مسجد میں جا سکتا ہے؟ مسجد بہت دور ہے' جانا بہت مشکل ہے' پاس کوئی اپنے مسلک کی مسجد نہیں ہے کہ جہاں نماز ہو جائے لہٰذا گھر پر ہی نماز پڑھ لو۔

آپ سوچ لیں اس طرح آپ ملیں لگائیں اور ان میں آپ کا سرمایا چل رہا ہو اور پھر آج کل کاروبار کا طریقہ کیا ہے؟ سب گندے طریقے' ناجائز اور حرام روزی کمانے کے

راستے' سارے اور پھر آپ کہیں کہ میں دین دار بھی بنا رہوں' ناممکن ہے۔

اس کی مثال میں نے بتائی نہیں کہ جیسے یہ مشکل ہے' ناممکن ہے کہ آدمی پانی سے گزرے اور بھیگے نہ یہ بھی ناممکن ہے۔ اس طرح سے یہ ہے کہ آدمی دنیادار بھی بنے اور دین میں خرابی نہ آئے۔ اگر آپ کہیں کہ اچھاجی! اگر ہم ایسے دیندار بن جائیں تو پھر دنیا کون کمائے گا؟ اللہ کہتا ہے تو جب سبزی لینے جاتا ہے تو نے کبھی سوچا ہے کہ اگر میں نے چھانٹ کر نہ لی تو گھٹی کون لے گا' میں ہی گھٹی لے لوں۔ تو جب سودا لینے جاتا ہے تو چھانٹ کر لیتا ہے کہ نہیں۔ تو نے کبھی سوچا ہے کہ پھر گھٹیا چیز کون لے کر جائے گا؟ پڑی رہے گی' میں گھٹیا لے لوں' تو نے وہاں کبھی نہیں سوچا۔

تجھے رشتہ کی ضرورت ہو تو نے کبھی کہا کہ میں اندھی' کانی' لولی لنگڑی' کو جی لے لوں' اگر تجھے پتہ چل جائے کہ یہ پہلے کی بیاہی ہوئی ہے ایک دو بچے بھی تھے جو مر گئے۔ تو کہے گا نہ جی! میں تو یہ نہیں لوں گا۔ میں تو بالکل ان چھوٹی' بالکل کنواری سے رشتہ کروں گا۔ اور جب دین کی باری آتی ہے تو پھر کہتا ہے کہ مولوی صاحب! آپ باتیں تو بیان کرتے ہیں اگر ہم دنیا نہیں کمائیں گے تو پھر کون کمائے گا۔ اللہ کہتا ہے کہ دنیا دنیاداروں کے لیے چھوڑ دو۔ وہ کمائیں' اللہ تمھیں دے گا۔ تم دین پر چلو' دنیا خود بخود تمھارے پیچھے آئے گی۔

دیکھو صحابہ کے ہاں کوئی فیکٹری نہیں تھی۔ اسلحہ کی کوئی فیکٹری نہیں تھی۔ اللہ مسلمانوں کو اسلحہ دیتا تھا۔ کافر بنانے والے تھے' مسلمانوں کو اللہ ان کا بنا ہوا اسلحہ دیتا تھا۔ اللہ کہتا ہے کہ اے میرے بندو! تو اعلیٰ چیز پسند کر۔ جیسے تیرا مزاج ہے۔ تو رشتہ لے گا تو اعلیٰ' دکان سے چیز لے تو اعلیٰ لیکن یہ کیا کہ تو دنیا چاہے اور دین نہ چاہیے۔ ادھر بھی اعلیٰ چیز لے۔ دنیا میں تجھے مفت میں دے دوں گا۔ اس لیے کیا یہ سودا منظور ہے؟ لیکن ایمان ہو تو یہ سودا ہو؟ بعض لوگ کہتے ہیں یہ مولوی کیا کہانیاں چھیڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن میرے بھائیو! یہ دین ہے اس کو خوب سمجھ لو۔ میں کوئی پاگل پن کی باتیں نہیں کرتا۔ بڑی عقلی (Logical) بات ہے' بڑی معقول بات ہے۔ جس کو کبھی کوئی چیلنج نہ کر سکے۔ خواہ کتنا ہی کوئی بڑے سے بڑا اپنے خیال کیوں نہ ہو' نہ علم کے اعتبار سے' نہ عقل کے اعتبار سے' نہ دین

کے اعتبار سے کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔

اب دین کی بات کوئی گھٹیا بات ہے؟ پھر نبی کی زندگی' نبی کی سیرت' اس کے پیچھے دیکھ لو صحابہ رضی اللہ عنہم نے زندگی کیسے گزارنی شروع کی۔ غربت کی زندگی' کیسی زندگی تھی' انتہائی غربت کی زندگی تھی۔ لیکن دیکھ لو دولت کیسے آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایران فتح ہو رہا تھا۔ ایران کے خزانے' ان کی آرائش کے سامان' مال غنیمت' جب ملتا تھا تو فوج میں فوراً تقسیم ہو جاتا تھا۔ خمس (پانچواں حصہ) مسجد میں آتا تھا۔ مسجد میں لا کر ڈھیر کر دیتے جس کو خلیفہ وقت تقسیم کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ جب اس کو دیکھتے' ایران کے قالین' یہ کراکری' یہ فرنیچر اعلیٰ سے اعلیٰ یہ چیزیں دیکھ دیکھ کر رونے لگ جاتے اور کہتے یہ مال مسلمانوں کے گھروں میں آئے گا تو مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں گے۔ مسلمان آپس میں لڑیں گے۔ آپس میں خون خرابہ کریں گے۔ ان کی پرواز' ان کی اڑان' اللہ کی طرف جو ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ دیکھ لو پھر کیا حال ہوا؟ حضرت عثمانؓ شہید' حضرت علیؓ شہید' پھر فلاں شہید' پھر فلاں شہید' مسلمانوں کا پھر یہ کردار بن گیا۔ جو اچھا ہو اسے صاف کر دو۔

چنانچہ دیکھ لو ضیاء جیسا لولا لنگڑا' کچا پکا بے چارہ مسلمان بھی لوگوں سے برداشت نہ ہوا' اس کو بھی صاف کر دیا۔ بے شک امریکہ نے کروایا' باہر کی طاقت کا ہاتھ تھا لیکن چلنے والا ہاتھ تو یہیں کا تھا' یہیں کے فوجی تھے' یہیں کا عملہ تھا' جنھوں نے ضیاء کو صاف (ختم) کر دیا۔ کبھی کسی اچھے آدمی کو نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں نے یہ کیوں کیا؟ اس وجہ سے کہ جب دنیا آ جاتی ہے تو پھر دنیا کی ہی فکر ہوتی ہے کہ میں اس سے آگے بڑھ جاؤں' میں بڑا چوہدری بن جاؤں۔ وہ مجھ سے چھوٹا ہو' میرے مقابلے میں فلاں آ جائے' بس یہی مار دھاڑ رہتی ہے۔

چلو وہ تو دور کی باتیں ہیں ہم تو کچھ بھی نہیں۔ ہم کیوں اپنی آخرت کو برباد کرتے ہیں؟ اس لیے میرے بھائیو! پچھلے جمعے میں نے آپ کو بتایا تھا قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت' سب سے زیادہ جامع سورت' جو قد و قامت میں تو سب سے زیادہ چھوٹی لیکن وزن میں سارے قرآن کے برابر ہے وہ الحمد شریف ہے جس کا نام دعا ہے۔ جس کا نام نماز ہے۔

جس رکعت میں یہ سورت نہ پڑھی جائے وہ رکعت نہیں ہوتی۔ دیکھ لو سورت۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اللہ تیری ہی تعریفیں ہیں کہ تو سارے جہانوں کا رب ہے اور سب تعریفوں کا حق دار تو ہے۔ دیکھ لو اسلام کا اصول ہے۔ اسلام میں یہ بات بالکل ہے ہی نہیں کہ آپ اللہ کے سوا کسی اور کی تعریف کریں۔ ہمارے بریلوی بھائیوں کی سب سے بڑی گمراہی اور غلطی کیا ہے؟ ان کی تقریریں سنیں' ان کی تقریروں میں ان کے خطبات میں ہمیشہ حضور ﷺ کی تعریف کو خدا کی تعریف سے بھی بڑھادیا جاتا ہے۔ اور یہ گمراہی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ الحمد للہ رب العالمین سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور یہ کہتے ہیں جو کچھ ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں۔ اور یہ ان کی گمراہی کی سب سے پہلی دلیل ہے۔

شیعہ کی تقریریں سن لیں۔ دیگ کے ایک دو چاول ہی پوری دیگ کا پتہ دے دیتے ہیں کہ آیا چاول پکے ہیں کہ نہیں' نمک اور مسالحہ جات کی کیا صورت حال ہے؟ شیعہ کی تقریریں سن لیں۔ کیا ہوگا۔ وہ حضرت علیؓ حضرت حسن' حضرت حسین کی تعریف میں غلو کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور کی تعریف مستقل طور پر کرنا بڑی گمراہی ہے۔ آپ جب بھی کسی اور کی تعریف کرتے ہیں وہ نبیؐ کی تعریف کریں' کسی صحابی کی تعریف کریں' وہ حضرت علیؓ کی تعریف کریں' کسی امام کی تعریف کریں' کسی پیر کی تعریف کریں' کسی ولی کی تعریف کریں تو اس کی کوئی حد ہے۔ مستقل تعریفوں کے لائق صرف خدا کی ذات ہے۔ مخلوق میں جو اوصاف ہیں وہ تو ان کے ذاتی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے عنایت کردہ ہیں۔

دنیا میں خوب سمجھ لو اگر حضرت یوسف کو حسن ملا' حضرت یوسف علیہ السلام بڑے حسین تھے مگر تعریف اللہ کی ہے' جس نے ان کو یہ حسن عطا کیا' حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا کمال ہے۔ اگر میرا قد لمبا ہے تو یہ میرا کمال ہے؟ کسی کا قد چھوٹا ہے تو یہ اس کا قصور ہے؟ اگر کوئی نبی بن گیا تو یہ اس کا کمال ہے؟ عقل سے سوچیں۔ اگر کوئی نبی بن گیا تو یہ اسکا اپنا ذاتی کمال ہے؟ یہ کمال تو اس کا ہے جس نے اس کو نبی بنایا۔ دیکھو جاہلوں کا شعر ہے

جس کا ایک مصرع یہ ہے۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

یہ جاہلوں کا شعر ہے' خواہ شیخ سعدی کا ہو' یا کسی اور کا ہو۔ دیکھو اس کے کیا معانی ہیں؟ بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ وہ بلندیوں پر پہنچ گیا' اس کو معراج ہوا' اپنے کمال سے۔ حضور ﷺ کا معراج حضور ﷺ کا کمال ہے؟ کیسے کیا خیال ہے؟ ایک آدمی ایک وقت میں ایک ٹانگ اٹھا سکتا ہے' دونوں ٹانگیں ایک وقت میں کبھی نہیں اٹھا سکتا۔ اور اگر جمپ لگائے تو منٹ دو منٹ کے بعد دھڑام سے زمین پر آگرے گا۔ اب اگر رسول اللہ ﷺ آسمان پر پہنچ گئے تو یہ رسول اللہ ﷺ کا کمال ہے؟ قرآن کہتا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ [17:الاسراء:1] پاک ہے وہ ذات' بے عیب ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی' بندہ خود نہیں گیا اور نہ ہی جا سکتا ہے۔

تو یہ شعر بالکل غلط ہے۔ بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ وہ اپنے کمال کے ساتھ بلندیوں پر پہنچ گیا۔ نبوت کسی کو مل جانا' یہ اس کا کمال نہیں ہے۔ نبوت کسبی چیز نہیں ہے' نبوت وہبی چیز ہے۔ یہ اللہ کی دین (عطا) ہے۔ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام آتا ہے اور آپ ﷺ کو نبی بناتا ہے۔ کیا کہتا ہے؟ اِقْرَاْ پڑھ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے تو پڑھنا آتا ہی نہیں۔ فرشتہ پھر کہتا ہے کہ اقْرَاْ پڑھ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں تو پڑھا ہوا ہی نہیں ہوں۔ پھر تیسری مرتبہ فرشتہ کہتا ہے کہ میں جو پڑھتا ہوں وہ پڑھیں۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ[96:العلق:1] اگر تجھے پڑھنا نہیں آتا تو پھر میں تجھے پڑھاتا ہوں وہ پڑھ۔ دیکھ لیں یہ نبوت مل رہی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اپنی جان کے ڈر سے مصر سے بھاگے' مدین پہنچ گئے۔ وہاں جا کر شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں' دس سال تک۔ اُن کی بیٹی سے شادی ہو گئی۔ بیوی بچے

ساتھ تھے' رات کو سفر کر رہے تھے' سردیوں کی رات تھی' راستہ بھول گئے۔ کوئی راستہ بتانے والا نہیں۔ دور سے لائٹ نظر آئی۔ اپنی بیوی سے کہتے ہیں اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِه اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا [27:النمل:7] مجھے دور وہ آگ نظر آرہی ہے' میں وہاں جاتا ہوں' وہاں سے کوئی راستہ پوچھوں 'کوئی تھوڑی بہت تمھارے لیے آگ لے آؤں گا۔ وہ جس کو آگ سمجھ رہے تھے وہ خدا کا نور تھا۔ جب وہاں پہنچے تو اللہ نے کہا اَقْبِلْ' اے موسیٰ آگے آجا' جوتے پیچھے کھول دے' یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے ؟اس کو پھینک دے' ہاتھ میں جو عصا تھا وہ سانپ بن گیا۔ موسیٰ علیہ السلام ڈر کے مارے بھاگ پڑے۔ اپنی لاٹھی کو جب سانپ بنا ہوا دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ نے کہا موسیٰ یٰمُوْسٰی لَاتَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ [27:النمل:10] موسیٰ ڈر نہیں' میرے ہاں نبی ڈرا نہیں کرتے۔ یہ تیری سوٹی ہے' اس کو اٹھالے' یہ تجھے کچھ نہیں کہتی۔ سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی [20:طه:21] یہ سانپ ہے مگر جب تو ہاتھ ڈالے گا تو یہ پھر سوٹی بن جائے گی۔ اور کہہ دیا کہ میں تجھے نبی بناتا ہوں' اور تیری ڈیوٹی لگاتا ہوں کہ تو جا کر فرعون کو تبلیغ کر۔ موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں ہائے اللہ! میں نے تو ان کا ایک آدمی مار دیا تھا' میں تو ڈر کے مارے بھاگ گیا تھا۔ وہ تو مجھے مار دیں گے۔ اور پھر یا اللہ! میری تو زبان بھی نہیں چلتی۔ میں تو صفائی کیساتھ بول بھی نہیں سکتا۔ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ [26:الشعراء:13] میری زبان نہیں چلتی۔ اللہ یہ ڈیوٹی میرے ذمے کیوں لگاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا نہیں۔ وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ [20:طه:41] اے موسیٰ میں نے تجھے تیار ہی اپنے کام کے لیے کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ نبوت کے لیے Consider ہی نہیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نبوت کے امیدوار بالکل ہی نہیں ہیں۔ یہ نبوت ان کو ایسے ہی دی جا رہی ہے۔ جیسے کوئی ٹھونس کر دی جاتی ہے ایسے ان

کو نبی بنایا جا رہا ہے۔ نبوت محبت سے کبھی نہیں ملتی' یہ نبوت اللہ کی ودیعت ہے' اللہ کی دین ہے' اللہ کی عطا ہے۔ نبی کا کیا کمال ہے ؟ لیکن دیکھ لو' ان جاہلوں کو ' ان بریلوی مولویوں کی تقریریں سن لو نری جہالت ہی ہے۔ اور ہمیں تو حیرانگی ہوتی ہے کہ ہائے اللہ! ان کے مولوی بھی جاہل ہیں اور ان کے عوام بھی جاہل ہیں۔

شیعہ کی تقریریں سنتے ہیں' وہ فلسفہ جھاڑتے ہیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ ہائے اللہ ان کے مولوی بھی جاہل ہیں ان کے عوام بھی جاہل ہیں۔ جس کو یہ نہ آتا ہو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا مفہوم کیا ہے' وہ کیا خاک عالم ہو گا ؟

ہمیں نبی اکرم ﷺ کی بات کرنی چاہیے تو ان کی سیرت کو تو دیکھنا چاہیے کہ ان کی نماز کیسی تھی' ان کا روزہ کیسا تھا' ان کا عقیدہ کیسا تھا ؟ وہ ہمیں سکھاتے کیا تھے' وہ ہمیں پڑھاتے کیا تھے۔ ہمیں ان کی اتباع کرنی چاہیے۔ تقریر ہو تو یہ اور نہ کہ یہ کہ وہ ایسے سوہنے تھے' وہ ایسے خوبصورت تھے' وہ ایسے تھے' وہ ایسے تھے' اور خدا نے کہا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو کسی چیز کو پیدا نہ کرتا کہ اے نبیؐ! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو ساری دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ دیکھو یہ کس قدر جہالت کی بات ہے۔ یہ جھوٹ ہے' گھڑی ہوئی بات ہے' جس پر کوئی یقین نہیں۔

یہ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ اگر خدا مجھے پیدا نہ کرتا تو ساری کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ کہیے! یہ کوئی غلط بات ہے ؟ اور میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ اگر خدا کو مجھے پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو دنیا پیدا نہ ہوتی۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ اگر میں پیدا نہ ہوتا تو میرا باپ پیدا نہ ہوتا' اگر میرا باپ نہ ہوتا تو اس کا باپ نہ ہوتا' اگر اس کا باپ نہ ہوتا تو پھر آگے اس کا باپ نہ ہوتا۔ اس طرح اوپر چلتے جائیے تو اگر اس کا باپ نہ ہوتا تو آدمی ہی نہ ہوتا۔ اگر آدم نہ ہوتا تو زمین نہ ہوتی۔ اگر زمین نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ کوئی کمال ہے ؟ تعریف وہ ہوتی ہے جو صرف اس میں پائی جائے اور کسی دوسرے میں نہ پائی جائے۔ اور پھر ہمارے جاہل عوام' پڑھے لکھے لوگ بھی جاہل ہی ہیں۔ لٹو ہو جاتے ہیں' بے وقوفی اختیار کرتے ہیں اور ان کی سمجھ میں بات آتی ہی نہیں۔ یہ شعر بالکل ہی غلط ہے۔ بَلَغَ الْعُلٰی بِكَمَالِهٖ بلندیوں پر پہنچ گیا' اپنے

کمال ہے۔ کمال اس چیز میں ہوتا ہے جو کسبی ہو۔ جو آپ نے خود کمائی ہو۔

دیکھو جی! اس نے ایم اے کر لیا' بڑا کمال ہے جی! غریب گھرانے کا لڑکا تھا وہ ایم اے کر گیا۔ وہ جی ٹاپ کر گیا۔ وہ جی! مقابلہ (Competition) میں فرسٹ آیا۔ یہ کمالات ہیں۔ لیکن یہ کہ وہ بڑا حسین ہے' یہ اس کا کمال ہے؟ وہ بڑا ذہین ہے؟ یہ اس کا کمال ہے؟ کمال وہ ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی محنت کا' اپنے عمل کا دخل ہو۔ لہذا معراج حضور ﷺ کا کمال نہیں یہ اللہ کا فضل ہے لیکن جاہل لوگ اس کو سمجھتے ہی نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین کے معنی سے بے خبر ہیں۔ تو بات دور چلی گئی۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ سورہ فاتحہ کی پہلی تین آیتیں اللہ کی تعریف میں ہیں۔ چوتھی آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ یا اللہ! تیری ہی بندگی کرتے ہیں' کیونکہ تو ایسی صفتوں کا' ایسی خوبیوں کا مالک ہے' تو معبود ہونے کے لائق بھی تو ہی ہے۔ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ محتاج تو ہم ہیں ہی۔ اللہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ اچھا مانگو! تو بندہ کہتا ہے کہ یا اللہ! میں مسلمان ہوں' مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یا اللہ! مجھے سیدھی راہ دکھا دے۔ دیکھو مومن یہی ہے۔ میرے بھائیو! اللہ سے کبھی دنیا نہ مانگو' اللہ سے دین مانگو' دنیا تو اللہ اضافی دے دے گا۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اللہ! میری راہ سیدھی کر دے۔

دیکھو ہدایت کے تین درجے ہوتے ہیں' اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ مجھے سیدھی راہ دکھا۔۔۔ کونسی راہ؟۔۔۔ دیوبندی سچے ہیں یا بریلوی سچے ہیں یا شیعہ سچے ہیں یا اہل حدیث سچے ہیں۔ اِهْدِنَا ہمیں دکھا۔ دنیا کے مختلف فرقوں میں سے' دنیا کے مختلف مذاہب میں سے عیسائیت' یہودیت' سکھ ازم' ہندو ازم' بدھ مت' اسلام۔۔۔ ان میں سے کونسا صحیح مذہب ہے؟ پھر اگر اسلام سب مذاہب سے صحیح ہے تو پھر اسلام کے فرقوں میں سے کونسا فرقہ صحیح ہے؟

دیوبندی صحیح ہیں' بریلوی صحیح ہیں' شیعہ صحیح ہیں یا اہل حدیث صحیح ہیں؟ اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ یہ پہلا درجہ ہے۔ پھر اھْدِنَا ہمیں اس سیدھی راہ پر چلا' چلاتا رہ' حتیٰ کہ ہمیں موت آجائے۔ پھر ہمیں منزل مقصود یعنی جنت الفردوس میں پہنچا۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔

ہندو کہا کرتے تھے' جب ہم انڈیا میں اکٹھے ہوتے تھے اور وہ تمسخر کیا کرتے تھے کہ مسلمان ہمیشہ یہی دعا مانگتے ہیں یا اللہ! ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ آج تک انھوں نے سیدھی راہ ہی نہیں دیکھی۔ وہ بے وقوف یہ سمجھنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ اھدنا کے معنی یہ ہیں کہ یا اللہ! ہمیں سیدھی راہ دکھا' اس پر چلا' پھر اس پر قائم رکھ تاکہ ہم اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائیں۔ اگر آپ ہدایت یافتہ ہیں تو آپ کے ذہن میں یہ ہونا چاہیے کہ یا اللہ ہمیں اس پر پکے رکھ۔ ایسا نہ ہو کہ بوڑھا ہو جاؤں تو بدراہ ہو کر ہلاک ہو جاؤں۔ کسی لالچ میں آکر سیدھے راستے سے بھٹک جاؤں۔ تو میرے بھائیو! دین کو اختیار کرو۔ صحیح دین کونسا ہے؟ صحیح دین کی کیا نشانی ہے؟ یہ ہے کہ کسی تیسرے کا سوائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام نہ ہو۔ اگر آپ حنفی بن گے تو آپ کی راہ سیدھی نہ رہی۔ تیسرا آن گھسا۔ اگر آپ وہابی بن گئے تو آپ کی راہ سیدھی نہ رہی کیوں کہ تیسرا آن گھسا' اگر آپ شیعہ بن گئے تو آپ کی راہ سیدھی نہ رہی بارہ آگھسے۔ اکٹھے بارہ امام آگھسے۔

سیدھی راہ کیا ہے؟ سیدھی راہ وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔ بس قصہ ختم۔۔۔ یہ سنٹر ہے۔ آدمی کا سنٹر کیا ہے؟ یہ دھنی' یہ ناف۔ زمین کی سنٹرل پلیٹ کونسی ہے۔ وہی جہاں اب میدان پڑ رہا ہے۔ جہاں اب اکھاڑا لگے گا۔ اور امریکہ جو سپر پاور ہے خدا نے اس کو بھی یہاں بلا لیا ہے۔ باقی بھی سب اپنے اپنے بلوں سے نکل آئیں گے۔ اور خدا یہاں اب آخری جنگ دکھادے گا۔ اور پھر اسی کو اللہ اپنا مرکز بنائے گا۔ اپنا سنٹر جنت و دوزخ کو یہیں واپس لایا جائے گا۔ حساب کتاب کا میدان بھی یہی ہوگا۔ میدان محشر کے لیے شام کی زمین ہوگی۔ (مشکوۃ باب القیامۃ' باب ذکر الیمن والشام)

اب قیامت کا وقت بہت قریب ہے۔ لمبی لمبی امیدیں چھوڑ دو۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی

اپنی امیدیں لمبی کرتا رہتا ہے' اور ملک الموت یوں آکر گردن پر ہاتھ مارتا ہے کہ اس کی گردن کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اور اس کی امید کی لائنیں آسمان پر جارہی ہوتی ہیں۔ اس لیے لمبی سکیمیں نہ بناؤ۔ مختصر کام کرو اور اپنی آخرت کی فکر کرو۔

اور راستہ کونسا اختیار کرو؟ راستہ ایک ہی اختیار کرو۔ دو راستے کبھی صحیح نہیں ہوتے۔ میرا یہ اردو دان طبقہ' میرے یہ بھائی جو کالجوں اور سکولوں میں پڑھے ہوئے ہیں یقین جانیں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں مسجد کا ملاں ہوں۔ اللہ کا فضل ہے میں نے ڈبل ایم اے کیا ہوا ہے۔ اور ساری عمر کالج میں پڑھاتا رہا ہوں۔ میں کوئی مولویوں والی بات نہیں کرتا' جو جاہل مولوی کرتے ہیں میں وہ بات نہیں کرتا۔

ہمارے یہاں جو کہتے ہیں کہ وہ چاند پر چلا گیا' یہ امریکہ والے چاند پر چلے گئے' تو ہمارے مولوی صاحب جو پڑوس میں رہتے ہیں انھوں نے کہا تھا کہ پہلی رات کے چاند پر کوئی چڑھ کر تو دکھائے' وہ کہتے ہیں کہ پہلی رات کا چاند بہت باریک ہوتا ہے اور اس پر پاؤں نہیں آسکتا۔ جہاز کیسے چڑھ جائے گا۔

تو یہ مولویوں کی باتیں ہیں' جن کو پتہ کچھ بھی نہیں ہے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آج کل کا علم جو کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے وہ بالکل جہالت ہے' اس سے عقل کھلتی نہیں' اس سے فہم پیدا نہیں ہوتا جو کوئی صحیح سوچ پیدا کرسکتا ہو۔

اب وقت بالکل قریب ہے۔ ایک دفعہ چراغ سحری بجھنے سے پہلے بھڑکے گا' دین اپنے زور پر آئے گا' بہت زور پر آئے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! تو قرآن میں اللہ کہتا ہے کہ دین کا غلبہ ہوگا۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [9:التوبة:33] اللہ اسلام کو سب دینوں پر غالب کردے گا۔ یہ کب ہوگا؟ کس زمانے میں ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ عائشہ! جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے' امام مہدی آئیں گے۔

(مشکوۃ کتاب الفتح' باب لا تقوم الساعة الا على شرار الناس)

اس پر یہ ہوگا' کہ سب مذہب مٹ جائیں گے' کوئی کفر باقی نہیں رہے گا۔ کوئی ازم باقی نہیں

رہے گا' کوئی نیشنل ازم' سیکولر ازم یا ہندو ازم باقی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد شافعیت' حنفیت' وہابیت' شیعیت یا کوئی اور فرقہ باقی نہیں رہے گا' سب مٹ جائیں گے۔ سب ایک دین اسلام پر ہوں گے جو حق ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام اس دین پر ہوں گے۔

یہ مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں اور قرآن میں آتا ہے کہ وَ اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ [43:الزخرف:61] کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ قیامت کی نشانی اس اعتبار سے کہ میدان محشر قائم ہوگا' فرشتے اتریں گے' اللہ کی ذات نزول فرمائے گی۔ لیکن سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ یہ نشانی ہے کہ آ گیا۔ سب سے پہلے آنے والا۔ پھر اس کے بعد گیٹ کھلیں گے۔ پھاٹک کھل گئے' اب تو سب نے اترنا ہی اترنا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آکر رہیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ فَیَتَزَوَّجُ وہ یہاں آکر نکاح کریں گے۔ وَیُوْلَدُ لَہٗ اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اور پھر عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے۔ وَ یُدْفَنُ مَعَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ جہاں رسول اللہ ﷺ دفن ہوئے ہیں وہاں وہ دفن ہوں گے۔ (مشکوۃ کتاب الفتن' باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) جس کو روضہ کہتے ہیں' یہ توڑ دیا جائے گا۔ حکومت ڈر کے مارے توڑتی نہیں کہ یہ بریلوی کائیں کائیں کریں گے۔ ورنہ اگر صحیح اسلامی حکومت ہو تو اس کو بالکل صاف کر دیا جاتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا دور ہوگا' اس کو بالکل صاف کر دیا جائے گا۔ کوئی روضہ وغیرہ نہیں رہے گا۔ وہاں چار قبروں کی جگہ ہے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس میں اپنی قبر کے لیے جگہ رکھی ہوئی تھی کہ جہاں نبی دفن ہوئے ہیں' جہاں میرے باپ دفن ہوئے ہیں تو یہاں ایک قبر کی جگہ میرے لیے ہے۔ وہاں میں دفن ہوں گی اور

ایک قبر کی جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بٹوار (تقسیم) کیا ہوا تھا۔ لیکن جب حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے' تو حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا کہ عبداللہ جا' جا کر حضرت عائشہ سے پوچھ اگر اجازت دیں تو میں اس حجرے میں نبی ﷺ کے ساتھ 'حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ میری قبر بھی بن جائے۔ (یہاں حافظ صاحب رونے لگ گئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں' یہ قبر کی جگہ میرے لیے تھی لیکن میں اپنے اوپر حضرت عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں کہ اس نے جو دین کی خدمت کی ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ مجھے مسلمان کسی اور جگہ دفن کر دیں گے۔ یہاں حضرت عمرؓ کو دفن کر دو۔ تو اس طرح تین قبریں بن گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی' حضرت ابوبکرؓ کی' حضرت عمرؓ کی۔ اب ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا' بگل بجے گا' قیامت کا سائرن بجے گا تو میں اور حضرت عیسیٰ درمیان میں ہوں گے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ اور ابوبکر سائیڈوں پر ہوں گے۔ ہم چاروں اٹھ کر میدان حشر کی طرف چلیں گے۔ پھر جنت البقیع کے جتنے مسلمان ہیں' نیک لوگ سارے ساتھ مل جائیں گے' اس طرح سے آہستہ آہستہ جہاں بھی کوئی نیک مدفون ہوگا ہمارے ساتھ ملتا جائے گا اور ہم اکٹھے میدان حشر میں ہوں گے۔ (بیہقی)

تو میرے ساتھیو! سوچو! جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے' آکر شادی کریں گے' یہاں رہیں گے' نمازیں پڑھیں گے۔ حنفیوں کی طرح نمازیں پڑھیں گے؟ دیانت داری سے سوچو۔ وہ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہوں گے؟ وہ شیعہ کے بارہ اماموں کے مقلد ہوں گے؟ اللہ کی قسم بالکل نہیں۔ وہ کون ہوں گے؟ وہ اہل حدیث ہوں گے۔ اہل حدیث کون

ہوتا ہے؟ وہ جو محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے۔اہل حدیث کے امام محمد ﷺ ہیں ۔عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے۔ اور وہ ان کی پیروی کریں گے۔وہ آکر کسی بھی امام کی تقلید نہیں کریں گے جیسا کہ دیوبندی اور بریلوی کرتے ہیں۔

اس لیے میرے ساتھیو! سیدھی راہ کونسی ہے؟ وہی جو صحابہ کی راہ تھی ہمیں اس پر چلنا چاہیے اور اس پر قائم رہنا چاہیے اور اسی کی فکر کرنی چاہیے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

خطبہ نمبر 90

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلاَتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ

[23: المومنون:1-4]

میرے بھائیو! وہ انسان کامیاب ہے' جو دنیا کی زندگی گزارنے کے بعد پاس ہو جائے۔ پاس ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں چلا جائے۔ بالکل دنیا والی بات ہے کہ آدمی فیل ہونے سے بچ جائے۔ جو فیل ہونے سے بچ جائے وہ کامیاب ہے۔ اب ہمارے بچے امتحان دیتے ہیں۔ جو بچے فیل ہونے سے بچ جاتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پھر پاس ہونے کے بھی آگے مدارج ہیں۔ کوئی تھرڈ کلاس ہے کوئی سیکنڈ کلاس ہے' کوئی فرسٹ کلاس ہے۔ کوئی ہائی فرسٹ کلاس ہے۔

جو دوزخ سے بچ گیا فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃِ جو دوزخ

سے دور کر لیا گیا' دوزخ سے بچا لیا گیا' وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ اور جنت میں داخل کر دیا گیا'
فقد فاز وہ پاس ہو گیا۔ اور کامیاب ہو گیا۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ مَتَاعُ
الْغُرُوْرِ[3:ال عمران:185] یہ دنیا کی زندگی سارا دھوکے کا سامان ہے۔ یہ دنیا کی
زندگی بہت پر فریب ہے۔ یہ دنیا کی زندگی سراسر دھوکے کا سامان ہے۔ یہ کسی کو نہیں
چھوڑتی۔ آدمی کوئی بھی ہو اس سے متاثر ضرور ہو جاتا ہے۔

اس لیے قرآن مجید میں جا بجا فرمایا گیا ہے يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ
اے لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت ضرور آکر رہے گی۔ امتحان ضرور ہونا ہے۔ فَلاَ
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ دنیا کی زندگی تمھیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم فیل ہو جاؤ۔
وَلاَ يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغُرُوْرِ [35:الفاطر:5] اور شیطان تمھیں دھوکہ نہ دے۔

تین چیزیں ہیں: ایک انسان کا نفس' جس پر یہ دونوں چیزیں اثرانداز ہوتی ہیں۔
ایک دنیا کی زندگی' اس کا پر فریب ہونا' اور دوسرا شیطان۔ شیطان آدمی کو ورغلانے کے لیے
آدمی کو دھوکہ میں ڈالنے کے لیے' ہر جتن کرتا ہے۔ اس نے اللہ سے کہا تھا جب اللہ نے اس
کو دھتکار دیا تھا۔ اس کو نکال دیا تھا۔ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ
عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَائِلِهِمْ میں یا اللہ! اس انسان کو چاروں طرف سے آؤں گا۔
وَلاَ تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ [7:الاعراف:17] اللہ تو دیکھے گا کہ اکثریت
انسانوں کی ناشکری ہے اور ناشکرا ہونا بغاوت ہے۔ اللہ کی ناشکری بغاوت ہے۔ اور تو پائے
گا کہ اکثر ان میں سے تیرا شکر نہیں کریں گے۔

شیطان بیٹھتا کہاں ہے؟ آپ اندازہ کریں جب رات کو اندھیرا ہو جاتا ہے جو
لوٹ مار کرنے والے ہوتے ہیں' جنھیں آدمیوں کو لوٹنا ہوتا ہے وہ پھر سڑکوں پر آجاتے ہیں'
سڑک پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ یہ سڑک ہے۔ راستہ ہے' وہاں سے گزرنے والے

گزریں گے۔ تو عقلمندی یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت بن جائے 'کبھی ایسے راستے سے رات کو سفر کرنا پڑ جائے ۔اور مشہور ہوتا ہے کہ فلاں علاقہ میں اکثر ڈاکو لوٹتے ہیں۔ تو بہتر ہوتا ہے کہ آدمی وہ راستہ چھوڑ کر گزرے۔ کیونکہ غیر معروف گلیوں میں راستہ سے ہٹ کر ڈاکو اگر بیٹھے تو کیا کرے گا۔ اپنا بچاؤ تو کرے گا۔ لیکن لوٹ مار کا کام نہیں کر سکے گا' اگر اس نے لوٹنا ہو تو لوگوں کو سڑک پر آئے گا' سڑک پر آکر لوٹے گا۔

اور شیطان نے یہی بات کہی تھی۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ اللہ !میں انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے صراط مستقیم پر آکر بیٹھ جاؤں گا۔ اَقْعُدَنَّ لَهُمْ میں ان انسانوں کے لیے بیٹھوں گا' کہاں بیٹھوں گا؟ گمراہی میں نہیں۔ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ [7:الاعراف:16] جو صراط مستقیم ہے۔جو اسلام کی سڑک ہے میں اس پر آکر بیٹھوں گا۔ لوگوں کو دھوکہ دوں گا۔ اسلام کے نام پر مذہب کے نام پر' دین کے نام پر۔ صراط مستقیم کے نام پر کہ اس میں صراط مستقیم ہے۔ یہ بھی دین کا کام ہے' نیک لوگوں کے نام لے لے کر ان کو برباد کروں گا۔

چنانچہ دیکھ لو سارے شیعہ حضرات' حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر برباد ہو گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو برے نہیں تھے' بہت اچھے تھے اور آج شیعہ انہی دو کا نام لیتے ہیں۔ اور اس قدر اسلام سے دور ہیں کہ انسان تصور نہیں کر سکتا۔ اب شیطان کن کا نام لیتا ہے' ان کے سامنے حضرت علیؓ کا' حضرت فاطمہؓ کا' اہل بیت کا حضرت حسینؓ کا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا' اور کیسے دھوکے میں ہیں۔ ہائے ہائے! حضرت حسینؓ حضور ﷺ کے نواسے' حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی لخت جگر' اگر تو ان سے محبت کرے گا اور تو جو کام بھی کرے گا اس میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔

دیکھو! لوگوں کو کیسے دھوکے میں ڈالا ہے۔ بریلویوں کو درود شریف کے چکر میں الجھا دیا گیا ہے' درود بڑی اعلیٰ چیز ہے' بڑی ہی اعلیٰ چیز ہے۔ اس کا بڑا ثواب ہے' رحمتیں

برستی ہیں اور یہ ہوتا ہے' وہ ہوتا ہے۔ درود پڑھو۔ درود کیسا بھی ہے پڑھو۔ اب دیکھ لو معمول ہے۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔۔۔ وَالسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔۔۔ بیٹھیں تو وَالسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہ اور اذان میں دیکھو دھوکہ کس نام کا دیتا ہے۔

اور قرآن نے پہلے ہی یہ بات بیان کی ہے کہ شیطان نے کہا: لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ میں صراط مستقیم پر بیٹھوں گا۔ اسلام کا نام لے کر ان کو گمراہ کروں گا۔ پھر دھوکے میں آئیں گے۔ اب دیکھیں ناں کوئی کسی سے کہے 'فرعون کو مان' اس کی پوجا کر' اس کو پکار' ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ تو شیطان ہے' میں تو نہیں اس کی پوجا کرتا۔ میں تو اس کو نہیں پکارتا۔ اور اگر کہا جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام لے' حضرت علیؓ کا نام لے' تو وہ لے لے گا۔ حضرت فاطمہؓ کا نام لے گا' شاہ عبدالقادر کا نام لے گا' یارسول اللہ کہے گا۔ نیک لوگوں کے نام لے لے کر شیطان ان کو گمراہ کرے گا۔ ان کو بھکائے گا۔

یہ بات اس نے پہلے سے ہی کہی ہے۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ میں صراط مستقیم پر بیٹھوں گا۔ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ آگے سے آؤں گا' پیچھے سے آؤں گا۔ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ دائیں جانب سے حملہ کروں گا' وَ عَنْ شَمَائِلِهِمْ اور ان کی بائیں جانب سے حملہ کروں گا۔ وَ لاَ تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ [7:الاعراف:17] اور تو دیکھے گا کہ تیرا نام نہیں لیں گے۔ پیروں کا' فقیروں کا' ولیوں کا' مردوں کا' نبیوں کا نام لیں گے' تیرا نام نہیں لیں گے اور اگر لیں گے بھی تو بجھے دل سے۔ اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے کہ مشرکوں کا کیا حال ہو جاتا ہے جو آدمی بہک جاتا ہے۔ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ جب اللہ کی توحید بیان کی جاتی ہے۔ اِشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ [39:الزمر:45] ان کے

دل سکڑ جاتے ہیں جب توحید بیان کی جاتی ہے۔ برداشت نہیں کرتے۔ بریلوی کو تو تریلی آتی ہے۔ یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا [الحج:22:72]
قریب ہے کہ وہ تجھ پر حملہ کردیں۔ یہ قرآن بیان کرتا ہے۔

توجب ان کے سامنے توحید بیان کی جاتی ہے' حق بیان کیا جاتا ہے۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ جب ان کے سامنے کھری کھری باتیں اور توحید بیان کی جاتی ہے۔ یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ قریب ہے کہ وہ پل بھر میں حملہ کردیں' بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا جو وعظ کرتا ہے' جو نصیحت کرتا ہے' اس پر حملہ کردیں اور جب توحید بیان کی جاتی ہے۔ وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ کھری کھری باتیں بیان کی جاتی ہیں تو ان کے دل سکڑ جاتے ہیں' بڑی تنگی محسوس کرتے ہیں وَ اِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اور جب پیروں' فقیروں' نبیوں ولیوں کے قصے کہانیاں بیان کی جاتی ہیں کہ فلاں نے یوں کر دیا' فلاں نے یوں کر دیا۔ یَسْتَبْشِرُوْنَ [الزمر:29:45] خوش ہو جاتے ہیں۔ چہرے کھل جاتے ہیں۔

دیکھو! یہ قرآن ہے' کونسی بات قرآن نے چھوڑی ہے؟ سب کچھ قرآن نے بیان کر دیا ہے۔ اگر انسان سوچے' سمجھے تو اس کو فٹ کر کے دیکھ لے۔ لیکن لوگ سمجھتے نہیں' اور قرآن کو توجہ سے پڑھتے نہیں ہیں۔ ورنہ قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے۔ آدمی کو بالکل صاف راستہ دکھلائی دیتا ہے۔ سیدھے راستے پر چل اور سب راستے چھوڑ دے۔ لیکن جو دنیا کے چکر میں آجاتے ہیں' جو دنیا کے لالچ میں آجاتے ہیں وہ پھنس جاتے ہیں' کوئی کسی شیطانی دھوکہ میں آ گیا۔ اب ان کو قرآن نظر ہی نہیں آتا۔ قرآن کی کوئی بات ان کی سمجھ میں ہی نہیں آتی۔

تو اس طرح سے میرے بھائیو! یہ فریب ہیں' یہ دھوکے ہیں' ان سے بچنا بہت

ضروری ہے اور بچنے کا طریقہ کیا ہے ؟ دیکھو! رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں کا بھی ذکر کر دیا کہ یہ تمھارے لیے خطرات ہیں' یہ تمھارے دشمن ہیں' ان سے ضرور بچنا اور بچنے کے طریقے بھی بتائے۔ اب دیکھو! بچنے کا طریقہ کیا بتایا کہ اے بندے! اگر تو یہ سوچنا چاہے کہ اگر تجھ میں غیر جانبداری آجائے اور اپنی ہدایت کی تجھے فکر ہو جائے تو اپنے دل سے یہ پوچھنا کہ میں جس مذہب پر ہوں یہ بالکل وہی ہے جو نبی ﷺ کا تھا یا بعد میں بنا ہے' Modified ہے۔ ترمیم شدہ ہے۔ گڑھا ہوا ہے۔ یہ بدعتی مذہب ہے یا اصل مذہب ہے۔

دیکھو! کھری چیز کا پتہ کیسے لگتا ہے کہ کھری چیز کو جانچنے کی بھی نشانیاں ہوتی ہیں۔ جب شروع شروع میں ڈالڈا چلا تو لوگوں کو یہ بہت بڑا دھوکہ دیا جاتا تھا کہ لوگ دیسی گھی کے نام پر ڈالڈا بیچتے تھے۔ لوگوں کو یہ فکر ہوتی تھی کہ اچھا جی! پہچان کیا ہے ؟ ڈالڈا میں اور دیسی گھی میں اگر فرق کرنا ہو تو کیسے پتہ چلتا ہے ؟ لوگ اپنے اپنے تجربات کے تحت کوئی نہ کوئی صورت بتاتے' کہ جی دیسی گھی میں چکناہٹ ہوتی ہے' تری ہوتی ہے' اس کو ہاتھ لگا کر دیکھو خوب مسل دو' مل دو اچھی طرح سے تو چکناہٹ رہے گی اور ڈالڈے شالڈے کو رگڑو تو چکناہٹ وکناہٹ کچھ نہیں ہوگی۔ کسی نے کوئی گر بتایا اور کسی نے کوئی گر بتایا۔ اب سلاجیت اصلی بھی ہے اور نقلی بھی ہے۔ اصلی کی کیا پہچان ہے ؟ کوئی حکیم بتائے گا کہ اس کی یہ پہچان اور نقل جو ہے وہ اس قسم کی ہوتی ہے۔ تو جب کئی چیزیں ہوتی ہیں اور ان میں امتیاز کرنا ہو کہ اچھی کونسی ہے تو عقل سے کام لینا پڑے گا' کسی اچھے ماہر سے پوچھنا پڑے گا۔

رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ میں دنیا میں کیوں آیا ہوں ؟ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے اگر وہ یہ نہ بتاتے کہ راستے سے ہٹنے کی کیا صورت ہوتی ہے ؟ آدمی دھوکے میں کیسے آتا ہے ؟ تو کام پورا نہیں تھا۔ اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: دیکھو! جو چیز میں تمھیں دے کر جاؤں وہ لینا' باقی کچھ لینا ہی نہیں۔ یہاں ہمارے مستری کام کرتے تھے' ان کے ڈرم تھے تیل کے کہ جی! یہاں ہم آپ کے پاس یہ رکھ دیتے ہیں' وہ ڈیزل کا تیل (پھر کہتے) جو بھی ڈرم لینے آئے' جب تک میری چٹ نہ ہو' میرے دستخط نہ ہوں کسی کو نہ دینا۔ کوئی بھی کیوں نہ آئے۔ داڑھی بڑی ہو یا چھوٹی۔ دوستی کی باتیں کرتا ہو یا دشمنی کی باتیں کرتا ہوں۔ دینا نہیں'

جب تک میرے دستخط نہ ہوں کسی کو نہ دینا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: مَنْ يَعِشْ مِنكُمْ مِنْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا کہ جو تم میں سے زندہ رہے گا۔ دنیا چلتی رہے گی۔ تم دیکھو گے کہ اتنے فرقے بن جائیں گے، اتنے اختلافات پیدا ہو جائیں گے، کوئی ادھر کو کھینچے گا، کوئی ادھر کو کھینچے گا، کوئی ادھر کو کھینچے گا۔ سارے اسلام کے نام پر۔ وہ جو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ شیطان نے کہا: لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ میں اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دوں گا۔ لوگ بڑے اسلام بنائیں گے، کوئی کس طرح کا ہے اور کوئی کس طرح کا ہے۔ کسی کی نماز یوں ہے اور کسی کی نماز یوں ہے۔ کسی کا فلاں مسئلہ یوں ہے، کسی کا فلاں مسئلہ یوں ہے۔ کوئی کسی کو مانتا ہے، کوئی کسی کو مانتا ہے۔ لیبل سب پر اسلام کا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ دیکھے گا کہ کتنے فرقے بنتے ہیں؟ لوگوں میں کتنے اختلافات ہیں؟ تو وہ کیا کرے؟ فرمایا وہ میری سنت کو دیکھے کہ محمد ﷺ نے کیا کہا تھا؟ اور پھر میں تمہیں دو چیزیں دیے جا رہا ہوں۔ ایک قرآن اور ایک میری سنت۔ (ابوداؤد، ترمذی)

سنت کہاں سے ملتی ہے؟ دیکھو، اہل سنت اور اہل حدیث میں کافی فرق ہے۔ جو اہل حدیث نہ ہو وہ اہل سنت بنے، ارے! وہ اہل سنت ہے؟ کبھی ہو سکتا ہی نہیں۔ توجہ سے سنیے ایک ہوتا ہے۔ ٹھونسنا، مان لے، چپ۔ جبکہ ایک ہوتا ہے سمجھانا۔ آپ سمجھیں اور سمجھ ہمیشہ دلیل کے ساتھ آتی ہے۔ یہ بریلوی اہل سنت ہیں۔ لیکن بالکل وہ اہل سنت نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اہل حدیث نہیں ہیں۔ جو اہل حدیث نہ ہو اور خود کو اہل سنت کہے وہ کبھی اہل سنت ہو سکتا ہی نہیں۔ کیوں؟ زبردستی کی بات نہیں؟ سمجھئے سنت کا پتہ کیسے لگے گا کہ یہ نبی کی سنت ہے کہ نہیں؟ حدیث سے، حدیث سنت کے لیے گائیڈ ہے۔ اس کے لیے خزانہ ہے۔ سنت کا گھر حدیث ہے۔ سنت لینی ہو تو حدیث سے ملے گی۔

سنت کا پتہ کرنا ہو کہ یہ سنت ہے یا نہیں؟ اب مثلاً درود کو دیکھ لو، بریلوی درود

پڑھتے ہیں' اب ہمیں وہ درود لینا ہے جو مسنون ہے۔ جو نبی ﷺ نے خود سکھلایا ہے۔ ظاہر بات ہے' اور یہ بات عقل کی بھی ہے ناں درود کی بڑی فضیلت ہے۔ درود بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ لیکن بہتر تو وہی ہو گا جو نبی ﷺ نے سکھایا ہو' یعنی مسنون درود ہو۔ اب وہ کہاں سے ملے گا؟ کیا بسوں اور گاڑیوں میں دو دو آنے میں بکنے والے ان کتابچوں سے ؟

درود کی جگہ کہاں ہے ؟ اس کی کان کونسی ہے ؟ اس سنت کا گھر کونسا ہے ؟ حدیث اس کی کان ہے۔ دیکھو کہ نبی ﷺ نے کونسا درود سکھایا ہے۔ جو درود نبی ﷺ نے نہیں سکھایا وہ رولڈ گولڈ ہے اور جو نبی ﷺ نے سکھایا ہے' وہ اصل اور کھرا گولڈ ہے۔ کہیے یہ کوئی دھوکے کی بات ہے ؟ کوئی اختلاف کی بات ہے ؟ عقل کی بات ہے جس میں عقل ہو وہ سمجھ جاتا ہے۔ درود بہت اعلیٰ چیز ہے ؟ لیکن کونسا درود ؟ نقل یا اصل ؟ اب نقل اور اصل کا پتہ کیسے چلے ؟ یہ پتہ حدیث سے چلے گا۔

عید میلاد سنت ہے یا نہیں ؟ ختم دینا سنت ہے یا نہیں ؟ فلاں کام سنت ہے یا نہیں ؟ کہاں سے پتہ لگے گا ؟ حدیث سے یہ پتہ چلے گا۔ حدیث سنت کا گھر ہے۔ اس حدیث نے بتا دیا کہ بریلوی اہل سنت نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ سنت کے تابع نہیں ہیں۔ جو کام وہ کرتے ہیں حدیث میں ان کا نام بھی نہیں ہے۔ عید میلا کسی حدیث میں نہیں۔ ختم حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ؟ ان کا درود کسی حدیث میں نہیں۔ ان کے وہ دانے شانے گٹھلیاں وغیرہ یہ سب اپنے بنائے ہوئے ہیں۔ اب کوئی اہل سنت بنے اور سنت اس کی حدیث میں نہ ہو تو وہ اہل سنت نہیں۔ بالکل ختم ہے معاملہ۔ کہیے ! یہ عقل کی بات ہے یا بے عقلی کی ؟ کوئی اختلافی بات ہے ؟ کوئی انتشار کی بات ہے ؟ یہ کوئی شرارت کی بات ہے ؟ تم عقل سے کام لو۔

اس لیے آپ سے کہتا ہوں کہ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ جو اہل حدیث نہ ہو وہ اہل سنت کبھی ہو سکتا ہی نہیں۔ اہل سنت صرف اہل حدیث ہوتا ہے۔ کیونکہ سنت کا گھر' سنت کا معیار' سنت کا خانہ' اس کی کوٹھی' حدیث ہے' حدیث سے پتہ چلے گا کہ یہ سنت ہے کہ نہیں۔ اس لیے اہل حدیث حدیث پر پڑھتا ہے۔

لو یاد رکھو مال ویسے بھی ایجنسی سے صحیح ملا کرتا ہے۔ کھرا مال ایجنسی سے ہی ملتا

ہے۔ بعض دکاندار بوٹ بیچنے والے باٹا کے بوٹ میں رکھ لیتے ہیں اور ان کے اپنے پرائیویٹ بھی ہوتے ہیں جو کہ باٹا کے نہیں ہوتے۔ وہ دھوکہ بھی کر لیتے ہیں' کسی کا بنایا ہوا' باٹا کی مہر لگا دی۔ لیکن باٹا کی ایجنسی والا کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ اگر باٹا کا ہی آپ کو خالص جوتا لینا ہے تو باٹا کی ایجنسی سے لیں۔ اس دکان سے نہ لیں جو باٹا کے علاوہ کسی اور کمپنی کے بھی بیچتا ہے۔ وہ دوسرے پر بھی باٹا کی مہر لگا کر آپ کو چلتا کرے گا۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ لوگو! سنت لینی ہو تو اہل حدیث سے لو۔ اگر سنت لینی ہے تو حدیث سے لو اور حدیث لینی ہو تو اہل حدیث سے لو۔ اب رفع الیدین کا مسئلہ ہے۔ ہمارے حنفی مولوی حدیثیں دکھاتے ہیں' الحمد شریف پڑھنے کا مسئلہ چلتا ہے۔ حنفی مولوی حدیثیں دکھاتے ہیں' اور عام آدمی دھوکہ میں آجاتا ہے۔ اور اگر وہ عقل والا ہو' اس نے سمجھ سے کام لیا ہو' تو وہ دیکھے گا کہ اگر حدیث لینی ہے' تو اہل حدیث کے پاس جاؤ۔ اگر حنفی کے پاس جانا ہے تو حنفی فقہ لو' حنفی کے پاس حنفی فقہ کی ایجنسی ہے۔ اور حدیث کی ایجنسی اہل حدیث کے پاس ہے۔

اگر سنت لینی ہے تو کہاں سے ملے گی؟ حدیث سے۔ اور حدیث کا پتہ کرنا ہو تو کہاں سے پتہ لگے گا؟ اہل حدیث سے' حنفی سے حدیث لینا اور حنفی کا حدیث دکھانا سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں۔ کسی مسئلہ پر آپ کو ہمارے دیوبندی بھائی' یا بریلوی بھائی حدیث نہیں دکھاتے مگر رفع الیدین نہ کرنے پر حدیث پر حدیث' حدیث پر حدیث۔ فلاں کام پر حدیث پر حدیث دکھائے گا لیکن وہ سب بیمار حدیثیں' کمزور حدیثیں' ضعیف حدیثیں دھوکہ کا مال' جیسے میں نے آپ کو بتایا۔ جوتا کسی کا بنا ہو' باٹا کی مہر لگی ہو تو آپ دھوکے میں آ جائیں گے۔ باٹا باٹا کر کے لے آئیں گے لیکن گھر آکر پتہ چلے گا کہ یہ باٹا کا نہیں۔ یہ صرف دھوکہ ہی تھا۔

دیکھو یہ باتیں جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں' میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقل والا ان باتوں سے انکار کرے۔ عقل سے کام لو کبھی ہو نہیں سکتا کہ نبی ﷺ دنیا سے چلے جائیں اور لوگوں کو جن چیزوں سے دھوکہ لگ سکتا تھا۔ ان باتوں سے نبی خبردار نہ کرے۔

آپ نے فرمایا: فَسَيَرٰى اِخْتِلاَفًا كَثِيْرًا تم دیکھو گے بہت فرقے ہیں۔ بہت مولوی ہیں۔ کوئی اِدھر کو کھینچتا ہے' کوئی اُدھر کو کھینچتا ہے۔ عقل بڑی چیز ہے۔ بس سے اترو' اب آپ نے تانگے پر بیٹھ کر شہر میں اپنے گھر پر جانا ہوتا ہے اور تانگے والے تیار ہوتے ہیں رکشے والے تیار ہوتے ہیں' اب کیا کرتے ہیں' وہ سواری کی بازو پکڑتے ہیں کہ آ بیٹھ' آ میرے تانگے پر بیٹھ۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ یہ بھی تانگہ ہے۔ وہ بھی تانگہ ہے' یہ بھی رکشہ ہے وہ بھی رکشہ ہے' اللہ نے آپ کو عقل دی ہے آپ کیا دیکھتے ہیں ؟ کہیں تانگہ ٹوٹا ہوا تو نہیں۔ کھسکا ہوا تو نہیں' گھوڑا اچھا تازہ خوب پلا ہوا ہو اس تانگے پر آپ بیٹھیں گے' اور جس کا ذرا کمزور سا گھوڑا دیکھا اسے آپ کہیں گے میں اس پر نہیں بیٹھتا۔ آپ اپنی عقل سے کام لیں گے کہ اتنے تانگے والے مجھے کھینچتے ہیں' میں کس کو چنوں۔ آپ اپنی عقل سے جانچیں گے۔ گھوڑا مضبوط ہو' تانگہ نیا ہو' رکشہ نیا ہو' چلانے والا بوڑھا نہ ہو بلکہ جوان ہو' اچھا درمیانی عمر کا ہو' چھوٹا بچہ ہو تو آپ کہیں گے اس کا کیا اعتبار ہے کہ کہیں جا کر ٹکر مار دے۔ سنبھلا ہوا آدمی ہو' بالکل بوڑھا بھی نہ ہو کہ بے چارہ ویسے ہی نہ لڑھک جائے۔ اپنی عقل سے آپ سوچ کر پھر انتخاب کریں گے کہ میں اس گھوڑے پر بیٹھوں' اس رکشے پر بیٹھوں۔

اب دیکھ لو! بریلوی مولوی کیسا خوبصورت ہوتا ہے' سرما لگا کر داڑھی کو کنگی کر کے پگڑی باندھ کر' فرسٹ کلاس' خوشبو لگا کر کیسی کشش اور جاذبیت ہوتی ہے ؟ اب اگر مولوی کو دیکھ کر ہی لٹو ہو جاتا ہے پھر دیکھ لو' لوگ کیا کرتے ہیں' عقل سے کام لو' ہر چیز کو جانچنے کے لیے اللہ نے عقل بھی دی ہے اور کچھ اصول بھی رکھے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اے مجھے ماننے والے! دیکھو کوئی تجھے کچھ بتائے' لیکن تو میری مہر دیکھ۔ دیکھ یہ حدیث صحیح بھی ہے کہ نہیں ؟ اور بیچنے والا کون ہے ؟ دینے والا کون ہے ؟ اگر تو دیوبندی سے لے گا تو سوچ لو کہ وہ حنفی ہے۔ وہ کوشش ہی کرے گا کہ بات حنفیوں کی ہو اور ٹھپہ حدیث کا لگا دو۔ اس لیے اگر مسئلہ پوچھنا ہے تو اہل حدیث سے پوچھو! وہ غیر جانب دار ہے۔

دیکھو! لوگوں نے لڑانے کے لیے چار امام رکھے ہوئے ہیں' ٹکراؤ ہے' باقی کو انھوں نے ڈسچارج کر دیا ہے۔ فیل کر دیا ہے۔ چار کو لڑانے کے لیے رکھا۔ امام ابو حنیفہؒ' امام مالکؒ' امام شافعیؒ' امام احمد بن حنبلؒ ان چاروں کی کشتی کرواتے ہیں' یہ تو یہ کہتا ہے' یہ تو یہ کہتا ہے۔ جبکہ ہم یہ کہتے ہیں۔ خوب سوچیے! کہ یہ چار کس نے مقرر کیے ہیں۔ کہیں گے کہ جی مقرر تو کسی نے نہیں کیے یہ تو ویسے ہی بن گئے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اس سے کہ تو بتا چار کہاں سے آئے؟ کس نے مقرر کیے؟ کہ جی! بس مشہور ہو گئے۔ مشہور ہونے کو دیکھنا ہے تو بے نظیر کو دیکھ لو کیسی مشہور ہوئی ہے۔ مشہوری کا کیا ہے؟

ہم کہتے ہیں امام ایک نہیں' دو نہیں' تین نہیں' دس نہیں' سینکڑوں امام ہیں' امام بخاری بہترین امام ہیں' امام شافعی اعلیٰ درجے کے امام ہیں' امام مسلم بھی بہترین امام ہیں' رحمھم اللہ۔۔۔ امام ابو حنیفہؒ کے کیا کہنے' وہ بھی اچھے امام تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ بھی بہت اچھے امام ہیں۔ تو نے کیسے چار چھان لیے؟ تو پھر جاہل آدمی ہے۔

دیکھو! مولوی تقلید کرواتے نہیں کہ ہم ان پڑھ ہیں۔ کیا کریں؟ مولوی کہتا ہے کہ ایک کو پکڑ لیں۔ اچھا بھئی کس کو پکڑوں؟ جس کو لوگ بھیڑ چال سے پکڑ رہے ہیں۔ اب آپ سوچیے! ایک طرف تو آپ جاہل ہیں' آپ کو تقلید کرنے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف آپ چاروں میں سے چھانٹتے ہیں۔ کہ جی! امام ابو حنیفہؒ بہترین ہیں' ارے! تجھے کیسے پتہ چلا وہ بہترین ہیں۔

فرض کر لو امام ایم اے پاس ہو' اور تو میٹرک پاس بھی نہیں' اور تو چاروں اماموں میں سے ایک کا انتخاب کرتا ہے؟ ایم اے کے پرچے تو کوئی پی ایچ ڈی والا دیکھے تو دیکھے' ایم اے کے پرچے میٹرک فیل دیکھے اور فیصلہ کرے کہ امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد ان میں سے بہتر امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ میں اس کو چھانٹتا ہوں۔ کوئی پوچھے تیرے پاس کیا معیار ہے؟ سوائے اس بھیڑ چال کے کچھ بھی نہیں۔ سارا سلسلہ بے عقلی کا ہے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا: تو بس میری بات دیکھ' میری ہی مہر دیکھ' وہ

بھی کس سے ؟ جہاں ایجنسی ہے ' وہاں سے نہیں کہ جہاں پر دوسروں کی باتیں بھی چلتی ہیں۔ وہ دھوکہ ہی کرے گا۔ ان سے پوچھ جس کے پاس حدیث کی ایجنسی ہے۔ جس کے پاس میرا علم ہے۔ جس کے پاس میرا خزانہ ہے۔ مسئلہ پوچھنا ہے تو اس سے پوچھ۔ اور وہ صرف اہل حدیث ہو سکتا ہے۔

میں یہ بات تعصب سے نہیں کہہ رہا' طرف داری کی بات نہیں کر رہا' عام سی معقول (Common Sense) بات کر رہا ہوں۔ عقل کی بات ہے۔ اب دیکھو نماز میں الحمد شریف پڑھنے کا مسئلہ ' نماز میں امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھنی چاہیے کہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ اب دیوبندی اس کے بہت خلاف ہیں' ہائے ہائے! منہ میں آگ پڑے گی۔ لہٰذا امام کے پیچھے الحمد نہیں پڑھنی چاہیے۔ اور پھر دلیل کیا دیتے ہیں؟ ہے حنفی۔ دیکھو' سب سے اوپر قرآن' پھر حدیث' پھر فقہ۔ یعنی فقہ تیسرے درجے پر ہے۔ لیکن بات کیا کرے گا؟ کہ جی! دیکھو قرآن کہتا ہے اِذَا قُرِیءَ الْقُرانُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا [الاعراف:7:204] جب قرآن پڑھا جائے تو چپ کرو۔ قرآن روکتا ہے۔ اب دھوکہ کھانے والا کیا سمجھے گا۔ کہ جی! دیکھو قرآن کہہ رہا ہے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو۔ اب حدیثوں کی کیا ضرورت ہے۔ جب قرآن ہی کہہ رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو۔ وہ سادہ لوح دھوکہ میں آجاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بالکل نہیں پڑھنی چاہیے۔

اب عام باتِ (Common Sense) ہے' میں حوالے نہیں دیتا کہ جی حدیثوں میں یوں ہے۔ حدیثیں وہ بھی دکھاتے ہیں۔ ہمارے ایک مولوی صاحب تھے عبدالقادر حصاروی' وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ نے دنیا میں ایک اصول رکھا ہے کہ کھری کے ساتھ کھوٹی چیز ضرور چلے گی۔ بھلا دنیا میں بالکل کھری چیز کوئی ہے؟ مثلاً سونا ہے' سونا بہت اعلیٰ چیز ہے۔ لیکن کیا خیال ہے ہمیشہ سونا خالص ہوتا ہے' اس میں ملاوٹ نہیں ہوتی۔ ایسے ہی چاندی' نمک' مرچ' مصالحے' دودھ' گھی' کہو کوئی چیز صرف کھری ہے؟ خالص ہو اور

میں کھوٹ کی کوئی صورت نہ ہو۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ نے دنیا میں نظام ہی یہ رکھا
کہ میں نے انسان کو عقل دی ہے' اور پھر کھری اور کھوٹی دونوں چیزیں چھوڑی دیں ہیں
۔ عقل کا کیا فائدہ ہے؟

عقل اس لیے تو ہوتی ہے کہ آدمی سوچ سمجھ کر' چیزوں میں امتیاز کر کے' عقل
، کام لے کر فیصلہ کرے اور اپنی چیز کا اعلیٰ سے اعلیٰ انتخاب کرے۔ اللہ اکبر! لیکن دین کے
ے میں جہاں کوئی مطمئن ہے' دیوبندی خوش ہے' چندہ دے گا' اپنے مولویوں کو' جلسے
اے گا' نعرے لگوائے گا' بڑا خوش ہوگا۔ بریلوی تو بڑا خوش ہوتا ہے اور شیعہ کا تو کہنا ہی
؟ وہ کہتا ہے کہ ساری دولت ہی میرے پاس ہے۔ بہت خوش ہے۔ اس طرح سے
رے تیسرے سارے ہی بہت خوش ہیں۔

یہ کبھی نہیں دیکھتے کہ بازار میں اتنی چیزیں بک رہی ہیں' اتنے مذہب ہیں' اتنے
تے ہیں اور ہر ایک یہی کہتا ہے کہ میری چیز اچھی ہے۔ تو میں بھی عقل سے کام لے کر
نچ تو لوں کہ واقعتاً جو میرے پاس ہے وہ کھری ہے یا کھوٹی ہے۔ دیکھو انسانی فطرت ہے'
، حیران ہوں کہ سبزی لینے جائیں تو دکاندار کی کوشش ہوتی ہے کہ سب نکل جائے'
ری چیز بھی نکل جاتے۔ گلی بھی نکل جائے' اور لینے والے کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں
ی چیز لوں۔ تو جلدی جلدی چھانٹے گا۔ اور دکاندار فٹافٹ کم درجے کی چیز بھی ڈالتا ہے
یہ چھانٹتا ہے کہ اچھی چیز ہی لوں۔

لیکن مذہب کے بارے میں آکو جتنا بھی خیال نہیں کہ میں اس کو بھی دیکھ لوں۔
، کو بھی چھانٹ لوں' کھرا اور کھوٹا الگ کر دوں۔ اور کہتے ہیں کہ جی! جہاں کوئی لگا ہوا ہے
ٹھیک لگا ہوا ہے۔ جو میرا باپ تھا' جو میرا دادا تھا' ٹھیک تھا۔ مسئلہ بالکل ایسے ہی ہے۔ اور اس کو
اصول بھی سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں خالص کوئی چیز نہیں' کھری کے ساتھ کھوٹی ضرور ہوتی
ہے۔ اب جب اتنے اسلام ہیں تو لازمی بات ہے کھوٹے ان میں بھی ضرور ہوں گے۔ پھر
مان مطمئن کیوں ہو جائے' کیوں نہ پرکھے کہ ان میں کھرا کونسا ہے اور کھوٹا کونسا ہے؟ آکو
عقل کے ساتھ خریدے اور جب دین کی باری آئے تو آنکھیں بند کر کے چلا جائے تو اس

جیسا بھی کوئی احمق ہو گا۔

لہذا یہ کہنا کہ جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہوا ہے یہ بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ تو کبھی نہیں کہتا کہ سارے ہی آلو ٹھیک ہیں' سب دے دو۔ گلے سڑے' چھوٹے بڑے' سب ڈال دو۔ نہیں نہیں۔۔۔ چھانٹ چھانٹ کر لیتا ہے۔ ایسے ہی کدو' خربوزہ' تربوز' یہ وہ سب چیزیں ہی چھانٹ کر لیتا ہے۔ برتن لینا ہو تو دکاندار کے پاس ایک چھڑی ہوتی ہے' جھاڑن سادہ' اس کو برتن پر مار کر دیکھتا ہے' اور آپ پھر بھی اٹھا کر اوپر سے نیچے سے' دائیں سے بائیں سے دیکھ کر لیتے ہیں۔' ہلکی سی دو پیسے کی چیز لینی ہو تو بھی جانچتا ہے۔ لیکن مذہب جس کا تعلق ہی نجات سے ہے 'زندگی اور موت سے ہے' دوزخ اور جنت کا مسئلہ ہے تو وہاں عقل کو بند کر کے' عقل کو تالا لگا کر مولوی کے پیچھے آنکھیں بند کر کے لگ جاتا ہے۔ کیا یہ بے وقوفی کی انتہا نہیں ہے ؟

اور اللہ جانتا ہے' میں سوچا کرتا ہوں کہ یہ آج کل کا پڑھا لکھا طبقہ' صدر سے لے کر معمولی سے معمولی افسر تک سب کہتے ہیں کہ جی سب ٹھیک ہے۔ کسی کی دل آزاری نہ کرو' اور اگر دکاندار کہے دیکھ تو میری دل آزاری کر رہا ہے' تو کہتا ہے کہ یہ آلو ٹھیک نہیں ہیں۔ اس سے میری دل آزاری ہوتی ہے۔ تو کیوں یہ کہتا کہ تیرے آلو ٹھیک نہیں' تیرا خربوزہ ٹھیک نہیں ہے۔

کھرے کو کھرا کہنا' کھوٹے کو کھوٹا کہنا' یہ دل آزاری کی بات ہے ؟ مذہب کے بارے میں سارے ہی کہتے ہی کہ جی! باہمی تعاون (Cooperation) ہونا چاہیے۔ چنانچہ جو بریلوی کو بھی بٹھالے' دیوبندی کو بھی بٹھالے' شیعہ کو بھی بٹھالے تو کہتے ہیں کہ جی! یہ بہت فراخ دل تھا۔ بڑے کھلے دل کا مالک تھا۔ بہت ہی اچھا تھا۔ یہ نہیں کہتے کہ بہت ہی بے غیرت تھا' جو سب کو برداشت کرتا تھا۔ یہاں بھی وہاں بھی' ادھر بھی اور ادھر بھی چلتا تھا۔ یہ عقل کی باتیں ہیں۔

میں آپ سے عرض کر دوں' اللہ کا شکر ہے پہلے دن سے آپ ہمارے انداز کو دیکھتے ہیں کہ ہم بات کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ آپ کی عقل میں حرکت شروع ہو۔

آپ عقل سے کام لیں، سوچیں اور سمجھیں۔

سو یہ جو میں مسئلہ بیان کر رہا تھا، قرآن مجید کا کہ اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ جب قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو اور سنو۔ بہت بڑا دھوکہ ہے، بہت بڑا فریب ہے۔ یہ جو مولوی دیتا ہے، دیوبندی مولوی دیتا ہے، بریلوی مولوی دیتا ہے۔ اور دھوکے میں کون آرہے ہیں؟ یہ پڑھے لکھے لوگ یا ان پڑھ لوگ۔ سب اس دھوکے میں آرہے ہیں۔ ویسے آپ یہ دیکھیے گا جٹکے طریقے کی بات سمجھائی جائے تو ہر آدمی بات سمجھ لیتا ہے۔ کیونکہ اس کی سطح کے مطابق بات ہوتی ہے۔

اس آیت کا یہ مطلب ہی سرے سے نہیں کہ قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو اور سنو۔ کہ ایک کے پاس دوسرا نہ پڑھے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح ہو تو پھر کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک لڑکا پڑھے، باقی چپ۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے، جب قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو۔ سنو۔ حالانکہ مدرسہ کی کلاس میں وہ بھی پڑھ رہا ہے، یہ بھی پڑھ رہا ہے، اب یہاں کیا کہیں گے؟ نہیں نہیں، اس کو چھوڑ دو۔ یہ مراد نہیں ہے۔ اس سے نماز مراد ہے۔ نہ آگے نہ پیچھے۔ آیت کے اندر نماز کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ قرآن خود اپنی تفسیر بیان کرتا ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے؟ وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کافروں نے کہا۔ لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ قرآن نہ سنو۔ وَالْغَوْا فِیْہِ [26:فصلت:7] اس میں شور مچاؤ۔ اور اللہ کہتا ہے۔ وَ اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ جب قرآن پڑھا جائے۔ کیونکہ وہ عرب تھے۔ عربی میں وعظ ہوتا تھا۔ یہ قرآن پڑھا جائے۔ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْالَہٗ پس خاموش ہو کر اسے سنو۔ جبکہ کافر یہ کہتے تھے کہ نہ سنو، اور شور مچاؤ۔ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ [41:فصلت:26] تاکہ تم ہی غالب رہو۔ تمھاری جیت ہو، اور اللہ کہتا ہے، سنو اور چپ رہو۔ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ [7:الاعراف:204] تاکہ تم پر رحم ہو۔ تمھاری

سمجھ میں کوئی بات آجائے' تم مسلمان ہو جاؤ۔ یہ اس آیت کی تفسیر ہے۔

اب صحابہ رضی اللہ عنہم نے 'بعض مفسرین نے اس کو فٹ کر لیا وعظ پر' خطبے پر اور نمازوں پر کہ امام پڑھ رہا ہے تو آپ اونچی اونچی نہ پڑھیں۔ لہٰذا انھوں نے کہا کہ جب قرآن کہتا ہے کہ شور نہ مچاؤ پڑھتا ہے تو آہستہ پڑھو ورنہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شور نہ مچاؤ' آرام سے سنو۔ اس میں الحمد شریف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ الحمد شریف کے متعلق ہے' یہ اس کی تفسیر ہے۔

چلو چھوڑو' یہ تفسیر بھی نہ مانو۔ اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ کے بارے میں حدیث یہ کہتی ہے اور حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔ دیکھو قرآن کی تفسیر دوسری جگہ۔ وہ بات کھول کر بیان کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ کو یہ مثال دی ہے کہ قرآن کو سنو اور چپ رہو۔ اس کا کیا مطلب ہے ؟ کہ جب قرآن کا وعظ ہو' شور نہ مچاؤ' تاکہ تمھارے پلے کوئی چیز پڑ جائے۔ تمھاری سمجھ میں کوئی بات آجائے۔ خود قرآن نے یہ تفسیر کر دی ہے۔ وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کافر کہتے ہیں کہ جب یہ نبیؐ وعظ کرے' قرآن پڑھے تو تم شور مچاؤ۔ چپ نہ رہو تاکہ تمھاری جیت ہو۔ یہ قرآن نے خود تفسیر کر دی ہے۔

دوسرے نمبر پر قرآن کی تفسیر کون کرتا ہے ؟ حدیث۔۔ حدیث کی کیا حیثیت ہے ؟ قرآن اللہ کا کلام ہے' نبی ﷺ اس کا پریکٹیکل سیمپل (Practical Sample) ہیں' اس کا نمونہ پیش کرنے والے ہیں' اگر قرآن کی اس آیت کے یہ معنی ہوتے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھو تو رسول اللہ ﷺ حدیث میں صریحاً یہ نہ فرماتے مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً جو آدمی نماز پڑھے' وَ لَمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اور اس میں الحمد شریف نہ پڑھے' اس کی نماز نہیں ہے۔ اس کی نماز ختم ہو گئی۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی' تو ایک آدمی کہنے لگا اِنَّا نَکُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں پھر بھی پڑھیں۔ قَالَ اِقْرَأ بِھَا فِیْ نَفْسِكَ ہاں پڑھ لیکن آہستہ آہستہ۔

کیوں ؟اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ فَاِنَّہ' لاَ صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ بِھَا جو الحمد شریف نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (مسلم کتاب الصلوۃ) رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے لوگوں کو پڑھنے کی عادت تھی۔ چونکہ نماز میں کچھ پڑھا ہی جاتا ہے وہ بھی پڑھنے لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے امام تھے۔ قرأت کر رہے تھے۔ اب بعض آدمیوں کو جیسے اونچی پڑھنے کی عادت ہوتی ہے۔ دوسرے متاثر (Disturb) ہوتے ہیں۔ گڑبڑ ہوتی ہے۔ آپ نے سلام پھیر کر پوچھا: لَعَلَّکُمْ تَقْرَءُ وْنَ خَلْفَ اِمَامِکُمْ شاید تم بھی پیچھے پیچھے' ساتھ ساتھ کچھ پڑھتے ہو۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قُلْنَا نَعَمْ ہم نے کہا :ہاں یا رسول اللہ! ہم بھی ساتھ ہی پڑھتے ہیں تو پھر آپ نے فیصلہ کیا کیا؟ فرمایا: لاَ تَقْرَءُ وْا بِشَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَھَرْتُ بِہٖ اِلاَّ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ جب میں آواز سے پڑھوں' نماز مغرب کی تین رکعتیں ہوں' عشاء کی چار رکعت ہو' صبح کی دو رکعت ہوں جب امام اونچی آواز سے پڑھے تو قرآن سے کچھ نہ پڑھو' مگر صرف سورہ فاتحہ۔ (ابو دائود' کتاب الصلوۃ)

اب حنفی کیا کہے گا؟ حدیث کا کیا ہے قرآن دیکھو۔ جب قرآن آگیا ہے' تو بات ختم۔۔۔ اہل حدیث حدیث کو پڑھتا ہے اور اس کے مطابق چلتا ہے۔ اب کوئی حنفیوں سے پوچھے کہ تم تو حنفی ہو' حنفی فقہ کو مانتے ہو' نہ قرآن تمھارے پاس ہے اور نہ حدیث تمھارے پاس ہے۔ تمھاری پوزیشن تو تیسری ہے۔ تیسرا درجہ ہے۔

دیکھو! اوپر قرآن' پیچھے حدیث۔۔۔ دین بس مکمل۔۔۔ اس کے بعد نیچے پھر ائمہ کے فتوے' اجتہادات' تشریحات' دین دو پر ختم۔ اور اہل حدیث کیا کرتا ہے؟ آتا ہے جیسے کوئی بوٹا نکالتا ہو اور دوسری جگہ لگاتا ہو' وہ آتے ہی نیچے سے حدیث کو اٹھا لیتا ہے' قرآن بھی ساتھ ہی آجاتا ہے۔ پورا سیٹ کا سیٹ۔ لہٰذا پورا دین اس کے پاس آجاتا ہے۔

اور حنفی کیا کرتا ہے؟ قرآن و حدیث اوپر رہ گیا۔ بس حنفی فقہ' حنفی فقہ کرتا

رہ گیا۔ اور یہ باتیں سچ ہیں 'یونہی نہیں کر رہا' ضیاء کے دور میں اسلام کے نفاذ کا چکر چلا تھا تو حنفیوں اور دیوبندیوں نے کیا کہا؟ یہ کہ جی! اسلام آنا چاہیے اور اسلام کونسا ہو؟ فقہ حنفی۔ ہم کہتے تھے کہ قرآن و سنت۔ تیسرا نام نہ لو وہ کہتے تھے نہیں فقہ حنفی۔

اب آپ دیکھیں: اس آیت کے اگر یہ بھی معنی کر لیے جائیں کہ جی! جب قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو۔ ہم کہتے ہیں کہ اس قرآن سے مراد الحمد شریف کے علاوہ قرآن ہے۔ الحمد قرآن ضرور ہے 'لیکن یہ ممتاز ہے۔ جو رشتہ الحمد کا نماز میں ہے 'باقی قرآن کا نہیں ہے۔ عقل سے سمجھیں 'توجہ سے سنیں 'کوئی دیوبندی ہو 'کوئی بریلوی ہو 'کوئی اہل حدیث ہو 'ان پڑھ ہو 'میں آپ کو بتا رہا ہوں جو ان شاء اللہ العزیز آپ کے علم میں اضافہ کرنے کی اور آپ کے پاس ایسی تسلی والی بات ہو گی کہ آپ کبھی ڈگمگائیں گے نہیں۔

دیکھیں 'میں نے کیا کہا ہے؟ جو رشتہ 'جو تعلق 'الحمد کا قرآن سے ہے 'وہ باقی قرآن کا نہیں ہے۔ اس بات کو دیوبندی بھی مانتا ہے 'اس بات کو بریلوی بھی مانتا ہے۔ کیا دلیل ہے؟ کبھی دیوبندی امام کو نماز پڑھتے دیکھو 'جب نماز پڑھائے گا پہلے الحمد پڑھے گا 'پھر قرآن مجید 'کبھی کہیں سے 'کبھی کہیں سے پڑھے گا۔ مغرب کی نماز پڑھائے 'عشاء کی نماز پڑھائے یہ فکسڈ پوزیشن ہے۔ نماز کا یہ حصہ بدلتا نہیں ہے بلکہ ایک ہی رہتا ہے۔

اس کو لازما پڑھا جائے گا اور باقی جہاں سے مرضی پڑھ لے۔ یہ نہیں کہ فلاں آیت پڑھی 'فلاں کیوں نہیں پڑھی 'جہاں سے مرضی پڑھ لے۔ اب حنفی مولوی سے پوچھ کر دیکھ لو 'دیوبندی ہو یا کوئی اور ہو کہ اگر الحمد نہ پڑھے اور کہیں سے پڑھ لے تو وہ کہے گا سجدہ سہو کر لو 'ورنہ نماز نہیں ہو گی۔ سجدہ سہو کر تو نے الحمد نہیں پڑھی اور جگہ سے قرآن پڑھ لیا۔ کیا مطلب ہوا گویا وہ بھی مانتا ہے جو درجہ الحمد کا ہے 'باقی قرآن کا نہیں۔ باقی قرآن دہرایا (Rotate) کرتا رہتا ہے 'پھرتا رہتا ہے۔ کبھی کوئی آیت 'کبھی کوئی آیت 'کبھی کہیں سے 'کبھی کہیں سے لیکن یہ Fixed Portion (مقررہ حصہ) ہے 'وہ حصہ ہے جو مقرر ہے ' اس کو بدلا نہیں جا سکتا۔ یہ لازمی پڑھنا ہے۔ باقی قرآن کا تعلق نماز سے وہ نہیں جو الحمد شریف کا ہے۔

اس لیے الحمد شریف کا نام جیسے الحمد شریف ہے اس کا نام ام القرآن ہے' اس کا نام ام الکتاب ہے' اس کا نام (الصلوۃ) نماز بھی ہے۔ مسلم کی حدیث ہے۔ اللہ کہتا ہے قَسَمۡتُ الصَّلٰوةُ بَيۡنِىۡ وَ بَيۡنَ عَبۡدِىۡ بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو میں اور بندہ دونوں نماز کو آدھا آدھا تقسیم کر لیتے ہیں۔ میں نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کر لیتا ہوں۔ کیا مطلب ہے؟ دو رکعتیں اللہ کی اور دو رکعتیں بندے کی؟ نہیں رکعت کا آدھا حصہ اللہ کا' اور آدھا حصہ بندے کا؟ نہیں۔ اب اللہ خود اس کی تشریح کرتا ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے۔

اِذَ قَالَ الۡعَبۡدُ کہ جب بندہ پڑھتا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ تو اللہ کہتا ہے یہ میرا حصہ ہے۔ اس میں میری تعریف ہے۔ وَ اِذۡ قَالَ اور جب وہ کہتا ہے اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ خدا کہتا ہے کہ یہ بھی میرا حصہ ہے' یہ بھی میری تعریف ہے اور جب بندہ کہتا ہے۔ مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ اللہ کہتا ہے' یہ بھی میری تعریف ہے' میرا حصہ ہے۔ اور جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعۡبُدُ اللہ تیری عبادت کرتا ہوں' معبود تو ہی ہے۔ اللہ کہتا ہے: یہ آدھی آیت میری تعریف ہے۔ یہ میرا حصہ ہے۔ ساڑھے تین آیتیں میری ہیں اور آگے بندے کی دعا شروع ہوتی ہے۔ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ اللہ تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ مدد کیا ہے؟ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ یہ ساری دعا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ یہ میرے بندے کا حصہ ہے۔ اب دیکھو اللہ نے اس سورہ کا نام نماز رکھا ہے۔ اور جب کوئی بندہ نماز میں الحمد پڑھتا ہی نہیں' امام ہو یا مقتدی ہو تو کیا تقسیم ہو گی؟ اللہ کہے گا بندے! کدھر ہے میرا حصہ ہے اور کدھر ہے تیرا حصہ؟ بندہ کہے گا اللہ! ہمارے حنفی امام سے ہی لے لے۔ ہمارے پلے تو کچھ نہیں' وہی پڑھتا ہے' میں پڑھتا نہیں ہوں۔ آئے ہائے!

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو' توجہ سے سن لو۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا خاندان سارا حنفی تھا۔ شاہ عبدالرحیم ان کے والد تھے۔ شاہ ولی اللہ جب حج کرنے گئے تو وہاں عرب میں جا کر انھوں نے حدیث وغیرہ پڑھی تو بدل گئے' کچھ نہ کچھ آلائش رہ گئی۔ یہاں کے تصور کی کچھ تھوڑی بہت حنفیت رہ گئی۔ ویسے بہت حد تک Convert ہو گئے تھے' اہل حدیث ہو گئے تھے اور وہ الحمد شریف کے قائل تھے۔ ان کے والد جو خالص حنفی تھے اور فتاویٰ عالمگیری جو اورنگزیب کے زمانے میں لکھا گیا وہ اس میں شریک تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کئی سو عالموں نے مل کر لکھا ہے۔ وہ ڈر کے مارے کیا کہتے تھے کہ ہمارے مذہب میں یہ ہے کہ جو امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھے اس کے منہ میں آگ پڑے گی۔ ایک طرف یہ ڈر ہے اور دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ جو الحمد شریف نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ میں اللہ سے یہ نہیں سن سکتا کہ اللہ کہہ دے کہ "تیری تو نماز ہی نہیں ہوئی"۔

میرے بھائیو! اس فرقہ بندی نے' اس اپنے اپنے مذہب کی پابندی نے' ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا' اس نے برباد کر دیا ہے۔ ضدم ضدی' ضدم ضدی۔۔۔ یہ سارا سلسلہ ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں یہ فقیروالی دیوبندیوں کا بڑا مشہور مرکز ہے۔ بڑا پرانا مدرسہ ہے' انھوں نے اہل حدیث کے خلاف بڑی کتابیں لکھیں ہیں کہ یہ جماعت انگریزوں نے بنائی ہے۔ اس قسم کی بہت خرافات انھوں نے لکھی ہیں۔

اس سلسلہ پر بھی انھوں نے کتاب لکھی ہے' اگر آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دے کہ جا' تجھے تین طلاقیں ہیں۔ تجھے طلاق' طلاق' طلاق تو عورت حرام ہو جاتی ہے۔ بغیر حلالے کے حلال نہیں ہوتی۔ اس پر بھی کتاب لکھی ہے اور اہل حدیث کے خلاف بہت زہر اگلا ہے۔ ان کے اپنے لڑکے نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اہل حدیثوں کے پاس دوڑے کہ خدا کے لیے فتویٰ دے دو۔ ہماری تو بیوی جا رہی ہے۔ اب کوئی پوچھے کہ مسئلہ کہاں گیا؟ یہ ایک خبر ہے۔ ہو سکتا ہے صحیح نہ ہو لیکن جہاں تک ہم نے

سنا ہے وہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ اچھا اب میں آپ کو اپنی آپ بیتی بتاؤں۔

یہاں مولانا عبداللہ صاحب تھے، پرانے لوگ جانتے ہیں وہ شیخ الحدیث تھے، جامعہ عباسیہ میں صدر مدرس تھے۔ ان کا فتویٰ چلتا تھا، بڑے نرم قسم کے تھے، بڑے متحمل مزاج عالم تھے اور بڑے اونچے عالم تھے۔ میرے پاس گھر آئے، میں ان کے پاس کچھ منطق اور فلسفے کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ اور ان کے مدرسے میں حدیث کی کتابیں میں پڑھا دیا کرتا تھا وہ میرے استاد بھی تھے۔

ایک دن میرے پاس آئے، اور اپنے ایک مقتدی کو بھی ساتھ لائے۔ سوال لکھا ہوا تھا، کہنے لگے اس پر فتویٰ دے دیں۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ کہنے لگے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا فتویٰ لکھ دوں۔ کہنے لگے وہی جو اہل حدیثوں کا فتویٰ ہے۔ جو اہل حدیثوں کا فتویٰ ہے لکھ دیں۔ میں نے کہا آپ ماشاء اللہ اتنے بڑے عالم ہیں، آپ خود کیوں نہیں لکھ دیتے، کہنے لگے کہ ہم وہ بھی لکھیں کہ حرام ہے اور یہ بھی لکھیں کہ یہ حلال ہے۔

میں یہ بات اللہ کی قسم کھا کر منبر پر کھڑا ہو کر پوری ذمہ داری کے ساتھ کرتا ہوں۔ میں نے کہا مولانا آپ یہ بتائیں میں جو فتویٰ لکھ کر دوں گا تو کیا اس کی بیوی اس کے لیے حلال ہو جائے گی؟ یہ جائز ہے؟ یہ فتویٰ صحیح ہے؟ کہنے لگے فتویٰ تو صحیح ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ میں نے کہا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگے کیا کریں مجبوری جو ہوئی۔ یہ مولانا کے الفاظ تھے۔

سو میرے بھائیو! دین اللہ کا ہے اور آپ کو اللہ کا بن کر رہنا چاہیے، یہ مذہبی پاسداریاں، یہ فرقہ بندیاں کچھ نہیں۔ اب دیکھو! عقل کی بات، بیوی کو طلاق دی جائے۔ حنفی کیا کہتا ہے؟ کبھی پوچھ لینا مولوی سے۔ اول تو آپ کو تجربہ ہی ہوگا۔ وہ بیوی کو کہے گا تجھے تین طلاقیں۔ بیوی حرام۔ بیوی کو کہے: تجھے طلاق، طلاق، طلاق۔۔۔ بیوی حرام ہو گئی۔۔۔ اکٹھی "تین طلاق" کہہ دے تو بھی تین ہو جاتی ہیں اور اگر کہے طلاق، طلاق، طلاق۔۔۔ تو

بھی تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

اب مولویوں سے پوچھیں کہ مولوی صاحب اگر ایک آدمی کہے یا اللہ! میں سو بار استغفار کرتا ہوں' میں سو دفعہ استغفر اللہ کہتا ہوں' تو کیا سو دفعہ استغفار شمار ہو گا یا ایک ہی دفعہ۔۔۔ کہیں گے کہ جی! ایک ہی دفعہ ہو گا۔ میں کہتا ہوں پھر اگر کوئی یہ کہے کہ میں تجھے "تین طلاق" دیتا ہوں تین دفعہ طلاق ہو گی یا ایک ہی دفعہ ہو گی؟ دیکھو عقل کی بات ہے۔ Common Sense کی بات ہے۔ لیکن جب آدمی لڑھک جاتا ہے پھر عقل چلی جاتی ہے۔ اور جھوٹا مذہب چیز ہی ایسی ہے کہ سب سے پہلے وہ آ کر عقل پر اٹیک کرتا ہے۔ اب دیکھو شیعہ کی اذان۔ آپ تو کبھی غور نہیں کرتے۔ سوچا کریں' عقل اللہ نے صرف دنیاداری ہی کے لیے نہیں دی۔ دین کو بھی جانچا کریں۔ اب دیکھو شیعہ اذان دیتا ہے۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہتا ہے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ لوگو! نماز کو آؤ۔ لبیک نہیں کہتا۔ حَيَّ عَلَى خَيْرَ الْعَمَلِ جب شیعہ اذان دیتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ حَيَّ عَلَى خَيْرَ الْعَمَلِ لوگو! اچھے عمل کی طرف آؤ۔ "لبیک" اس پر "لبیک" کہتے ہیں۔ یعنی آپ نے اندازہ کیا؟ دیکھو! اذان میں جو نیچرل چیز ہے وہ کیا ہے؟ اذان پر شاید آپ نے کبھی غور نہیں کیا۔ غور کرو اذان ہے کیا؟ کیا عجیب نقشہ ہے؟

اللہ اکبر! اللہ سب سے بڑا ہے' کیا مطلب چھوڑ دے سب کو۔ افسر ہے تو پرواہ نہ کر' بیوی کا دھندہ ہے تو پرواہ نہ کر۔ اللہ اکبر! اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہ اولاد اس درجے کی ہے اور نہ بیوی اس درجے کی ہے۔ نہ باپ اس درجے کا ہے' نہ حکومت اس درجے کی ہے۔ اللہ اکبر! اللہ بہت بڑا ہے۔ چھوڑ دے یہ سب کچھ' پھر تو نماز کو جائے گا۔ سن لے پہلے نماز کو بعد میں اٹھنا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تیری توحید صحیح ہے کہ نہیں۔ اگر تو مشرک ہے تو نماز کے لیے بالکل نہ جا۔ اگر تیری توحید صحیح ہے' تیرا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صحیح ہے تو نماز کے لیے جا ورنہ بالکل نہ جا۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اگر تو پیروی محمد رسول اللہ ﷺ کی کرتا ہے' اگر تو نے پیر فقیر' امام ولی نہیں بنائے۔۔۔جی! میں حنفی ہوں' میں فلاں ہوں' میں فلاں کا ماننے والا ہوں اگر تیری حالت یہ نہیں اور تو صرف محمد کا ماننے والا ہے تو پھر سن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ اب تو نماز کی طرف آ۔ اگر تیری توحید صحیح نہیں' اگر تو نے نبی کے ساتھ امام بنا رکھے ہیں' جن کے مسلکوں کو دین سمجھتا ہے' تو نے ان کو دین میں داخل کر دیا ہے اور تو ان کے نام پر اپنا مذہب بنائے پھرتا ہے' تو نمازوں کا کیا فائدہ؟

کبھی آپ نے اس کا فلسفہ سمجھا۔ اذان اصل میں ہے کیا؟ اذان نماز کے لیے بلاوا ہے۔ صرف دو حکم کافی تھے۔ موذن کھڑا ہو کر کہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ' حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ لوگو! نماز کو آجاؤ' پاس ہو جاؤ گے۔ بس اذان اتنی ہونی چاہیے۔ لیکن آپ نے اذان کی ترکیب دیکھی کہ اس کی Setting (سیٹنگ) کیسی ہے؟

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللہ کی بڑائی کہ تجھے کون بلا رہا ہے؟ اللہ۔۔۔ جو سب سے بڑا ہے' ڈھیل نہ کر' پھر عقیدہ۔ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ تیری توحید صحیح ہے؟ تیرا کلمہ صحیح ہے؟ تو واقعتاً اللہ ہی کو الٰہ مانتا ہے؟ یا تو نے بہت سے بنا رکھے ہیں؟ اور پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اللہ کا رسول۔۔۔ اللہ کا پیغام پہنچانے والا صرف اور صرف محمد ﷺ ہے۔ وہ کوئی امام نہیں' یہ دونوں عقیدے تیرے ٹھیک ہیں؟ اگر دونوں ٹھیک ہیں تو پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ' حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ نماز کو آجا۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ' حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ پاس ہو جائے گا۔

اب نماز کی اہمیت بھی جان لیں۔ نماز بڑی اہم چیز ہے۔ فلاں کام بڑا اہم ہے' لیکن دیکھو نماز کے لیے یہ کہا جاتا ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ' حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ کہ

نجات نماز میں ہے۔ بندہ پکا روزے دار ہو' بندہ دینے والا ہو' سبیلیں لگانے والا ہو' بندہ حج کرنے والا ہو' اگر نماز نہیں پڑھتا' یا اس کی نماز ناقص ہے۔ تو وہ فیل ہے۔ اس کی نجات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دیکھو! مؤذن بہت اونچی جگہ چڑھ کر اذان دیتا ہے اور حدیث میں حکم ہے کہ اذان اونچی جگہ دو۔ (فتح الباری: 103/3) مؤذن اونچی جگہ چڑھ کر کہتا ہے: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ' حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ لوگو! نماز میں نجات ہے' آؤ نماز کی طرف' اس میں نجات ہے۔ اب شیعہ کی اذان کو دیکھو! آدمی اگر سمجھے اور دین پر غور کرے تو خود بخود اس کو پتہ لگتا جاتا ہے کہ کھوٹا کون ہے؟ اور کھرا کون ہے؟ کون بہک گیا ہے؟ کہہ کر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ کہہ کر حَيَّ عَلَى خَيْرَ الْعَمَلِ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ دیکھو! جب ایک عام موٹی عقل والا بھی جانتا ہے کہ جب میں نے حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ کہہ دیا کہ نماز پڑھو تو نجات ہو جائے گی تو پھر کہنا حَيَّ عَلَى خَيْرَ الْعَمَلِ اچھے کام کی طرف آ۔ یہ کیا ہے؟ بے وقوفی کی بات ہے۔ جب شیعہ اذان دیتا ہے تو وہ کبھی بھی حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ پر کبھی "لبیک" نہیں کہے گا اور جب کہے گا حَيَّ عَلَى خَيْرَ الْعَمَلِ تو پھر کہتا ہے "لبیک" اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے گا تو کبھی نہیں کہے گا "حق' حق" اور جب کہے گا۔ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ تو "حق' حق"۔ حضرت علیؓ کے نام پر "حق' حق" کرے گا۔ اور مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه آئے گا تو "حق" کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔

کیوں؟ کیا بات ہے؟ اصل میں دل میں وہ بات ہی نہیں ہے' یا یوں کہہ لیں جیسے کہتے ہیں ناں کہ گولڈن ٹمپل کو سنگھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔

جہان جانتا ہے اور میں اس پر سوچا کرتا ہوں کہ دیکھو! ڈالڈے گھی والے جب

پبلسٹی (Publicity) کرتے ہیں تو کیا کہتے ہیں' ڈالڈا میں اتنے وٹا من ہیں' ڈالڈا کھانے سے بے بلی بھی موٹا تازہ اور ماں بھی موٹی تازی ہو جائے گی۔ ڈالڈے میں یہ خوبیاں ہیں۔ دیسی گھی کی آپ نے کبھی تعریف سنی ہے ؟ کوئی کہتا ہے کہ دیسی گھی میں بڑی طاقت ہے' دیسی گھی میں بڑے وٹا من ہیں' کوئی نام ہی نہیں لیتا۔ ارے! کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔

دیسی گھی' دیسی گھی ہے۔ اس کی تعریف کرو نہ کرو' یہ خود تعریفوں والا ہے' اور ڈالڈا چونکہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے' نقصان ہی نقصان ہے اس لیے لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں' اس لیے کہ لوگ پھنسیں' اس لیے وہ کہتے ہیں کہ جی! بے بلی بھی موٹا ہو جائے گا اور دنیا کا کرہ (Globe) اس کے سر پر رکھ دیتے ہیں کہ جی! یہ ڈالڈے کی برکتیں ہیں۔ حالانکہ برکتیں یہ ہیں کہ جب سے لوگ ڈالڈا کھانے لگے ہیں' پوٹے' معدے اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ دیسی اب ہضم ہی نہیں ہوتا۔ اتنی طاقت ہی نہیں رہی۔

اور یہی حال بدعتیوں کا ہے۔ بدعتی کو کھرا مسئلہ بتاؤ وہ فوراً گیا۔ Disheart (مایوس) ہو جائے گا۔ برداشت ہی نہیں کرتا۔ اس کا معدہ ختم ہو جاتا ہے' کچے مذہب والے کی بدعتیں کرنے سے یہ صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ کھری چیز کو وہ برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں خالص اور اصلی مسلمان بنائے۔

میرے بھائیو! اصلی اسلام کی کوشش کرو۔ چھوڑ دو ان چکروں کو' اپنے دل سے پوچھا کرو' میں دیوبندی ہوں' حنفی ہوں یہ ٹھیک ہے ؟ کیا یہ مذہب بعد میں تو نہیں بنا۔ یہ فرقہ بعد میں تو نہیں بنا۔ اس کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ لازماً محمد ﷺ کے بعد آئے۔ میں حنفی ہوں گا تو لازماً اپنا ستیاناس ہی کروں گا۔ ایک بدعتی مذہب پر چلوں گا۔ بدعتی کے معنی کیا ہیں ؟ وہ جو بعد میں بنا ہو۔ میں کیوں حنفی ہوں' اپنی نمازیں خراب کروں' اپنا یہ سب کچھ خراب کروں۔ میں وہ دین اختیار کروں جو پہلے دن سے ہے۔ اس کی نسبت محمد ﷺ کے ساتھ ہے۔ وہ کیا ہے ؟ حدیث۔۔ حدیث کسے کہتے ہیں ؟ جو نبی ﷺ کہیں' جو نبی کریں اور جو اللہ کہے۔

حدیث کا لفظ قرآن کے لیے بھی آیا ہے۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ [45 :الجاثیه : 6]' اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا[18 :الکهف:6] ' اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ[39:الزمر:23] قرآن اپنے آپ کو بار بار حدیث کہتا ہے۔ اور ہم اہل حدیث کسے کہتے ہیں جو قرآن اور حدیث کو ماننے والا ہو۔ یہ پورے کا پورا سیٹ ہے۔ دین اور عمل یہاں سے ملے گا۔ نماز کا طریقہ حدیث سے ملے گا۔

اور قرآن کیا سکھاتا ہے؟ قرآن نماز کی تاکید کرتا ہے۔ توجہ سے سنیے! قرآن نماز کی تاکید تو کرتا ہے لیکن نماز سکھاتا نہیں ہے کہ پڑھنی کیسے ہے؟ کیا کرتا ہے؟ زمین کو تیار کر دیتا ہے جب بیج ڈالنا ہو تو پھر نبی کو بھیجتا ہے کہ جا' جا کر بوٹے لگا۔ قرآن نماز کی اہمیت بیان کرتا ہے۔ دوزخی دوزخ میں ہوں گے تو ایک دوسرے سے پوچھیں گے یا جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے۔ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ اے بدبختو! دوزخ میں تم کیوں آئے ہو؟ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ [74:المدثر:43] وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ میری عادتیں خراب ہیں۔ میں اگر اپنی اصلاح کرنا چاہوں تو کونسی دوائی لوں؟ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے' قرآن سے پوچھو! اللہ کیا کہتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا انسانی فطرت ہے۔ ہلاّ ہلاّ کرنا' شور مچانا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا تکلیف آجائے تو شور مچاتا ہے۔ آوازیں نکالتا ہے۔ بے چینی' بے قراری کا اظہار کرتا ہے۔ وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا اور اللہ جب اسے دے دیتا ہے تو پھر حد سے زیادہ کنجوس ہو جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ بڑی گندی عادت ہے۔ بہت بڑی بیماری ہے۔ فرمایا اِلاَّ الْمُصَلِّیْنَ [70 :المعارج :19-24] فرمایا' نمازی بن جا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ نماز سب بیماریوں کا علاج

ہے۔ دیکھو! یہ کتنی بڑی بات ہے جو اللہ نے بیان کی ہے کہ انسانی کمزوری ہے کہ جب اسے ذرا سی تکلیف۔ آجائے تو بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہ اللہ کی بڑی ناشکری ہے۔ اور اگر اللہ دولت دے' اقبال دے' اقتدار دے' اللہ عزت دے' پھر بخل کرے' اپنے آپ کو نہ سمجھے۔ یہ بدبختی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم اپنا علاج کرنا چاہتے ہو تو کیا کرو۔ اِلاَّ الْمُصَلِّيْنَ نمازی بن جاؤ۔ سب بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ سب عادتیں درست ہو جائیں گی۔

نماز بہت بڑی خوبی ہے۔ نماز بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ لیکن نماز کونسی ؟ وہ نماز جو محمدی ہو' جو نبی ﷺ نے سکھائی ہو' جو مولویوں کی سکھائی ہوئی ہو' حنفی نماز ہو' وہ کیا کرے گی۔ سارا بگاڑ ہی اس سے پیدا ہوتا ہے۔ ہر بات میں الٹا کام' حنفی نماز میں کھڑے ہوئے۔ دیکھو پاؤں ٹھیک قبلہ رخ نہیں ہیں۔ پیچھے سے ایڑھیوں کا فاصلہ کم اور آگے سے پنجے کھلے ہوئے۔ دونوں کو عین متوازی ہونا چاہیے۔ پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔ مگر حنفی ایسے نہیں کرتے اور دور سے پہچانے جاتے ہیں کہ حنفی نماز پڑھ رہے ہیں۔

اور کھڑا کیسے ہے ؟ جیسے ٹوٹا ہوا۔ Stand Easy' آدمی غافل ہو' سست ہو' ڈھیلا ہو' اہل حدیثوں ہی کو دیکھ لو۔ کبھی خود تجربہ کرلیں۔ جب آدمی بے دھیان ہو جاتا ہے تو پھر پاؤں کھسکتے کھسکتے ایسی صورت میں ہو ہی جاتے ہیں اور اگر آدمی الرٹ ہو Attentive (متوجہ) ہو' اس کا دل حاضر ہو تو پھر اس طرح ڈھیلا نہیں ہوتا۔ اور جوں جوں آدمی بے توجہ ہوتا جاتا ہے' بے خیال ہوتا جاتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ نیچے آتے جائیں گے اور بالکل ایسے Stand Easy ہو جاتا ہے۔ بالکل حنفی بن جاتا ہے۔ کھڑا ہونا غلط' ہاتھ باندھنا غلط اور پھر ٹھونگے ـــــ رکوع میں گئے' وہ گیا۔ اِدھر گیا' اُدھر گیا۔ بس سترہ رکعت پوری کر دیتے ہیں۔ خواہ بھاڑ میں جائیں۔ اور نماز ہی سارے دین کی جان ہے۔ اور نجات اسی پر ہو گی۔

سب عملوں سے پہلے نماز پیش ہو گی۔ دیکھو نجات کا سوال عملوں پر ہی ہے۔ کونسا عمل سب سے پہلے پیش ہو گا ؟ نماز سب سے پہلے پیش ہو گی۔ اگر نماز میں پاس ہو گیا تو اللہ کہے گا۔ لاؤ اس کا روزہ۔ اس کے کتنے نمبر لگتے ہیں' اس کی زکوٰۃ لاؤ اس کے کتنے نمبر لگتے

ہیں۔ اگر نماز میں فیل ہو جائے تو اللہ کہے گا کیا ضرورت ہے۔ اس کے روزے کو دیکھنے کی۔ یہ فیل ہے۔ لے جاؤ اس کو ڈسچارج کر دو۔ معاملہ ختم۔۔۔

میرے بھائیو! اہل حدیث ہو۔ اہل حدیث کوئی فرقہ نہیں ہے۔ کوئی پارٹی نہیں ہے۔ پارٹی کونسی ہوتی ہے۔ جس کا کوئی اور لیڈر ہو۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ اماموں کو نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کو مان لیا تو کسی امام کو ماننے کی کیا ضرورت ہے ؟ سوچو! جب نبی ﷺ کو اپنا امام بنالیا تو پھر کسی اور کو اپنا امام بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ کیا نبی ﷺ کے بعد بھی تو بھوکا ہے ؟ کہ تجھے اماموں کی ضرورت ہے۔ نبی کو پکڑ لے۔ پھر جو نبی ﷺ تجھے پکڑا دیں اس کو مضبوطی سے تھام لے۔ پھر اِدھر نہ دیکھے اور نہ اُدھر دیکھے۔ وہی رشتہ جو خاوند بیوی کا ہے۔

جب ایک دفعہ ایجاب و قبول ہو گیا' اب بیوی کہے کہ فلاں آدمی بہت خوبصورت ہے' بڑے لمبے قد کا ہے۔ کیا کہتے ہیں اب اوروں کو کیا دیکھتی ہے۔ بس بند رہ' یہ تیرا خاوند ہے۔ اللہ یہ کہتا ہے کہ تو نے دین کو سمجھا ہے۔ اگر تو نے دین کو سمجھا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دامن بالکل نہ چھوڑ۔ دائیں بائیں بالکل نہ دیکھو۔ تمہیں کسی امام کی ضرورت نہیں' کسی مرشد کی ضرورت نہیں۔ کسی پیر کی ضرورت نہیں' کوئی چیز کسی سے نہ لو۔ جو چیز لو محمدی لو۔

اور ادھر ادھر نہ دیکھو۔ اس کی بڑی خرابیاں ہیں۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں ۔ جو میرے سامنے ہوا' کچھ غیر ذمے دار سا ایک آدمی تھا۔ بے احتیاطی کرنے والا' اس نے ایک عورت کو دیکھا جو کار میں بیٹھنے لگی اس کا خاوند بھی کار میں اس کے ساتھ تھا۔ وہ عورت بڑی خوبصورت تھی' کپڑے بھی اس نے فرسٹ کلاس پہنے ہوئے تھے۔ اب جس آدمی نے اس عورت کو دیکھا تھا اس کی بیوی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ عورت ہو تو ایسی ہو۔ اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ اس عورت کو دیکھو! بیوی ہو تو ایسی خوبصورت ہو' اس کی بیوی کوئی اہل حدیث ٹائپ کی تھی' بڑی سمجھ والی۔ وہ کہنے لگی: اس کے خاوند کو بھی دیکھ ' خاوند ہو تو ایسا ہی ہو۔ اگر بیوی ویسی ہونی چاہیے تو خاوند بھی اس کے خاوند کی طرح کا ہونا

چاہیے۔ میں تجھے بھی بدل دیتی ہوں۔ اب خاوند کی عقل ٹھکانے آئی۔

دیکھو! آدمی جب ادھر ادھر دیکھتا ہے' پھر انسان کو اپنی چیز یاد نہیں رہتی۔ پھر بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اور جو سمجھ والا ہوتا ہے وہ بڑی ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔ اور میرے بھائیو! یہ سمجھ اور عقل صرف دین کے ساتھ ہے۔ میں جو آپ سے اتنی باتیں کہتا ہوں اور میں اللہ کے فضل سے یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ کتنا ہی پڑالکھا آدمی ہو میری ان باتوں کو چیلنج نہیں کر سکتا۔

اور یہ اس لیے کہ ہمارا امزاج' ہماری طبیعت بنی ہوئی ہی اس انداز کی ہے کہ ہم حق کے سوا ادھر ادھر جاتے ہی نہیں ہیں۔

فرعون کی قوم کا ایک آدمی مسلمان ہو گیا۔ درپردہ وہ مسلمان تھا۔ چھپا ہوا تھا بیچارہ۔ فرعون کے ظلم سے ڈرتا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ فرعون کہتا ہے۔ ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی [40:المومن:26] مجھے چھوڑ دو میں اس موسیٰ کو قتل کر دوں۔ یہ میری باتیں نہیں مانتا۔ اس کو جب پتہ لگا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے درپے ہے تو بالکل کھل کر سامنے آ گیا اور ڈٹ کر کہنے لگا کہ کوئی ڈر نہیں بادشاہ کا یا فرعون کا۔

اور اس نے کیا بات کہی؟ کہنے لگا دعوت صرف ایک ہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام دیتے ہیں۔ پیغمبر کی دعوت ہے۔ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ [40:مومن:43] پیغمبر کی دعوت کے علاوہ بھی کوئی دعوت ہے؟ کوئی نہیں۔ سرے سے ہے ہی نہیں۔ نہ دنیا میں' نہ آخرت میں اور دیکھو آپ حنفی رہے۔ ساری عمر فقہ حنفی پر چلتے رہے۔ وہاں جا کر امام ابو حنیفہؒ کو تلاش کریں گے کہ جی! ہمارا امام کدھر ہے؟ پتہ نہیں وہ ہمارے امام کہاں ہوں گے اور حضرت محمد ﷺ کو تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہو گی۔

آپ نے فرمایا: قیامت کے دن میں اتنا نمایاں ہوں گا۔ لِوَاءُ الْحَمْدِ بِیَدِیْ

حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم علیہ السلام اور ان کے سوا جتنے بھی جنتی ہوں گے تَحتَ لِوَاءِ یُ میرے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے (مشکوۃ کتاب الفضائل والشمائل باب فضائل سید المرسلین ﷺ) اب آدمی محمد ﷺ کو چھوڑ کر کسی کو پکڑے تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسے بگڑا ہوا آدمی کبھی اِدھر جھک مارے اور کبھی اُدھر۔

میرے بھائیو! محبت کرو تو اللہ سے۔ اللہ کے دین سے' پیروی کرو تو محمد ﷺ کی ۔اس میں نجات ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔۔۔۔

خطبہ ثانی

اب وقت تو نہیں' یہ دو تین باتیں کسی نے پوچھ لی ہیں۔

س: آیا بہو اپنے سسر کو لاباجان کہہ سکتی ہے؟

ج: بہو اپنے سسر کو' اپنے سورے کو اپنے خسر کو لاباجی! کہہ سکتی ہے۔ یہ کوئی برا نہیں ہے۔ یا اسی طرح اپنی ساس کو امی کہہ سکتی ہے ایسے ہی باپ کا کوئی دوست ہو تو آدمی اس کو بھی لاباجی کہہ دے تو یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

س: ایک چیز نقد دس روپے میں ملتی ہے اور ادھار گیارہ روپے میں تو کیا یہ سود کی شکل تو نہیں ہے؟

ج: لوگوں کو اکثر اس میں مغالطہ رہتا ہے کہ یہ سود ہے۔ مثلاً کوئی چیز ادھار گیارہ میں ملے اور نقد آٹھ یا دس روپے میں ملے تو کہتے ہیں کہ یہ سود ہے۔ حالانکہ سود کی تعریف کو دیکھیے! سود اس وقت ہوتا ہے جب درمیان میں کوئی چیز نہ ہو۔ جب قیمت ہو کسی چیز کی وہ کم ہو یا زیادہ سود نہیں ہوتا۔

اس کو یوں سمجھیے! کہ مارکیٹ میں ایک چیز کی قیمت آٹھ روپے ہے وہ آٹھ روپے میں بکتی ہے۔ ایک آدمی نقد دیتا ہی نہیں' وہ صرف ادھار پر ہی مال بیچتا ہے۔ اور وہ دس روپے میں چیز دیتا ہے یا گیارہ روپے میں۔ نقد وہ دیتا ہی نہیں ہے۔ کہیے یہ جائز ہوگا کہ نہیں۔ لازما کہیں گے یہ جائز ہے۔ اس میں کیا حرج ہے ؟ کیونکہ وہ چیز کی قیمت ہے۔ دیکھو چیز کی قیمت ہونے میں بہت سے فیکٹر کام کرتے ہیں' پیس یو ٹیلٹی' ٹائم یو ٹیلٹی۔ یہ وقت دیا ہو' لمبا ہو' تو قیمت دی جائے۔ مثلاً اب فصل پیدا ہوتی ہے۔ چار مہینے کے بعد وہی چیز مہنگی ہو گی۔ اس طرح سے یہاں چیز پیدا ہو رہی ہے۔ یہاں سستی ہو گی۔ یہاں سے سو میل جا کر وہ چیز مہنگی ہو گی۔ تو جب ایک آدمی ادھار ہی دیتا ہے۔ تو پھر وہ اس چیز کی قیمت اتنی لگاتا ہے تو یہ سود کی صورت نہیں ہے۔ سود یہ ہے کہ چیز درمیان میں نہ ہو اس کی قیمت کا سوال ہی نہ ہو۔ صرف پیسے پر پیسہ ہو یہ سود ہے۔

س: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی کی شادی' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت حضرت فاطمہؓ کی خواہش کے مطابق ہوئی۔ یعنی بھانجی کی شادی خالو سے ہوئی۔ آیا یہ درست ہے۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ج: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی کا نام امامہ بنت ابو العاص تھا۔ جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں' حضرت علیؓ نے کوئی دوسری شادی نہیں۔ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ کا ابو جہل کی بیٹی سے شادی کا ارادہ بنا۔ وہ مسلمان نہیں ہوئی تھی کافرہ تھی اور حضرت فاطمہؓ کو پتہ چل گیا کہ میرا خاوند فلاں عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ کو شکایت کی اور کہنے لگیں۔ لوگ تو پہلے ہی کہتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کا خیال

نہیں رکھتے، یعنی اتنی مصروفیت ہے، اتنا آپ کو کام ہوتا ہے کہ آپ کو ہمارا خیال ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو لو حضرت علیؓ فلاں جگہ نکاح کرنے لگے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے، آپ نے خطبہ دیا اور کہا کہ میں حلال کو حرام نہیں کرتا، میں یہ نہیں کہتا کہ ابو جہل کی بیٹی علیؓ کے لیے حلال نہیں ہے لیکن میرے لیے یہ بات قابلِ برداشت نہیں ہے کہ اس لیے اگر علیؓ اس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دے۔ حضرت علیؓ نے آپ کی زندگی تک، جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں انھوں نے کوئی نکاح نہیں کیا۔ لیکن حضرت فاطمہؓ نے یہ وصیت کی کہ میرے بعد آپ نے نکاح کرنا ہی ہو تو لازم ہے میری بھانجی امامہ بنت ابو العاص سے نکاح کر لیں اور یہ امامہ حضرت زینبؓ کی بیٹی اور حضور ﷺ کی نواسی ہیں۔ کہ آپ نے اس کو گودی میں اٹھا کر جماعت کروائی تھی۔ بچہ چھوٹا ہو، ماں اس کو گودی میں اٹھا کر نماز پڑھ سکتی ہے۔ باپ اس کو گودی میں اٹھا کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو خیر نکاح ہو گیا۔ حضرت امامہ بنت ابو العاص سے حضرت علیؓ نے شادی کر لی تھی۔ تو مسئلہ یوں ہے کہ خالہ اور بھانجی ایک وقت میں ایک کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ علیحدہ علیحدہ نکاح ہو سکتا ہے۔ پہلے اس کی خالہ سے نکاح کر لیا۔ وہ فوت ہوئی یا طلاق دے دی پھر اس کی بھانجی سے نکاح کر لے۔ اس طرح سے پھوپھی اور بھتیجی ایک نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یعنی پھوپھی موجود ہو اور بھتیجی سے نکاح کر لیا جائے۔ یا بھتیجی نکاح میں ہو اور پھوپھی سے نکاح کر لیا جائے۔ ہاں اگر ایک فوت ہو جائے یا اس کو طلاق ہو جائے تو پھر اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ ان دونوں کو جمع کرنا حرام ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان---

خطبہ نمبر91

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

[2:البقرۃ:186]

میرے بھائیو! اب روزے ختم ہو رہے ہیں' ہمیں بھی جائزہ لینا چاہیے کہ جو کورس ہم نے ایک مہینہ میں کیا ہے اور اب وہ ختم ہو رہا کیا اس دوائی سے' اس نسخے سے ہمیں کوئی فائدہ ہوا ہے یا نہیں ہے۔

دیکھیے! جب بھی آپ کوئی دوائی استعمال کرتے ہیں اور جائزہ لیتے ہیں کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ ہوا یا نہیں۔ ہمیں بھی جائزہ لینا چاہیے' اللہ جو بدل بدل کر ہمیں tonic دیتا ہے' نماز تو ایک خوراک ہے۔ دیکھو! جیسے روٹی ایک خوراک ہے' وہ دوائی نہیں ہے' وہ زندگی کی بقا کے لیے لازمی ہے۔ تو نماز اس طرح سے انسان کی' مسلمان کی خوراک ہے۔ اگر وہ

مسلمان ہے 'مسلمان رہنا چاہتا ہے تو نماز اس کی خوراک ہے' اس کی غذا ہے 'اس کے لیے تو کسی وقت کی 'کسی پابندی کی یا کسی کورس کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکے بغیر تو چارہ ہی نہیں۔ باقی جو ہے وہ پھر نسخے۔ پھر وہی Tonic ہے جن کا استعمال مختلف اوقات میں ہوتا ہے۔ زکوٰۃ سال کے بعد ہوتی ہے۔ رمضان شریف بھی ایک سال بعد آتا ہے۔ روزے رکھے جاتے ہیں۔ علی ھذاالقیاس باقی کام بھی وقتاً فوقتاً کچھ اپنی مرضی سے 'کچھ اللہ کی مرضی سے ادا کیے جاتے ہیں۔

تو آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ نماز کی حیثیت کیا ہے؟ نماز کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کہ بھئی چھ مہینے بعد 'دو مہینے بعد 'ایک مہینے بعد۔ دن میں پانچ نمازیں ہیں جو فرض ہیں 'باقی نفل وغیرہ۔ وہ پھر آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ آپ جتنی عبادت کرنا چاہیں کر تیر ہیں۔ تو پھر ہمیں یہ ضرور جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ ہم پر ان روزوں کا کیا اثر ہوا ہے؟ خوراک تو ہم ہمیشہ ہی کھاتے ہیں 'نمازیں تو ہم ہمیشہ ہی پڑھتے ہیں۔ یہ جو کورس کیا ہے؟ روزوں کا ہم پر کیا اثر ہوا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [2:البقرۃ:183] اثر کیا ہونا چاہیے۔ اس کا ذکر تو (روزوں کی) پہلی آیت میں ہی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[2:البقرۃ:183] روزے تم سے اس لیے رکھوائے جارہے ہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔ تمھارا مزاج بالکل درست ہو جائے 'تمھاری طبیعت عین اسلام کے مطابق ہو جائے 'تم اللہ کو خوب پہچاننے لگ جاؤ۔ اللہ کا خوف تمھارے دلوں میں بیٹھ جائے۔ جس کا اثر یہ ہو کہ جونہی گناہ ہمارے سامنے آئے ہم فوراً رک جائیں۔ سنبھل جائیں کہ نہ ابھی تو میں نے روزے رکھے ہیں 'رمضان کا کورس کیا ہے۔ تو یہ گناہوں سے پاک کرنے کے لیے 'گناہوں کو مٹانے کے لیے تو یہ سارا کچھ کیا ہے۔ کچھ میں گناہوں سے پاک ہوا ہوں یا نہیں۔ میری عادت پہلے کی نسبت کچھ بدلی ہے کہ نہیں۔ یہ روزے کا خاص مقصد ہے۔ تو ہمیں جائزہ لینا چاہیے اور عقل والا ہمیشہ جائزہ لیتا ہے۔

اور اگر یہ ہے کہ احساس ہی نہیں تو میں نے احساس دلایا ہے۔ لیکن اگر پھر بھی طبیعت اس طرف آمادہ نہ ہو' تو پر سمجھ لو کہ ہم کوئی سوچ سمجھ والے انسان نہیں ہیں۔ اگر اللہ نے ہمیں عقل دی ہے۔ تو ہمیں ضرور جائزہ لینا چاہیے۔

اس رکوع کے اندر جو روزوں والا رکوع ہے' اس میں اللہ تعالیٰ نے پہلے روزے کے احکام بیان کیے ہیں کہ سفر میں تمھیں رعایت ہے' بیماری میں تمھیں رعایت ہے' اگر سفر میں تکلیف ہو تو روزہ رکھنا منع ہے۔ (ترغیب و ترھیب) ایک آدمی سفر میں روزے دار تھا۔ اس کو تکلیف ہو گئی' اس کو غشی وغیرہ ہو گئی۔ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے ؟ لوگوں نے بتایا: یارسول اللہ ﷺ یہ مسافر ہے۔ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی ہے ؟ یعنی اگر سفر میں تکلیف ہو تو روزہ رکھنا منع ہے۔ اور اگر تکلیف نہ ہو پھر آدمی روزہ رکھ سکتا ہے' لیکن اللہ کی رعایت ضرور ہے۔ کہ بالکل تکلیف نہ ہو پھر بھی آدمی روزہ چھوڑ دے۔ ایسا بھی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ سوچ کر انتظام نہیں کر سکتا۔ تو اس لیے میں سفر میں بھی روزے نہ چھوڑوں تاکہ میرا کورس پورا چلتا رہے تو ٹھیک ہے۔ یہ تو بیماری کی صورت میں ہو گیا ہے اور سفر کی صورت میں ہو گیا ہے۔

اب اس کے علاوہ اگلی چیز جو اللہ نے بیان فرمائی ہے۔ اس میں وہ یہ ہے کہ روزہ چونکہ کھا کر رکھا جاتا ہے اور کھا کر ہی کھولا جاتا ہے تو اللہ نے فرمایا روزہ حلال پر رکھو اور حلال پر کھولو' اگر تم نے یہ پرواہ نہ کی تو یہ خیال نہ کیا' کہ میری کمائی کیسی ہے' جو آیا کھاتے رہے' جو آیا پیتے رہے' تو روزہ کیا ہوا؟ کچھ بھی نہیں۔ حرام پر روزہ رکھنا' حرام پر روزہ کھولنا' تو وہ روزہ ہی نہیں ہے۔ وہ تو سب کچھ برباد ہے۔ اس لیے اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ لَا تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[2:البقرة:188]

اپنے مالوں کو غلط طریقے سے نہ کھاؤ اور اس کی ایک صورت بیان کر دی ہے کہ وہ غلط طریقہ کیا ہے ؟ رشوت کا' جھوٹی دلالی کا' یہ طریقہ بیان کر دیا۔ یہ طریقہ چونکہ امت میں

عام چلے گا اس لیے اس کا ذکر خاص طور پر کر دیا' اب تیسری چیز جو بہت پر ہیز والی بیان فرمائی' کہ جب انسان روزہ رکھ لیتا ہے۔ فاقے سے ہوتا ہے اور خصوصاً افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے تو اس لیے اللہ نے دعا کے بارے میں ترغیب دی اور دعا کا مسئلہ فرمایا کہ بندے کا اور میرا تعلق کیا ہے ؟ دعا کیسے ہونی چاہیے۔ یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔

اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ اے میرے نبیؐ چونکہ میں نے تجھے استاد بنا کر بھیجا ہے' دنیا کا استاد بنایا ہے اور لوگ لازماً تجھ سے پوچھیں گے' تو جب لوگ تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں کہ اللہ کہاں ہے ؟ کتنی دور ہے۔ اونچی آواز میں سنتا ہے کہ آہستہ بھی سن لیتا ہے ؟ اس کے ساتھ ہمیں کیسے معاملہ کرنا چاہیے۔ تو انھیں بتا دے۔

فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ [2:البقرة:186] میں قریب ہوں' مجھ سے زیادہ قریب کوئی نہیں ہے۔ یعنی کہ صفائی ہو گئی لوگوں کی۔ یہ جو Through Proper Channel (جائز ذرائع) جیسا کہ دفتر میں درخواست دینی ہو' سیکریٹری کو یا ڈائریکٹر کے Through (توسط سے) پرنسپل کو جائے گی۔ جو اپنا Boss ہو' اپنا قریب ترین افسر ہو اس کے ذریعے جائے گی۔ اگر کوئی ڈائریکٹ بھیج دے تو اس کا External Call ہوتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ کیا میرا نظام بھی ایسا ہی ہے کہ مجھ سے اگر کسی نے کچھ مانگنا ہو' مجھ سے کچھ لینا ہو' تو پیروں کے Through (توسط) جائے۔ یا نبیوں کے Through (توسط) سے جائے یا ڈائریکٹ اللہ کو پکارے تو اس کے لیے اللہ نے فرمایا: جب لوگ تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں تو ان کو پہلی بات یہ سمجھا کہ مجھ سے زیادہ کوئی قریب نہیں' نہ نبی اتنا قریب ہے' نہ حضرت فاطمہؓ اتنی قریب ہے۔ نہ حضرت علیؓ اتنے قریب ہیں کہ تم ان کا واسطہ دے کر ان کے طفیل سے' ان کے صدقے سے' اللہ سے مانگو۔ میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے ڈائریکٹ جب ضرورت ہو تو کہو' یا اللہ! اَللّٰھُمَّ ۔ یا رب' رَبَّنَا' اے ہمارے رب! یہ کہو' دیکھو لوگ کیسے عجیب ہیں ؟ ادھر کہتے ہیں اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ادھر کہتے ہیں کہ بغیر سیڑھی کے کوٹھے پر کیسے چڑھ سکتے ہیں۔ جب

اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو سیڑھی یا درمیان میں کسی کو ڈالنے کی ضرورت کیا ہے ؟اللہ توجہ دلاتا ہے۔اے بندے! تو جا کر مردوں کو تنگ کرتا ہے کہ میری سنو! اور مجھے لڑکا دے دو' خود ہی میری ضرورتیں پوری کر دو اور اگر نہیں تو اللہ سے لے دو۔

اللہ کہتا ہے تم ذرا عقل سے کام لو۔ جب تمھیں کوئی ضرورت پیش آتی ہے' تمھارے دل میں کوئی تڑپ پیدا ہوتی ہے' تمھیں کوئی حاجت ہوتی ہے' دیانتداری سے مجھے یہ بتاؤ' پہلے اس مردے پیر کو پتہ لگتا ہے یا اللہ کو پتہ لگتا ہے ؟ میرے پاس بریلوی ساتھی بھی ہوں گے' دوسرے بھائی بھی ہوں گے' اپنے دل سے پوچھ کر دیکھو کہ جب آپ کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے' تو چاہتے ہو کہ اللہ آپ کو لڑکا دے۔ تم چاہتے ہو کہ اللہ آپ کو مقدمے میں کامیاب کر دے' اللہ آپ کو بیمار کو تندرست کر دے۔ اللہ آپ کی فلاں حاجت پوری کر دے' سو بتاؤ پہلے پتہ کس کو لگتا ہے' آپ کی اس ضرورت کا پہلے کس کو پتہ چلتا ہے ؟ اللہ کو یا کسی اور کو ؟ کیا کوئی دنیا میں ایسا گزرا ہے جو یہ کہہ دے کہ پہلے پیر کو پتہ لگتا ہے' یا پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلتا ہے۔ مردوں کو پتہ لگتا ہے یا زندوں کو پہلے پتہ لگتا ہے ؟

ہر ایک کی زبان سے یہی نکلے گا کہ نہیں سب سے پہلے تو پتہ اللہ ہی کو لگتا ہے۔ جب پتہ سب سے پہلے اللہ ہی کو لگتا ہے تو پھر کسی اور کو درمیان میں ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟اور پھر رہ گئی یہ بات کہ وہ میری سنتا ہی نہیں۔ سنتا ہی ان مردوں کی ہے تو اللہ یہ پوچھتا ہے کہ تو دیانت داری سے بتا۔ رحمٰن' رحیم میں ہوں یا وہ مردہ ہے ؟

اس پیر یا مردہ کو تجھ پر جلد ترس آجائے گا یا مجھے تجھ پر جلد ترس آئے گا ؟ میں نے تجھے پیدا کیا' تو میرا بندہ ہے مجھ سے زیادہ تجھ پر کس نے رحم کرنا ہے۔ کیا کوئی عقل والا کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی رحمٰن اور رحیم ہے ؟ کوئی اللہ سے زیادہ بھی مہربان ہے ؟ جب اللہ سے زیادہ کوئی مہربان نہیں ہے تو اللہ کہتا ہے کہ تیرا دماغ خراب ہے تو اوروں کے نام لے لے کر مجھے سناتا ہے۔ سیدھا مجھے پکار' مجھے تیری ضرورت کا پتہ بھی ہے۔ مجھ سے

مانگ میں تجھے دوں گا۔ میرے پاس ہر چیز ہے۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلاَّ عِنْدَنَا خَزَآئِنُه' [15:الحجر:21] لڑکوں کے خزانے میرے پاس' دنیا کی ہر چیز میرے اختیار میں ہے۔

میرے بھائیو! اللہ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ نہ نبی کو' نہ ولی کو۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ بالکل بچے تھے تو لباجی ہمیں یہ شعر یاد کروایا کرتے تھے ۔

خدا فرما چکا ہے قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں پیرو پیامبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
جو کام آئے تمھارے بے بسی میں

آپ کو بھی چاہیے کہ اپنے بچوں کو' جب زبانیں چلانے لگ جائیں تو یہ دعا یاد کروائیں۔

اَللّٰهُ رَبِّیْ' میرا رب اللہ ہے' لاَ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ بچہ دو سال کا ہو' تین سال کا ہو' بچی دو سال کی ہو یا تین سال کی ہو اسے بھی یہ شعر یاد کرواؤ۔ جب اس کی زبان چلنے لگے' بجائے اس کے کہ اس کو ٹی وی یا ریڈیو کے گانے سکھاؤ' اس کی زبان سے یہ نکلے اَللّٰهُ رَبِّیْ' میرا رب اللہ ہے۔ لاَ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا میں ساری زندگی اس کے ساتھ کسی نبی' کسی ولی' کسی پیر' کسی فقیر' کسی مردے' کسی زندے کو اللہ کا شریک نہیں بناؤں گا۔ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی دعائیں جن میں توحید ہو' بچوں کو سکھاؤ تاکہ بچوں کو ذہن شروع ہی سے موحد ہو۔

دیکھ لو یہ سعودیہ میں محمد بن عبدالوهاب نجدی کیسا انقلاب لائے' عرب عیاش ہو گئے تھے۔ عرب لامارات کیا' سعودی عرب کیا لیکن دیکھو لو اس وجہ سے ان کی توحید اب تک بہترین توحید ہے۔ یہ تربیت کا اثر ہے۔ اور یہاں جماعت اسلامی کا حال دیکھ لو جو مولانا مودودی صاحب نے بنائی۔ اس میں فرسٹ رینک کے جو بڑے بڑے لیڈر ہیں' جو اگلی صف

کے لوگ ہیں' پروفیسر غفور جیسے' وہ یہاں بہاول پور آئے' اور تقریر کی' انھوں نے اپنی تقریر میں وہی جاہلوں والی بات کی کہ اللہ نبی کو پیدا نہ کرتا تو کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔ یہ بات پروفیسر غفور نے یہاں بہاول پور میں کہی۔ بہت سے لوگوں نے سنی ہوگی۔ یہاں میاں طفیل جو جماعت اسلامی میں اچھے خاصے سلجھے ہوئے آدمی ہیں لیکن تربیت کا اثر دیکھ لو۔ یہ مولانا مودودی کے بعد جماعت کے امیر بنے۔ مجھے میجر اسلم نے بتایا جو پہلے جماعت کے رکن اور بڑے مجاہد تھے اور افسوس کہ امریکہ میں کالے لوگوں کو تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میاں طفیل محمد صاحب جب حج کے لیے گئے تو ان کے ہاں ٹھہرے۔ میجر اسلم صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ شکر ہے کہ آپ بھی حج کے لیے آگئے۔ میاں صاحب کہنے لگے "ہاں! مجھے حضور ﷺ نے یاد فرمایا ہے"۔ یعنی میاں طفیل نے یہ بات کہی کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے حج کے لیے بلایا ہے۔ تو میں حج کے لیے آگیا ہوں۔ کیسی مشرکانہ بات ہے۔ موحد کی زبان سے ایسی بات کبھی نہیں نکلتی۔ موحد جب کبھی دعا مانگے گا یہ نہیں کہے گا کہ فاطمہؓ کے طفیل' نبی ﷺ کے صدقے سے مجھے دے۔ اللہ کہتا ہے کہ تجھے میں نے پیدا کیا ہے۔ اگر تو اس قابل ہے کہ تجھے میں چیز دوں تو کسی کے صدقے سے دینی ہے ؟ اگر کوئی بندہ کسی چیز کا اہل نہیں تو ساری دنیا بھی زور لگالے کہ اللہ اسے کچھ دے دے تو اللہ کبھی نہیں دے گا۔

دیکھ لو! ابو لہب کو' ابو لہب کون تھا؟ یہ تیسویں پارے میں ہے۔ تَبَّتۡ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ [111 :المسد: 1] اس سورت میں اس کا نام آتا ہے۔ مکہ کے کافروں میں سے مکہ کے جو قریش تھے' نبی کے رشتہ دار تھے' بڑے بڑے کافر' ابو جہل وغیرہ۔ اللہ نے کسی کافر کا نام قرآن میں نہیں لیا۔ لیکن نبی کے چچا ابو لہب کا نام لیا ہے۔ جب نبی پیدا ہوئے' ابو لہب کو بڑی خوشی ہوئی کہ میرے ہاں بھتیجا ہوا ہے' اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ لیکن جب نبی ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو لہب دشمن ہو گیا۔ آپ نے بڑا ہی سمجھایا کہ تو میرا چچا ہے مسلمان ہو جائے' اسلام قبول کر لے لیکن اسلام نصیب نہ ہوا۔ اب جو شاعروں کا کیا

اعتبار ہے۔ جیسے اقبال لکھتا ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کہ اگر ہم پر اس پیر کی نظر ہو گئی تو سارے کام پورے ہو جائیں گے۔ دیانت داری سے بتاؤ کیا نبی ﷺ کی نظر ابولہب پر نہیں ہوئی۔ ضرور ہوئی لیکن دیکھ لو تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں مَآاَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ [111:المسد:2] نہ اس کا مال اس کے کام آیا' نہ اس کی کمائی اس کے کام آئی اور نہ اس کی اولاد اس کے کام آئی۔ کوئی چیز اس کے کام نہ آئی اور پھر اس کی بیوی جمیلہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ایندھن اٹھانے والی فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ [111: المسد:4-5] رسی گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کا پھندلا اور وہ مر گئی۔

کیسی مذمت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کی ہے۔ حضور ﷺ کی چچی کی اور حضور ﷺ کے چچا کی۔

میرے بھائیو! ساری دنیا زور لگا لے کہ اللہ اس کو یہ چیز دے دے' اگر اللہ نہ چاہے' اور اس کو مستحق نہ سمجھے کوئی اس کو دلا نہیں سکتا۔

دیکھ لو نوح علیہ السلام۔۔ نوح علیہ السلام جیسا پیارا بھی کبھی کوئی ہو گا۔ ساڑھے نو سو سال انھوں نے تبلیغ کی۔ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا[29:العنکبوت:14] قرآن کہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اللہ کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے' اپنی قوم کو وعظ کیا' کتنی محنت کی' ماریں کھائیں' لوگ پتھر مار مار کر نوح علیہ السلام کو اینٹوں میں دبا دیتے۔ اتنا مارا' اتنا مارا' بڑی بڑی تکلیفیں دیں۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا جب صفائی ناگزیر ہو گئی۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا ڈوبنے لگا تو کہتے

ہیں رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ [11:ھود:45] یااللہ! میرا بیٹا ہے' ہائے! میری اولاد ہے۔ اللہ وہ ڈوب رہی ہے۔ اللہ اسے بچا۔

اللہ کہتا ہے۔ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ تیرے دل میں سے ہی نہیں ہے۔ جن کو بچانا ہے یہ ان میں سے نہیں ہے۔ نہ تیری بیوی بچانا ہے' اس کو غوطے دینے ہیں' مارنا ہے اور

تیرے بیٹے کو نہیں بچانا۔ اے نوح قال یانوح اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ یہ تیرا کام بالکل غلط ہے۔ جو تو مجھ سے اپنے بیٹے کے لیے دعا کرتا ہے۔ فَلاَ تَسْئَلْنِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ جس کے بارے میں تجھے علم نہیں ہے مجھ سے سوال نہ کر۔ اِنِّیْ اَعِظُکَ میں تجھے منع کرتا ہوں اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ [11:ھود:46] کہ تو جاہل نہ بن۔

دیکھو! نوح علیہ السلام کوئی کیا درجہ رکھتا ہے؟ اللہ کے سامنے۔ اس لیے میرے بھائیو! اگر کچھ مانگنا ہو تو کسی کے صدقے سے' کسی کے طفیل سے' کسی کی معرفت سے' کبھی سوال نہ کرو۔ اللہ سے زیادہ کون مہربان ہے؟ اگر اللہ تم سے راضی ہو گیا' یا اسے تمھیں کچھ دینا منظور ہوا تو وہ تمھیں دے گا۔ اور اگر تم اللہ کو کسی کا نام لے لے کر پکارو گے تو اللہ پر کنے والا کبھی نہیں۔ وہ کسی کے نام سے مرعوب ہو جائے گا' ڈر جائے گا۔ بالکل ایسا نہیں ہے۔

تو اس لیے اللہ نے رمضان شریف میں اور خاص طور پر ان آخری راتوں میں جب دعا گولی کی طرح سے اوپر جاتی ہے فرمایا: اے میرے نبی! جب لوگ تجھ سے میرے متعلق دعا کے بارے میں پوچھیں تو ان کو بتادے کہ میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے دعا کرتے وقت کسی کو درمیان میں نہیں ڈالنا۔

میرے بھائیو! آدم علیہ السلام سے غلطی ہو گئی۔ اللہ نے جب سے نکال دیا' کپڑے اتار دیے' ننگے کر دیے گئے۔ وہ بڑے پریشان تھے' کیا دعا کر رہے تھے؟ رَبَّنَا اے

ہمارے رب ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا ہم غلطی کر بیٹھے ہیں' اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے ہیں۔ وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡلَنَا وَتَرۡحَمۡنَا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر تو نے رحم نہ کیا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ [7:الاعراف:23] ہم خسارے والوں سے ہو جائیں گے۔ ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں ہو گا۔

تو آدم علیہ السلام نے عرش پر حضور ﷺ کا نام لکھا ہوا دیکھا' تو آدم علیہ السلام نے کہا: واہ! واہ! یہ تو کوئی بہت بڑی ذات ہے۔ تو حضور ﷺ کا واسطہ دیا۔ تو اللہ نے فوراً معاف کر دیا۔ یہ بکواس ہے۔ سفید جھوٹ ہے۔

قرآن کہتا ہے جب آدم علیہ السلام پریشان تھے' اللہ کو ترس آ گیا۔ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ [2:البقرۃ:37] اللہ نے آدم کو چند کلمے سکھائے' آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھے۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا ' [7:الاعراف:22] یہ دعا سیکھی اور یہ پڑھنا شروع کر دیا فَتَابَ عَلَيۡهِ تو اللہ اس پر مہربان ہو گیا۔ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ [2:البقرۃ:37] اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

دیکھو! حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ صریحاً قرآن میں آ گیا پھر جاہلوں کی وہی باتیں کہ حضور ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے۔ دیکھا حضور ﷺ کے نام کا واسطہ دیا۔ یہ سب مشرکانہ تاویلیں' تعبیریں اور طریقے ہیں۔ جن سے شیطان گمراہ کرتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ موحدوں کے طریقے نہیں۔ اللہ نے فرمایا: اگر مانگنا ہے تو مجھ سے مانگو۔ یہ خیال غلط ہے کہ اللہ گنہگار کی بات بالکل نہیں سنتا۔ اللہ صرف نیک کی سنتا ہے۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب گنہگار ہو' اللہ سے دور ہٹ گیا ہو۔ جب وہ کہتا ہے یا اللہ! مجھے بخش دے۔ فوراً اس کی دعا اللہ قبول کرتا ہے۔ اللہ جب کہتا ہے۔ اے میرے گنہگار بندے! اگر تو میری طرف ایک بالشت آئے گا۔ میں تیری طرف ایک ہاتھ آؤں گا' اگر

تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا' میں تیری طرف ایک گز آؤں گا' اگر تو میری طرف چل کر آئے گا میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ (مشکوۃ کتاب الدعوات باب ذکر الله عزو جل)

کہ میرا یہ بندہ جو کہ برباد ہو رہا تھا۔ اب یہ واپس آرہا ہے' اللہ اس کی قدر کرتا ہے۔ یہ خیال ہے کہ اللہ ہماری تو سنتا ہی نہیں اور پیروں کی موڑتا نہیں۔ یہ مشرکوں کی زبان ہے۔ یہ بے دینوں کی زبان ہے۔ یہ مسلمان کی زبان بالکل نہیں۔ اس لیے یہ مسئلہ خوب یاد کر۔ کبھی کسی کے دھوکے میں نہ آنا۔ موت کے بعد آپ کو اس کی قدر معلوم ہو گی۔ جب اللہ سے دعا کرو۔ کبھی کوئی واسطہ' کسی کا طفیل' کسی کے صدقے نہ کرو۔ قرآن مجید کی ساری دعائیں اکٹھی کر لو۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا' نوح علیہ السلام کی دعا' موسیٰ علیہ السلام کی دعا' اور پیغمبروں کی دعائیں۔ کوئی بھی آپ کو ایسی نہیں ملے گی کہ جو Through Proper Channel ہو۔ کسی کے واسطے سے ہو۔ کسی کے طفیل ہو۔ سب کی دعائیں یہی ہیں۔ اللھم اے اللہ! ربنا اے ہمارے رب۔ اے میرے رب یہ بالکل کہیں نہیں ہے کہ کسی کے واسطے سے' کسی کے طفیل' کسی کے تھرو دعا کی جائے۔ ایک یہی ہمارا اور دیوبندیوں کا بڑا فرق ہے۔ کہ دیوبندی مولوی بڑی سے بڑی پگڑی والا بھی۔ یہی صدقے' طفیل' وغیرہ سے دعا کرتا ہے۔ جبکہ ہمارا اہل حدیث موحد ہمیشہ دعا سیدھی کرتا ہے۔ رَبَّنَا ـــ اَللّٰھُمَّ ـــ جیسا کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ تو یہ مسئلہ خوب ذہن نشین کر لو۔ بہت ضروری ہے اور میں آپ سے عرض کر لوں۔ ہمارا پہلا جرم' ہمارا پہلا قصور' یہ ہے کہ ہم نے جس اسلام کو قبول کیا ہے وہ اسلام فارمی ہے۔ پیوندی اسلام ہے۔ ملاوٹی اسلام ہے۔ خالص اسلام ہم نے قبول ہی نہیں کیا۔

دیکھو! آج لوگ دیسی چیز کو روتے ہیں۔ دیسی چیزیں سب غائب ہو گئیں۔ دیسی گھی کہاں ہے؟ اور اب تو ہضم نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ نااہل ہو گئے' معدے' پوٹے کمزور ہو گئے۔ دیسی گھی ہضم نہیں ہوتا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ دیسی گھی اچھی چیز نہیں ہے۔ دیکھو ڈالڈا

کی کتنی تعریفیں ہیں۔ ڈالڈے میں وٹا من ہوتے ہیں' اس میں طاقت ہوتی ہے' لیکن دیسی گھی اب نہ ملتا ہے' نہ ہضم ہوتا ہے۔ کیوں؟ دماغ جو خراب ہو گئے ہیں' مزاج جو خراب ہو گئے ہیں' معدے جو خراب ہو گئے ہیں۔

بالکل اسی طرح سے لوگ مشرک ہو گئے۔ لوگ بدعتی ہو گئے۔ اب خالص دیسی گھی راست ہی نہیں آتا۔

دیکھ لو ہمارے ملک میں حکومت کو بریلوی فٹ آجائے' دیوبندی فٹ آجائے' شیعہ فٹ آجائے گا' نہیں فٹ آئے گا تو اہل حدیث فٹ نہیں آئے گا۔ یہ دیسی گھی ہے۔ خالص دیسی گھی' یہ فٹ ہی نہیں آتا' ہضم ہی نہیں ہوتا۔ باقی سب فٹ ہو جاتے ہیں۔ ہضم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کیونکہ ڈالڈا شالڈا جو ہوئے۔

ہمارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ ہم نے دیسی اسلام' خالص اسلام قبول کیا ہے۔ ہم نے بناسپتی اسلام' ملاوٹی اسلام' بالکل فارمی اسلام' پیوندی اسلام قبول نہیں کیا ہے۔

دیانت داری سے بتائیں۔ دیسی اسلام کیا ہے؟ خالص اسلام کیا ہے؟ جو محمدی ہو' کہیے کوئی اس میں شبہ ہے؟ خالص اسلام کیا ہے؟ وہ جو محمدی ہو' اور بناسپتی کیا ہے؟ جو حنفی ہو' دیوبندی ہو' بریلوی ہو' شیعہ ہو۔

جو نبی ﷺ کے بعد اسلام بنا ہے وہ سب بناسپتی ہے' وہ سب ڈالڈا ہے۔ اب جب اسلام ہی ڈالڈا ہو تو دعا کہیں صحیح آسکتی ہے۔ نماز کہاں سے صحیح آسکتی ہے۔ اور یہ دیکھ لو روزے رکھنے کا معاملہ۔ حکومت سمجھتی ہے کہ آج کل کے مسلمان اندھے ہیں' اعلان کرتی ہے کہ چاند طلوع ہو گیا ہے۔ کل کو روزہ ہو گا۔ یہ سب کہتے ہیں جی! ٹھیک ہے۔ اور نبی ﷺ کیا کہتے ہیں؟ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِكُمْ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِكُمْ فرمایا: چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ چاند دیکھ تو عید کرو۔ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ اگر بادل ہو جائے۔ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرلو۔ (بخاری کتاب الصوم باب قول النبی اذا رایتم الھلال

فصوموا)

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں بادل ہو گیا۔ ہم نے چاند کو دیکھا' غالب گمان یہی تھا کہ چاند ہو گا۔ اور جب اگلے دن چاند دیکھا تو بہت بڑا۔ کوئی کہنے لگا اِبْنُ لَيْلَتَيْن یہ تو تیسری کا چاند ہے۔ کسی نے کہا: یہ تو دوسری کا چاند ہے' کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس پاس گئے۔ جو اس وقت کے بڑے مفتی تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا تکے نہ لگاؤ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: هُوَ لَيْلَةَ رَأَيْتُمُوْهُ جس رات تم نے دیکھا ہے وہ اسی رات کا ہے۔ خواہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ (مشکوۃ کتاب الصوم باب رویۃ الھلال) کوئی کام شبے والا نہ کرو۔ فرمایا: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ يُشَكُّ فِيْهِ جو شک کے دن کا روزہ رکھتا ہے فَقَدْ عَصَى أَبُو الْقَاسِمِ تو اس نے میری نافرمانی کی۔ (جامع ترمذی ابواب الصوم باب ما جاء فی کراھیۃ صوم الشك) میرے بھائیو! اللہ کے ہاں محنت کا معاوضہ ملتا ہے۔ بڑی بات یہی ہو گی کہ آپ کے اٹھائیس ہوں گے۔ آپ خوش قسمت ہیں۔ آپ کے اٹھائیس ہوں گے ایک آپ بعد میں رکھ لیں گے۔ لیکن شک میں روزہ بالکل نہ رکھو۔

اب ذہن کیا ہے ؟ ذہن اب ملک کا یہ بنا ہوا ہے' چونکہ عیسائیوں کی تربیت ہے' انگریز کا اثر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جی! دیکھو انگریز کا کرسمس ڈے آئے' 25 دسمبر آئے' کوئی اختلاف ہوتا ہے۔ اس میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کے روزوں میں ہی اختلاف ہوتا ہے۔ کوئی روزے رکھ رہا ہے' کوئی چھوڑ رہا ہے' کوئی عید کر رہا ہے اور کوئی نہیں کر رہا۔ لہذا کوئی بھی ایسا نظام ہونا چاہیے کہ سب ایک ہی دن روزہ رکھیں اور ایک ہی دن عید کریں۔ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو خلیفہ تھے اور باقی صحابہ رضی

اللہ عنہم نے چاند دیکھ کر روزہ رکھ لیا۔ مدینے والے چاند نہ دیکھ سکے۔ انھوں نے روزہ نہ رکھا۔ انھوں نے اپنے حساب سے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ شام کے کچھ ساتھی آئے آ کر حضرت عبداللہ بن عباس سے کہنے لگے 'ہم نے تو فلاں دن کا روزہ رکھا ہے۔ وہ فرمانے لگے تم اپنے حساب سے عید کرنا اور ہم اپنے حساب سے عید کریں گے۔

میرے بھائیو! آپ کو احساس نہیں کہ جب ہم یہ سنتے ہیں کہ ریڈیو پہ چاند طلوع ہو گیا۔ کل کو روزہ ہو گا۔ ہمیں کوشش کر کے دیکھنا چاہیے کہ چاند کہاں نمودار ہوا ہے۔ ان بے دینوں کی خبروں کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ لوگ تماش بین ہیں۔ مسلمانوں کو پاگل بناتے ہیں۔ آپ نے نعیمی کا بیان سنا ہے۔ نعیمی صاحب کا بیان کئی دن اخبار میں آیا کہ سرحد کے لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ 29 کی عید کروانا۔ آپ نے اخبار پڑھا ہو گا۔ رجحان (Tendency) یہ ہے کہ سارے ہی ملک میں ایک ہی دن میں عید ہو۔ ان بے دینوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

جب ہم ریڈیو پر خبریں سنتے ہیں 'ہم فوراً ٹیلی فون کرتے ہیں 'اس دفعہ ملتان 'فیصل آباد 'سرگودھا 'رحیم یار خان 'مختلف جگہوں پر ٹیلی فون کرتے ہیں کہ کہیں کسی نے چاند دیکھا ہے ؟ سب اہل حدیثوں نے جواب دیا کہ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ہم کل روزہ رکھ رہے ہیں۔

جیسے بریلوی بے دین ہوتے جا رہے ہیں 'ایسے ہی اہل حدیث بھی بے دین ہوتے جا رہے ہیں۔ انھیں پتہ ہی نہیں اہل حدیث کا مقام کیا ہے ؟ اہل حدیث ہمیشہ تحقیق کرتا ہے 'پرکھتا ہے 'جانچتا ہے 'چیز کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔

ارے مٹی کے برتن کے لیے کمہار کی دکان پر چلے جاؤ۔ دیکھ لو آدمی کیسے ٹھونک ٹھونک کر ہنڈیا دیکھتا ہے۔ وہ دین ہی کیا ہوا جو آنکھیں بند کر کے لے لیا۔ آج کا مسلمان اندھا ہے بالکل ہی۔ جو دنیا کرتی ہے وہ بھی کرتا ہے۔ حالانکہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو وہ کرے جو محمد ﷺ نے کیا ہے اور میں نے پہلے ہی یہ بات عرض کی کہ ہم نے جو اسلام قبول کیا ہے وہ اصلی نہیں ہے۔ وہ نقلی اور ڈالڈا ہے۔

آپ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھیں۔ اگر میرا بھائی دیوبندی بیٹھا ہو تو وہ اپنے دل سے پوچھے کہ کوئی صحابی دیوبندی تھا؟ کوئی صحابی حنفی تھا؟ کوئی صحابی بریلوی تھا' کوئی صحابی شیعہ تھا۔ کوئی بھی نہیں تھا۔ لیکن کیا تھے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے والے' قرآن اور حدیث کو ماننے والے۔

اصل اسلام کیا ہے؟ قال اللہ جو اللہ کہتا ہے۔ و قال الرسول اور جو اللہ کا رسول ﷺ کہتا ہے۔ یہ اصل اسلام ہے۔ قرآن اور حدیث یہ اصلی اسلام ہے۔ اور ڈالڈا کیا ہے؟ حنفی' پھر حنفیوں کی قسمیں آگے' جیسے برادریاں ہوتی ہیں۔ اب بتاؤں کہ کتنے گوت ہیں۔ ارائیوں کے گوت ہیں۔ سب جاٹ' ارائیں ہیں۔ اسی طرح سے مسلمان کی تقسیم در تقسیم اور سب ڈویژن ہوتی چلی گئی۔

شیعہ کو دیکھ لیں' شیعہ اور پھر شیعہ کے کتنے فرقے ہیں؟ کوئی حد نہیں ہے۔ پھر حنفی' پھر حنفیوں کی کتنی تقسیم ہے؟ اسی طرح سے آگے تقسیم در تقسیم حالانکہ اصل اسلام صرف ایک ہے۔ اور وہ کونسا اسلام ہے؟ جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے۔ میرے بھائیو! چودہ سو سال گزر گئے۔ آج بھی اصل اسلام وہی ہے جو محمد ﷺ لائے تھے۔ اپنے اسلام کو درست کرو۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نمازیں ٹھیک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کام ٹھیک نہیں ہیں۔

اب دیکھو لو! حنفیوں کا طلاق کا مسئلہ ۔۔۔۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دے تو وہ تینوں طلاقیں ہو جائیں گی۔ آپ مولوی کے پاس جاتے ہیں' مولوی کہتا ہے حلالہ کرنے اور حلالہ بھی مجھ سے ہی کروالے۔ جو حلالہ کرواتا ہے' اور جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے اللہ کی اس پر لعنت ہے۔ یہ ترمذی شریف میں حدیث ہے۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ (ترمذی ابواب النکاح باب ما جاء فی المحلل والمحلل لہ) یہ ان کا مذہب ہے' یہ ان کا دین ہے۔ یہ ڈالڈا گھی ہے' یہ فارمی اور بناسپتی گھی ہے۔ اصل اسلام کیا ہے؟ اسلام کہتا ہے کہ جب طلاق دو' تو طلاق ایک ہی دو۔ چونکہ ہم لوگ عادی ہیں۔ ایسے ہی روزے رکھنے کے' ایسے ہی

عیدیں کرنے کے 'ایسے ہی ہمارے مسئلے ہیں۔ آج ہر مسلمان کے دل میں یہ بات ہے کہ اگر بیوی کو طلاق دینی ہو تو بغیر تین کے طلاق نہیں ہو گی۔ حالانکہ یہ مسئلہ ہی سرے سے غلط ہے۔ جب طلاق دو ہمیشہ ایک ہی طلاق دو۔ ایک طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے۔ آپ نے ایک طلاق دی 'رجوع نہ کرو' عت گزر جائے گی' عورت آزاد ہے۔ جہاں مرضی نکاح کرے۔ لیکن آپ کو کیا فائدہ رہے گا۔ ار آپ نے ایک طلاق دی ہو گی تو آپ کو بھی رجوع کا حق رہے گا۔ دت کے اندر بغیر نکاح کے اس کو بیوی کے طور پر بحال کر لیں۔ جب عدت پوری ہو جائے 'اس کو مختلف جگہوں سے نکاح کے پیغام آتے ہی' آپ بھی پیغام بھیج سکتے ہیں کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اگر عورت راضی ہو جائے تو تمھارا نکاح اس سے ہو سکتا ہے۔ یہ ایک طلاق کا فائدہ ہے۔ طلاق ہو گئی' عورت کو اگر علیحدہ کرنا چاہتے ہو تو عورت علیحدہ بھی ہو جاگئی۔ لیکن تمھیں یہ حق بھی حاصل ہے کہ تم دوبارہ اس سے نکاح بھی کر سکتے ہو۔ اگر وہ راضی ہو جائے۔

یہ جو ہمیں مولویوں نے دین سکھایا ہے کہ ایک تو دے دے' دو عرضی نویس خود ہی دے دے گا۔ طلاقیں یوں ہی چلتی ہیں ناں۔ کہ ہم جا کر عرضی نویس کو کہتے ہیں کہ میں بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں تو طلاق لکھدے۔ وہ اپنی طرف سے ہی تین طلاقیں لکھ دیتا ہے۔ یہ اپنیطرف سے تین دے یا ہزار دے۔ وہ اپنی طرف سے تین ہی چھوڑ دیتا ہے۔ بیوی کسی کی' خاوند کوئی' طلاق عرضی نویس دے رہا ہے۔ یہ ڈالڈا دین ہے۔ یہ فارمی دین ہے۔ اگر دین بجھا ہو تا تو مسلمان کبھی ایسی حماقت نہیں کرتا۔

اب اندازہ کر لو۔ دیکھ لو کتنا غلط مسئلہ پھیلا ہوا ہے اور پھر اللہ کے رسول کی لعنت مولویوں پر بھی۔ حلالہ کرنے والے اور کروانے والے پر بھی اور یہ صریحا زنا ہے۔ آپ نے فرمایا جو حلالہ کرتا ہے 'ایک رات کے لیے نکاح کرتا ہے وہ مانگا ہوا سانڈ ہے۔ (ابن ماجة كتاب النكاح باب المحلل والمحلل له)۔ ایسا ہی جیسے جھوٹے (سانڈ) کے پاس بھینس لے گئے۔ یہ فرضی اور نقلی دین ہے۔ جس میں یہ سارا معاملہ چلتا ہے۔ جبکہ اصل

دین معقول، مناسب اور سادہ ہے۔

میرے بھائیو! میں آپ سے کیا عرض کروں، ہماری بھلائی کیسے ہو سکتی ہے؟ آج کا مسلمان جو ذلیل ہو رہا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ دن رات ہم پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنتیں برستی ہیں۔

دیکھو سود کھانے والا، سود کھلانے والا، سود کا حساب کرنے والا، سود پر لین دین کرنے والا، سب پر اللہ کی لعنت ہے۔ کہیے! ہماری خیر ہو سکتی ہے سارا ملک ہی سود خور اس کے بعد حدیثوں میں آتا ہے، جو لڑکی، جو عورت، ایسا لباس پہنتی ہے جو مردوں کے مشابہ ہو اور لڑکیاں جتنی کالجوں میں جاتی ہیں سب ایسے ہی لباس ہوتے ہیں۔۔ پائنچے ہی دیکھ لو، آج کا رجحان یہ ہے کہ لڑکی لڑکا بننا چاہتی ہے۔ اور لڑکے لڑکیاں بننا چاہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں، چال ڈھال میں، لباس میں، بات چیت میں، اٹھنے بیٹھنے میں اور ان عورتوں پر لعنت ہے جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری: 874/2) کبھی آپ کو بھی غیرت آئی کہ میری بیٹی کا کیا حال ہے؟ میری بیٹی کیسے کپڑے پہنتی ہے؟ میری بیوی کپڑے کیسے پہنتی ہے۔ کوئی پرواہ ہی نہیں۔ لعنتیں دن رات برستی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹومی ہی ہمارے گھروں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کوئی مسلمان پیدا ہو جائے تو ہو جائے ورنہ سب انگریز ہی ہمارے گھروں میں پیدا ہو رہے ہیں۔

میرے بھائیو! ہمیشہ یہ دیکھنا چاہیے کہ جس چیز سے اللہ ناراض ہو وہ ہمارے گھر میں نہ ہو۔ حدیث میں آتا ہے لَعَنَ اللّٰهُ الزَّائِرٰتِ الْقُبُوْرِ جو عورتیں قبروں پر جاتی ہیں، مزاروں پر جاتی ہیں ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہے۔ (ابو دائود کتاب الجنائز زیارۃ النساء القبور) اب دیکھ لو ہماری عورتوں کا حال۔ کنگن پیر جانا ہو، سخی سرور جانا، کسی اور جگہ جانا ہو، عورتوں کے تانتوں کے تانتے بندھے رہتے ہیں۔

عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں اور ہر جگہ یہی حال ہے۔ اب ہمارے ہاں بھی دیکھا دیکھی جمعے اور عید کے لیے آتی ہیں اور سوائے کپڑے جانچنے کے اور جا کر اپنے خاوندوں کو اور والدین کو تنگ کرنے کے اور کیا کرتی ہیں ؟ کبھی اس نیت سے نہیں آتیں کہ ہم دین سیکھیں' دنیاداری ہی دنیاداری ہے۔ اب عید پہ ہم نے دیکھا ہے۔ جوان لڑکیاں ریڑی والوں سے جا کر اپنے کھانے پینے کا سلسلہ کر رہی ہیں' سودے خرید رہی ہیں۔ اری! گھر سے اس لیے آئی ہو ؟ تمھیں تو وعظ سننا چاہیے اور دین سیکھنا چاہیے اور دین کا حال دیکھ لو۔ آج ہی اخبار میں پڑھا ہے کہ ایک لڑکی اپنے کسی یار کے ساتھ بھاگ گئی' والدین نے بڑا پیچھا کیا' بمشکل وہ ان کے ہاتھ آئی تو لڑکی نے عدالت میں بیان دے دیا کہ میں نے اپنی مرضی سے اس سے نکاح کیا ہے۔ ہماری محبت میں ہمارے والدین دیوار بن گئے تھے۔ اس لیے ہم گھر سے فرار ہو گئے۔

اب عدالت نے کہا۔ ٹھیک ہے بھئی! تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے تو ٹھیک ہے۔ اور مولوی کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ حنفی فقہ کا فتویٰ ہے کہ لڑکی بالغ ہو' لڑکی جوان ہو' اس کو کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے۔ ماں باپ کی اجازت کے بغیر وہ نکاح کر سکتی ہے۔ اور نتیجہ کیا نکلتا ہے ؟ لڑکی بھاگ جاتی ہے اور عدالت میں جا کر بیان دے دیتی ہے اور باپ منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔ اور شریعت جو اصلی دین ہے' جو ڈالڈا دین نہیں ہے' اس کا مسئلہ کیا ہے ؟ کہ جس باپ نے بچی کو پالا ہے اس کی اجازت کے بغیر لڑکی کبھی نکاح کر سکتی ہی نہیں۔ خواہ ایجاب و قبول ہو جائے۔ عدالت ہو جائے' وہ نکاح نہیں ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لاَ نِكَاحَ اِلاَّ بِوَلِيٍّ (ترمذی ابواب النکاح ' باب ما جاء النكاح الاولی) ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ وہ عورت جب تک اس کے گھر میں رہے گی وہ زنا کرتی رہے گی۔ یہ اصل دین ہے۔ جو فارمی نہی ہے اور یہ ڈالڈا دین جو چلتا ہے اور لڑکیاں عدالت میں جا کر بیان دیتی ہیں' اور والدین بے چارے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ کس قدر ظلم ہو رہا ہے کہ ماں باپ پالیں اور پھر حماقت یہ ہے کہ اس کو کالجوں میں پڑھاتے ہیں۔ اب وہاں جانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنا خاوند خود تلاش کرے' پھر

یہ نتیجے نکلتے ہیں۔اس کے بعد رونا شروع کر دیتے ہیں۔

میرے بھائیو! میں آپ سے عرض کروں کہ دین کو ٹھیک کرو۔ جب تک اپنے دین کو ٹھیک نہیں کرو گے یہ نمازیں کوئی کام نہیں دیں گی۔ روزوں میں کچھ جان نہیں پڑے گی۔ اور حدیث میں آتا ہے ۔دیکھیے آپ سے زیادہ شفقت والا کون ہو سکتا ہے۔ آپ سے زیادہ بااخلاق کون ہو سکتا ہے ؟ آپ کے اخلاق کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن نبی ﷺ نے کای فرمایا۔ اپناڈنڈااولاد پر سے ایک طرف نہ کر۔ ڈنڈا سامنے رکھ' بیوی کے لیے' بچوں کے لیے' کیوں ؟ تاکہ تیرا کنٹرول رہے۔ ان کی عادتیں ٹھیک رہیں۔ تیری بیوی بھی ٹھیک رہے۔ تیری بچیاں بھی ٹھیک رہیں۔ تیرے بچے بھی ٹھیک رہیں۔ لاترفع عنھم عصاک اپنی اولاد کوادب سکھانے کے لیےان سے اپناڈنڈانہ ہٹا۔

اپناڈنڈا سامنے رکھ۔ آپ نے کبھی اپنی بچی کو منع کیا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو گی اور تیری وجہس ے مجھ پر بھی لعنت ہو گی۔ تو اپنا لباس ٹھیک کر' فیشن بدلتے رہتے ہیں' آج کچھ فیشن ہے' کل کچھ فیشن ہے۔ آپ تو علیحدہ ہو گئے۔ کپڑے خریدے تو عورت' کپڑے خریدیں تو لڑکیاں۔ تو آزاد کا آزاد پیسے دینے والا۔ اور اب ان کا معیار تو رشوت لے کر بھی پورا نہیں کر سکتا۔ مرد رشوت کیوں لیتے ہیں ؟ مرد حرام کمائی کیوں کرتے ہیں ؟اس لیے کہ گھر کے اخراجات اسے مجبور کرتے ہیں' ان کا تقاضا ہے کہ حرام کما کر لا ورنہ ہم اپنا سٹینڈرڈ بحال (Maintain) نہیں کر سکتے۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے۔

میرے بھائیو! یہ روزہ اس لیے ہے کہ ہماری اصلاح ہو' اگر ہماری اصلاح نہ ہو تو میں عرض کرتا ہوں روزے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ آپ تجربہ کر کے دین دیکھ لیں' عید کے بعد آپ دیکھ لیں گے کوئی فرق پڑا ہے یا نہیں۔ آپ عید کے بعد دیکھیں کہ کوئی فرق پڑا ہے یا نہیں۔

روزہ تو اس لیے رکھوایا جاتا ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں۔ آپ کی بیوی بچے مسلمان ہو جائیں۔ آپ کی تربیت صحیح ہو اور قرآن کہتا ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ

نَارًا[66:التحریم:6] یہ سورہ تحریم ہے۔ اٹھائیسواں پارہ ہے۔ اے ایمان والو! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو بھی دوزخ سے بچاؤ۔

بیوی اپنے خاوند کو گھسیٹ کر دوزخ میں لے جائے گی تو نمازیں پڑھتا تھا ادھر آ چل دوزخ میں، تیری وجہ سے تو میں برباد ہوئی۔ تو نرمی کرتا تھا۔ میں نمازوں کی چھٹی کرتی تھی تو، تو مجھے کبھی نہیں روکتا تھا۔ تو ایسے بچ نکلتا ہے؟ بیوی خاوند کو گھسیٹ کر دوزخ میں لے جائے گی۔ اور خاوند بیوی کو دوزخ میں گھسیٹ لے جائے گا۔

میرے بھائیو! آپ کا کیا خیال ہے کہ اللہ کے پاس نہیں جانا۔ اگر آپ کو یقین نہیں کہ مر کر اللہ کے پاس نہیں جانا تو آپ مسلمان ہی نہیں۔ سلسلہ ختم۔ بالکل صاف۔ دیکھو کافر اسے نہیں کہتے جو ہندو ہو کافر اسے نہیں کہتے جو عیسائی ہو وہ بھی اگرچہ کافر ہیں لیکن وہ بھی کافر ہی ہے جو کہتا ہے کہ "ملک میں ملائیت آجائے" جس مرد یا جس عورت کی زبان سے یہ نکل جائے کہ ملک میں ملاں کی حکومت ہو گی تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟ وہ اسلام کو سمجھتے ہیں یہ ملاں ازم ہے۔ اسلام انھیں بالکل پسند نہیں ہے۔

آج دیکھیں کبھی اپنی بیوی کا ٹیسٹ لیا کرو۔ اس کو کہو کہ سنو، قانون بن رہا ہے کہ جو عورت بے پردہ نکلے گی اسے کوڑے لگیں گے۔ پھر دیکھ تیری بیوی کیا جواب دیتی ہے، اگر وہ سڑک پر نکلنے کے لیے تیار ہو رہی ہے تو سمجھ لے کہ تو بھی کافر۔ تیری بیوی بھی کافر۔ اگر وہ کہے اچھا ہے یہی سختی ہونی چاہیے۔ عورتیں پردہ نہیں کرتیں تو تو بھی مسلمان تیری بیوی بھی مسلمان۔

جس کو اسلامی نظام اچھا نہیں لگتا وہ اس کو ملاں کا نظام سمجھتا ہے۔ وہ اس کو قید سمجھتا ہے۔ سمجھ لو کہ اس کے اندر کوئی اسلام نہیں۔ اس کا جنازہ پڑھنا، اس کو عید پڑھنا، سب بیکار ہیں، کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چلو، وہ تو دور کے ہیں۔ آپ جو جمعہ پڑھنے آتے ہیں آپ کو سمجھنا چاہیے کہ جو رویہ آپ اللہ کے ساتھ رکھیں گے وہی رویہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھی رکھے گا۔

اگر تمھیں اللہ کی پرواہ نہیں۔ اس کی ناراضگی کی پرواہ نہیں تو اللہ کبھی تمھاری کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے جنھوں نے مجھے بھلا دیا میں انھیں دوزخ میں ڈال کر ان کی بالکل پرواہ نہیں کروں گا۔ انھیں بالکل بھلا دوں گا۔ بلکہ دنیا کی سزا بھی یہ ہے۔ وَ لاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ [59:الحشر:19] تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا' جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ تو اللہ نے سزا میں کیا کیا ہے ان کی جانیں ان کو بھلا دیں۔ انھیں ان کے نفع اور نقصان کا ہی احساس ختم کر دیا۔

اب دیکھ لو کہ ہم کدھر جا رہے ہیں' یہ ملک کدھر جا رہا ہے' یا مسلمان کے باقی ملک کدھر کو جا رہے ہیں' تباہی کی طرف' اللہ کے عذاب کی طرف جیسے کھیتی پک جاتی ہے۔ تو کٹائی کا وقت قریب آ جاتا ہے۔ اس طرح سے جب گناہ عام ہو جاتے ہیں تو پھر انسانوں کی کھیتی پک جاتی ہے۔ پھر کٹائی کا وقت قریب آ جاتا ہے۔ وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظٰلِمَةً [21:الانبیاء:11] فرمایا: ہم نے کتنی قومیں ملیامیٹ کر دیں' ہم نے دنیا کی کتنی قومیں ملیامیٹ کر دیں۔ ہم نے دنیا کی کتنی قومیں ملیامیٹ کر دیں۔ جب ہمارا عذاب آیا وہ لگے دوڑنے' وہ واویلا کرنے لگے۔ ہم نے کہا' کہاں چلتے ہو۔ اپنی کوٹھیوں میں چلو۔ جن پر تم نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا ہے۔ اپنی کوٹھیوں میں چلو' وہاں ہم تمھاری خبر لیں گے۔ بس وہ چیختے چلاتے رہ گئے۔ فَجَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ہم نے ایسا رگڑا دیا' چکی کے دونوں پاٹ ایسے چلائے' جیسے دانے کا آٹا بن جاتا ہے۔ ہم نے انھیں ایسے پیس کر رکھ دیا۔ فرمایا: فَجَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ہم نے ایسا رگڑا دیا' ایسی چکی چلائی کہ آٹا بنا دیا۔ ہم نے انھیں ایسے پیس کر رکھ دیا۔ فرمایا: فَجَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا کٹے ہوئے خَامِدِيْنَ بجھے ہوئے۔۔۔ یہ اللہ کا عذاب ہے۔

میرے بھائیو! وہ مسلمان کیسا ہے؟ وہ نمازی کیسا ہے؟ وہ روزے دار کیسا ہے؟

جس کو گناہوں سے ڈر نہ لگے۔ اپنے گناہوں کو دیکھ کر' اپنے گھروں میں نگاہ ڈال کر دیکھو۔ میرے بھائیو! کونسا گھر ہے جس میں ٹی وی نہیں' اور ٹی وی کیا ہے ؟ ٹی وی کھلی بے حیائی ہے۔ بے حیائی کی دعوت ہے۔ بچوں کی تربیت ہے کہ تم بھی ایسے ہی بے حیا ہو۔ جیسا کہ ٹی وی تمھارے سامنے منظر پیش کرتا ہے اور ٹی وی کے بغیر ہمارا اسٹینڈرڈ پورا نہیں ہوتا۔ دیکھو جی! کیسے ہو سکتا ہے کہ میری بیوی آجائے اور ٹی وی ساتھ نہ لائے۔ میں تو ایسی بیوی کبھی نہ رکھوں گا۔

اب جب آپ کے ہاں معیار یہ ہو تو بتاؤ نجات کی صورت کیا ہو سکتی ہے ؟ نبی ﷺ نے فرمایا۔ حالانکہ گھروں میں بڑی سادگی تھی' اس کا باوجود بھی بعض دفعہ بڑے غم کا اظہار کرتے اور کہتے کہ میرے بعد ان بیویوں کو کون جگائے گا' میرے بعد ان بیویوں کو جو سو رہی ہیں ون جگائے گا۔ اٹھو' اٹھ کر نماز پڑھ لو۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب التحریص علی قیام اللیل)

وہ گھر اللہ کو بہت پسند ہے جس گھر میں خاوند بھی نماز کے لیے کھڑا ہو جائے اور بیوی بھی نماز کے لیے کھڑی ہو جائے اور پھر اولاد کی تربیت دینی رنگ میں ہو۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ ' بات التحریص علی قیام اللیل) دیکھ لو! تربیت یافتہ لڑکی کی مثال حدیث میں آتی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے معیقیب رضی اللہ عنہ کو جو بڑا ہی بد شکل آدمی تھا' بہت ہی بد صورت آدمی تھا اور بے چارہ سبزی بیچا کرتا تھا' مزدوری کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ بہت نیک اور مخلص تھا۔ آپ اس سے اتنے بے تکلف ہوئے کہ آپ نے ایک دفعہ اس کی کمر سے پکڑ لیا' اس کو پتہ بھی نہ لگا اور آپ نے پکڑ لیا۔ وہ گھوم کر ادھر کو دیکھنے لگے تو آپ ادھر کو گھوم جائیں۔ وہ ادھر دیکھنے لگا ' تو آپ ادھر کو گھوم جائیں وہ ادھر کو دیکھنے لگا تو آپ ادھر گھوم جائیں۔ اس طرح آپ سے پیار اور محبت کرتے تھے۔

وہ چونکہ بد شکل تھا' کوئی سٹیٹس نہیں تھا' ایسے کو رشتہ کہاں ملتا ہے ؟ آپ نے ایک گھر میں رشتے کی بات کی' والدین سے کہا' لڑکی کی ماں اور باپ سے کہا' بھائیوں سے کہا

کہ تم اس لڑکا کا رشتہ معیقیب رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہمارا دل تو نہیں چاہتا۔ ہماری لڑکی کے لیے یہی رکھا ہوا ہے۔ مولوی داڑھی مجیر' انکار کر دیا۔ لڑکی جو پردے کے پیچھے بیٹھی تھی' بول پڑی کہ نبی ﷺ کی بات کو رد نہ کرو۔ جو اللہ کا رسول ﷺ کہتے ہیں اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے کیا سوچ رکھا تھا کہ زندگی تو نکل ہی جائے گی۔ اگر ہم نے نبی ﷺ کی بات مان لی تو بلال رضی اللہ عنہ کی طرح جنتوں میں جائیں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے ؟ بلال رضی اللہ عنہ کالا' موٹے ہونٹوں والا' انتہائی بدشکل' حبشی۔ لیکن منزل۔۔۔ ؟ جنت۔

حدیث میں آتا ہے۔ وہاں تصویروں کے بازار ہوں گے۔ جنتوں میں تصویروں کے بازار ہوں گے۔ جو چاہے گا کہ اس کی ایسی شکل ہو اس کی شکل ویسی ہی بن جائے گی۔

وہ لڑکی جانتی تھی کہ یہ دنیا گزر جائے گی۔ معیقیب رضی اللہ عنہ بہت نیک ہیں۔ آپ کو بہت پیارا ہے' اللہ کا رسول ﷺ خالی واپس جائے ؟ اللہ کے رسول ﷺ رشتہ کے لیے کہیں اور ان کی بات پوری نہ ہو' ہم مسلمان ہیں ؟ فوراً لڑکی نے اپنی ماں اور باپ سے کہا: اللہ کے رسول کی بات کو رد نہ کرو۔

اب دیکھیے! ہماری ایم۔ اے پڑھی ہوئی لڑکیاں۔ آپ سوچتے نہیں' پہلے آپ لڑکیوں کو بی۔ اے کرواتے ہیں' پھر ایم۔ اے کرواتے ہیں' پھر روتے ہیں کہ جی رشتہ نہیں ملتا۔ پہلے سر پر چڑھا لیتے ہیں' پھر کہتے ہیں کہ جی! اب انھیں اتاریں کیسے ؟ یعنی آپ پہلے اسے پڑھا پڑھا کر سر پر چڑھا لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں اب لڑکی بڑی اونچی جگہ پر ہے۔ پھر وہ سسرال والے کیا کہیں گے ؟ کیا دیتے ہو ہمیں ؟ جہیز کا پورا جنازہ ساتھ ہے کہ نہیں ؟ کہتے ہیں کہ جی ! رشتہ کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ بھئی تم نے خود تو مصیبت ڈالی ہے۔ یہ ہماری بے عقلی کی انتہا ہے کہ ہمیں اپنی اولاد کو پالنا ہی نہیں آتا۔ ہمیں اپنی اولاد کو سنبھالنا ہی نہیں آتا۔

میرے بھائیو! ان دنیا کی چالوں کو چھوڑ دو۔ سادگی اختیار کرو۔ اللہ اکبر! حدیث

میں آتا ہے' غریب اور سادہ مسلمان امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت چلے جائیں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہوگا۔ اور ہمارا معیار کیا ہے ؟ کہتے ہیں کہ جی! اونچے سے اونچا رشتہ ہو' جتنا دنیا کا سٹینڈرڈ اونچا کریں گے اتنا دوزخ کے قریب ہوں گے۔

میرے بھائیو! اپنی بچیوں جو جمعے کے لیے لایا کریں' اپنی عورتوں کو جمعہ کے لیے لایا کریں۔ اور انھیں سمجھایا کریں' ان سے پوچھا کریں کہ آج تم نے کیا سنا ہے ؟ کیا مسئلہ بیان ہوا تھا؟ مجھے کوئی مسئلہ بتاؤ۔ یہ نہیں کہ یہاں آکر اپنے کپڑوں کی نمائش کریں' یہ بے حیائی پھیلانے کی صورت ہے۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے اور یہی حال عید میں ہوتا ہے۔ سختی سے روکو' اور حدیث میں آتا ہے کہ عورت باہر نکلے' خوشبو نہ لگائے' کپڑے اچھے نہ پہنے' زیور نہ چھنکار والا نہ پہنے۔ فرمایا جو عورت چھنکار والا زیور پہنتی ہے اس کے لیے فرمایا فھی زانیۃ فھی زانیۃ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ الجماعت) میں آپ سے عرض کردوں۔ حدیث اٹھا کر دیکھ لو' آنکھ زنا کرتی ہے کان زنا کرتے ہیں' پوچھا یارسول اللہ آنکھ کا زنا کیا ہے ؟ فرمایا عورت کو دیکھنا' غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا یہ آنکھ کا زنا ہے۔ (ترغیب والترھیب)

اب آپ کی بیوی پردہ نہ کرے' آپ کی بیٹی پردہ نہ کرے' اور میک اپ کر کے باہر جائے اور بن سنور کر باہر جائے تو مرد دیکھے گا تو وہ آنکھوں کا زنا کرے گا' یہ گناہ کون کروا رہا ہے ؟ آپ کروا رہے ہیں۔

یہ حدیث ہے' مشکوۃ شریف کو اٹھا کر دیکھ لو۔ لیکن کوئی غیرت نہیں آتی۔ جو اپنی بچی کو' اپنی بیوی کو بے پردہ باہر نکالتا ہے' اور لوگ اس کو دیکھتے ہیں' دیکھنے والے کو علیحدہ گناہ' اس عورت کو علیحدہ گناہ' اور اس کے باپ کو علیحدہ گناہ' اس کے خاوند کو علیحدہ گناہ' اس یک والی وارث کو الگ گناہ۔ یہ کیوں نہیں روکتا؟ یہ کیوں آنکھوں کا زنا کرواتا ہے ؟

عورتیں بولتی ہیں۔ حدیث میں آتا کہ عورت کی آواز بھی ستر ہے۔ جماعت ہو رہی ہو' عورتیں پیچھے کھڑی ہوں' امام سے غلطی ہو جائے' عورت سبحان اللہ نہ کہے گا بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارے تاکہ امام کو احساس ہو جائے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ (مشکوۃ

کتاب الصلوۃ باب مالا یجوز فی الصلوۃ من العمل) توجہاں ہم ٹی وی پر گانے سنتے ہیں' ریڈیوں پر گانے سنتے ہیں' ہمارے گھروں میں ڈھول ڈھمکیاں اور سب بے حیائی کے کام ہوتے ہیں آپ کہیں گے یہ آپ نے کیا چیپٹر (Chapter) کھول دیا ہے۔

میرے بھائیو! اب رمضان شریف جارہا ہے' اس لیے میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی توجہ اس طرف ہو جائے اور کچھ صفائی ہو جائے اور شاید اللہ کرے ہمارے روزے قبول ہو جائیں۔

اور اگر ہم میں کوئی تبدیلی (Change) نہ آئی' ہم نے اپنے آپ کو تبدیل نہ کیا تو یہ سمجھ لینا کہ روزے بیکار ہیں۔ آپ کا بھوکا رہنا اللہ کو بالکل پسند نہیں ہے۔ میرے بھائیو! اللہ کو تو صحابہ ہی پسند ہیں جن کا دین آپ کے سامنے ہے۔ صحابہ کتنے سادہ تھے' ان کو دین کا کتنا خیال تھا؟ آپ کتنے ہی بڑے بن جائیں' جتنی بھی ترقی کر جائیں' دین صحابہ ہی کا معیار ہے۔ اللہ کا قرب آپ کو ایسی صورت میں حاصل ہو گا جب آپ کی صحابہ کے معیار پر توجہ ہو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کی بھانجی آئی۔ دوپٹہ پتلا تھا' باریک تھا' جس میں سے بال نظر آتے تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پکڑ لیا' پھاڑ دیا اور اپنے پاس سے دوپٹہ دیا جو موٹا تھا۔ (مشکوۃ کتاب اللباس)

آج کل ہمارے گھروں میں پرانی عمر کی بوڑھی عورتیں بھی ایسے دوپٹے اوڑھتی ہیں جن کا اوڑھنا عورتوں کے لیے بالکل جائز نہیں ہے۔

میرے بھائیو! میں نے آپ سے عرض کر دیا کہ ایک عورت اپنے آپ کو دوزخ میں لے جائے گی۔ اپنے خاوند کو دوزخ میں لے جائے گی' اپنے بھائی کو دوزخ میں لے جائے گی' جو اس کا خرچ برداشت کرتا' جو اس کا نگران تھا۔ وہ ان سب کے لیے دوزخ کا باعث بنے گی۔ کیوں؟ عورتوں کو روکنا' اپنی بچیوں کو روکنا' اپنے گھر میں دینی ماحول پیدا کرنا' یہ مردوں کا کام ہے۔ اگر اس میں سستی ہو گی تو ہمارے لیے اس میں تباہی اور بربادی کی صورت ہو گی۔ میں تو

بہت دور چلا گیا۔ جو بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہی ہے۔ دیکھو! رمضان شریف جا رہا ہے۔ اب جو چند دن باقی ہیں ان میں دعا کثرت سے کریں۔ دعا کا طریقہ آپ نے سیکھ لیا ہے کہ اللہ کو پکاریں' درمیان میں کسی کا واسطہ نہ ڈالیں۔ اللھم کہہ کر' بے شک پنجابی میں دعا کریں' اردو میں دعا کریں' عربی میں دعا کریں لیکن ڈائریکٹ اللہ کو پکاریں۔ درمیان میں کسی کا واسطہ' کسی کے طفیل' کسی کے صدقے سے دعا نہ کریں اور یاد رکھیں اللہ دعا اس کی قبول کرتا ہے جس کی دعا کے پیچھے فورس ہو۔ اب دیکھو نا کہ پاکستان کے لیے دعا کرو۔ بھائی دعا کر لی' کیا ہو گا؟ پاکستان کا تو بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ دعا اللہ وہ قبول کرتا ہے جس کے پیچھے عزم ہو' جس کی دعا کے پیچھے درد ہو' جس کی دعا کے پیچھے آدمی کا دل ہو۔ ایسے ہی زبان سے کہتے جانا' دل میں اس کا احساس نہ ہونا' ایسی دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔ دعا کرنے کیلیے یہ ضروری ہے کہ آپ کے دل میں عزم ہو اور پھر اللہ سے کہیں یا اللہ! تیرے سوا کوئی نہیں۔ جس سے مانگ سکوں۔ اللہ تیرے سوا کوئی دینے والا نہیں۔ اللہ تو ہی رحمت کرنے والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَكَ نَرْجُوْ تیری رحمت کی امید ہے۔ تیری رحمت کے سوا کسی کی رحمت کا ہیں کوئی سہارا نہیں۔

دیکھو! اللہ سے پیار اور محبت' نبی ﷺ نے میدان بدر میں جب کافر بھی ادھر سے آئے اور دوسری طرف سے مسلمان کھڑے ہوئے' آپ نے دیکھا کہ مقابلہ ہی کچھ نہیں تھا۔ مسلمان بہت کمزور ہیں' بہت تھوڑے ہیں' اسلحہ ان کے پاس نہیں' سواریاں کا انتظام ان کے پاس نہیں' اور کافر تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور ہر طرح سے مسلح ہیں۔ خوب تیار ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا؟ یا اللہ! اگر تو نے ہماری اس وقت مدد نہ کی تو کون کرے گا؟ تیرے دین کا نام بھی لینے والا نہیں رہے گا۔ جب انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ میرا ہے' تو انسان کو دل کھول کر دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! اگر تو نے میری دعا قبول نہیں کرنی تو میں کس کے پاس جاؤں گا؟ کوئی ہے کہ میں جس کے پاس جا کر مانگوں؟ اور تو کوئی دروازہ ہی نہیں۔ صرف تو ہی تو ہے جس سے مانگ سکتا ہوں۔

اللہ! جب کوئی ٹھکانا ہی نہیں' تیرے در کے سوا کوئی ہمارا دروازہ ہی نہیں. تو میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں۔ اللہ مجھے محروم نہ کر۔ میری دعا قبول کر۔

اور دیکھیے! اللہ کس کی سنتا ہے ؟ اس کی جو اللہ کا دوست ہو تا ہے' جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے۔ جب دعا منوانی ہو اللہ سے تو آپ کو چاہیے کہ اللہ سے اپنے تعلقات اچھے استوار کریں۔ جو جو گناہ آپ کو نظر آتا ہے اس کو دیکھتے جائیں اور اللہ سے عہد و پیمان کرتے جائیں کہ یا اللہ! تو میرے تمام گناہ معاف کر دے۔ میں تجھ سے عہد کرتا ہون کہ میں ان کو چھوڑ تا ہوں۔ دیکھو! سید الاستغفار میں کیا الفاظ ہیں؟ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِيْ اللہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تیری طرف سے انعامات ہو رہے ہیں اور میری طرف سے گناہ ہو رہے ہیں۔ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِيْ میں تیری نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ (صحيح البخاری)

دیکھو! اگر اللہ سے دعا قبول کروانی ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کر کے' اپنے اللہ کے سامنے رووَ۔ یا اللہ! مجھ سے یہ گناہ ہو گیا' مجھ سے یہ گناہ ہو گیا اگر آپ کی بیوی بے پردہ رہے' آپ کے گھر میں بے حیائی کا وہی مظاہرہ رہے' ٹی وی بھی اپنا کام کرے اور باقی بے حیائیاں بھی چلتی رہیں اور پھر یہ کہیں کہ میری دعا بھی اللہ سن لے سوال ہی پیدا نہیں ہو تا۔

اللہ کیوں آپ کی سنے گا۔ جب اللہ آپ سے ناراض ہے۔ اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرو اور اللہ راضی کس سے ہو تا ہے ؟ اور گناہ کرتے رہنے سے اللہ کا غصہ اور غضب زیادہ سے زیادہ ہو تا ہے۔ پھر آپ اگر دعا کریں تو اس کا اتنا ہی الٹا اثر ہو گا۔

تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ پاکستانی جتنی دعائیں رتے ہیں' ساری الٹی بیٹھتی ہیں۔ ملک کا حال دیکھ لو۔ دعائیں کرتے کرتے مشرقی پاکستان اڑ گیا اور باقی حالات آپ کے سامنے ہیں۔ کیوں ؟ اس لیے کہ دعائیں کرتے ہیں مگر اللہ کو راضی نہیں

کرتے۔ یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ اللہ نے یہی بات اس میں ارشاد فرمائی ہے کہ اے نبی! میرے بارے میں بتا دے۔ اِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے' تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ جو مجھ سے دعا مانگتے ہیں' مجھ سے دعا کرتے ہیں' چاہتے ہیں کہ میں ان کے کام آؤں۔ ان کو چاہیے کہ میری بھی تو مانیں۔ مجھ پر بھی ایمان لائیں۔ مجھے ناراض کرتے جا رہے ہیں۔ میری ناراضگی کی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے اور پر دعا کرتے جائیں تو فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ ان کو چاہیے کہ میری بات بھی قبول کریں۔ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ اور مجھ پر بھی ایمان لائیں۔ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ [2:البقرۃ:186] تاکہ فائدہ اٹھائیں۔ ان کی دعا قبول ہو۔ ان کے کام درست ہو جائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! اب ہم نے صدقۃ الفطر دینا ہے اور اس کے ادا کرنے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو بچہ عید کی نماز سے پہلے پیدا ہوا' یہ نہیں کہ چاند نکلنے سے پہلے رمضان شریف میں پیدا ہو' نہیں۔ عید کی نماز سے پہلے جو بچہ پیدا ہو اس کا بھی صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ (مسلم کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الفطر) اور صدقہ جو ہے اگر یہ قبول ہو جائے تو روزوں پر لگا دیتا ہے۔ یہ صدقہ فطر ہے۔ اس لیے تاکہ روزوں میں جو کوتاہی رہ گئی ہو وہ نکل جائے' دور ہو جائے' وہ کمی پوری ہو جائے۔

صدقہ فطر کتنا ہونا چاہیے؟ جو چیز آپ کھاتے ہیں اس کا اڑھائی کلو۔ مثلاً آپ گندم کھاتے ہیں تو گندم' چاول کھاتے ہیں تو چاول (جیسا کہ ادھر بنگالی لوگ کھاتے ہیں) کسی جگہ کوئی مکئی کھاتا ہو' کوئی جوار کھاتا ہو یا باجرہ کھاتا ہو' غرض جو جنس بھی آپ کھاتے ہیں

اس کا اڑھائی کلو دیں۔ (مسلم کتاب الزکوۃ ' زکوۃ الفطر) بعض لوگ آٹے کا حساب لگا لیتے ہیں حالانکہ گندم کا حساب لگانا چاہیے۔ میرے خیال میں 9روپے کے قریب بنتا ہے اور ہاں اگر کسی کو سستہ میسر آتا ہو یا کسی جگہ بھاؤ کم ہو مثلاً دیہات وغیرہ میں تو وہ اس سے بھی کم کر سکتا ہے۔ پہلے آٹھ روپے کا حساب لگاتے تھے۔ اب ساتھیوں نے 9روپے کا حساب لگایا ہے۔

اور پھر یاد رکھیے! صدقہ فطر دیتے وقت زکوۃ دیتے وقت اسے لمبا چوڑا حساب نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے اپنی سالی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا تھا۔ اے اسماء! اللہ سے لمبا حساب نہ کیا کرو۔ پھر اللہ بھی لمبا حساب کرے گا۔ اور اگر تو اس سے کھلا حساب رکھے گا کہ چلو کونسا غیر کو دینا ہے' اللہ ہی کو دینا ہے اتنے کے اتنے چلے گئے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ بھی تیرے ساتھ کھلا حساب رکھے گا۔ چلو کیا لینا ہے اور کیا دینا ہے؟ چلو معاف ہی کر دیتے ہیں۔(بخاری کتاب الزکوۃ باب التحریص عمل الصدقة) اس لیے دل کھول کر بہت اچھی طرح سے۔ کڑ کر نہیں' دکھ محسوس کر کے نہیں' بوجھ محسوس کر کے نہیں۔

دیکھو! نبی ﷺ کی بات ماننے میں اور حکومت کی بات ماننے میں کیا فرق ہے۔ افسر کی بات میں' دفتر میں آپ ملازم ہیں لیکن بادل نخواستہ کہ اگر نہ مانی تو یہ بگڑ جائے گا۔ میری رپورٹ خراب کر دے گا' میرا تبادلہ کروا دے گا۔ ڈر کے مارے آپ اس کا کہنا مانتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ کی مانیں تو محبت کے ساتھ۔ کہ میرے پیارے نبی نے یہ بات کہی ہے۔ پھر کا ہو گا۔ اطاعت بھی ہو' محبت بھی ہو' پیار سے نبی ﷺ کی بات کو مانا جائے۔ دل کی خوشی سے نبی کی بات کو مانا جائے۔ قرآن میں آتا ہے۔

فَلاَ وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًامِّمَّا قَضَيْتَ مومن کون ہوتا ہے؟ وہ جو یہ کہے۔ اے نبیؐ! تیرا فیصلہ ہو' میں دل کی خوشی سے قبول کرتا ہوں۔ بوجھ سمجھ کر نہیں۔

بلکہ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[4:النساء:65] عین دل سے مانے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے' جو آپ ﷺ کا حکم ہے' جو آپ ﷺ نے کہا ہے مجھے بالکل من وعن قبول ہے۔ تو اس طرح سے اطاعت کمال اطاعت ہے۔

صدقہ فطر کس طرح سے دینا چاہیے ؟

میرے بھائیو! یہ باتیں پہلے بہت دفعہ سے کہی جا چکی ہیں۔ لیکن لوگ پھر بھول جاتے ہیں۔ ماحول کا اثر گندے ہنا پتی اسلام' فارمی دین کا اثر۔ اب لوگ بھلا کیا کریں۔ صدقہ فطر نکالیں گے۔ جیب میں ڈال لیں گے۔ جتنے مانگنے والے سڑکوں پر بیٹھے ہیں ان کو دے کر ختم کر دیں گے۔ یہ صدقہ فطر برباد کرنے والی بات ہے۔ یاد رکھو ! حضور ﷺ نے فرمایا: لاَ يَأْكُلُ طَعَامَكَ اِلاَّ تَقِيٌّ تو صدقہ فطر دے تو متقی' نیک پرہیزگار اور صالح انسان کو دے۔(مشکوۃ کتاب الاداب باب الحب فی اللہ و من اللہ) دیکھو ادو آدمی ہوتے ہیں۔ ایک فقیر ور ایک مسکین۔ اللہ نے فرمایا: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ [9:التوبہ:60] اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ صدقہ فرض ہو یا نفل ہو کن کو دینا چاہیے ؟ وہ فقیروں کے لیے ہے اور مسکینوں کے لیے ہے۔ فقیر کون ہوتے ہیں ؟ جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ فقیر وہ ہوتے ہیں جو بالکل تنگ دست ہوں۔ جن کے پاس کچھ نہ ہو اور مسکین وہ ہوتا ہے جو ملازم ہو۔ جس کی زمین ہو' جس کا کاروبار ہو لیکن بے چارہ بجھا بجھا سا رہتا ہو۔

فیملی ہے' گھر کے افراد ہیں' خرچ کا بوجھ ہے۔ اس میں چڑولا پن اور میروں والی شوخی نہیں ہے۔ وہ مسکین ہے۔ صدقہ فطر کا وہ حق دار ہے۔ مسکین اور فقیر میں فرق ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فقیر کو دینا چاہیے۔ قرآن کہتا ہے کہ نہیں' مسکین کو بھی دو۔ بلکہ فرمایا :لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لاَ

يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا[2:البقرة:273]

اصل مستحق کون ہے ؟جو مانگے نہیں۔لیکن اگر تجھ میں فراست ایمان ہے۔ تجھ میں بصیرت ہے' تو تو اس کے چہرے سے پہنچان سکتا ہے کہ تنخواہ بے چارے کی اتنی کم ہے اور فیملی اتنی ہے۔ گزارہ کیسے کرتا ہوگا؟ آج کل مہنگائی' دوائیوں کا معاملہ کیسا ہے ؟ آخر ہر ایک کو گھر میں ضرورت پڑتی ہے۔ پھر کپڑے کا بھاؤ کیا ہے ؟ کھانے پینے کی چیزوں کا بھاؤ کیا ہے ؟ یہ کیسے گزارہ کرتا ہوگا ؟ ساری 4 /ایکٹر تو بے چارے کی زمین ہے' چھوٹی سی دکان ہے' ایسا آدمی جو ہے وہ زکوۃ' صدقہ فطر کا مستحق ہے۔

اور یہ بھی مولویوں نے ڈالڈا قسم مسئلے مشہور کر رکھے ہیں کہ جس کو دو اس کو یہ بتاؤ کہ صدقہ فطر ہے' یہ جہالت ہے۔بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟بلکہ ایسے انداز میں دو کہ اسے پتہ ہی نہ لگے' اسے محسوس ہی نہ ہو۔کیوں ؟ اگر اسے پتہ چلے گا تو وہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھے گا۔ بھائی کو دینا ہے تو اس طریقے سے کہ اس کے بچوں کے کپڑے بنادو۔ اپنے صدقہ فطر کے پیسوں سے کپڑے بنادو۔ ان کے کھانے پینے کی چیزیں مہیا کر دو۔ اپنے صدقہ فطر کے پیسوں سے کپڑے بنادو۔ تاکہ کوئی یہ سمجھے کہ بھائی نے عیدی بھیجی ہے۔ یعنی وہ محسوس نہ کرے کہ یہ صدقہ فطر دیا ہے یا زکوۃ دی ہے۔

اس طرح سے اپنے بھائی کو جو بے چارہ تنگ ہے۔ کاروبار ٹھیک نہیں چلتا اس کو زکوۃ دینا چاہتے ہو تو اس کو پندرہ بیس ہزار لگا کر کوئی دکان کھلوا دو' کوئی کاروبار کروا دو تاکہ اگلے سال وہ خود زکوۃ دینے کے قابل ہو جائے۔ یہ نہیں کہ اسے بتاؤ کہ یہ زکوۃ ہے۔ہر جمعرات کو پیسہ پیسہ کر کے دیتے رہے۔ یہ تو فقیر پیدا کرنے والی بات ہے۔ یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ میں آپ سے بار بار عرض کرتا رہتا ہوں کہ مسلمان نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں ہے۔زکوۃ کا Introduction (متعارف کروانا) یہ صدقہ فطر یا اور اس قسم کے جو روپے پیسے دیے جاتے ہیں یہ اسلام میں کیوں رکھا گیا ہے ؟ تاکہ معاشرے سے غربت دور ہو جائے اور غربت کیسے دور ہوتی ہے ؟ کسی کو پانچ دس روپے دیں گے تو غربت دور ہو جائے گی ؟بلکہ اس کو تو عادت

پڑ جائے گی۔ اس کو اتنا دو کہ اس کا کاروبار سیٹ ہو جائے۔ وہ یہ سمجھے کہ میرا بھائی میرے ساتھ احسان کر رہا ہے اور یہ نہ سمجھے کہ وہ مجھے زکوۃ دے رہا ہے۔

اور اب جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے اور تم سے حساب کرنے لگے تو کہو کہ چھوڑ بھائیوں سے حساب کیا کرنا ہے؟ اس قسم کے باعزت طریقے سے اسے وہ چیز مل جائے۔

اور یاد رکھو کسی بدعتی کو، کسی مشرک کو زکوۃ دینے سے صدقہ بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ بالکل قبول نہیں ہوتا۔ یہ نیک آدمی کو دی جائے یا ایسے آدمی کو دی جائے جو ابھی کچا ہو، بدعتی ٹائپ کا ہے۔ لیکن وہ اس کو اس نیت سے کہ یہ ٹھیک ہو جائے گا۔

انسان بڑا کمزور ہے۔ آپ کسی کو نشانہ بنالیں، اس کو کہتے ہیں تالیف قلبی۔ قرآن میں ہے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ [9:التوبہ:60] تالیف قلب کے لیے تاکہ وہ مانوس ہو جائے۔ آپ کا پیسہ جب اس پر خرچ ہو گا، تو وہ آپ کی بات رد نہیں رے گا۔ اس کو دو چار جمعے یہاں پڑھا دیں۔ دیکھنا ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

اب کتنے لوگ ہیں جو بے خبر ہیں۔ ان کے کانوں تک آواز نہیں پہنچتی، اگر وہ اللہ کے فضل سے ہمارے ہاں دو چار جمعے پڑھ لیں اور آپ پیسہ خرچ کریں۔ ان کو مانوس کریں۔ ان کو ساتھ لے کر آئیں تو ان کی ہدایت کا سامان بن جائے گا۔ آپ کی زکوۃ کا بہترین مصرف ہو گا۔ یہ تالیف قلوب ہے۔

اسلام میں جو کھرا ہے اس میں بہت بڑی حکمتیں ہیں۔ بہت اچھے طریقے سے کام چلتا ہے۔ لیکن چونکہ ہم سنی ہیں سنی۔۔۔ ویسے نام تو بہت اچھا ہے۔ سنت پر چلنے والا۔ لیکن حقیقت میں سنی کے معنی ہیں سُن، بالکل ہی پتھر، جس نے عقل سے کام ہی نہیں لیا۔ جس نے سوچنا سمجھنا ہی نہیں۔ جو نصیحت میرے امام کی وہی میری۔ جو مولوی کہے وہ ہی سب کچھ ٹھیک۔ یہ سنی ہے۔ لیکن حقیقت میں سنی وہ ہوتا ہے جو سنت پر چلتا ہو، آنکھیں کھولتا ہو۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہو۔

اب یہ سوالات بہت ہیں۔ان کے جواب کے لیے اتنا ٹائم نہیں ہے۔ جمعے کو پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔اگر کسی کو کوئی ضروری مسئلہ پوچھنا ہو تو جمعہ کے بعد پوچھ لے۔

ہاں دیکھو عید کب ہونی چاہیے۔ چاند کی تسلی ہو۔اپنے علاقے میں 'اپنے علاقے سے مراد گردوپیش۔۔۔۔ یہ پنجاب وغیرہ۔اگر چاند تسلی سے دیکھ لیا جائے تو انتیس پر عید ہو سکتی ہے۔ اگر چاند نہ دیکھا جائے تو اوروں کی بات پر بالکل عید نہیں ہو گی۔ آپ کو پورے تیس روزے کرنے ہوں گے۔ یہ شریعت کا بڑا کھلا مسئلہ ہے۔

صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِکُمْ روزہ رکھو تو یہ تسلی کر کے کہ اپنے گردوپیش میں چاند نظر آ گیا ہے۔ وَ اَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِکُمْ اور عید کرو تو بھی چاند دیکھ کر۔ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ اور اگر بادل ہو جائے تو تکے نہ لگاؤ۔ پچھلے انتیس کے تھے' یہ تو ضرور تیس کا ہو گا۔ جب وہاں ہو گیا تو یہاں بھی ہو گیا ہو گا' فلاں جگہ کل طلوع ہوا اور آج یہاں ہو گا۔

برطانیہ کی رصدگاہ کے بڑے بڑے سائنس دان علم ہیئت کے ماہر ہے میں نے ان کا ایک مقالہ پڑھا۔وہ لکھتے ہیں کہ چاند کے بارے میں اصول وضع کیا جا سکتا ہی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے جو بڑے اندازے والے تھے' اور عرب تو خاص طور پر اندازے والے تھے۔ آپ نے کوئی اندازہ نہیں بتایا۔ اگر مغرب میں دیکھ لو تو مشرک والے عید کر لیں۔اگر یہ ہو جائے تو یہ سمجھ لو اور اگر یہ ہو جائے تو یہ سمجھ لو۔اگر چودھویں کو گوڈا لگا دے تو تم اس کو یوں کر لو۔کوئی بات نہیں کہی۔ بلکہ فرمایا کہ چاند دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کر دو اور جب پھر چاند دیکھو تو عید کر لو۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر92

اِنَّ الۡحَمۡدَ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُهٗ وَ نَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشۡهَدُ اَنۡ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لاَ شَرِيۡكَ لَهٗ وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيۡرَ الۡهَدۡىِ هَدۡىُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٍ وَ كُلَّ بِدۡعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ وَ مَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيۡدُاللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَ لاَ يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمۡ وَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ [2:البقرة:185]

میرے بھائیو! ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہم یہاں عید کی نماز پڑھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، کوئی میلہ نہیں، کوئی عرس نہیں کہ جہاں صرف کپڑوں کی نمائش کی جائے یا آنے جانے کا صرف اظہار کیا جائے۔ ہماری بہنیں، جن کو یہ شعور نہیں، جن کو یہ سمجھ نہیں، وہ اپنی حد تک عید کے لیے آتی ہیں کہ اچھے کپڑے پہن لیے۔ ملاقاتیں ہو جائیں گی، بات چیت ہو

جائے گی' نہ کچھ سننا' نہ کچھ سمجھنا اور نہ کچھ صحیح نتیجہ نکالنا۔

میرے بھائیو! مسلمان کبھی بے شعور نہیں ہوتا۔ مسلمان ہمیشہ سوچنے والا' سمجھنے والا ہوتا ہے۔ آپ اندازہ کریں دوسری قوموں کے تہوار' ان کے Festival' ان کے میلے' ان کے یہ خوشیوں کے دن کیسے ہیں؟ اور مسلمانوں کے یہ دو دن کیسے ہیں؟ یہ باقی عیدیں سب ہماری خود ساختہ عیدیں ہیں۔ یہ عید میلاد ہوئی' یا کونڈے ہوئے یا فلاں ہوا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے دو ہی دن خوشی کے ہیں اور دونوں عیدیں (ایک ہی جنس) اور ایک جمعہ۔ کوئی تیسرا دن ہمارا اور نہیں ہے۔ عید میلاد کوئی مسلمانوں کی خوشی کا دن نہیں ہے۔ یہ صرف کرسمس ڈے کی نقل ہے۔ اسلام میں اس کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں ہے۔

ساری اسلامی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ کسی کی پیدائش کا دن' کسی کی وفات کا دن' اسلام میں اس کے منانے کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں۔

مسلمانوں کے لیے یہی عید کا دن خوشی کا دن ہے اور یہ کیا ہے؟ حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں اور اللہ تو سب کچھ جانتا ہے' یہ صرف لوگوں کے حوصلوں کو بڑھانے کے لیے کہ یہ میرے بندے کیوں جمع ہوتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! مہینہ بھر انھوں نے مزدوری کی ہے۔ راتوں کو جاگ جاگ کر اور دنوں کو فاقہ کر کے انھوں نے تیری مزدوری کی ہے۔ اب یہ اجرت مانگنے آئے ہیں۔ (ترغیب والترھیب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں بھی عیدگاہ میں جائیں اور شریک ہوں۔ اگر کسی عورت کو نماز نہیں بھی پڑھنا تو وہ بھی جائے اور جا کر مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ العیدین) کیونکہ محنت اور مزدوری اس نے بھی کی ہے۔

یہ جو تصور ہمارے ہاں ہے کہ عورت کے لیے عید نہیں۔ میرے بھائیو! اس زمانے کی باتیں ہیں جب حالات بہت خراب تھے' بے دینی کا دور تھا ورنہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا تاکیدی حکم ہے کہ عورتیں عیدگاہ جائیں۔ اگر کسی کو یہ عذر ہو کہ وہ نماز نہیں پڑھے گی' وہ بھی جائے' اگر کسی کے پاس پردے کے لیے کپڑا نہیں تو ایک دوسری کی چادر میں دو' دو۔۔۔

تین تین اکٹھی ہو کر عورتیں جائیں۔ یہ مزدوری مانگنے کا موقع ہے اور مزدوری مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟

طریقہ یہ ہے کہ ہم کہیں کہ یااللہ! ہمارے اکاؤنٹ میں میرا یہ رمضان درج کر لے۔ اللہ! میرے اس مہینے کی محنت کو جو میں نے کی ہے اللہ اسے قبول فرما۔ اللہ ہم جانتے ہیں کہ ثواب تو ہی دے گا۔ دنیا میں جو کچھ خدا دیتا ہے یہ سب کو دیتا ہے۔ کافروں کو بھی مسلمانوں کو بھی۔ کھانے کو' پینے کو۔ سورج ہے' ہوا ہے' پانی ہے' یہ سب نعمتیں اللہ کافروں کو بھی دیتا ہے۔ ان میں اللہ ہماری نیکیوں کی کاٹ نہیں کاٹتا کہ اللہ کہے تو نے روزہ رکھا ہے۔ اور میں نے تجھے پانی دیا' وہ دیا۔ لہذا تیرا ثواب ادا ہو گیا۔۔۔نہ۔۔۔ ایسا ہرگز نہی ہے۔ بلکہ اس کو اس کے کھاتے میں' اس کے اکاؤنٹ میں جمع کر دیتا ہے' تو آج ہم اس کے لیے آئے ہیں۔ یااللہ! ہم نے جتنے روزے رکھے ہیں' جتنی ہم تیری عبادت کر سکتے تھے ہم نے کی۔ اللہ! اسے قبول فرما کے سے ہمارے اکاؤنٹ میں جمع فرما جو تیرے ہاں کھلا ہوا ہے۔

میرے بھائیو! سن لو' دنیا میں بینکوں کا نظام ہے کس آدمی کی رقم جمع ہوتی ہے؟ اسی کی جس کا اکاؤنٹ کھلا ہوا ہو' جس کا اکاؤنٹ وہاں ہو۔ اور جس کا اکاؤنٹ نہ للہ ہے وہ جب تک پہلے اپنا اکاؤنٹ نہ کھلوائے اور جا کر ویسے ہی کہے کہ میری رقم جمع ہو جائے تو وہ دوسرے ہی اڑا لے جائیں گے۔ اس کے کھاتے میں جمع نہیں ہوں گے۔

پیشتر اس کے کہ آپ رمضان کے لیے اس موقع پر دعا کریں آپ کو یہ تو پہلے سے اطمینان کر لینا چاہیے کہ آپ کا کھاتہ بھی وہاں ہے کہ نہیں۔ آپ کا اکاؤنٹ وہاں کھلا ہوا بھی ہے کہ نہیں۔ ایسا تو نہیں کہ وہاں آپ کا اندراج ہی نہ ہوا ہو اور آپ کہیں یااللہ! یہ لے رمضان کے روزے بھی رکھ لیے۔ اس کی تراویح بھی پڑھ لی' آپ مسلمان ہیں' خاندانی مسلمان ہیں' جدی پشتی مسلمان ہیں' کبھی آپ نے فکر کی کہ آپ کا نام وہاں درج ہے کہ نہیں۔ یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ انگریز نے ہمیں کہا تھا جب پاکستان بنایا تھا کہ اس میں اتنے مسلمان رہیں گے اور اسی کے اعتبار سے مردم شماری کرتے ہیں کہ اتنے کروڑ مسلمان پاکستان میں ہیں۔

لیکن میرے بھائیو! یہ رجسٹر وہاں نہیں جائیں گے۔ یہ رجسٹر یہی رہتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں۔ اللہ کے پاس اپنا رجسٹر ہے جس کے تحت مسلمانوں کے نام درج ہیں۔ اس کے رجسٹر میں نام درج ہو تاکہ ہماری نمازیں' ہمارے روزے' ہماری تراویح' ہماری قربانیاں' اللہ کے ہاں ہماری زکوتیں اور ہماری دیگر عبادتیں ان کے اندر درج ہوتی رہیں۔

کہیے! کیا یہ معقول بات ہے یا ویسے ہی بس مولوی کی بات ہے جو اس نے کر دی۔ سوچ کر جواب دیجیے اور سمجھیے۔ آپ کے سامنے وہ باتیں عرض کروں گا جن کو آپ چیلنج نہیں کر سکتے۔ 'ان کو آپ رد نہیں کر سکتے۔ آپ یقین جانیں' یہ دنیا کا جو نظام چلتا ہے اللہ نے اس کو بالکل اپنے انداز پر ہی چلایا ہے۔ جیسے ہم یہاں دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک مزدور مزدوری کرتا ہے' ایک آدمی اپنا بینک میں حساب کھولتا ہے' اللہ تعالیٰ نے بھی بالکل اسی نظام کا مسلمان کو تصور دیا ہے۔

کہ تم جب کوئی کام کرو' کوئی نیکی کرو' کہ میں کسی کا آقا ہوں' اس کا میں مزدور ہوں' اور مجھے اس سے مزدوری لینی ہے۔ اور اگر آپ کے ذہن میں یہ تصور نہیں ہے تو تمھیں بیماری ہے نماز پڑھنے کی' تمھیں عادت ہے روزہ رکھنے کی' تمھیں تہجد پڑھنے کی بیماری ہے۔ کبھی کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ ہمیشہ اللہ سے یہ توقع رکھو' اللہ کے ساتھ یہ معاملہ کرو کہ آپ مزدور ہیں' وہ آقا ہے' دینے والا ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں یہ تصور نہیں تو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

اس لیے غور فرمائیں' نیکی کی تعریف کیا ہے؟ جس عمل سے اللہ راضی ہو وہ نیکی ہے' نماز کوئی نیکی نہیں' روزہ کوئی نیکی نہیں اگر ان سے اللہ راضی نہیں ہوتا۔ سائیکل والے کی سائیکل پنکچر ہو جائے' آپ اس کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ پھر یہ تصور قائم کریں کہ ہم کیوں کام کرتے ہیں؟ اس لیے کہ یہ اللہ کا حکم ہے' آپ کی یہ نیکی اللہ کے ہاں درج ہوگی۔ اللہ آپ کو ثواب دے گا۔ اگر آپ نے راستے میں سے کوئی پتھر ہٹایا اور صرف اس لیے اٹھایا کہ کہیں کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے اور یہ تصور نہیں کہ اچھے کاموں کا بدلہ اللہ دینے والا ہے۔ مجھے شوق سے اچھے کام کرنے چاہئیں۔ جب تک اللہ کی رضا مقصود نہ ہو تو نیکی

کبھی نہ بنے گی۔

آپ کا کیا خیال ہے ؟ بہت سے اچھے کام ہندو نہیں کرتے ؟ عیسائی نہیں کرتے ؟ لیکن قیامت کے دن کیا ہو گا ؟ قران پڑھ کر دیکھیے۔ اللہ صاف کہے گا۔ اُولٰئِكَ لاَ خَلاَقَ لَهُمْ [3:ال عمران:77] تمھارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کوئی نیکی نہیں۔ ہمارے ہاں تمھاری کوئی نیکی نہیں ہے۔ تم نے دنیا میں اگر کوئی اچھا کام کیا تو میں نے دنیا میں ہی اس کا بدلہ چکا دیا۔ یہ گنگا رام ہسپتال ہے۔ خدا نے اس کو بڑی عزت دی' شہرت دی' نام دیا۔ آج تک دنیا اس کو یاد کرتی ہے۔ بدلہ ختم ہو گیا۔ ثواب ختم ہو گیا۔ آخرت میں کچھ نہیں۔ آپ لوگوں کے فائدے کے لیے ٹرسٹ قائم کر دیں' لوگ آپ کو ووٹ دیں گے' لوگ آپ کی عزت کریں گے' لوگ آپ کا احترام کریں گے' لیکن اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہی ہو گا۔ اللہ کے ہاں اجر تب ہو جب معاملہ یہ ہو کہ اللہ! یہ تجھے راضی کرنے کے لیے ہے۔ لوگوں کو راضی کرنے کے لیے نہیں' تجھے راضی کرنے کے لیے ہے کہ تیری مخلوق کو فائدہ پہنچے اور تو نے یہ حکم دیا ہے۔ اس لیے میں یہ کام کرتا ہوں۔ اللہ پھر اجر دے گا۔ یہ نیکی کا تصور ہے۔

ہم کام کرتے ہیں لیکن کسی کا خیال نہیں کرتے' قربانی ہوتی ہے۔ ایک کلرک جو رشوت لیتا ہے' دس ہزار کا ایک بکرا دیتا ہے۔ بظاہر کتنی بڑی رقم ہے اور دوسرے تھوڑی سی رقم خرچ کرتے ہیں۔ اگر محنت کے اعتبار سے بدلہ ملے تو کلرک کو ہی زیادہ ثواب ملنا چاہیے لیکن کیا ہو گا ؟ چونکہ اس کلرک کی نیت نہیں کہ اللہ راضی ہو جائے۔ تو جس نے پچیس سو روپے کا ایک بکرا ذبح کر دیا۔ اس کو تو اللہ اجر دے گا اور جس نے دس ہزار کا بکرا رشوت کے پیسے سے' نمود کے لیے' نمائش کے لیے' دکھلاوے کے لیے قربان کیا خدا اس کو جہنم میں پھینک دے گا۔ نیکی نہیں بلکہ وہ گناہ بن جائے گا۔ وہ ثواب کا کام نہیں' وہ عذاب کا کام بن جائے گا۔

تو میرے بھائیو! اس کو خوب سمجھ لو کہ جوبات میں آپ سے عرض کر رہا ہوں' آپ نے روزے رکھے' آپ نے تراویح پڑھیں لیکن کیا آپ نے یہ تسلی کر لی کہ آپ کا

اکاؤنٹ اللہ کے ہاں کھلا ہے کہ نہیں ؟ آپ کا رجسٹر وہاں موجود ہے ؟ اور آپ کا ریکارڈ اللہ کے ہاں کھلا ہے کہ نہیں۔ اور آپ کا جو نیکیوں کا ریکارڈ ہے اس میں ہر نیکی درج ہوتی جا رہی ہے کہ نہیں ؟ میرے خیال میں کبھی کسی نے یہ نہیں سوچا۔

سن لیجیے! جس آدمی نے کلمہ نہیں پڑھا اور نماز نہیں پڑھتا' خدا کے ہاں اس کا کھاتا سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ خوب سن لیجیے گا' جو کلمہ پڑھ کر نماز نہ پڑھے اور نماز بھی کسی پیر کے طریقے کی نہیں' کسی امام کے طریقے کی نہیں' کسی فقیہ کے طریقے کی نہیں' بلکہ اس طریقے کی جو طریقہ اللہ کے نبی ﷺ نے سکھایا۔ جو اس طریقے کی نماز پڑھے گا اس کا کھاتا وہاں کھلے گا' ورنہ کھاتہ کبھی نہیں کھلتا۔ آپ ہزاروں خرچ کر دیں۔ آپ جتنی چاہی قربانیاں کر دیں۔

فرض کر لیجیے گا آپ نے روزے رکھ لیے' نماز نہیں پڑھی' آپ نے قربانی کر دی' نماز نہیں پڑھی تو اللہ آپ سے کافروں جیسا ہی Treatment (سلوک) کرے گا۔ آپ کو دنیا میں ہی اس کا بدلہ دے گا آخرت میں آپ کو اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ کیوں ؟ وہاں اجر کے لیے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نماز ہو۔

ترمذی شریف صحاح ستہ میں شامل حدیث کی کتاب ہے۔ موطا امام مالک سب سے پہلی ہے۔ یہ کتاب حدیث کی ٹاپ کی کتاب ہے۔ ان کو دیکھ لیں وہاں آپ کو یہ حدیث نظر آئے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بندے کی نیکیاں خدا کے سامنے پیش ہوں گی۔ اعمال پیش ہوں گے' سب سے پہلے خدا نماز کو دیکھے گا' اگر سرے سے پڑھی ہی نہیں' تب بھی صاف اور اگر وہ فیل ہو جاتا ہے تو جتنے باقی اعمال ہیں' زکوۃ' روزہ خدا سب پر لکیر کھینچ دیتا ہے۔ یہ سب ختم۔۔۔ کوئی ثواب نہیں ہے۔ (صحیح ترمذی ابوا ب الصلوة باب ما جاء ان اول ما یحاسب به العبد)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا اور فرمایا جا کر لوگوں کو دین سکھانا' اور بتا دو اگر تم شروع سے ہی نماز پڑھنے لگ گئے' کلمہ توحید کو نہ سمجھا تو کوئی فائدہ نہیں۔ توحید یہ ایمان لانے کے لیے کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔ فرمایا فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا

لِذٰلِكَ اگر وہ یہ چیز تسلیم کر لیں، پھر ان سے کہنا کہ اللہ نے تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ اگر وہ پانچ نمازوں کو تسلیم کر لیں تو پھر باقی احکام ان کو بتانا۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب لا تاخذکم اموال الناس فی الصدقۃ)

میرے بھائیو! یہ تو ہے اصل حقیقت جو ہمیں مسلمان بنا سکتی ہے۔ لیکن آج کے اس ملاں اور مولوی کا سبق کیا ہے؟ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔۔۔ چھٹی۔۔۔ تو سنی فورس کا ممبر بن، یہ دو آنے کا چندہ دے کر نام درج کرالے۔ وہ ممبر بن جائے گا۔ یا فلاں جماعت کا ممبر بن جائے گا۔ وہ دو آنے کا چندہ دے کر ممبر بن جائے گا۔ وہ اب اس کا ممبر ہے۔ اسلام خدا کے لیے ایسا مذہب نہیں ہے۔

اسلام ایسا نہیں کہ کوئی خاندانی ہو، قومی ہو، اسلام اصولوں کا نام ہے۔ اگر وہ اصول ہیں تو اسلام ہے اور اگر وہ اصول نہیں تو اسلام نہیں۔ میں نے پچھلے جمعہ میں بھی یہ بات عرض کی تھی آج پھر عرض کر رہا ہوں۔ کیونکہ بہت سے نئے دوست ہیں۔ خوب سمجھ لیں راجپوت ہیں، جاٹ ہیں، ارائیں ہیں، یہ قومیں ہیں۔ ان کے اپنے اپنے پیشے ابتدائی طور پر ہوں گے۔ راجپوت جنگجو لوگ تھے، ارائیں زمیندارہ کرنے والے تھے لیکن آج اگر کوئی ارائیں میڈیکل سٹور کھول لے تو کوئی ایسا نہیں کہہ سکتا کہ آپ ارائیں نہیں رہے۔ کیونکہ تیرا یہ پیشہ بدل گیا ہے۔ آج اگر کوئی ارائیں کپڑے کا کاروبار شروع کر دے آپ اس کو نہیں کہہ سکتے کہ اب تو ارائیں نہیں کیونکہ تو نے کپڑے کا بزنس شروع کر دیا ہے۔ آج اگر کوئی راجپوت دفتر میں کلرکی شروع کرے تو اسے نہیں کہہ سکتے کہ اب تو راجپوت نہیں رہا۔ تیرا پیشہ جنگ کرنا تھا، لڑائی کرنا تھا تو راجپوت نہیں رہا۔ راجپوت کوئی کام کرے وہ راجپوت ہی ہے۔ جاٹ کوئی کام کرے وہ جاٹ ہی ہے۔ ارائیں کوئی کام وہ ارائیں ہی ہے۔ لیکن مسلمان وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مانتا ہے۔

یہ کوئی قوم نہیں، یہ جو پیشے سے جیسے کچھ تبدیلی نہیں آتی یہاں بھی کوئی تبدیلی نہ

آئے۔ اب ہمارے ہاں کیا ہے؟ بے نماز' وہ بھی مسلمان' عقیدے کا گندہ' مشرک' بدعتی وہ بھی مسلمان۔ روزے نہ رکھے' وہ بھی مسلمان۔ ہمارا معیار کیا ہے؟ ختنہ' اگر ختنہ ہے تو مسلمان۔ باقی اگرچہ کچھ بھی نہ ہو۔

میرے بھائیو! یہ اسلام ہے یا مذاق ہے؟ آپ اس سے اندازہ کرلیں۔ میں یہ باتیں صرف بات سے بات نکال کر نہیں کر رہا۔ بس آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ ہم اخبار پڑھتے ہیں' مطالعہ کرتے ہیں' مسلمانوں کے ملک ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ دیانت داری سے بتائیں کوئی آج کا مسلمان ملک ایسا ہے جو آزاد ہو' سعودی عرب' امریکہ کا غلام' امریکہ کے اشاروں پر چلنے والا' وہ ہزار نیک کام کرنا چاہتے ہوں گے۔ اب اگر امریکہ اجازت نہ دے تو وہ کبھی نہیں کر سکتے۔ پاکستان کو دیکھ لو' ہم دھوکے میں ہیں کہ ہم آزاد ہیں۔ خدا کی قسم ہم غلام در غلام ہیں۔ ہم آزاد نہیں ہیں' کوئی دنیا کا ملک جس کو مسلمانوں کا ملک کہتے ہیں وہ آزاد نہیں ہے۔ وہ سب غلام در غلام ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔

اور مسلمان کون ہوتا ہے؟ جس کے اصول میں نے آپ کو بتائے ہیں۔ جب تک اصول سیدھے نہیں ہوتے' ہم عزت نہیں پا سکتے۔ مسلمان ایٹم ہم بنالیں' یہ پومٹ ہم بنا لیں' یہ ہائیڈروجن ہم بنالیں۔ یہ غلام ہی رہیں گے یہ ذلیل ہی ہو کر رہیں گے اور کسی کے ساتھ خدا کا کوئی سودا نہیں' کوئی معاہدہ نہیں۔ اس مسلمان کے ساتھ خدا کا معاہدہ ہے۔ اگر یہ خدا سے باغی ہو کر کہے کہ میں ترقی کروں تو اللہ کہتا ہے کہ میں تجھے کبھی نہیں کرنے دوں گا۔ چائنہ کر سکتا ہے' امریکہ کر سکتا ہے' روس کر سکتا ہے لیکن اے مسلمان! تو مجھ سے باغی ہو کر کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔

ہمارے بچے انگلینڈ جاتے ہیں۔ امریکہ جاتے ہیں' وہاں سے میمیں لے کر آتے ہیں' کسی اور ملک کا وہاں کوئی جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی ایجاد کر کے آتا ہے ہمارے بچے برباد ہو کر آتے ہیں اور دوسری قوموں کے جاتے ہیں تو ملک کے لیے کچھ نہ کچھ کر کے آتے ہیں۔ یہ سزا کس چیز کی ہے؟ یہ خدا کی طرف سے سزا ہے۔ اس لیے کہ ہم خدا کے غدار ہیں۔

یہ موقع ہے اللہ نے ہمیں جمع کیا ہے۔ میں نے بنیادی طور پر آپ کی توجہ دلائی

ہے کہ مولویوں کی ان باتوں پر بالکل نہ رہیں۔ سبحان اللہ کہنے کا اتنا ثواب ہے' الحمد للہ کہنے کا اتنا ثواب ہے۔ یہ جیسے تبلیغی جماعت والے فضائل بیان کرتے رہتے ہیں۔

یہ افیون ہے جو مسلمانوں کو سلا رہی ہے۔ مسلمانوں کو تھپکا دے رہی ہے۔ ثواب کب ملتا ہے؟ جب اللہ راضی ہو جائے' اگر اللہ راضی نہ ہو' تو کوئی ثواب نہیں ملتا اور اللہ کب راضی ہوتا ہے؟ جب خدا کے ساتھ Contact (رابطہ' معاہدہ) صحیح ہو۔ خدا کے ساتھ جو معاہدہ ہے وہ ٹھیک ہو۔ اور پھر خدا بھی لگی لپٹی کے بغیر کہتا ہے اُوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ تم میرا عہد پورا کرو' میں تمھارے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کروں گا۔ دیکھو قرآن کے لفظ اُوْفُوْا بِعَهْدِیْ تم میرے عہد کو پورا کرو' اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ میں تمھارے کو پورا کروں گا۔ اور اگر تم نے مجھ سے غداری کی تو پھر یاد رکھو کہ اِنْ یَّخْذُلْكُمْ اگر خدا تم کو دھکا دے کر چھوڑ دے فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهٖ [3:ال عمران :160] پھر کوئی تمھاری مدد نہیں کر سکتا۔ خواہ امریکہ چاہے خواہ روس چاہے۔

مسلمان قوم کے زندہ ہونے کا یہی طریقہ ہے کہ مسلمان مسلمان ہو جائیں اور مسلمان ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ وہی طریقہ جو محمد ﷺ نے سکھایا تھا۔ سب سے پہلے توحید کسے کہتے ہیں؟ ہمارا آج کل کا یہ جاہل مسلمان' یہ بھولا بھالا مسلمان' بے وقوف مسلمان کیا کہتا ہے؟ بس مزار پر جا کر سجدہ نہ کرو۔ پھر توحید ہی توحید ہے۔

میرے بھائیو! توحید کے معنی کیا ہیں؟ توحید کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ یہ زمین کس کی ہے؟ یہ آسمان کس کا ہے؟ یہ سورج' یہ چاند' یہ ستارے' یہ خلا' یہ سارا نظام کس کا ہے؟ میں کس کے نظام کا ایک فرد ہوں؟ اور اس کا قانون چلنا چاہیے۔ اگر آپ خدا کے قانون کو' اس دنیا میں نہیں چلاتے' اگر خدا کے دین کو اپنے اوپر نافذ نہیں کرتے' تو آپ ایک خدا کو نہیں مانتے۔ آپ دو کو مانتے ہیں۔

اور ہمارا آج کا مسلمان رسمی طور پر کہتا ہے کہ الٰہ خدا ہے' رب ہے لیکن قانون

کس کا؟ قانون انگریز کا۔ یہ توحید ہے ؟اور جس کا نظریہ یہ ہے۔ خدا کی قسم اس کی توحید صحیح نہیں ہے۔ قرآن پڑھ کر دیکھیے' سب سے آخری سورت اور چھوٹی سی سورت الناس پڑھیں۔۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وہ رب الناس ہے۔ رب کسے کہتے ہیں ؟جو پیدا بھی کرے جو کھلائے بھی۔ مَلِكِ النَّاسِ وہ لوگوں کا بادشاہ ہے۔ اب خدا کیسا بادشاہ ہے ؟ ہم کہتے ہیں کہ اللہ بادشاہ تو تو ہی ہے مگر قانون تیرا نہیں چلے گا۔ دیانت داری سے بتایئے! وہ بادشاہ ہوتا ہے ؟ اللہ نے پہلے رب منوایا۔ پھر بادشاہ منوایا اس کے بعد اِلٰهِ النَّاسِ [الناس:114: 1-3]۔۔۔۔ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ پھر آتا ہے۔

ہم رب کو مانتے ہیں کہ رب ہے۔ پیدا اس نے کیا ہے' روزی وہی دیتا ہے' سب کچھ وہی دیتا ہے۔ لیکن وہ بادشاہ نہیں ہے۔ اگر وہ واحد اور یکتا بادشاہ نہیں ' اگر اس کا قانون اس سے نہیں چلتا۔ اگر ہمارے ملک میں اسلام نہیں آتا تو نہ آئے لیکن اگر تو مسلمان بننا چاہتا ہے تو تیرے گھر میں تو آئے۔ اور اگر اے ظالم مسلمان! تیرے گھر میں بھی اسلام نہیں آتا تو تو منافق ہے' مکار ہے۔

اور سیاسی لوگوں کو خواہ کوئی جماعت ہی کیوں نہ ہو' جماعت اسلامی ہو یا کوئی اور ہو۔ جانچنا ہو کہ یہ کیسا ہے ؟ اس سے جانچ لو۔ اور اگر وہ نام اسلام کا لیتا ہے لیکن اس کی بیوی لیڈی ہملٹن ہے اور اس کی لڑکی مس ہے۔ اور وہ کہے کہ ملک میں اسلام آجائے تو وہ منافق ہے مکار بھی ہے اور جھوٹا ہے۔

اور میرے بھائیو! کبھی نجات نہیں ہوگی جب تک آپ اللہ کو ایک نہ مانیں گے۔ ایک کیا ؟ ایک بادشاہ۔ صرف اور صرف اس کا قانون چلے اور کسی کا قانون نہ چلے۔ یہ توحید ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو توحید نہیں ہے۔ توحید نہیں تو نماز نہیں' نماز نہیں تو کوئی عمل نہیں۔ کہیے! کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بات غلط ہے ؟ آپ میں سے کوئی ہے جو انکار کرے کہ خدا بادشاہ نہیں ہے۔ کوئی کٹر سے کٹر دھریہ ہی کیوں نہ ہو وہ بھی اس کائنات کو دیکھ کر کہے گا کہ خدا بادشاہ ہے۔

پھر اس عقل والے سے پوچھو کہ بادشاہ بغیر قانون کے بھی کبھی ہوتا ہے ؟ خدا کہتا ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ [6:الانعام:57] وَ لاَ یُشْرِكُ فِیُ حُکْمِہٖ اَحَدًا [18:الکھف:26] خدا ایسا بادشاہ ہے کہ اپنے حکم میں کسی نبی کو شریک کرتا ہے اور نہ ہی کسی اور کو۔ دیکھ لو محمد ﷺ جیسا۔ خدا کی مخلوق میں سے سب سے اونچا درجہ ان کا ہے۔ لیکن کیا ہوا ایک بیوی کے پاس بیٹھ کر شہد کھالیا۔ سوکنیں تھیں۔ دوسری بیویوں کو بالکل کھٹکی، اچھی نہ لگی۔ دو نے مشورہ کیا کہ جب تیرے پاس آئیں تو آپ بھی کہنا کہ آپ کے منہ سے بو آرہی ہے اور میں بھی کہوں گی۔ حضور ﷺ جب زینب کے گھر سے شہد کھا کر نکلے، ایک بیوی کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ کے منہ سے بو آرہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تو کچھ نہیں کھایا۔ بس شہید ہی کھایا ہے۔ ذہن میں یہ کہ شاید اس کو مغالطہ لگ گیا ہو۔ دوسری کے پاس گئے، اس نے بھی یہی کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے منہ سے بو آرہی ہے۔ اور بو والی چیز سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ نے قسم کھالی، قیاس لگا کر کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آئندہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر باب سورۃ التحریم)

دیانت داری سے بتایئے! حضور ﷺ اس شہد کو جو اللہ نے حلال کیا ہے اس غرض سے قسم کھا کر ترک کر رہے ہیں کہ اس میں بدبو کا شبہ پڑ گیا۔ کیا آپ سگریٹ کو جائز قرار دے سکتے ہیں کہ جس سے بدبو آتی ہے۔ بتائیں کہ سگریٹ سے خوشبو آتی ہے یا بدبو آتی ہے۔ جب شہد میں مغافیر کا شبہ ہو سکتا ہے کیونکہ شہد مکھیاں تیار کرتی ہیں اور قسم قسم کا جوس مختلف پھلوں سے کشید کر کے لاتی ہیں، کبھی گوند پر بیٹھ جاتی اور کبھی مغافیر پر جو ایک قسم کی گندگی ہے اس کا جوہر نکال لیتی ہیں۔ اور اس وجہ سے شہد میں سے اگر ہلکی سی بو آنے لگ جائے تو حضور ﷺ کا قیاس دیکھیں اتنی سے بدبو کو محسوس کر کے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ تم سگریٹ کو حلال کرتے ہو کیا اس سے خوشبو آتی ہے ؟

خدا کے لیے مسلمان ہو جاؤ۔ نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔

آپ سے ایک بیوی نے کہا' دوسری نے کہا' آپ نے قسم کھالی اور قسم کا مسئلہ بھی یہ ہے کہ اگر آپ یہ کہہ دیں گے کہ آئندہ فلاں چیز نہیں کھاؤں گا اور حلال ہے۔ اس قسم کے معنی ہیں کہ آپ نے خود پر اس کو حرام کر لیا ہے۔ قسم کھا کر کسی چیز کو کھانے سے رک جانا اس کے معنی ہیں کہ آپ نے اس کو خود پر حرام کر لیا۔ اب اس کی سزا کیا ہے؟ وہی جو قسم کھا کر کفارے کی سزا ہے۔ وہی اس کی سزا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے قسم کھالی شہد حرام کر لیا۔ ۲۹ویں پارے کی آخری سورت کی پہلی آیتیں فوراً نازل ہوئیں۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جس کو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے۔ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ تو بیویوں کی خوشنودی چاہتا ہے۔ اب انداز دیکھو! خدا کا نبی ہے' سب سے اونچا نبی ہے۔ مخلوق میں سے ان کا درجہ سب سے زیادہ بلند ہے۔ لیکن کیا کیا؟ ایک حلال چیز کو حرام کر لیا تو اللہ نے فرمایا: تو کون ہے حرام کرنے والا؟ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ [66:التحریم: 1-2] اب قسم کا کفارہ دے اور شہد کھا۔ حضور ﷺ نے فوراً قسم کو توڑا' قسم کا کفارہ دیا اور شہد کھایا۔

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ خدا کو بادشاہ مانتے تھے۔ آپ موحد تھے' حضور ﷺ توحید والے تھے' ہم مشرک' ہم خدا کو مانتے ہیں لیکن بادشاہ نہیں مانتے۔ اس کا فرمان ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ جو مرضی خدا کہتا رہے لیکن بادشاہ وہ سچا ہے۔

یاد رکھو۔ اسی لیے قرآن مشرک کو زانی سے تشبیہ دیتا ہے۔ مرد ہو یا عورت۔ اب دیکھو بیوی جب آوارہ ہو جاتی ہے خاوند خاوند کرتی رہے' ارد گرد پھرتی رہے گی۔ بیٹا آوارہ ہو جائے' والد صاحب والد صاحب کرتا رہے لیکن آوارہ بدمعاش ہوتا ہے اور ہم مسلمان کیسے ہیں؟ اللہ' اللہ' اللہ کرتے رہیں گے۔ خدا کو بادشاہ کہتے رہیں گے لیکن خدا کی بات کبھی نہیں مانیں گے۔

میرے بھائیو! جب یہ توحید نہیں' کھری بات سن لو' کوئی نماز نہیں' کوئی روزہ نہیں' کوئی حج نہیں' کوئی زکوٰۃ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان جوتے کھا رہا ہے۔ انگریزوں کے بھی اور کمیونسٹوں کے بھی۔ یہ قرآن ہے جو میں آپ کو سنا رہا ہوں۔ یہ قصے کہانیاں نہیں ہیں۔ میں آپ کو انتہائی مدلل طریقے سے سمجھا رہا ہوں اور اگر کسی کو کوئی شک ہو تو بعد میں مجھ سے بات کر سکتا ہے۔ میں جو آپ سے عرض کرتا ہوں اس کا جواب نہیں ہے۔ یہ بات اس قسم کی پکی اور پختہ ہے کہ جس کا کوئی توڑ نہیں ہو سکتا۔

تو میرے بھائیو! اگر اللہ کے ہاں اپنا نام درج کروانا ہے تاکہ آپ کی نمازیں قبول ہوں' آپ کی نیکیاں قبول ہوں' اور نام کب درج ہوگا؟ جب آپ کی توحید درست ہوگی کہ ساری کائنات کا واحد' یکتا' اور ایک ہی بادشاہ خدا ہی ہے اور پھر بات بھی اس کی مانی جائے۔ خدا کو ایک ماننے کے معنی یہ ہیں کہ خدا اکیلا بادشاہ ہے' کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ یہ توحید ہے۔ اگر توحید درست ہے تو پھر نماز قبول ہوتی ہے۔ اگر نماز قبول ہو تو پھر روزہ قبول ہوتا ہے۔ اگر توحید ہی نہ ہو تو نماز نہیں' اگر نماز نہیں تو روزہ نہیں' حج نہیں' زکوٰۃ نہیں' کچھ بھی نہیں۔

پھر آپ نے یہ کرشمہ دکھایا کہ مسلمان موحد تھے جن کا اسلام اللہ کو قبول تھا۔ وہ زکوٰۃ دیتے تھے' کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں تھا۔ مسلمان جب زکوٰۃ نکالتے تھے کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ہوتا تھا۔ اس زکوٰۃ نے غربت کو ملک سے نکال دیا تھا۔ سارے خوشحال تھے' کوئی زکوٰۃ قبول کرنے والا نہیں تھا۔ لیکن ہماری زکوٰۃ ایسی ہے کہ اگر کوئی دم والا ہو' جان والا ہو' دو سال وہ ہماری زکوٰۃ کھائے گا کسی کام کا نہیں رہے گا۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ ہم کسی کو پیسے دیں' کسی کو صدقہ فطر دیں۔ کچھ دن ہوئے ہمارے پاس ایک آدمی آیا۔ جی! کیسے آئے؟ کہنے لگا آپ ہمیشہ میری کچھ امداد کرتے ہیں' میں نے کہا ہم ہمیشہ تو امداد نہیں کرتے' ہم تو صرف سال دو سال دیکھتے ہیں۔ اگر تو تجھے یہ صدقہ کھڑا کرے تو ٹھیک اگر تو مزید بیٹھتا جائے تو بالکل چھٹی۔ پھر ہم کوئی پیسہ نہیں دیا کرتے۔

ہمارا یہ کیا حساب ہے؟ اللہ اکبر! پرانے لوگ بڑے سمجھ والے تھے۔ ہمارے

علاقے کے مولانا عبدالجبار صاحب تھے وہ حکیم بھی تھے۔ میں وہاں لاہور رہا کرتا تھا۔ ایک آدمی بے چارہ بڑا غریب تھا۔ میں بھی وہاں دفتر میں ملازمت کرتا تھا۔ کوئی تھوڑی بہت امداد کردیتا اور لوگ بھی کرتے۔ میں پانچ چھ سال بعد اس کے پاس گیا اور میں نے جا کر ان سے کہا: اس بے چارے کی حالت تو بہت کمزور ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اس کو زکوٰۃ ہضم ہونے لگ گئی ہے۔ اب یہ کبھی تندرست نہیں ہوگا۔

میرے بھائیو! مسلمانوں کی زکوٰۃ نکلے جو کھائے وہ پاؤں پر کھڑا ہو جائے' اس میں طاقت آجائے' اس میں جان آجائے۔ اور ہمارے منافقوں کی اگر کوئی زکوٰۃ کھائے تو وہ مرتا ہی چلا جائے گا۔

خدا کے لیے مسلمان ہو جاؤ۔ آپ کو بیانگ دہل یہ بات کہتا ہوں کہ آپ مسلمان نہیں' مسلمان نہیں۔ یوسف علیہ السلام (ایسے آدمی کو تو مسلمان ہونے کی اتنی فکر ہے' ہر آن اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے۔ اب میں بوڑھا ہو گیا۔ اب تک تو اللہ کا حکم مانتا رہا' اب اگر ایک دو حکموں کی نافرمانی ہو گئی تو گیا۔ سارا معاملہ برباد ہو گیا۔ میں آخر میں) یوسف علیہ السلام کو اللہ نے مصر میں بادشاہت دے دی۔ کہنے لگے رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ اللہ تو نے بادشاہی بھی دی ہے۔ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ تو نے علم بھی دیا۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا [12: یوسف: 101] یا اللہ! مجھے مسلمان کر کے مارنا۔ یہ یوسف علیہ السلام بڑھاپے میں دعا کر رہے ہیں اور ہمارے ہاں تو پکا مسلمان رجسٹرڈ مسلمان کہے گا۔ میرے اسلام میں کبھی لغزش آئی ہی نہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

ہم آج یہاں آئے ہیں' تو اللہ ہم نے بھی روزہ رکھا ہے' تراویح پڑھی ہیں' جو عبادتیں کی ہیں۔ اللہ اس کو قبول فرمائے۔ لیکن میں عرض کروں' امید کی کوئی بات نہیں

ہے۔ جب تک آدمی زندہ ہے امید باقی ہے اور جب فرشتہ چڑھ جائے' جان نکالنے کے لیے تو پھر امید ختم' پھر امید ختم۔ پھر لاکھوں دعائیں کرو یا اس کے لیے لاکھوں قرآن بخشیں کچھ فائدہ نہیں۔

عبداللہ بن ابی مر گیا۔ حضور ﷺ جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ نے روکا۔ حضور ﷺ کہنے لگے کہ اللہ نے منع نہیں کیا۔ میں ستر سے زیادہ مرتبہ دعا کروں گا۔ جنازہ پڑھادیا۔ لیکن کیا بخشش ہو گئی۔ وہی دوزخ کے کھاتے میں گیا اور اس کے بعد پھر اللہ نے نبی کو تنبیہ کی۔ یہ قرآن ہے۔ وَ لاَ تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا اے نبی! اس قسم کا جو آدمی مر جائے' نفلی نمازیں پڑھنے والا' نفلی کلمے پڑھنے والا وَ لاَ تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا کبھی ایسے کی نماز نہ پڑھنا وَ لاَ تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ [9:التوبة:84] اس کی قبر پر جا کر کھڑے بھی نہ ہونا۔

جن کو اللہ نے ہدایت دی میرے پاس بیٹھتے ہیں' اٹھتے ہیں' آتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کا والد فوت ہو گیا اور اس کا والد معیاری نہیں تھا کہ اللہ اس سے راضی ہو۔ میں اس سے دو ٹوک کہتا ہوں کہ باپ کے لیے دعا نہ کرنا۔ ورنہ خدا تجھ سے بھی ناراض ہو جائے گا۔ تو یہ مرنے والا مر گیا۔ باپ کے لیے اب دعا نہ کرنا۔

ابراہیم علیہ السلام باپ کے لیے دعا کرتے تھے۔ باپ کسی دوسرے علاقے میں مر گیا۔ اللہ نے کہا۔ اے ابراہیم وہ میرا دشمن تھا' وہ مرا تو دعا کرتا ہے۔ فوراً کہا میری توبہ! یا اللہ! میں آئندہ کبھی دعا نہیں کروں گا۔

میرے بھائیو! دعا کرو' اس کے لیے جس کے بارے میں گمان غالب یہ ہو کہ اللہ اس سے راضی ہے۔ ویسے ہر بندہ گنہگار ہے۔ ان گناہوں سے خدا ناراض نہیں ہوتا۔ یہ معمولی بشری تقاضے سے ہو جاتے ہیں۔

جیسے آپ اپنے بچے کو عاق کرنے پر کب آمادہ ہوتے ہیں؟ جب آپ دیکھ لیں کہ کام حد سے گزر گیا ہے۔ ویسے بچے شرارتیں کرتے ہیں آپ ناراض بھی ہوتے ہیں' آپ

ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتے ہیں۔ آپ پیار بھی کرتے ہیں' پھر اس کو چہ کہتے ہیں۔ اللہ بھی اپنے بندے کے ساتھ اسی طرح سے محبت کرتا ہے۔ جیسے پیار باپ پیاری اولاد کے ساتھ کرتا ہے اور خدا اس کو کب دور کرتا ہے ؟ جیسا کہ جب باپ اپنے بیٹے کو عاق کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

لیکن میرے بھائیو! اگر توحید ٹھیک نہیں' تو بالکل ختم' نماز ٹھیک نہیں تو بالکل کام ختم۔ اب آپ یہ نہ کہیں کہ میں باتیں بہت سخت کر رہا ہوں' خدا جانتا ہے یہ سخت بھی ہیں۔ یہ بالکل درست بھی ہیں' جیسے ہونی چاہیے' جیسے قرآن و حدیث کے اندر ہیں۔ میں ویسے ہی یہ باتیں عرض کر رہا ہوں۔

اگر آپ ان کو سن کر' سمجھ کر' ان پر آمادہ ہو جائیں اور عمل کرنے لگ جائیں' آپ کی بھی آخرت درست ہو جائے گی اور میری بھی کمائی ہو جائے گی اور آپ کہیں' نہیں سارے مولوی ہی یوں کہتے ہیں اور یہ اکیلا کہاں سے آیا ہے ؟ پھر چلتے رہیں' وہاں چل کر پتہ چل جائے گا۔ مولویوں کو بھی پتہ چل جائے گا اس لیے خوب توجہ کے ساتھ سن لیں۔ اب ہم دعا کریں گے۔ اگر آپ نے کچھ نہیں کیا۔ رسمی طور پر آئے ہیں۔ اب بھی حقیقت سمجھیں اور عزم کریں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

اللہ پوچھتا ہے اے میرے فرشتو! میرے یہ بندے کیوں جمع ہوئے ہیں۔ یا اللہ! تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں' یا اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہماری نیکیوں کو قائم کر دے۔ اس قابل کر دے اور ان کا اجر لکھ دے۔ خدا کہتا ہے' اچھا تم گواہ رہو جو اس غرض سے آئے ہیں' اس نیت سے آئے ہیں' ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ اور ان کی نیکیوں کو قائم رکھتا ہوں۔ ان کا ریکارڈ پورا اور درست رکھتا ہوں۔ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! بعض تو ویسے ہی آ گئے تھے۔ اللہ کہتا ہے اب بھی اگر وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو میں پھر بھی ان کو معاف کر دوں گا۔ (الترغیب و الترهیب)

لہٰذا آپ سوچ لیں اگر تو یہ باتیں جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں آپ کی سمجھ

میں آگئی ہیں تو پھر آپ بھی تیار ہو جائیں اور آئندہ کے لیے عزم کریں کہ آپ اپنے اسلام کو درست کریں گے۔ اسلام کو درست کرنے کے معانی کیا ہیں ؟ پہلے توحید' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ وغیرہ پھر بعد میں سب کچھ۔

اب آپ گھروں کو واپس جاتے ہوئے راستہ تبدیل کر کے جائیں۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ـــــ

خطبہ نمبر93

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ٥ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى٥ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٥ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ٥ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ٥ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى[87:الاعلیٰ :14-19]

رمضان شریف ختم ہو چکا ہے۔ یہ روزے مسلمانوں کو پاک کرنے کے لیے آتے ہیں تاکہ روزے رکھنے سے مسلمانوں کا تزکیہ نفس ہو جائے۔ یہ جتنے بھی فرائض ہیں ان سب کا مقصد بھی یہی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جب نماز پڑھتا ہے تو اپنے گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میں نے ایسا گناہ کر لیا ہے کہ آپ مجھ پر حد جاری کریں۔ آپ نے سن تو لیا لیکن اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ جماعت ہوئی تو پھر آپ نے اس آدمی کو بلایا اور فرمایا: کیا تو نے

ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟اس نے کہاں ہاں یارسول اللہ ﷺ! میں نے نماز پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا:اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ[11:هود:114]یہ سورہ ھود کی آیت ہے۔ یہ نازل ہوئی اور آپ نے اسے پڑھ کر سنائی اور فرمایا: نیکیوں کی عام یہ خصلت ہے کہ نیکی گناہ کو لے جاتی ہے۔ گناہوں کو صاف کر دیتی ہے۔ اور خاص طور پر نماز جو ہے' وضو سے صغیرہ گناہ صاف ہو جاتے ہیں۔ اگر نماز قبول ہو جائے تو کبیرہ گناہ صاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ روزہ ہے' روزہ کی غرض وغایت بھی یہی ہے کہ روزہ رکھ لینے کے بعد ایک مسلمان پاک صاف ہو جاتا ہے۔ متقی پرہیزگار ہو جاتا ہے۔ یہی خاصیت حج کی ہے اور یہی خاصیت زکوٰۃ کی ہے۔ بشرطیکہ یہ چیزیں قبول ہو جائیں۔

تو اس لیے قرآن مجید نے اعلان کیا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کامیاب ہوا گیا جو پاک صاف ہو گیا۔ جو پاک صاف نہیں وہ پاس بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہم اس دنیا میں کیوں آئے ہیں؟ اس دنیا سے جانے کے لیے ہم اس دنیا میں آئے ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ اس دنیا میں رہنے کے لیے ہم اس دنیا میں آئے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقصد کے تحت اس دنیا میں بھیجا ہے کہ ہم اس میں آکر کچھ کریں۔ اس کے بعد اللہ ہمیں لے جائے اور وہ دیکھے کہ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا [67:الملك:2] کہ تم نے اس دنیا میں آکر کیا کیا ہے۔

ہم اس دنیا میں اس لیے آئے ہیں کہ اللہ دیکھے کہ اس دنیا میں آکر اپنی مرضی چلائی ہے یا کہ میرا حکم مانا ہے۔ میرے حکم کے ماتحت پاکبازی کی' تقویٰ کی زندگی گزاری ہے۔

تو یاد رکھیے! اس اسلام کا جس کو ایک مردہ لاش کی طرح سے ہم اٹھائے پھر رہے ہیں۔ اس اسلام کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا سے جائیں تو ہماری آخرت ٹھیک ہو ہم اس دنیا سے اتنی کمائی کر کے لے جائیں کہ ہم وہاں جا کر پاس ہو جائیں اور ہمیں ابدی اور دائمی زندگی بہتر نصیب ہو جائے۔ اگر یہ مقصد پورا نہ ہوا تو پھر وہ انسان فیل ہے۔ وہ ناکام ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ کے معنی یہ ہوں گے کہ پاس ہو گیا جو پاک صاف ہو گیا۔ اور دوسری جگہ فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کامیاب مومن ہیں۔ اور مومن کون ہوتے ہیں؟ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ[23:المؤمنون:1-2] جو نمازیں خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ پاک صاف وہ ہو جاتا ہے جس آدمی کا ایمان درست ہو' اور ایمان کے ساتھ اس کی نماز ٹھیک ہوتی ہے۔ دیکھیے ایمان سے اعمال درست ہوتے ہیں اور اعمال جب درست ہوتے ہیں تو ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن دیکھ لیں ہم اندازہ کر ہی رہے ہیں کہ ہم سب کچھ کر لینے کے باوجود ہم حج کر لیں' ہم روزے رکھ لیں' ہم نمازیں پڑھ لیں پانچ کی بجائے پچیس نمازیں پڑھ لیں ہمارا معاملہ ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے۔ ہمیں کچھ فکر ہونی کرنی چاہیے کہ آخر وجہ ہے اس کی کیا ہے؟

تو اس لیے ان چیزوں کو آپ توجہ کے ساتھ سنیں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کریں اور کوئی قطعی اور صحیح فیصلہ کریں۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو آپ کو فکر ہونی چاہیے کہ ہم فیل نہ ہو جائیں بلکہ ہم پاس ہو جائیں۔ ایسے طریقے معلوم کرنے چاہئیں کہ جن سے آپ پاس ہو جائیں۔ وہ تیاری کرنی چاہیے کہ جس سے آپ کو پاس مارکس مل جائیں۔ جس سے آپ کو پاس ہونے والے نمبر مل جائیں اور اگر آپ میں یہ بھوک نہیں' آپ میں یہ تڑپ نہیں' آپ کو اس کی تلاش نہیں' تو آپ سمجھیں کہ آپ کا اسلام مردہ ہے' آپ کو کوئی پتہ نہیں کہ اسلام کیا چیز ہے؟ اور آپ مسلمان کس قسم کے ہیں۔

اگر آپ میں یہ بیداری ہے' اگر آپ میں یہ شعور ہے' اگر آپ میں اس کا احساس ہے کہ اللہ کرے میں پاس ہو جاؤں تو سمجھ لینا کہ آپ کا ایمان زندہ ہے' اور اگر آپ کو یہ سرے سے احساس اور فکر ہی یہی ہے کہ میری دنیا کی زندگی اچھی ہو جائے' میرا کیریئر بن جائے' میری یہ شان بن جائے' تو پھر آپ خواہ سید ہوں' آپ پٹھان ہوں' آپ مولوی ہوں' یا مولوی کے بیٹے ہوں آپ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں آپ مسلمان بالکل نہیں ہیں۔

مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے دل میں یہ ہو کہ میں اس دنیا سے پاس ہو کر جاؤں۔ میں اس میں سے پاس ہو کر جاؤں اور اگر آپ کو یہ تڑپ نہیں تو آپ بالکل مسلمان نہیں ہیں۔ خواہ آپ کسی بھی خاندان سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اسلام نے اسی تصور کو تو مٹایا ہے کہ اللہ کے ہاں تمھارے اعمال پر فیصلہ ہو گا' قوموں پر فیصلہ نہیں ہو گا' خاندانوں پر فیصلہ نہیں ہو گا' باپ پر فیصلہ نہیں ہو گا۔

اگر کسی باپ کا بیٹا بد ہے' باپ نبی ہے اور بیٹا بد ہے تو خدا باپ کی آنکھوں کے سامنے بیٹے کو دوزخ میں جھونک دے گا اگر باپ بد ہے اور بیٹا نبی ہے تو نبی کی آنکھوں کے سامنے بیٹے کو دیکھتے ہی دیکھتے دوزخ میں ڈال دے گا۔ خدا باپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی کہ یہ کون ہے؟ ہمارے ہاں یہ جو بات چلتی ہے تو اس وجہ سے ہے کہ ہم ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں۔ ہندوؤں کے ملک میں رہتے ہیں۔ اس لیے ہم میں یہ قومیت کا تصور زیادہ ہے ورنہ اسلام میں قطعاً یہ کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں۔ سب آدم کی اولاد ہیں۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ [49:الحجرات:13] اللہ کو وہ اچھا لگتا ہے جس کے اعمال اچھے ہیں' جس کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ تو سوچ لیں ہمیں پاس ہونے کی فکر ہونی چاہیے۔

اور پاس کب ہوں گے جب ہم پاک ہو جائیں گے اور آدمی پاک کب ہوتا ہے؟ جب پلیدی سے بچ جائے' جب پلیدی سے دور ہو جائے اور پلیدی کسے کہتے ہیں؟ پلیدی گناہوں کو کہتے ہیں۔ یہ پاخانہ' پیشاب یہ پلیدی ہے لیکن دھلنے سے کپڑا ایسی پلیدی سے فوراً پاک ہو جاتا ہے۔ یہ پانی سے صاف ہو جاتی ہے۔ بارش کا پانی پڑ جائے' نہر کا پانی ہو' کسی طریقے سے پانی مل جائے' یہ پلیدی دھل جاتی ہے۔ لیکن گناہوں کی پلیدی اس طرح کبھی نہیں دھلتی۔

گناہوں کی پلیدی کب دھلے گی؟ جب آپ باقاعدہ عمل کریں گے' اپنے اعمال کو درست کریں گے۔ تب گناہوں کی پلیدی دور ہو گی۔ سوچ لیں پاس کون ہو گا؟ جو صاف

ہو گا' پاک کس چیز سے گناہوں سے۔ پاک کس پلیدی سے ؟ اس پلیدی سے جو بظاہر نظر نہیں آتی۔ وہ پلیدی کیا ہے ؟ وہ گناہوں کی پلیدی ہے۔

اب گناہوں میں سے سے پہلا نمبر کس کا ہے ؟ گناہوں میں سب سے پہلا نمبر عقیدے کی خرابی کا ہے۔ وہ ایمان کی خرابی کا ہے۔ اگر ایمان درست ہو جائے' اگر ایمان صحیح ہو جائے تو پھر سمجھ لے آدمی کہ بالکل پاک ہو گیا۔ اب جتنے بھی وہ اعمال کرتا چلا جائے گا ان سے اس کی پاکی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس کے حسن میں اس کی زینت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور اگر عقیدہ صحیح نہ ہوا' ایمان درست نہ ہوا تو جتنے اعمال کرتے چلے جائیں' بدی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا' بدی بڑھتی چلی جائے گی۔

آپ سوچیں' مرزائی بھی عید پڑھتے ہیں کہ نہیں ؟ مرزائی نماز پڑھتے ہیں کہ نہیں' مرزائی روزے رکھتے ہیں کہ نہیں ؟ آپ کا کیا خیال ہے ؟ مرزائیوں کو نماز پاک کر سکتی ہے ؟ مرزائیوں کو یہ روزہ پاک صاف کر سکتا ہے ؟ مرزئیوں کو یہ حج' یہ روزہ' یہ زکوٰۃ' یہ اعمال پاک کر سکتے ہیں ؟ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھیں۔ آپ کا دل وہی کہے گا' آپ کی زبان بھی وہی کہے گی۔ پڑھا ہوا اور ان پڑھ' مولوی اور جاہل' سارے ہی یہ کہیں گے کہ نہیں مرزائی پلید کا پلید ہی رہے گا' اس کی نماز کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اس کا روزہ کوئی فائدہ نہیں دے گا' اس کا حج' اس کی زکوٰۃ' اس کا کوئی عمل اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

یہ فیصلہ آپ نے کیسے کر لیا؟ میں آپ کو صرف وقت گزاری کے لیے ہی باتیں نہیں سنا رہا کہ یہ عید ہے۔ وعظ کرنا ہے' وقت ٹل جائے' نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کچھ پڑھ لیں' کچھ سیکھ لیں' تاکہ آپ کی اصلاح ہو جائے۔ اس لیے نہیں یہ باتیں آپ سے کر رہا ہوں جو آپ سوچتے ہیں۔ آپ کے غور کرنے کی ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ اس کو کہاں جانا ہے ؟ جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے۔ پاک رہنا ہے کہ پلید رہنا ہے۔ میں نے آپ کے سامنے مرزائیوں کی مثال رکھی ہے۔ اس لیے وہ رکھی ہے کہ ہم سب اس بات پر متفق ہیں۔ اس لیے ہمیں نے مرزائیوں کا نام لیا ہے۔ آپ اپنے دل سے پوچھیں' اپنے مولوی سے پوچھیں کہ مرزائی نماز پڑھ کر پاک ہو سکتا ہے ؟ مرزائی روزہ رکھ کر پاک ہو سکتا

ہے ؟مرزائی حج کر کے پاک ہو سکتا ہے ؟ مولوی یہی کہے گا کہ مرزائی پاک نہیں ہو سکتا۔

مرزائی کیوں پاک نہیں ہو سکتا ؟ اس وجہ سے کہ اس کا عقیدہ ٹھیک نہیں ہے۔

بیشک وہ نمازیں پڑھتا ہے۔ وہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی پڑھتا ہے لیکن مرزائی پاک نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کا عقیدہ ٹھیک نہیں' کیا خرابی ہے اس کے عقیدے میں ؟ یہ کہ اس نے اپنی طرف سے ایک نبی کھڑا کر لیا ہے ؟ اس نے اپنی طرف سے ایک نبی بنا لیا ہے۔ اگرچہ وہ کہتا ہے کہ یہ نبی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے' چھوٹا سا ہے' اس کو بہت گھٹاتا ہے' کہ یہ ظلی ہے' بروزی نہیں۔ تشریعی نہیں غیر تشریعی ہے۔ بڑے نرم نرم لفظ اس کے لیے استعمال کرتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے کہہ دیا کہ وہ کافر ہے۔ نہ اس کی نماز' نہ اس کا روزہ' نہ اس کا حج' نہ اس کی زکوٰۃ' کوئی عمل اس کا قبول نہیں ہے۔ اب اس فیصلے سے آپ نے کیا تسلیم کیا ؟ اس فیصلے سے آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اگر ایک آدمی نمازیں بھی پڑھے' روزے بھی رکھے' حج بھی کرے' زکوٰۃ بھی دے' سب کچھ کرے۔ اگر اس کے عقیدے میں خرابی آ جائے اور عقیدہ میں خرابی کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ کی شان میں کمی بیشی کر دے۔ نبی کی شان میں کمی بیشی کر دے۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں' وہ نبی ﷺ کو رسول مانتے ہیں' وہ خاتم النبیین بھی کہتے ہیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اجازت سے' حضور ﷺ کی مرضی سے' ایک چھوٹا سا نبی آ سکتا ہے' ہم نے کہا کہ تم کافر ہو۔

یعنی نبی ﷺ کی جو شان تھی کہ آپ کے بعد کوئی چھوٹا بڑا نبی نہیں آ سکتا۔ پہلے خواہ سارے واپس آ جائیں' لین نیا نبی کوئی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کسی کو اب یہ نیا عہدہ ملے گا ہی نہیں۔

اس عقیدے کی خرابی کی وجہ سے وہ مرزائی ہے۔ تو اگر ہمارے عقیدے میں کوئی خرابی ایسی آ جائے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو کھڑا کر دیں۔ اب دیکھیے کہ حضور ﷺ کی شان کیا ہے ؟ آپ رسول ﷺ ہیں' لیکن کیسے رسول ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کسی کو یہ نیا عہدہ نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی عربی' عجمی' یہ حیثیت تسلیم نہ کرے'

اس کا بھی ایمان نہیں ہے۔ وہ بھی اسلام سے گیا۔ یہ کوئی اختلافی بات نہیں ہے۔ اس بات کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ آپ سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں' مرزائیوں نے کیا جرم کیا کہ ان کا محمد رسول اللہ ﷺ کہنا جھوٹا ہوا؟ یہی کہ انھوں نے رسول ﷺ کے ساتھ ایک چھوٹا سا نبی اور بنا لیا۔ بالکل یہی صورت ہے کہ اللہ پر ایمان کے لانے کے معنی کیا ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اگر ہم نے کہہ دیا کہ علیؓ مشکل کشاہ ہے تو اپنے اللہ کے ساتھ الٰہ بنا لیا۔ اب سوچ لو مرزائی نے نبی کے ساتھ نبی کھڑا کر دیا تو ہم نے ان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ہم کیا کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ جو کلمے کا پہلا جزو ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اب الٰہ کے معنی یہ نہیں کہ جس کو صرف سجدہ کیا جائے۔ الٰہ کے معنی کیا ہیں؟ الٰہ کے معنی ہیں کہ کوئی مشکل کشا نہیں' کوئی حاجت روا نہیں' کوئی زندہ کرنے والا نہیں' کوئی مارنے والا نہیں' کوئی پیدا کرنے والا نہیں' کسی کے ہاتھ میں عزت نہیں' کسی کے ہاتھ میں ذلت نہیں' سوائے خدا کے کسی کے ہاتھ میں یہ سب کچھ نہیں۔

اگر آپ نے یہ عقیدہ رکھ لیا کہ نہیں اللہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے اور بھی الٰہ ہیں جو ادھر ادھر کے کام کر لیتے ہیں۔ اللہ والے وہ کام کر لیتے ہیں تو ہم نے پھر کیا کیا؟ مرزائی نے نبی کے ساتھ کسی کو شریک کیا اور ہم نے یہ جرم خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کر لیا۔ اگر عقیدہ کی یہ خرابی آجائے تو نماز کوئی فائدہ نہیں دیتی' روزہ کوئی فائدہ نہیں دیتا' حج کوئی فائدہ نہیں دیتا' زکوٰۃ کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

ابو جہل حج کیا کرتا تھا' ابو جہل بیت اللہ کا طواف کیا کرتا تھا۔ ابو جہل نماز پڑھا کرتے تھا۔ قرآن اٹھا کر دیکھ لیں۔ وَ مَا كَانَ صَلٰوتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً [8:الانفال:35] ان کی اپنے انداز کی نماز تھی' لیکن جب وہ تلبیہ کرتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اے اللہ میں تیرے دربار میں آگیا ہوں۔ میں حاضری دے رہا ہوں۔ میرا عقیدہ ہے' کہ لَا شَرِيْكَ لَكَ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اَلَّا شَرِيْكًا

تَمْلِکُہ' وَ مَا مَلَکَ ہاں ایسے چھوٹے شریک ہیں کہ جن کا کوئی اختیار نہیں ہے۔اختیار تیرا ہی ہے۔ لیکن تو نے اختیار دے کر ان کو اپنے ساتھ ملا رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے۔اے بدبختو! لاَ شَرِیْکَ لَکَ کہو اور "اِلاَّ" والی بات نہ ہو کہ خدا کے ساتھ کوئی کسی سٹیج میں' کسی درجے میں' کوئی تھوڑا سا بھی شریک ہے' یہ جملہ نہ کہو' لیکن وہ باز نہ آئے' ہٹے نہیں۔

آپ سوچیں! کبھی تو سوچیں ہم کتنے مسلمان ہیں' اس ملک میں ؟ ہمارے کتنے فرقے ہیں اور وہ فرقے آپ میں ایک دوسرے کو کافر' ایک دوسرے کو مشرک' ایک دوسرے کو بدعتی' کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں' کبھی آپ نے یہ فکر بھی کی کہ ہم نے دنیا سے پاس ہو کر جانا ہے۔ ہم سبھی پاس ہو سکتے ہیں۔ ہم سوچیں کہ دنیا میں مذہب صحیح کونسا ہے ؟ ہم یہ تو سوچیں کہ دنیا میں عقیدہ صحیح کونسا ہے ؟

لیکن آپ اندازہ کر لیں کہ ہمارا سلوک اسلام کے ساتھ کیا ہے ؟ ہم سب کو دیکھتے ہیں' یہ بریلوی کھڑا ہے' یہ شیعہ کھڑا ہے' یہ دیوبندی کھڑا ہے' یہ اہل حدیث کھڑا ہے' یہ فلاں کھڑا ہے' یہ فلاں کھڑا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ سب ٹھیک ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہے۔ اگر چندہ لینے آ گیا کوئی بریلوی تو تو بھی لے جا' تو بھی مسجد کے لیے لے' شیعہ آگیا تو بھی لے امام باڑہ کے لیے' دوسرا آگیا اس کو بھی دے دیا۔ تیسرا آگیا تو بھی لے لے۔

اب سوچیں جب دو لڑ رہے ہوں' جب دو میں اختلاف ہو' کبھی دونوں سچے ہو سکتے ہیں ؟ کتنی Common Sense کی بات ہے ؟ لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کیوں نہیں آتی ؟ اس لیے کہ ہمیں اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم اسلام کو مردہ سمجھتے ہیں' ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم جو مسمان ہیں تو صرف اس طریقے کے مسلمان ہیں کہ میرا باپ مسلمان تھا اور میں پاکستانی ہوں۔ ہم نے اسلام کو نہیں پہچانا۔ ہم نے اسلام کو نہیں ٹٹولا' ہم نے سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کیا' ہم نے کہہ دیا سب

ٹھیک ہے' جس آدمی کا ایسا عقیدہ ہو وہ کبھی بھی پاک نہیں ہو سکتا۔

جب تک آپ ان لڑنے والے فرقوں میں سے ' ان اختلاف کرنے والے فرقوں میں سے ' یہ جتنے بھی اس وقت Exist کر رہے ہیں' یہ جتنے بھی فرقے موجود ہیں جب تک آپ ان میں سے حق تلاش نہیں کریں گے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اس وقت تک آپ کے دل میں اسلام کی قدر پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک آپ کو یہ فکر نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو اسلام کی قدر نہیں ہے۔

یہ سوچ لیں ہمارا جرم یہ تو نہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں' ہمارا نمازی اور بے نماز خدا کے نزدیک برابر ہیں۔ ہم جو نمازیں پڑھتے ہی بغیر سوچے سمجھے ہیں' بغیر عقیدے کو درست کئے' ایسے نمازیوں کی نمازیں خدا کے نزدیک بے نماز کے برابر ہیں۔

آپ کو میری بات کا یقین نہیں آ رہا' میں جو عرض کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم جو نمازی ہیں خدا کے نزدیک بے نماز کے برابر ہیں' کوئی فرق نہیں ہے۔ خدا کو کس کی نماز پسند ہے؟ خدا کو اس کی نماز پسند ہے جس نے خدا کو پہچان کر نماز پڑھی ہے اور جو بغیر پہچانے نماز پڑھتا ہے خدا اس کی نماز کو نہیں دیکھتا۔

دنیا میں مسلمان کیوں مار کھا رہا ہے؟ دنیا میں مسلمان اس لیے مار کھا رہا ہے کہ اللہ کو اس کی نماز قبول نہیں۔ خدا کی قسم! خدا کی قسم! جس قوم کی خدا نماز قبول کرتے ہے خدا اس کو کبھی ذلیل نہیں کرتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ لیں۔ کیا جماعت تھی؟ کیا تعداد تھی؟ جدھر بھی رخ کرتے تھے صفیں ہی پچھاتے چلے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابہؓ بارہ ہزار مسلمان جو اللہ کے رجسٹر میں مسلمان ہوں' جن کو اللہ مسلمان کہتا ہو وہ جدھر کا بھی رخ کریں گے کبھی شکست نہیں کھائیں گے۔ (مشکوۃ کتاب الجهاد باب الاداب الصف) اور ہم دیکھ لیں۔ ہم اگر بارہ کروڑ اور بارہ ارب بھی ہو جائیں' کبھی ہم فتح پا سکتے ہیں؟ اس لیے مجھے یہ جملہ کہنے دیں اور آپ اسے تسلیم کریں گے کہ آج کل کا بے نماز

اور آج کل کا نمازی خدا کے نزدیک برابر ہیں کوئی فرق نہیں ہے۔

اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ جوتے مسجد سے چرانے والا نمازی ہوتا ہے' بے نماز نہیں ہوتا۔ آیا مسجد میں' نماز شروع کر دی اور پھر جوتا اٹھا کر چل دیا۔ مسجد میں کیا کچھ ہوتا ہے ؟ مسجد میں مولوی کیا کچھ نہیں کرتے' مسجدوں میں حافظ کیا کچھ نہیں کرتے۔ دنیا میں جو کام دوسرے لوگ اور جگہوں پر کرتے ہیں حافظ مسجد میں کرتے ہیں۔ اب آپ سوچ لیں خدا کے نزدیک یہ حافظ اور جاہل برابر ہیں کہ نہیں ؟ کیا خدا کے نزدیک نمازی اور بے نماز برابر ہیں کہ نہیں ؟

جس آدمی کا عقیدہ درست نہیں' جس آدمی کو خدا کی پہچان نہیں' جس کو خدا کے اصل دین کی پہچان نہیں' خدا اس کی نماز کو بالکل قبول نہیں کرتا۔ لہذا پاس ہونے کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آدمی پاک ہو جائے۔ جیسا کہ آیت آپ کے سامنے میں نے پڑھی ہے۔ پاس وہ ہو گا جو پاک ہو جائے گا۔ اور پاس وہ ہو گا جس کا مذہب صحیح ہو گا' جس کا عقیدہ صحیح ہو گا' جس کا دین صحیح ہو گا' اگر دین صحیح ہو گا' اگر دین صحیح نہیں تو کبھی بھی پاس نہیں ہو سکتا۔ وہ نمازیں پڑھے' وہ روزے رکھے' وہ حج کرے' وہ زکوۃ دے' جو مرضی کرتا رہے' کوئی عمل اس کا قبول نہیں ہے۔

قرآن کو پڑھ کر دیکھ لیں' قرآن نے کیا بات کہی ہے ؟ سورہ یونس ہے۔ یَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! عبداللہ بن ابی اور یہودی جو بظاہر مسلمان ہو چکے تھے اور دوسرے جو بظاہر مسلمان ہو چکے تھے' ایمان کا دعویٰ وہ بھی کرتے تھے۔ اللہ نے کہا یَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اللہ کا خوف دل میں لاؤ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ [9:التوبة:119] سچے اور جھوٹے میں امتیاز کرو۔ سچے کے ساتھ ہو جاؤ۔

اور دیکھ لو آج کوئی بھی ہمارے ملک میں تحریک اٹھے' ہزار مسلمان ادھر' ہزار ادھر' کوئی بھی کھڑا ہو جائے' کچھ نہ کچھ دنیا میں اس کے ساتھ ہو جائے گا۔ مسلمان کبھی ایسا

نہیں ہوتا' وہ حق کو پہچانتا ہے اور حق کا ساتھ دیتا ہے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ کوئی بھی تحریک چلے' کتنی بھی بے ایمانی کی کیوں نہ ہو؟ کتنی ہی اسلام دشمنی کیوں نہ ہو؟ ہم اس کا بھی ساتھ دیتے ہیں۔ یہ مسلمان نمازیں بھی پڑھے گا' اور ان کا ساتھ بھی دے گا۔ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اللہ سے ڈرو' اور سچوں کا ساتھ دو۔ آپ نے کبھی یہ فکر کی کہ ہم یہ تلاش کریں کہ سچا کون ہے؟ سوچ لیں اگر آپ کو یہ تلاش نہیں ہے' خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ یہ آپ کو بھی آگے جاکر معلوم ہو جائے گا اور مجھے بھی معلوم ہو جائے گا جو میں قسمیں کھا رہا ہوں کہ آپ کے ایمان کی قدر پڑتی ہے یا نہیں؟ اس لیے آپ فکر کریں۔ اگر آپ کو نجات کی ضرورت ہے تو تلاش کریں کہ حق کیا ہے؟ حق چھپا ہوا نہیں ہے' حق چھپا ہوا بالکل نہیں ہے۔ یہ جاہل کہہ دیتے ہیں کہ جی! کیا کریں سمجھ میں ہی کچھ نہیں آتا' کوئی مولوی ادھر کھینچتا ہے' کوئی مولوی ادھر کو کھینچتا ہے۔ بس سے اترتے ہیں' تانگے والے آگے ہوتے ہیں' ایک تانگے والا اپنے تانگے کی طرف کھینچتا ہے اور دوسرا تانگے والا اپنے تانگے کی طرف۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے ہی مولوی اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میری طرف آؤ کہ میرا چندہ زیادہ ہو اور دوسرا کہتا ہے کہ میری طرف آؤ تا کہ میرا چندہ زیادہ ہو۔

ہم کدھر جائیں؟ معنیٰ کیا ہوا؟ کہ کچھ پتہ نہیں چلتا اب سوچیے! سورج نکل آئے اور کوئی کہے کہ جی کچھ پتہ نہیں چلتا تو آپ کیا کہیں گے کہ یہ بے وقوف اندھا ہے ورنہ سورج نکلنے کے بعد نظر نہ آئے کہ یہ کیا چیز ہے؟ ارے! سورج نکل آئے پھر پتہ نہ لگے کہ کونسی چیز کیا ہے؟ اگر سورج نکلا ہوا ہو اور آنکھیں صحیح ہوں تو یقیناً پتہ لگتا ہے کہ یہ سانپ ہے' یہ رسی ہے' یہ گوبر ہے' یہ لکڑی ہے' یہ فلاں چیز ہے یہ فلاں چیز ہے۔

بتایئے! رسول اللہ ﷺ ہدایت کا سورج ہیں کہ نہیں؟ رسول اللہ ﷺ دین کے سورج ہیں کہ نہیں؟ اور قرآن خدا کی کتاب سورج ہے کہ نہیں؟ اگر آپ کہیں نہیں' تو مرزائی ہو جاؤ آرام سے' کیا ضرورت ہے چکر میں پڑنے کی۔ یہی بات تو مرزائی کہتا ہے کہ

اب دین اتنا گڈمڈ ہو چکا ہے کہ نبی کی ضرورت تھی لہذا ہمارا نبی آ گیا۔ ہم اسے کہتے ہیں کہ نہیں نبی کی کوئی ضرورت نہیں۔ روشنی کافی ہے۔

اب روشنی کافی ہونے کا مطلب کیا ہے ؟ یہی کہ حق اور باطل کا پتہ لگتا ہے' جو یہ جملہ کہتا ہے کہ جی کسے سچا کہیں' کسے جھوٹا کہیں ؟ پتہ نہیں لگتا' وہ اندھا ہے ورنہ اگر اس کی بات صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا کو اب نئی کتاب بھیجنی چاہیے۔ خدا کو نیا رسول بھیجنا چاہیے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت موجود ہے۔ آپ کی رسالت موجود ہے' تو خدا اس دنیا کو اندھیرے میں کبھی نہیں چھوڑتا۔ جب بھی اندھیرا ہوتا ہے' خدا ہدایت کا چراغ' ہدایت کا سورج' خدا روشنی کر دیتا ہے۔ اب خدا نے کیوں کہہ دیا کہ قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ جس کی آنکھیں ہوں گی' اس کو نظر آ جائے گا کہ حق ہے باقی سارے باطل ہیں۔

اس لیے میرے بھائیو! وعظ آپ ہمیشہ سنتے ہیں' لیکن سبق کبھی کبھی ملتا ہے' اس کو سبق سمجھیں' اس کو وعظ کہہ لیں' اس کو گرہ دیں' ار آپ کو اپنی آخرت کی فکر ہے کہ مر کر آپ کی نجات ہو اور فکر کیسے کریں گے کہ سب سے پہلے یہ دیکھیں اصل دین جو محمد ﷺ دے کر گئے تھے وہ کیا ہے ؟ نجات اس دین پر ہو گی۔ نجات اس راستے پر چل کر ہو گی' جو ہمارے خانہ ساز دین ہیں' جو ہمارے گھریلو بنائے ہوئے دین ہیں' ان پر چل کر کبھی نجات نہیں ہو گی۔

نجات کا معاملہ اللہ پیغمبروں سے حل کرتا ہے' خدا پیغمبروں کو بھیجتا ہے' پیغمبروں پر اپنی تعلیم' اپنا علم' اپنی کتاب بھیجتا ہے' نازل کرتا ہے' اس پر چلنے والے کی نجات ہو گی' اس لیے آپ کو سوچ لینا چاہیے کہ ہمیں کونسا دین اختیار کرنا چاہیے' کونسا دین ہم نے اختیار کرنا ہے۔

اب اس کے لیے آپ نشانیاں بھی دیکھ سکتے ہیں' اپنی عقل سے بھی کام لے سکتے

ہیں۔ دیکھیے رسول اللہ ﷺ جب دنیا سے گئے' کوئی فرقہ نہیں تھا' کوئی فرقہ نہیں تھا۔ یہ جتنے فرقے مختلف ناموں سے آپ کے سامنے آتے ہیں۔ ان کا کوئی نام و نشانی نہیں تھا۔ کیا تھا؟ قرآن تھا اور اللہ کے نبی کی حدیث تھی۔ کوئی تیسری چیز نہیں تھی اور صحابہ کی جماعت وہ جماعت تھی' جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: پہلی قوموں کے بہتر فرقے ہو گئے۔ میری قوم کے تہتر فرقے ہوں گے۔ كُلُّهُمْ فِي النَّارِ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ اِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً صرف ایک جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون ہوں گے۔ فرمایا: مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِي' وہ ہوں گے جن کا مذہب وہ ہو گا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب السنۃ)

کہیے! یہ بات غلط ہے' حضور ﷺ جس دین پر تھے' صحابہ جس مذہب پر تھے' جو اس پر ہو گا وہ حق پر ہے۔ اور باقی ساری گمراہی ہے۔

لھذا ہمیں ان تمام لیبلوں سے نکل جانا چاہیے' یہ جتنے فرقے بنے ہوئے ہیں' کوئی وہابی' کوئی بریلوی' کوئی دیوبندی' کوئی شیعہ ہے' کوئی فلاں ہے' کوئی فلاں ہے۔ آپ دل سے پوچھ کر بتائیں کہ صحابہ میں سے کوئی شیعہ تھا' جس کا یہ عقیدہ ہو جو آج کل کے شیعہ کا عقیدہ ہے۔ صحابہ میں سے کوئی بریلوی تھا۔ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ میں بریلوی ہوں اور میں احمد رضا خان کا پیروکار ہوں' کوئی دیوبندی تھا' کوئی حنفی تھا' کوئی شافعی تھا' کوئی مالکی تھا' کوئی حنبلی تھا۔

یہ سب بعد کی پیداوار ہیں' وہ بزرگ چلے گئے' ہم ان کے نام پر دین اور مسلکے بناتے چلے گئے۔ فرقے بنتے چلے گئے' یہ مسجد وہابیوں کی' یہ مسجد بریلویوں کی' یہ مسجد دیوبندیوں کی' یہ شیعہ کی' وہ ان کی' وہ ان کی۔ ہمارے مسلکے علیحدہ' ہمارا دین علیحدہ' ہمارے مولوی علیحدہ' ہمارا مولوی بڑا وہ جو ان کو گالیاں دے اور ان کا مولوی بڑا جو ہم کو گالیاں دے۔ یہ دین کا حال ہے۔

آپ کو سب سے توبہ کر لینی چاہیے اور آپ کو یہ سوچنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ جس راہ پر صحابہؓ کو چھوڑ کر گئے تھے اس وقت کیا تھا؟ یہ قرآن اور یہ احادیث تھیں۔ اور جب دنیا خاتمے پر ہو گی۔ امام مہدی کا زمانہ ہو گا' حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زمانہ ہو گا۔ اس وقت بھی کوئی حنفی نہیں ہو گا' کوئی شافعی نہیں ہو گا' کوئی چشتی نہی ہو گا' کوئی قادری نہیں ہو گا' کوئی رضوی نہیں ہو گا' صرف اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔

کھرا دین کونسا ہے؟ جو حضور ﷺ کے زمانے میں بھی تھا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے میں بھی ہو گا۔ یہ امت وہ امت ہے جس کی ابتداء میں بھی نبی تھا جس کی انتہا میں بھی نبی ہو گا۔ لیکن ہم مولویوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ ہمارا مولوی یہ اور ہمارا مولوی یہ کہتا ہے۔

ارے! کبھی آپ نے سوچا کہ اس اختلاف میں سارے سچے کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور پھر مسائل میں بھی اختلاف' عقائد میں بھی اختلاف اور ہر طریقے میں اختلاف' روزہ کھولنے اختلاف' روزہ رکھنے میں اختلاف' اذان میں اختلاف' نماز میں اختلاف' حج میں اختلاف' زکوۃ میں اختلاف' ہر بات میں اختلاف۔ بتایئے! نبی یہ سارا اختلاف ڈال کر گیا تھا؟ بتایئے کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ ساری ڈویژن کی اور مختلف سمتیں چنیں۔ کبھی ادھر' کبھی ادھر اور آپس میں اتنی متضاد' اتنی Contardicting باتیں کی؟ کیا نبی نے ایسی باتیں کی تھیں؟ بعد کے مولویوں نے یہ کام کیا' ان مجرموں نے اپنی اپنی دکانداری کو چمکانے کے لیے یہ کام کیا ہے۔

اس لیے آپ کو اس بات کا خوف محسوس کرنا چاہیے کہ ہماری نجات کس طرح ہو گی؟ ہماری نجات اس طرح ممکن ہو گی کہ ہم قران اور حدیث کو دیکھیں اور یہ عام ہے۔ قران مجید آپ کو ہر گھر میں ملے گا اور ترجمے کے ساتھ ملے گا۔ احادیث' بخاری ہے' مسلم ہے' ابو داؤد ہے' مولویوں کی پگڑیوں کو نہ دیکھیں کہ پگڑی کس کی بڑی ہے۔ یہ گدی کس کی بڑی ہے' مرید کس کے بڑے ہیں۔ جو پیچھے قمیص اٹھائے چلے آرہے ہیں۔

ہمارے ہاں بڑا کون ہوتا ہے جس کا ڈی۔ سی مرید ہو' جس کا صدر مرید ہو' یہ

معیار دیکھ لیں؟ ہمارے ہاں آج کل بزرگوں کا معیار کیا ہے؟ کہ جن کے بڑے بڑے افسر مرید ہوتے ہیں‘ دنیا اس کے پیچھے جا رہی ہوتی ہے۔ اللہ کے بندو! بڑا وہ ہوگا جس کے مسئلے وہ ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کا مسئلے ہوں گے۔ تو اس لیے آج کا وعظ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ پاس کون ہوگا؟ جو پلیدی سے دور ہو جائے گا اور عقیدہ صحیح ہونے کے بعد اعمال درست ہوں۔

یاد رکھیے! اعمال بوٹے ہیں اور ایمان زمین ہے۔ جب زمیندار زمین تیار کرے تو چاہیے اس میں فصل بو دے‘ جو چاہے اس میں بوٹا لگا دے‘ اور اگر بیکار جگہ ہو‘ پانی اس کو نہیں دیا۔ نرم اس کو نہیں کیا اور آپ اس میں بوٹے لگائیں اور آپ پرواہ نہ کریں تو نتیجہ کیا ہوگا؟ نہ کپاس اگے گی‘ نہ گندم اگے گی‘ سب فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہم سے کوئی اتفاقاً اچھا کام ہو بھی جائے تو اس کے ساتھ کتنے ہی غلط کام ہوتے رہتے ہیں۔

دیکھیے! اللہ کے ہاں صرف اس چیز کی قدر و قیمت ہوگی‘ اللہ کے ہاں صرف اس چیز کا ثواب ملے گا‘ پھل ملے گا جو بوٹا محمدی لگے گا‘ اگر آپ کے ایمان کی زمین میں بوٹا محمدی لگے گا تو اس کا آپ کو اجر ملے گا۔ پھل ملے گا۔ اگر بوٹا محمدی نہیں مگر گلابی وہابی‘ بریلوی بوٹے لگے ہوئے ہیں یا دیوبندی بوٹے لگے ہوئے ہیں خدا ان کا بالکل کوئی ذمے دار نہیں ہے۔

ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؟ نماز چار رکعت ظہر کے فرض پڑھ لیے اور اسلام پھرنے کے بعد سر پر ہاتھ رکھا اور وظیفے شروع کر دیے اور کوئی پوچھے جی! یہ کیا؟ کہتا ہے کہ جی! یہ میرے پیر نے بتایا ہے کہ سر پر ہاتھ رکھ کر یہ وظیفہ پڑھا کر‘ کوئی پوچھے کہ یہ جو چار فرض پڑھے‘ یہ کس نے بتائے تھے کہ پڑھ لے؟ کہ جی! یہ تو رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور یہ جو سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھ رہا ہے یہ کس نے بتایا تھا؟ یہ جی! میرے پیر نے بتایا تھا۔ اب کوئی پوچھے یہ فارمولا‘ یہ نسخہ نبی کو نہیں آیا تھا؟ یہ جو تیرے پیر نے بتایا ہے یہ نبی ﷺ کو نہیں آتا تھا؟ کوئی پرواہ نہیں۔ ایک پودا آم کا لگایا‘ پھر خودرو پودے‘ خودرو گھاس اتنی اگی کہ اصلی بوٹا بالکل ہی برباد ہو گیا۔

دیکھ لیں کوئی پودے لگا لیں۔ اور خودرو بوٹے‘ خودرو پودے بھی ساتھ ہی اگ

آئیں گے۔ آپ کا وہ پودا کبھی بھی بار آور نہیں ہو سکتا' کبھی بھی پھل نہیں سکتا۔ کیا کریں جو بوٹا محمدی لگائیں اس کے ساتھ اور کوئی بوٹا' تنکا وغیرہ نہ اگنے دیں۔ کسی پیر کا' سی فقیر کا' کسی ادھر کا' کسی ادھر کا۔۔۔ کوئی تنکا نہ اگنے دیں۔ کوئی گھاس نہ اگنے دیں۔ سب کی جڑ مارتے رہیں۔ محمدی بوٹے کی پھر بیج دیکھیں۔ یہی بوٹا پھل دے گا۔ یہی بوٹا بار آور ہو گا۔ اس سے آپ کی کامیابی ہے۔ اور اگر آپ نے سوچا نہیں' نبی کے بوٹے بھی لگے رہیں اور بزرگوں کے بوٹے بھی لگے رہیں۔ وہ کھیت کبھی بھی قبول نہیں کرے گا۔ اللہ اس کا اجر آپ کو کبھی نہیں دے گا۔

اب آپ یہ کہیں کہ جی! تقریر کی ہے۔ بڑی عجیب تقریر کی ہے۔ لیکن میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ دیکھیے بہاول پور والو! خوب سن لو اللہ کے فضل سے یہ جو سلسلہ جو ہم نے شروع کیا ہے یہ آپ پہ قرض ہو رہا ہے۔ ہم نے ڈنکے کی چوٹ پر آپ کے سامنے دین پیش کر دیا ہے اور وہ دین پیش کیا ہے جس کے بارے میں کوئی حرف نہیں کہہ سکتا۔ انگلی نہیں رکھ سکتا کہ یہ بات غلط ہے۔ کیوں؟ ہماری بات کیا ہے؟ ہماری بات یہ ہے کہ جو بات نبی کی ہو حق' باقی سب باطل۔ کوئی بھی صح للدح نہیں۔ نبی کی بات کے بعد کسی کی بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جب نبی دنیا سے گیا تو دین مکمل تھا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ[5:المائدہ:3] اب ہمیں کبھی ادھر کبھی ادھر کبھی اس طرح سے' کبھی اس طرح سے کوئی ضرورت نہیں۔ اور سوچ لیں میدان محشر ہو گا۔ اللہ کا دربا ہو گا۔ قانون کس کا ہو گا؟ دیکھیے عدالت ہوتی ہے' کتنے بڑے بڑے وکیل ہوتے ہیں۔ اے کے بروہی ہے' فلاں ہے' سب سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ قانون کی کتابیں پیش کرتے ہیں' وہ قانون کس کا ہوتا ہے؟ اس کا اپنا ہوتا ہے۔ نہیں۔ قانون گورنمنٹ کا ہوتا ہے۔ جو عدالت کے فیصلے ہوتے ہیں' جو اسمبلی کا قانون ہوتا ہے وہ اس کو پیش کرتا ہے۔

اللہ کا دربار ہو گا۔ آپ سوچیں قانون کس کا ہو گا؟ اللہ کا۔ کیا قانون تمھارے بزرگ کا ہو گا؟ تمھارے پیر کا ہو گا' جب اللہ کا دربار ہو گا تو قانون بھی خدا کے مقرر کیے

ہوئے نبی کا ہوگا' کسی دوسرے کا نہیں ہوگا۔

آپ زندگی میں جتنے کام کرتے ہیں۔ اگر آپ نے قربانی کی' اگر آپ نے روزہ رکھا' یا روزہ کھولا' اور آپ نے یہ پابندی نہ کی کہ نبی ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟ آپ کی تعلیم کیا تھی؟ آپ کی سنت کیا تھی؟ اس کی پرواہ نہ کی تو اللہ کے سامنے جب جائیں گے تو کیا ہوگا؟ آپ کو اجر بالکل نہیں ملے گا۔ اللہ کے ہاں جو فیصلے ہوں گے وہ محمد ﷺ کے طریقے کے تحت ہوں گے' قرآن مجید کی ایک آیت سن لیں۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ اے نبی الوگوں سے کہہ دیں' یہ ضرور میری مخلوق ہیں' پیدا میں نے کیا ہے' سب کو میں ہی پیدا کیا ہے لیکن میری محبت اُس سے ہوگی جو فَاتَّبِعُوْنِیْ تیری پیروی کرے گا۔

سوچ لیں! کیا اللہ نے فرعون کو پیدا نہیں کیا؟ فرعون خدا کی مخلوق نہیں تھا؟ فرعون خدا کا بندہ نہیں تھا؟ ابو جہل خدا کا بندہ نہیں تھا؟ لیکن سوچ لیں ابو جہل خدا کو پیارا لگتا تھا؟ ابو جہل خدا کو پیارا نہیں تھا۔ ابو لہب جو رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا وہ خدا کو پیارا نہیں تھا۔ وہ بلال کالا' حبشی' موٹے موٹے نقوش والا' وہ خدا کو پیارا نہیں تھا۔ حضور ﷺ کا چچا ابو لہب خدا کو پیارا نہیں تھا۔

سوچ لو' خدا کو کون پیارا ہے؟ خدا کو وہ پیارا ہے جو اس کے نبی کی پیروی کرتا ہے۔

اس لیے قرآن نے کیا بیان کیا؟ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ اے نبی لوگوں سے کہہ دیں کہ اے لوگو! اگر تمھیں اپنے خالق سے محبت ہے' اگر تمھیں اپنے اللہ سے' جو تمھارا خالق ہے' محبت ہے' اگر تمھیں اپنے اللہ سے جو تمھارا خالق ہے' اس سے محبت ہے تو لوگوں کے پیچھے نہ جاؤ' پیر نہ پکڑتے پھرو' فَاتَّبِعُوْنِیْ میرے نبی کی پیروی کرو۔ اس محمد ﷺ کے پیچھے آؤ۔

اب بتایئے! میں نے یہ فرقہ پرستی کی بات کی ہے؟ دیکھیے میں یہ بات دنیا کے ہر ملک میں کر سکتا ہوں' میں یہ بات دنیا کے ہر فرقے کے سامنے پیش کر سکتا ہوں' کوئی مجھ سے پوچھے تو یہ کیا بات کرتا ہے؟ میں اس سے کہوں گا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہو کہ تو محمد ﷺ کی

پیروی کر۔

کہیے کوئی اس کو چیلنج کر سکتا ہے؟ اگر کوئی حنفی کھڑا ہو میں اس سے پوچھوں گا کہ آپ کیا کہے ہیں؟ تو کیا یہ کہتا ہے کہ لوگو! حنفی بن جاؤ' لوگو! حنفی بن جاؤ۔ کس نے کہا حنفی بننے کے لیے؟ بتا مجھے کہ تجھے حنفی ہونے کے لیے کس نے کہا؟ اللہ نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کرو؟ اس کے رسول ﷺ نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کرو؟ خود امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ لوگو! میری پیروی کرو؟ مولوی یقیناً یہی کہے گا کہ نہیں' نہ اللہ نے کہا ہے' نہ رسول نے کہا ہے اور نہ ہی امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے۔ ہم اسے کہیں گے مولوی صاحب! پیچھے ہٹ کر بیٹھ جا۔ آپ کو تبلیغ کا بالکل کوئی حق نہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ [40:الفاطر:43] فرعون کی قوم کا ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور فرعون کو وعظ کرنے لگا فرعون کو وعظ سناتا ہے 'لوگو! فرعون اور فرعونیوں سے کہتا ہے لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ تم اس کی دعوت دیتے ہو کہ جس کو نہ دنیا میں دعوت دینے کا حق ہے اور نہ آخرت میں دعوت دینے کا حق ہے اور میں تمھیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس کے پیغمبر کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

تو کھرا مذہب کونسا ہے؟ کھرا مذہب یہ ہے کہ لوگو! جو اللہ کا حکم ہے' جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں اس پر چلو۔ نہ حنفی ہو' نہ شافعی ہو' نہ وہابی ہو' نہ دیوبندی ہو' نہ یہ ہو اور نہ وہ ہو۔ سب سے توبہ کر کے ایک اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرو۔ اللہ کے رسول کی پیروی کیسے ہو گی؟ احادیث کا مطالعہ کرو' احادیث آپ کے سامنے ہیں۔ ان کو پڑھو' آپ کے سامنے سب حقیقتیں کھل کر آجائیں گی۔ اگر یہ عقیدہ درست نہ ہوا۔ آپ کی نمازیں کام نہیں دیں گی۔ جب نمازوں نے کام نہ دیا تو روزے بھی کام نہ دیں گے۔ اب اگر کسی چیز نے کام نہ دیا تو آپ کو پاکی کیسے نصیب ہو گی؟ اگر آپ نے اپنے آپ کو پاک نہ کیا تو نجات کبھی نہ ہو گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

اب دیکھیں! یہ جو روزے ہم نے رکھے ہیں' اللہ ان کو قبول فرمائے' لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا کہ جب ہم فیصلہ کریں گے کہ آئندہ سے ہم صحیح مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔ یہ جو ہماری مجلس بیٹھی ہے اللہ کے علم میں ہے اور جتنی اچھی مجلسیں دنیا میں ہوتی ہیں کہ فرشتے آکر ان میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جب فرشتے آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! وہ دعائیں کر رہے تھے' جو محنت انھوں نے کی' روزے رکھے ہیں' نمازیں پڑھی ہیں کوئی اور اچھا کام کیا ہے وہ اس کا معاوضہ مانگ رہے تھے۔ اللہ ہمارے اس عمل کو قبول فرما اور ہمارے اکاؤنٹ میں یہ ثواب جمع کر دے۔ ہمارا کھاتہ جو تیرے بینک میں کھلا ہوا ہے' اس میں یہ اعمال شامل کر دے تاکہ ہم اگلے جہان میں تیرے پاس آئیں تو ہمارا بینک بیلنس خوب بھرا ہوا ہو' ہم بہت امیر ہوں۔ اس جہان کے ہم مالدار ہوں وہاں کنگال اور مفلس نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! گواہ رہو' جو لوا اس نیت سے آئے ہیں' میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے تیرا کبھی کوئی سلسلہ کیا ہی نہیں' تیرا کوئی کام کیا ہی نہیں' کوئی ملنے کے لیے آ گیا۔ کوئی اتفاقاً بیٹھ گیا یا ویسے ہی عید کے کپڑے پہن کر جی لوگ جا رہے ہیں۔ میں بھی چلا جاتا ہوں۔ اللہ کہتا ہے ٹھیک ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے اس نے میرے سے یاری نہیں لگائی۔ اس سے پہلے اس کی مجھ سے آشنائی اور دوستی نہیں ہے۔ لیکن اگر آج بھی وہ مجھ سے دوستی لگا لے' میں اس کو بھی ان کے ساتھ شامل کر لوں گا۔

تو سوچ لیں! جنھوں نے کبھی نماز نہیں پڑھی' اب ایک عید سے اللہ کبھی راضی نہ ہوگا۔ یہ تو آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ اس سے خوش ہوتا ہے جو آدمی مستقلاً اللہ کو خوش کرنا چاہتا

ہے۔اب دیکھو شیطان کتنی دیر خدا کی عبادت کرتا رہا گیا خدا اس سے خوش تھا۔جب اس نے ایک نافرمانی کر دی تو اللہ نے دھکا دے دیا۔ اس کو دھتکار دیا اور کہہ دیا وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ [2:البقرۃ:34] یہ پلید پہلے بھی کافر تھا۔ بیشک یہ پہلے بھی عبادتیں کرتا تھا۔لیکن یہ پلید پہلے بھی کافر تھا۔

سو اگر آپ آج اس عید کو جس میں آپ شریک ہوئے ہیں۔ پہلے روزے اگرچہ آپ نے نہیں رکھے' نمازیں نہیں پڑھیں لیکن اگر آج آپ اس موقع کو ایک پوائنٹ بنالیں اور فیصلہ کرلیں کہ میں آئندہ سے صحیح عقیدہ' سچا مذہب اور صحیح دین تلاش کروں گا اور اس پر پکا ہوں گا اور خدا کے احکام کی پوری پوری پیروی کروں گا۔ تو آپ کی نجات ہو جائے گی۔

ورنہ صرف رسمی اسلام سے کچھ نہی ہوتا۔ تو اب دیکھیے یہ روزے' ہم نے رکھے ہیں اللہ ان کو قبول فرمائے! یہ فرض روزے تھے جو آدمی ان کو نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ جتنے فرائض ہیں' ان کی یہی حقیقت ہے۔ جو نماز نہ پڑھے وہ اللہ کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ اگرچہ ہماری حکومت کے نزدیک وہ مسلمان ہے۔ عام مسلمانوں کے نزدیک وہ مسلمان ہے لیکن اللہ کے رجسٹر میں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

اللہ کے رجسٹر میں کون مسلمان ہوتا ہے ؟ جس کا عقیدہ صحیح ہو۔ جو نماز پڑھتا ہو' جو تمام فرائض کو ادا کرنے والا ہو۔ اللہ کے نزدیک وہ مسلمان ہوتا ہے۔ جو یہ فرض روزے ہم نے رکھ لیے اس کے بعد آپ آزاد ہیں۔ نفلی روزے بڑے آئیں گے چنانچہ یہ شوال کے چھ روزے ہیں اگر تیس روزے یا انتیس روزے اگر ان کا صحیح ثواب ملے' خدا ایک ایک کے دس دس کر دیتا ہے۔ لہذا اس حساب سے تیس کے تین سو اور چھ کے ساٹھ اس طرح تین سو ساٹھ کل بن جاتے ہیں اور تین سو ساٹھ سال کے دن ہوتے ہیں اور اتنے ہی تقریبا روزے بنتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو رمضان شریف کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لے گا خدا اس کو سارا سال روزے داروں میں رکھ لیتا ہے۔ (صحیح

مسلم' کتاب الصیام باب استحباب صوم ستہ شوال) یہ بھی ایک ثواب کی چیز ہے اگر اللہ آپ کو توفیق دے۔ لیکن یہ فرض نہیں ہیں' یہ آپ کی مرضی کے ساتھ ہے' خوشی کے ساتھ ہے' محبت کے ساتھ ہے۔ اس لیے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ اس لیے نہیں کہ آپ کے ریکارڈ میں یہ آئے کہ جی! اس نے کبھی تہجد قضا نہیں کی۔ اس نے جی! اتنے سال حج کیا۔ اس نے یہ کر دیا اس نے وہ کر دیا۔

اس طرح کھاتے میں شامل کرنے کے لیے اگر کوئی عمل کیا جائے اس کا اللہ کے ہاں کوئی اجر نہیں۔ اللہ کے ہاں اجر کب ملتا ہے کہ جیسے بچے کے ساتھ آدمی بہت پیار کرتا ہے۔ بچے کی چھوٹی چھوٹی حرکتوں سے والدین بڑے خوش ہوتے ہیں۔ ہم لوگ خواہ بوڑھے ہو جائیں' خواہ جوان ہوں' ہم اللہ کے سامنے بالکل چھوٹے ہیں۔ اور جب تک انسان اپنے آپ کو خدا کے سامنے بچہ رکھتا ہے' بچہ سمجھتا ہے' یہ بچا رہتا ہے اور جب یہ بڑا بنا لیتا ہے۔ اپنے آپ کو جیسا کہ والدین کے سامنے کہ جب بڑا ہو جائے تو پھر والدین کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے باپ مارے تو کیا کہے گا۔ جی! مارو نہیں' میں پھر نہیں کروں گا۔

اب دیکھو باپ پھر اس کو زور سے مارتا نہیں ہے' ہلکا پھلکا مارتا ہے' وہ کہتا ہے کہ ابا جی! توبہ! میں پھر کبھی نہیں کروں گا۔ اس کو باپ زیادہ مارتا نہیں ہے۔ اس کو گلے لگا لیتا ہے۔ اس کی فکر ہوتی ہے اور اگر بڑے کو باپ ڈانٹے اور کہے اچھا اب بھی مجھے ڈانٹتا ہے۔ بیٹا آگے سے آنکھیں دکھاتا ہے۔ پھر باپ یہ گیا' وہ گیا۔ بندہ اگر خدا کے سامنے ہمیشہ یہی سمجھے کہ جیسا چھوٹا بچہ باپ کے سامنے ہے کہ ابا جی! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ ایسے ہی بندہ کبھی خدا سے کہتا ہے یا رب! یا رب! اے میرے رب! میری توبہ۔ میں آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔ کوئی چیز مانگنی ہو خدا سے مانگے۔ اللہ تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور تو ہی مجھے عطا کر۔

خدا کو وہ بندہ بڑا ہی پیارا لگتا ہے۔ چنانچہ سید الاستغفار دیکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ

رَبِّی لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ جب تو میرا رب ہے' تو میرا یہ عقیدہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں جو میری مشکلیں حل کر سکے۔ میری ضرورتیں پوری کر سکے۔ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ اللہ جب تو نے مجھے پیدا کیا ہے تو میں کس کے سامنے جا کر ہاتھ پھیلاؤں۔

خدا کی قسم! اگر آپ کو اولاد کی ضرورت ہو' اگر آپ کو کوئی پریشانی ہو' خدا سے کہیں اللہ پیدا تو نے کیا ہے' جاؤں کس کے پاس' میرا کوئی اور ہے ہی نہیں۔ تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ میں تو تجھ سے ہی لوں گا۔ کوئی وجہ ہے کہ خدا نہ دے۔ لیکن ہمارا کیا حال ہے ؟ نہ ہم خدا پر کوئی مان کرتے ہیں' نہ ہمیں خدا سے کوئی لگاؤ۔ نہ ہمیں خدا سے محبت۔

ارے جی! آپ کہاں جا رہے ہیں ؟ جی فلاں کے مزار پر' وہاں کیا ہو گا ؟ وہاں سے لڑکا لینے جا رہا ہوں' مقدمہ پڑ گیا' اس لیے وہاں جا رہا ہوں۔ اب خدا کہتا ہے اچھا بدبخت! جا' جدھر مرضی چلا جا۔ اب تو مجھ زندہ کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جا رہا ہے۔

آپ تصور تو کریں' ہمیں حیرانی ہوتی ہے جب کہ ایک آدمی مزار پر جا کر دعا کرتا ہے کہ میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر کوئی بدبخت اتنا ہی سوچ لے کہ کوئی سویا ہوا آدمی ہو' کوئی اس سے مانگتا ہے ؟ کبھی اس نے نہیں مانگا' سوئے ہوئے سے کبھی کوئی راستہ پوچھتا ہے ؟ کبھی کوئی راستہ نہیں پوچھتا' سوئے ہوئے سے کوئی کیا امید کر سکتا ہے ؟ جب سوئے ہوئے سے کچھ مانگ نہیں سکتا' اس سے راستہ نہیں پوچھ سکتا' تو یہ مرا ہوا اور ہزاروں من مٹی کے نیچے ہے وہاں جا کر کہے کہ لڑکا دے دے' میں مقدمے میں پھنس گیا ہوں میری مدد کر۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے ؟

خدا کہتا ہے 'ارے بدبختو! پیدا میں نے کیا' میں زندہ' میں ساری حاجتیں پوری کرنے والا' میں سارے جہان کو دینے والا' کوئی نہ بھی مانگے میں پھر بھی دینے والا تو میرا در چھوڑ کر اب دوسروں کے پاس جا رہا ہے' اب یہ سوچ لیں کہ خدا کو وہ کتنا برا لگتا ہے۔ تو اس لیے بندے کو ہمیشہ خدا پر اپنا بھروسہ رکھنا چاہیے اور یہ جو میں نے آپ کو دعا سکھائی ہے۔ یہ جو سید الاستغفار بتایا ہے' یہ میرا اپنا بنایا ہوا نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اس کا نام رکھا ہے۔ سید

الا ستغفار۔

اس کا انداز کیا ہے ؟اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی اللہ تو میرا رب ہے۔لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ
تیرے سوا کوئی نہیں۔خَلَقْتَنِیْ تو نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وَ اَنَا عَبْدُكَ اور میں تیرا بندہ
ہوں۔ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَ وَعْدِكَ جو میں نے تجھ سے عہد و پیمان کیا ہے میں اس پر
پکا ہوں۔مَا اسْتَطَعْتُ اپنی طاقت کے مطابق اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اللہ
میں یہ مانتا ہوں کہ میری طرف گناہ ہوتے رہے ہیں۔ کیونکہ بندہ ہوں' میرے سے
بڑے گناہ ہوئے ہیں۔ اَبُوْءُ لَكَ بِنَعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ میں یہ مانتا ہوں
کہ مجھ سے بڑے گناہ ہوئے ہیں اور تیری طرف سے انعام ہوتے رہے ہیں۔لیکن مجھے بتا!
فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ کہ میں کس کے پاس جاؤں' تیرے سوا
کوئی ہے جو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا کوئی کچھ کر سکتا ہے ؟ (صحیح بخاری
کتاب الدعوات' باب افضل الاستغفار) اب بتایئے!اس سے زیادہ پیار کی
بات اور کیا ہو سکتی ہے۔اس لیے جو لوگ مزاروں پر جا کر اپنی حاجتیں مانگتے ہیں۔ان بدبختوں
کو خدا کی سرے سے کوئی پہچان ہی نہیں۔ارے!خدا جیسا مہربان' جو خالق بھی ہے' مالک بھی
ہے 'رزاق بھی ہے اور سب کچھ اس کے قبضے میں ہے اس کے گھر کو چھوڑ کر کہیں اور جانا
ہے ؟

اب دیکھیے!ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے ؟ بیٹے کی ضرورت ہے' اولاد کی
ضرورت ہے 'کوئی بیمار ہے' اس کی شفا کی ضرورت ہے' ہمیں یہ ضرورتیں رہتی ہیں۔اب
بتایئے !یہ ضرورتیں پوری کرنے والا کون ہے ؟ سوچ لیں' یہ ضرورتیں پوری کرنے والا
کون ہے ؟ آپ کہیں جی !فلاں بھی ہے۔ ہم کہتے ہیں چلو تھوڑی دیر کے لیے مان لیں
حالانکہ ہے کوئی نہیں۔ ہم یہ پوچھتے ہیں بتا اللہ سے بھی زیادہ ہے' اب وہ لازمی کہے گا کہ جی!

اللہ سے تو زیادہ کوئی نہیں، ہم کہیں گے اللہ کے بندے! جب اللہ سے بڑا کوئی نہیں، تو تو اس کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس کیوں جا رہا ہے؟ اس کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس کیوں جا رہا ہے؟ اور پھر سوچیے! اس زمین پر اللہ کا گھر کونسا ہے؟ اگر اللہ سے ملنا ہے تو کہاں مل سکتے ہیں۔ اللہ کا گھر مسجد ہے۔ اگر کوئی دعا کرنی ہو تو خدا کے گھر میں جاؤ، مسجد میں جاؤ، ہم کیا کہتے ہیں؟ خدا کے گھر میں نہیں جاتے، مزار پر جاتے ہیں اور وہ کس کا گھر ہے؟ مردے کا گھر ہے اور اس کا بھی نہیں بس لوگوں نے ہی بنا رکھا ہے۔ اس کو تو پتہ بھی نہیں۔

اور پھر اتنا مٹی کے نیچے، سنگ مرمر کے ساتھ ایسا بند کیا کہ نہ باہر کی اندر اور اندر کی باہر کوئی بھنک جائے۔ اب یہ مشرک وہاں جا کر مانگتا ہے، خدا کے گھر کو چھوڑ کر خدا سننے والا، سب سے زیادہ رحم کرنے والا، اس کے قبضے میں ہر چیز، اس کو چھوڑ کر کہاں جا رہا ہے؟ وہاں جہاں وہ آپ کچھ سن سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ کوئی چیز اس کے قبضے میں نہیں۔ خالی ہاتھ وہ دنیا سے گیا تھا۔ اب یہ اس کے پاس مانگنے جا رہا ہے۔

بتایئے! اس کے بارے میں کہیں گے کہ اللہ اس کا دوست ہے؟ یہ اللہ کا دوست ہے؟ اور اگر آپ یہ کہیں کہ دیکھو جی! یہ فرقہ پرستی کی بات کر دی ہے۔ اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں خدا کے لیے اصلی دین کو سمجھو، اصل دین کونسا ہے؟ وہ جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے اور مجھے اس بات پر بڑا تعجب ہوتا ہے اور پھر قرآن اور حدیث سارے نقشے بناتے ہیں۔

سوچیں! جب آپ مزار پر جاتے ہیں اور کس سے مانگتے ہیں؟ اس سے جو آپ سے نیچے ہے۔ آپ اوپر ہیں اور وہ نیچے ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے؟

تو پھر خدا کہتا ہے او بدبختو! اور منافقو! ہاتھ میری طرف کر رکھا ہے اور مانگ اس سے رہا ہے۔ کچھ شرم کر، بتاؤ یہ منافق ہے کہ نہیں؟ ہاتھ خدا کی طرف کر رکھے ہیں اور مانگ اس سے رہا ہے۔ خدا اس بدبخت کو دے گا؟ جھولی بھر دے گا؟ بدبخت کہے گا کہ پیر نے دیا اور نام رکھے گا پیراں دتا۔ اس سے بھی بڑا کوئی منافق ہو سکتا ہے؟

منافق کسے کہتے ہیں؟ منافق اسے کہتے ہیں جس کا دل کسی کے ساتھ ہو اور دل

کسی کے ساتھ ہو۔ لے کسی سے اور نام کسی اور کا لگائے۔ خدا کہتا ہے کہ ہاتھ میری طرف کرتا ہے اور مانگ اس سے رہا ہے جو نیچے ہے۔ ذرا اس کی طرف ہاتھ کر کے دیکھو۔ سوچیں جب اس کی طرف ہاتھ کرے گا' مزار والے کی طرف ہاتھ کرے گا تو یوں کرے گا (حافظ نے دعا کی برعکس سمت میں ہاتھ کیے) کچھ تو شرم کر' بتاؤ وہ منافق ہے کہ نہیں؟ ہاتھ خدا کی طرف کر رکھے ہیں اور مانگ اس سے رہا ہے۔

کیوں؟ باہر نہ نکال کچھ بھی۔ رہنے دو جو بھی ہے۔ سوچ لو۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے؟ بے عقلی کی بات ہے۔ اسلام کو جو چھوڑے گا وہ یقیناً پاگل ہی بنے گا۔ اس لیے خالص دین کو پہچانو' اصل دین کو پہچانیں' زندہ اللہ کو چھوڑ کر اور اس کے نبی کو' جس کی نبوت قیامت تک باقی ہے' ان کو چھوڑ کر اوروں کے پیچھے پیچھے پھرنا یہ کسی عقل مند کا کام نہیں ہے۔

اس لیے میں نے جو آپ سے عرض کیا کہ اللہ نے روزے فرض کیے تھے وہ ہم نے رکھ لیے اور جس نے سستی کی ہو وہاں روزوں کی قضا دے۔ ان کو رکھ لے' آئندہ سے اپنا اکاؤنٹ اللہ کے بینک میں کھلائے کہ آج سے میں بھی تیرا فرمانبردار بندہ بن رہا ہوں۔ میرا کھاتہ بھی اپنی ہاں کھول دے۔ ورنہ یاد رکھیے گا جب تک آدمی مسلمان نہیں ہوتا اس کا اکاؤنٹ نہیں کھلتا۔ اسکی نیکیاں اللہ کے ہاں اکاؤنٹ نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ اللہ کیا کرتا ہے جیسے اللہ ہندوؤں کے ساتھ' عیسائیوں کے ساتھ' معاملہ کرتا ہے ویسا اللہ اس کے ساتھ کرتا ہے۔

جیسے ہندو کوئی پن' پان کرے' اگر ہندو کوئی اچھا کام کرے' خدا اس دنیا میں ہی اس کا حساب رکھتا ہے اور دنیا میں ہی چکا دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہم نے جو تو نے محنت کی ہے دنیا کے لیے دنیا میں ہی تجھے اس کا بدل دے دیا۔ اب تیرا میرے پاس کوئی حساب نہیں ہے۔ محنتوں کا حساب اللہ اپنے ہاں کھولتا ہے۔ لیکن اس کے لیے ایمان شرط ہے۔ اس لیے یہ "ستہ شوال" کے چھو روزے اب یہ بھی ایک مفت کا ثواب ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب عید پڑھنے کے لیے آؤ تو کسی راستے سے آؤ' اور جاؤ تو

کسی اور راستے سے جاؤ۔ آنے جانے میں تمھارے راستے مختلف ہوں۔ (جامع ترمذی ابواب العیدین باب ما جاء فی خروج النبی ﷺ الی العید) اس کا کیا فائدہ؟ اس کا فائدہ یہ ہے کہ زمین قیامت کے دن گواہی دے گی۔ قرآن مجید میں ہے۔

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ٥ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا [99:الزلزال:4-5]

قیامت کے دن یہ دو راستے گواہی دیں گے کہ یااللہ! تیرا یہ بندہ اخلاص کے ساتھ، نیک نیتی کے ساتھ تیرے بلانے پر اس راستے سے گیا تھا۔ اے اللہ! میں بھی گواہ ہوں، لیکن یہ تمام فائدے کی کڑیاں ہیں۔ اس لیے جس نے بنیاد درست کر لی اور اگر بنیاد درست نہیں تو کوئی عمل بھی صحیح نہیں۔

اللہ مجھے بھی صحیح عمل کرنے کی توفیق دے اور آپ کو بھی صحیح العقیدہ بنائے۔ اللہ آپ کے عملوں کو درست کرے۔ یاد رکھیے! یہ چیزیں آخرت میں کام آنے والی ہیں۔ میں نے یہ جو باتیں آپ کے سامنے عرض کی ہیں مجھے امید ہے کہ میں کافی حد تک آپ کو سمجھا چکا ہوں۔ اگر کسی دوست کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے، کوئی الجھاؤ ہو تو بڑی خوشی کے ساتھ بعد میں میرے ساتھ Discuss کر سکتا ہے۔ مجھ سے سمجھ سکتا ہے۔ لیکن یہ آپ کے ذمہ لازمی ہے کہ آپ فکر کریں، صحیح دین کی تلاش کریں تاکہ محمد ﷺ کے دین کی پیروی کر کے ان کا ساتھ قیامت کے دن آپ کو نصیب ہو!

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 94

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِيْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لاَ يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لاَئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ○ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ[5:المائدہ:54-56]

ان آیات میں جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ عزوجل نے ان لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں کہ جب اسلام کو لوگ چھوڑ دیں' بے دینی لوگوں میں

عام ہو جائے' ظاہر ہے اصلاح کی اس وقت ضرورت ہے تو وہ احیائے اسلام کا کام کریں۔ اس کفر میں' اس بے دینی میں' اس الحاد کے دور میں اسلامی انقلاب لائیں۔ موٹی سی بات یوں کہہ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں' ان لوگوں کے اللہ نے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا اے مسلمانو! سن لو مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ جو بھی مرتد ہو جائے گا' دین سے مرتد ہونے کے معنی کیا ہیں؟ دین سے انحراف کرنا' دین کو پیٹھ دکھانا' دین کو چھوڑ دینا' بے دین ہو جانا' تو فرمایا: تمھاری اصلاح کے لیے تمھیں درست کرنے کے لیے کون لوگ آئیں گے؟ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ' جو اللہ کو پیارے ہوں گے وَ يُحِبُّوْنَهٗ' اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہوں گا۔

پہلی بات تو صاف اللہ نے فرمائی ہے جو میرا پیارا نہ ہو اوہ کوئی دینی انقلاب نہیں لا سکتا۔ اس سے اسلامی انقلاب کی کوئی توقع نہیں۔ اسلامی انقلاب وہ لا سکتے ہیں جو اللہ کے پیارے ہیں اور پھر ان ے دلوں میں محبت ہو اور محبت کا فلسفہ یہ ہے کہ اگر دونوں طرف سے محبت ہو تو ٹھیک ہے ورنہ بے کار ہے۔ محبت وہی بار آور ہو سکتی ہے' محبت وہی کامیاب ہو سکتی ہے' جو دونوں طرف سے ہو۔ اگر ایک طرف سے محبت ہو تو وہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یا پھر وہ عشق ہے۔ جو کسی کام کا نہیں ہے۔ وہ کوئی نتیجہ خیز کبھی نہیں ہو سکتا۔

اب دیکھو عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام سے محبت ہے' عیسیٰ علیہ السلام کو ان عیسائیوں سے بالکل محبت نہیں ہے۔ ہمارے آج کل کے عاشقان رسول ﷺ ۔۔۔۔ بریلویوں کا ٹولہ اور ہمارے شیعہ کس قدر اہل بیت سے' پنج تن سے' رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں' لیکن کوئی علم والا' کوئی سمجھ والا' کبھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ بھی ان سے محبت کرتے ہیں نہ اللہ کے رسول ﷺ سے توقع ہو سکتی ہے نہ حضرت علی سے' نہ حضرت فاطمہؓ سے' نہ حضرت حسنؓ سے' نہ حضرت حسینؓ سے جیسا کہ عیسائیوں کے بارے میں بڑے دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایسے عیسائیوں سے جو آج کل ان

سے محبت کرتے ہیں اگر دیکھ لیں ان کا رنگ ڈھنگ وہ کبھی دیکھ لیں تو ان سے محبت نہیں کریں گے۔ یہ یک طرفہ محبت ہوتی ہے۔اور یہ بے کار ہے اور جو دونوں طرف سے ہو' جس کا Response (رد عمل) ہو وہی اصل محبت ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں لفظ استعمال کیے ہیں۔ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ' اسلامی انقلاب لانے والے وہی لوگ ہوں گے کہ یُحِبُّهُمْ اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا وَ یُحِبُّوْنَهٗ' اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے۔ ویسے محبت پہلے بندے کی طرف سے ہونی چاہیے اور پھر اللہ کی طرف سے۔ آپ دیکھیں' آپ جوں جوں نیک ہوتے جائیں گے اللہ آپ سے محبت کرے گا۔ جوں جوں آپ نیک ہوتے جائیں گے اسلام سے آپ کو محبت ہوتی جائے گی' آپ اسلام کے سپاہی ہوتے جائیں گے 'اسلام کے آپ شیدائی بنیں گے 'اللہ آپ سے محبت کرتا جائے گا۔ جوں جوں آپ اسلام سے ہٹتے جائیں گے اللہ کی محبت ختم ہوتی جائے گی' اور معاملہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ لیکن یہاں جو پہلے اپنی محبت کا ذکر کیا ہے یہ ان کے شرف کے طور پر کہ وہ لوگ اللہ کے پیارے ہوں گے اور پھر ان کی حقیقت بیان کر دی کہ ان کے دلوں میں بھی اللہ کی بڑی محبت ہوگی۔

اگلی بات اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْن مومنوں پر بڑے ہی نرم اور کافروں پر بڑے ہی سخت۔ یہ ان لوگوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو اصلاح کا کام کر سکتے ہیں۔ جو ارتداد مٹا سکتے ہیں۔ اسلامی انقلاب لا سکتے ہیں۔ اور جو آپس میں ہی لڑیں' ظاہر ہے کہ اس معیار پر کبھی بھی پورا نہیں اتر سکتے اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

یُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں گے۔ بہت ہی محنتی' بہت ہی عزم اور جزم والے۔ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ کوئی کہے بھی ان کو' روکے بھی ان کو' تو وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اگر حق بات کہہ دی تو لوگ کیا کہیں گے؟ اس بات کی بھی وہ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ حق

کو دیکھتے ہیں' اور حق کو بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلا کسی خوف کے 'لوگوں کی طعن و تشنیع کی انھیں کوئی پرواہ ہی نہیں' کسی کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یہ اللہ کا فضل ہے' جو بندہ ایسا معیاری ہو جائے یہ اسے ملتا ہے' ہر ایک کو تھوڑی نصیب ہوتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اسی کو دیتا ہے۔ ورنہ دیکھ لو کتنی تحریکیں اٹھتی ہیں' لیکن نتیجہ صفر اور حقیقت بھی یہ ہے۔ اللہ عزوجل نے یہاں جو اصول بیان فرمائے ہیں ان کو اپنے اوپر فٹ کر کے دیکھ لیں۔ اگر وہ مخلص ہو تو فورا اندازہ ہو سکتا ہے کہ میں کتنے مغالطے میں ہوں۔

اب مہدی ہونے کا دعویٰ آج تک بہت سے لوگوں نے کیا' لیکن بس ایک دیوانگی کہ انھوں نے اپنے آپ کو مہدی کہہ دیا۔ اس کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کیا کہا تھا اگر وہ اس کو دیکھ لیتے اور اپنے اوپر فٹ کر لیتے تو یہ مغالطہ نہ پڑتا۔ لیکن انسان جب اپنی عقل کا غلام ہو جاتا ہے تو انسان سوچتا ہی نہیں ہے۔ پھر تو اسے وہی چیز نظر آتی ہے جو اس کا ذہن اس کے سامنے لاتا ہے۔ دنیا میں بڑی تحریکیں اٹھیں۔ ہر ایک نے یہی دعویٰ کیا کہ ہم اسلام لائیں گے' ہم اسلام لائیں گے۔ اسلام لانا ہمارا مقصد ہے' ہمارا منشور ہے وہ ہمارا مقصود ہے۔ لیکن جب نتیجہ دیکھا تو بالکل صفر۔ وہ اسلام نہ لا سکے۔ جب ان کا تجزیہ کیا کہ کیا خرابی ہے' وہ صحیح نہیں تو بات بالکل واضح ہو گئی کہ وہ اس معیار پر پورے اترتے نہیں جو قرآن نے بیان کیا ہے۔

پھر اللہ نے چونکہ پہلے فرمایا تھا کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہو گا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے۔ پھر یہاں اللہ نے حقیقت بیان کی۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا [5:المائدہ:55] اے مسلمانو! تمھارا دوست سب سے پہلے اللہ ہے' اس کے بعد اس کا رسول ﷺ ہے' پھر مسلمان ہیں اور یہ مسلمان سے محبت قدرتی بات ہے۔ اگر اسلام صحیح ہو گا' اسلام خالص ہو گا تو قدرتی محبت پیدا ہو جائے گی' سب دشمنیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور جو راستے میں بڑی بڑی دیواریں کھڑی ہوئی ہیں وہ سب کی سب گر

جائیں گی۔ انسان کو اپنی قوم سے زیادہ ایک مسلمان سے محبت ہو گی۔ اپنے باپ سے زیادہ' اپنے بھائی سے زیادہ قریبی سے زیادہ ایک مسلمان سے محبت ہو گی۔

دو انصاری تھے: حویصہ اور محیصہ' ان میں سے چھوٹا جو تھا وہ مسلمان ہو گیا' اور بڑا جو تھا وہ مسلمان نہ ہوا۔ چھوٹا اللہ کے رسول ﷺ کا بہت جانثار تھا آپ نے چھوٹے کے ذمے لگایا کہ فلاں یہودی بڑا شرارتی ہے' اسلام سے بہت دشمنی رکھتا ہے اس کو قتل کر دے۔ اس نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔ ان سے اچھے مراسم تھے۔ دونوں بھائیوں میں سے بڑے کو جب پتہ لگا' وہ چھوٹے کے پیچھے لگ گیا۔ اس کو مارنا شروع کر دیا کہ تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ چھوٹا بھائی بڑے کا بڑا فرمانبردار تھا اس سے مار کھاتا رہا اس نے بڑے بھائی سے کہا کہ مجھ سے ناراض نہ ہو جب اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے یہ کام کہہ دیا تو میں کیوں نہ یہ کام کرتا۔ تو چونکہ اس کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کا احترام تھا' اللہ کے رسول ﷺ کی بزرگی تھی ' آپ کا حکم سب سے بڑا تھا اور جو مسلمان نہیں تھا اس کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کا کیا احترام ؟ اس نے کہا کہ تجھے ٹال دینا چاہیے تھا' تجھے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا دینا چاہیے تھا تجھے یہ کام نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چھوٹا بھائی بڑے سے کہنے لگا اللہ کے رسول ﷺ کا یہ مقام ہے کہ میں کسی اور سے تو دھوکہ کر سکتا ہوں لیکن میں اللہ کے رسول سے دھوکہ نہیں کر سکتا۔ ان سے منافقت کروں ؟ اگر اللہ کے رسول ﷺ مجھے کہہ دیتے کہ تو اپنے بڑے بھائی کو قتل کر دے تو میں تجھے بھی قتل کر دیتا یہ بات سن کر بڑا بھائی بھی مسلمان ہو گیا۔ (سیر الصحابہ حصہ دوم ج :3ص :182)

وہ اسلام ہی کیا ہوا ؟ اب دیکھ لو نہ بھائی کی پرواہ ہے' نہ دوست کی پرواہ ہے' لیکن سامنے بات کیا ہے کہ جب میں مسلمان ہو گیا ہوں اللہ کے رسول ﷺ کا حکم میرے لیے فائنل ہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ کی بات سب سے بڑھ کر ہے۔ تو اسلام جب آ جاتا ہے تو پھر قومیت' پھر وطنیت' پھر جھوٹے خدا جو بڑی بڑی دیواریں ہیں ہم نے کھڑی کر رکھی ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ یہ اس وقت تک ہمارے لیے بندھن ہیں جب تک ہمارا اسلام

کچا ہے اور جب اسلام پختہ ہو جاتا ہے پھر باپ کیا' بھائی کیا' بیٹی کیا' بیٹا کیا' بیوی کیا' کوئی بھی کیوں نہ ہو' کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

اس لیے تو میں سوچا کرتا ہوں کہ ہمیں اسلام مفت میں ملا ہے ورثہ میں ملا ہے۔ ہم مسلمان اس لیے کہ ہمارا باپ مسلمان' ہمارا دادا مسلمان' ہم خاندانی مسلمان ہیں۔ اسلام ہم نے خود خریدا نہیں ہے' اسلام ہم نے خود کمایا نہیں اس لیے ہمیں اس کی قدر ہی کوئی نہیں۔ ہم مسلمان ہوتے ہوئے اپنے اندر سب کافروں والی خصلتیں پاتے ہیں' جو باتیں کافروں کے اندر ہیں وہ سب باتیں آج مسلمانوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ کیوں ؟ مسلمانوں میں صحیح اسلام نہیں۔ اور جب اسلام صحیح آجاتا ہے تو پھر اس کے بعد کوئی بات اس کو اچھی لگتی ہی نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق؄ کا بڑا مشہور مقولہ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے جب کسی کے دل میں اللہ کی محبت آجاتی ہے تو پھر ناممکن ہے کہ اسے دنیا اچھی لگے۔ پھر اسے کوئی اور پیارا لگے' پھر اسے اللہ' اللہ کی باتیں' اللہ کا دین' اور جس چیز کا تعلق اللہ کے ساتھ ہو گا پھر اسے وہی پیاری لگی گی۔ پھر اسے دیا کبھی ورغلا نہیں سکتی۔ یہ ناممکن ہے کہ دوستی اللہ سے ہو' دل میں محبت اللہ سے ہو اور پھر دنیادار بھی ہو۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ابو بکر صدیق؄ اپنے خطبات میں اکثر یہ بات کہا کرتے تھے کہ جس کے دل میں اللہ کی محبت آجاتی ہے پھر اس کے دل میں کسی کی محبت کبھی بھی غالب نہیں آسکتی' بالکل نیچ اور پست رہتی ہے اور دبی ہوئی رہتی ہے۔ اللہ اجازت دے تو ٹھیک ورنہ کچھ نہیں۔۔۔ ختم معاملہ۔!

تو مومن جو انقلابی ہو سکتا ہے اس کی تعریف جو ہے اللہ نے بتائی ہے وہ یہ ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا مومنو! تمھارا دوست صرف اللہ' اس کا رسول ﷺ اور مومن مسلمان ہیں۔ مومنوں کی وضاحت بھی کر دی۔ ورنہ عام طور پر مومن تو شیعہ کو بھی کہتے ہیں' شیعہ اپنے آپ کو مومنین کہتے ہیں۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانے میں حقائق بدل گئے' اہل سنت کون ؟ اہل بدعت' جو حقیقت میں اہل بدعت ہیں وہ

اہل سنت بن گئے۔ جن کے ہاں کفر و شرک کی بھر مار ہے وہ مومن بن گئے اور جہاں حقیقت میں ایمان ہوتا ہے ان کو وہابی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ دین سے خارج۔ دین سے نکلے ہوئے۔ پتہ ہی کچھ نہیں۔ اس قدر الٹا دور آگیا ہے۔ جہالت اتنی عام ہو گئی ہے کہ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے۔ اگر دیکھیں اہل سنت عرف میں کسے کہتے ہیں، بریلویوں کو۔ یہ سنیوں کی مسجد ہے' یہ اہل سنت ہیں۔ اب سوچیے! کہاں بریلویت اور کہاں سنت! بریلویوں میں بہت زیادہ بدعات پائی جاتی ہیں' اس معاملہ میں بریلوی دوسرے نمبر پر ہیں اور شیعہ پہلے نمبر پر ہیں۔ یہ کوئی چوٹ کی بات نہیں' یہ امر واقع ہے اور حقیقت ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب جا کر بدعت مسلمانوں میں اس طرح سرائیت کر جائے گی جس طرح باؤلا کتا کاٹ لے تو اس کا زہر جسم میں سرائیت کر جاتا ہے۔ اس طرح سے ان کا کوئی کام بدعت کے بغیر نہیں ہوگا۔ (الترغیب والترھیب) ہر معاملہ ان کا بدعت' ان کی دعا بدعت' ان کی نماز بدعت۔ ان کا روزہ بدعت' ان کا حج بدعت۔ ان کا ہر کام بدعت ہوگا۔ اور بدعت کے بغیر ان کو مزا ہی نہیں آئے گا۔ ان کے وظیفے بدعت' کوئی چیز ان کی سیدھی نہیں جیسے کتے کا کاٹا ہوا کہ انسان کے بالوں تک میں کتے کے زہر کا اثر آجاتا ہے' ہڈی 'گوشت' ناخن کوئی چیز اس سے نہیں بچتی۔ اسی طرح فرمایا: اس طرح بدعت جو ہے وہ آخر زمانے میں جا کر لوگوں میں سرایت کر جائے گی۔ لیکن دیکھ لو آج ان کا نام اہل سنت۔ اور ان کا نام جن کے پاس اسلام کا شائبہ تک نہیں ان کو مومنین کہتے ہیں۔

اللہ نے تو مومن کی تعریف یہ کی ہے: يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُونَ [5:المائدہ:55] مومن وہ ہے جو نماز پڑھتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں اور بڑی عاجزی کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں۔ بڑے اخلاص کے ساتھ' بڑی نرم دلی کے ساتھ کام کرتے ہیں' نماز پڑھتے ہیں' پھر ڈرتے رہتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں پھر ڈرتے رہتے ہیں اور اگر آدمی نماز پڑھ کر' زکوٰۃ دے کر فخر کرنے لگ جائے تو سمجھو کہ یہ بھی

انسان کی بدبختی ہے، کبھی آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ فرض نماز پڑھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ سلام پھرتا ہے، ایک دفعہ اللہ اکبر بلند آواز سے اور تین دفعہ استغفر اللہ یعنی یہ نبی کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔ آپ کی سنت ہے۔ جب سلام پھرے تو ایک دفعہ اللہ اکبر بلند آواز سے اور فوراً تین دفعہ استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ یعنی یہ نبی کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔ آپ کی سنت ہے کہ جب سلام پھیرا تو ایک دفعہ اللہ اکبر بلند آواز سے اور فوراً تین دفعہ استغفر اللہ پھر جو کچھ پڑھنا ہے اس کے بعد پڑھے۔

اب آپ کبھی غور کریں استغفر اللہ کے معنی یا اللہ! مجھے بخش دے۔ پڑھی نماز ہے، اور کہہ دیا: استغفر اللّٰہ یعنی نماز پڑھ کر فوراً ہی کہہ دیا: استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ۔ یہ کہنے کی کیا تک ہے؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ صرف اس لیے کہ جو مومن ہوگا، نیکی کر کے بھی اس کے دل میں ہوگا کہ یا اللہ! ہوا تو کچھ بھی نہیں، بس تو معاف ہی کر دے۔ اگرچہ میں نماز پڑھنے آیا ہوں، تیرے سامنے میں نے سجدہ کیا ہے یا توبہ کی ہے۔ اور نماز ایک بہت بڑا دین کا رکن ہے، لیکن یا اللہ! ہوا کچھ بھی نہیں۔ یہ ہی ایک بڑی چیز تھی۔ اور پتہ نہیں اس میں بھی کتنی خامیاں ہیں۔

استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ تا کہ ایک تو تکبر نکل جائے، فخر نکل جائے، یہ مان، یہ فخر کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ میں نمازی ہوں، فوراً اپنی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے کہتا ہے استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ اور سورۃ ذاریات میں اللہ تعالیٰ نے جو تہجد گزار ہیں ان کا نقشہ بھی یہی کھینچا ہے۔ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ [51:الذٰریٰت:18] جب وہ صبح کو اٹھتے ہیں۔ تہجد پڑھتے ہیں۔ اب دیکھو بظاہر کتنی بڑی نیکی ہے لوگ تو کہیں گے کہ جی! تہجد گزار ہے۔ اور وہ بخشش مانگ رہا ہے کہ اللہ معاف کر دے۔ کچھ نہیں ہوا، کچھ نہیں ہوا۔ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وہ سحری کے وقت اٹھ کر بخشش مانگتے ہیں۔ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہیں، اپنی کمزوری کا اعتراف

کرتے ہیں۔

تو مسلمان جو ہے جتنا وہ اللہ کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اتنی اس میں عاجزی انکساری پیدا ہوتی چلا جاتی ہے۔ میرا تجربہ ہے' ہمارے نمازی اور پھر اگر حج بھی کرلیں تو پتھر دل ہو جاتے ہیں۔ جتنے پکے نمازی اور پھر بوڑھا نمازی۔ حالانکہ بڑھاپے میں دل نرم ہونا چاہیے مگر ہمارے ہاں یہ ہے: جوں جوں بوڑھا ہوتا جائے گا دل سخت ہوتا جائے گا۔ اور خصوصاً جو امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں' پرانے بڈھے نمازی' وہ تو پتھر دل ہیں' وہ معمولی معمولی بات پر غصے میں آجاتے ہیں۔ اس قدر لڑائی جھگڑا کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ ! اصل میں ان پر بات کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ دیکھیں دل کب نرم ہوتا ہے'۔ دل نرم ہوتا ہے جب پریس (Press) ہو جائے۔ جب کسی چیز پر دباؤ پڑتا ہے تو دباؤ کی وجہ سے اس کے سارے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی جب انسان اللہ سے تعلق پیدا کرتا ہے اور اس کے دل میں خشیت اور اس کے خوف کی وجہ سے نرمی پیدا ہو جاتی ہے' اس میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر نرمی پیدا ہو جائے تو نیکی کہاں رہی۔

تو اس لیے اللہ نے فرمایا: جو انقلابی لوگ ہوں گے وہ کون ہوں گے وہ نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے۔ اور ان میں انتہائی عاجزی ہوگی میرے بھائیو! کبھی آپ نے سنا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے' آپ ﷺ کی آخری نصیحت کیا تھی؟ آپ کی آخری نصیحت کیا تھی۔ ویسے تو آپ نے مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کو نصیحتیں کیں۔ آخری بیماری میں خطبہ بھی دیا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے آخری الفاظ یہ تھے نصیحت کے الصلوۃ ' الصلوۃ 'الصلوۃ لوگو! نماز نماز نماز (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

اچھا آپ اندازہ کریں' ہمارے ہاں کیا ہے؟ ہمارے ہاں نماز پڑھنے والا بھی ویسا ہے اور نہ پڑھنے والا بھی ویسا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں نزع کی حالت میں ہیں۔ اس میں نماز' نماز' نماز کہہ رہے ہیں تو یہ کوئی بہت بڑی چیز ہوگی۔ اب

مسلمانوں میں کیا ہے ؟ یا تو مسلمان نماز پڑھتا ہی نہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ ویسے پتھر دل ہیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں ایک نمازی ہے اور ایک بے نماز ہے دونوں برابر کے بے ایمان نکلیں گے۔ رشتہ داری کر کے دیکھ لیں ایک نمازی سے اور ایک بے نماز سے دونوں برابر کے بے ایمان نکلیں گے۔ امانت رکھ کر دیکھ لیں کوئی اور کام کر کے دیکھ لیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ جی! نماز میں کیا رکھا ہے ؟ ہمارا نوجوان طبقہ عام طور پر یہی کہتا ہے کہ جی! نماز میں کیا رکھا ہے ؟ اور ہے بھی صحیح کہ آج کل کی نمازیں ہیں بھی کیا؟ اور بلکہ آج کل کے اسلام میں بھی کچھ نہیں۔

لوگ ایک عیسائی کو لے کر آئے کہ حافظ صاحب اسے مسلمان کرنا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں مسلمان ہو رہا ہے ؟ تو نے کچھ پڑھا ہے ؟ کوئی مطالعہ کیا ہے ؟ تجھے اسلام کی کس بات نے اپیل کی ہے کہ تو مسلمان ہو رہا ہے ؟ اس نے کہا میں پڑھا ہوا تو بالکل نہیں ہوں میں نے کہا پھر مسلمان ہونے کا فائدہ ؟ پہلے ہی بہت پھرتے ہیں' فائدہ ہی کچھ نہیں ہے' جیسے پہلے ہیں ویسا ہی تو ہو جائے گا۔ برابر کی بات ہے فرق تو کچھ نہیں اور واقعہ یہی ہے۔ میرے بھائیو! ایسا اسلام کوئی فائدہ دیتا ہے ؟ خاندانی مسلمان ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اسلام وہ فائدہ دیتا ہے جو آپ نے سمجھ کر اختیار کیا ہو' جس اسلام نے آپ کو نکیل ڈال دی ہو۔ آپ کو لگام ڈال دی ہو۔ جو اسلام آدمی کو لگام نہ دے' جو اسلام مسلمان پر سواری نہ کرے وہ اسلام ہی کیا ہے ؟ جو اسلام مسلمان کو کنٹرول نہ کرے' وہ کوئی اسلام نہیں۔ اب تو اسلام ہمارے ہاتھوں میں ہے' جیسے چاہتے ہیں اسے بگاڑتے ہیں' جیسے چاہتے ہیں اس کا ستیاناس کرتے ہیں۔ ہم نے دین کو ایسا بگاڑا ہے کہ کفر اور اسلام میں کوئی فرق نہیں رہا۔

میرے بھائیو! نماز بہت بڑی چیز ہے۔ بہت بڑی چیز ہے یعنی اگر نماز پڑھنے والا واقعتاً نماز پڑھے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔ دیکھو! رسول اللہ ﷺ کی طرف' آپ کو پتہ ہی ہے کہ آپؐ کی زندگی کن مشکلات میں گزرتی تھی ؟ مکے میں تھے تو اس قدر تکلیفیں جس کی کوئی حد نہیں۔ اس لیے آپ مدینہ منورہ چلے گئے۔ اگرچہ وہاں کافروں والی تکالیف تو نہ رہیں لیکن پریشانیاں بہت تھیں۔ منافقین جو یہودیوں سے مسلمان ہو گئے تھے یا بعض انصار

میں سے تھے' ان کی برادری سے تھے' وہ اپنی ریشہ دوانیاں' وہ اپنی شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ یہودی بنو نضیر' بنو قریظہ' بنو قینقاع' یہ یہودیوں کے تین بڑے بڑے قبیلے تھے' وہ شرارتیں کرتے رہتے تھے اور باہر کی سلطنتیں الگ سازشوں میں مصروف تھیں۔ جس طرح کہ آج کل روس اور امریکہ ہیں اس طرح اس وقت رومی سلطنت اور ایرانی سلطنت تھی۔ ہر وقت فکر رہتا تھا۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے بھائی چارہ قائم کر رکھا تھا۔ دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا اور انھوں نے تقسیم کار یوں کر رکھی تھی کہ آج میں مزدوری کروں گا' محنت مشقت کا کام کروں گا اور تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے گا۔ سنتا رہ کہ آج رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ کیونکہ جب میں تجھ سے ملوں تو تو ساری باتیں مجھے بتائے کہ آج اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کہا ہے' آج یہ کہا ہے' مجھے دین کا علم حاصل ہوتا رہے۔ اور پھر ہم کما بھی سکیں اور ادھر دین بھی ہمیں مل سکے۔ ایک دن ایک ساتھی اور اگلے دن دوسرا ساتھی کام کرے اور پہلا حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔ حضرت عمر ﷺ کہتے ہیں کہ جس دن میری ڈیوٹی آف ہوتی یعنی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہ ہوتا۔ جب کوئی دروازہ کھٹکھٹاتا تو فوراً یہ بات ذہن میں یہ سوچ آتی کہ کوئی حملے کی بات ہوئی ہوگی' ہر وقت دل میں یہی فکر ہوتا کہ کسی طرف سے حملہ ہوا ہے۔ کبھی اِدھر سے خطرہ ہے' کبھی اُدھر سے خطرہ ہے۔ اس وقت اتنی پریشانی ہوتی (صحیح بخاری) اللہ کے رسول ﷺ جب پریشانیاں زیادہ ہو جاتیں' مسجد میں آتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہتے کہ اے بلال وقت ہو گیا ہے اذان دے۔ تو یہ نہ کہتے کہ بلال اذان دے بلکہ کہتے اَرِحْنَا یَا بلَالُ اے بلال آرام دے' اے بلال آرام دے۔ تاکہ ہمیں راحت نصیب ہو' سکون نصیب ہو۔ کیا مطلب؟ اذان دے' نماز پڑھیں اور آرام حاصل کریں۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب القصد فی العمل) اور نماز کیا ہے؟ میرے بھائیو! اللہ سے ملاقات کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

ایک وفد آیا' مسلمان ہوا' رسول اللہ ﷺ سے کچھ رعایتیں حاصل کرنا چاہیں' کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ باقی ہم سب پابندی کریں گے' ہمیں نماز سے چھٹی دے دیں۔ آپ نے کیا جواب دیا' وہ تو دین ہی کوئی نہیں جس میں نماز نہیں۔ پھر تو مسلمان ہونے کا فائدہ ہی کچھ نہیں۔ لیکن آج کل کے مولویوں کا فتویٰ کیا ہے؟ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔

حضرت عمرؓ کو دیکھ لیں' صبح کی نماز ہے' سطریں درست کر لیں' مصلے پر کھڑے ہو گئے' نماز پڑھانے لگے' ایران کا ایک مجوسی غلام' منبر کے نیچے چھپ گیا۔ حضرت عمرؓ نے قراءت شروع کی۔ اس کے پاس ایک خنجر تھا جو زہر میں بجھایا ہوا تھا تاکہ جب لگے تو کاری زخم نہ بھی لگے تو بھی زہر جسم میں سرایت کر جائے اور آدمی بچ نہ سکے۔ تین خنجر مارے۔ حضرت عمرؓ کا پیٹ کاٹ دیا۔ آپؓ گر گئے' بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جلدی سے آگے ہو کر مختصر سی نماز پڑھائی۔ وہ بھاگنے لگا لوگ سطروں میں خوب مل کر کھڑے تھے۔ تیرہ چودہ آدمی اس نے زخمی کر دیے۔ جن میں سے سات آٹھ تو شہید ہو گئے۔ پھر ایک نے اپنی لوئی اس پر ایسے ڈالی کہ اس کو قابو کر لیا۔ اب اس نے دیکھا کہ میں اب بھاگ نہیں سکتا۔ تو اپنے ہی خنجر سے اس نے خودکشی کر لی۔

لوگ حضرت عمرؓ کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ چونکہ ان کی نماز درمیان میں رہ گئی تھی۔ ابھی پہلی رکعت تھی کہ یہ حادثہ ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کو جب ذرا ہوش آئی تو کہتے ہیں کہ ہائے! میری نماز۔ گھر والوں کو کہا کہ مجھے جلدی نماز پڑھاؤ۔ پتہ نہیں جان نکل جائے' مجھے نماز پڑھا دو۔ جس کی نماز نہیں اس کو تو دین ہی کوئی نہیں۔

حضرت عمرؓ اسی حالت میں کہتے ہیں کہ جس کی نماز نہیں' اس کا تو دین ہی کوئی نہیں۔ اب دیکھو! ساری عمر کا نمازی اور مسلمانوں کا امام' اب یہ آخری وقت ہے' زخمی ہو گئے ہیں' نماز میں زخمی ہو گئے ہیں۔ لیکن چونکہ نماز پوری نہیں ہوئی تو اس لیے کہتے ہیں کہ مجھے نماز پڑھاؤ۔ اس لیے کہ اگر نماز رہ گئی تو دین ہی کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! یہ تو اسلام کا رنگ ہے۔ اور جو آج کل ہمارے مولویوں کا حال ہے

یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور یقین جانیں! جب آگے چلیں گے' خدا کے پاس پہنچیں گے تو یہ مولوی اتنا بڑا ذمہ دار نکلے گا' آج کا مولوی بڑا ہو چھوٹا ہو گا۔ جن کے فتووں کی وجہ سے' جن کے مسلکوں کی وجہ سے' آج کل کا مسلمان غافل ہے اور اگر یہ بات ہو کہ بے نماز مسلمان ہی نہیں' وہ واجب القتل ہے تو کوئی بے نماز رہ سکتا ہے ؟ چلو یہ بات بھی چھوڑ دو۔ اگر مولوی یہ پابندی کر لیں کہ بے نماز کا جنازہ نہیں تو کوئی بے نماز رہ سکتا ہے ؟ لیکن کوئی پرواہ ہی نہیں۔ بالکل کوئی پرواہی نہیں۔ نماز پڑھے' نہ پڑھے۔ مولوی سے جنازہ پڑھانے کا کہہ دو' مولوی جنازہ پڑھا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ اس معاملہ میں بڑی پابندی کیا کرتے تھے۔ کسی نے خود کشی کر لی تو آپ ﷺ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے (بلوغ المرام کتاب الجنائز ' جامع ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء فی المومنون) کسی کے ذمے قرض ہو تو آپ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔ سوچیے! کیوں نہ لوگوں میں ڈر ہو ؟ کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے جنازے سے محروم رہ جاؤں گا۔ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا تھا۔ وہ گناہوں سے بچتے تھے۔ نماز کی پابندی کرتے تھے۔

ایک آدمی ہیجڑا تھا' اپنے آپ کو عورتوں کی طرح بنا کر رکھتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کے سامنے آیا تو لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ یہ اس طرح سے باہر پھرتا ہے۔ فرمایا اس کو روکو' یہ بہت برا کام ہے۔ اس طرح سے اس کا بننا' عورتوں سے مشابہت کرنا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اسے قتل نہ کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں' اللہ نے مجھے منع فرمایا کہ میں کسی نمازی کو قتل کروں۔ (ترغیب و ترھیب) مطلب کیا ہے ؟ اگر بے نماز ہو تو قتل ہو سکتا ہے لیکن جب نماز پڑھتا ہے اور یہ گناہ ہے اس کی اصلاح کی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ بے نماز کے بارے میں مسئلہ یہی ہے۔

اس لیے امام احمد بن حنبل' امام مالک' امام شافعی رحمھم اللہ کا فتویٰ ہے کہ کوئی بے نماز ہو تو اسے وارننگ دو کہ وہ ٹھیک ہو جائے' ورنہ اسے قتل کر دو۔ اور امام ابو حنیفہؒ کچھ نرم

ہیں لیکن انھوں نے بھی کافی سختی کی کہ بے نماز ہو تو اسے فوراً قید کر دو۔ اس کو اس وقت جیل سے نکالو جب وہ عہد کرے کہ میں نماز پڑھوں گا۔ ورنہ اس کو قید میں رکھو۔

اللہ نے فرمایا: تمھارے دوست کون ہیں ؟ اللہ دوست ہے' اس کا رسولؐ دوست ہے۔ کیا مطلب ہے کہ اللہ دوست ہے اور اس کا رسول تمھارا دوست ہے۔ یہ کہ ان کی محبت تمھارے دلوں میں ہونی چاہیے۔ اور پھر جو مومن ہیں اور مومن کی تعریف کیا ہے ؟ کہ وہ نمازی ہو' وہ زکوٰۃ دینے والا ہو' اس کے دل میں خدا کا خوف ہو' گناہوں سے پرہیز کرنے والا۔ خشیئت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ گناہوں سے بچنے والا ہو' تو آپ اپنی سوسائٹی کو دیکھ لیں' بری ہے تو اس سے پرہیز کریں۔ قرآن کیسی صفائی کرتا ہے' ان آیات کے بعد بھی کسی مسلمان کی سوسائٹی غلط ہو سکتی ہے۔ اللہ نے یہ بات بتا دی ہے کہ تیرے دل میں اللہ کی محبت' اس کے رسول ﷺ کی محبت' مومنوں کی محبت' مسلمانوں کی محبت ہونی چاہیے۔ اور یہ تیرے ساتھی ہونے چاہئیں۔ بے دین سے دوستی لگانا' میرے بھائیو! بے دین سے دوستی لگانا اس قدر برا ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ اپنا دین' ایمان خراب ہوتا۔ خدا کا غضب آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ مَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ [5:المائدہ:51]۔۔۔اَلۡمَرۡءُ مَعَ مَنۡ اَحَبَّ (مشکوۃ کتاب الرقاق باب الحب فی اللہ و من اللہ) جو جس سے دوستی لگائے گا خدا قیامت کے دن اس کو ان میں ہی رکھے گا' اس کا حشر جو ہو گا ان میں ہی ہو گا۔ اس لیے میرے بھائیو! اپنی سوسائٹی کو بدل لو اور بے دینوں سے دوستی نہ لگاؤ۔ مشرکوں سے' بدعتیوں سے دوستی نہ لگاؤ۔ جو ملحد ہیں' جن کے سامنے سوائے دنیا کے اور کچھ نہیں۔ دوستی نہ لگاء۔ دوستی اس سے لگاؤ جس کے دل میں دین کی محبت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو دیندار سے دوستی لگائے گا تو یوں سمجھ لے کہ تو خوشبو والے کے پاس بیٹھ گیا' فرمایا: اگر خوشبو والا سخی ہو گا' کھلے دل کا ہو گا تو تجھے کچھ نہ کچھ

خوشبو دے دے گا۔ تیرے پاس خوشبو ہوگی۔ چلو اگر وہ خل بھی کرے تجھے خوشبو نہ دے۔ تو جب تک اس کے پاس بیٹھے گا تجھے خوشبو آتی رہے گی۔ تیرا دماغ معطر رہے گا۔ اور برے کے پاس بیٹھنا کیسا ہے ؟ اس کی مثال آپ ﷺ نے یہ بیان فرمائی جیسے کوئی لوہار کی بھٹی ہوتی ہے۔ یا قلعی گر کی بھٹی ہوتی ہے۔ اور اس میں کوئلے چڑ چڑ کر کے اڑتے ہیں۔ اور اس میں سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔ فرمایا: برے کی صحبت میں بیٹھنا ایسے ہے جیسے لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھنا ہے۔ بیٹھے گا تو جلے گا' بیٹھے گا تو تجھے دھواں چڑھے گا۔ چنگاری گرے گی تو تجھے آگ لگ جائے گی۔ جب تک رہے گا تکلیف میں رہے گا۔ برے کے پاس بیٹھنے کا سراسر نقصان ہے۔ (ریاض الصالحین)

میرے بھائیو! جب کوئی برے کی صحبت میں چلا جاتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس سے متاثر ہوگا۔ دین میں کمزوری آجائے گی۔ سارا معاملہ خراب ہو جائے گا۔ وَ مَنْ يَتَوَلَّى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ فرمایا جو دوست بنائے اللہ کو' جو دوست بنائے اس کے رسول کو' جو مسلمانوں کو دوست بنائے گا۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ [5:المائدہ:56] یہ اللہ کی پارٹی کا ایک فرد ہے' میرے بھائیو! ہمارے ذہن آج کل سیاسی تو بہت ہیں' دو پارٹیاں ہوتی ہیں: حزب اقتدار اور اپوزیشن (حزب اختلاف)۔ سمجھ لو دنیا میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں ایک حزب اللہ اور ایک حزب الشیطان۔ اور یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ ایک اللہ کی جماعت اور ایک حزب الشیطان یعنی شیطان کی پارٹی۔ کبھی آپ نے سوچا میرا کس پارٹی میں نام ہے ؟ اس کا فیصلہ کیسے کرتے ہیں ؟ اگر تمھارے دوست بے دین لوگ ہیں' جن کو دین سے کوئی مس نہیں' جو دین کی دعوت نہیں دیتے' جو دین کی بات نہیں کرتے' تو سمجھ لے کہ تو شیطان کی پارٹی کا فرد ہے اور اگر تیرے دوست نیک لوگ ہیں' متقی' پرہیزگار لوگ ہیں' ہر وقت یہ سوچتے ہیں کہ فلاں مسجد بنانی ہے۔ دین کا فلاں کام کرنا ہے' ہمیں یوں کرنا چاہیے' ہمیں دین کا کام یوں کرنا چاہیے۔۔۔ اگر یہ صورت حال ہے تو سمجھ لے کہ تو اللہ

کی پارٹی کا فرد ہے۔

میرے بھائیو! آپ کو دنیا کی پارٹیوں کا اندازہ ہے۔ دیکھیے بعض تو پارٹی کے ممبر ایسے ہوتے ہیں جنھیں آپ Sleeping Member سمجھ لیں' مردہ سا۔ کبھی بلا لیا تو آ گیا لیکن پارٹی کا سرگرم رکن نہیں' ورکر نہیں' اس کی پارٹی میں کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی اور ایک ہوتا ہے ورکر جو سرگرم ہوتا ہے' پارٹی کی عزت وذلت کا اسے ہر وقت خیال رہتا ہے۔ خرچ کرتا ہے تو بے پرواہ ہو کر کام کرتا ہے تو اسے گھر تک یاد نہیں رہتا۔ ایسے کو وہ فنافٹ منتخب کرتے ہیں' عہدہ دیتے ہیں' اونچا لے جاتے ہیں۔ پارٹی کا قائد بنا دیتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو دیکھیں' یہ مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ امت میں سب سے بڑا درجہ حضرت ابو بکر ؓ کا ہے۔ اور یہ درجہ ان کو کیوں ملا؟ ان کے کاموں کی وجہ سے۔ یعنی آپ اندازہ کریں' آپ حیران ہوں گے' لوگ ہجرت کر کے جا رہے ہیں' مومن ہیں پکے مومن کافران کو تنگ کرتے ہیں۔ وہ تنگ آ کر ہجرت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کوئی حبشہ جا رہا ہے' کوئی مدینے جا رہا ہے' کوئی کہیں جا رہا ہے اور کوئی کہیں جا رہا ہے۔ سب جا رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ تیار ہوئے کہ میں بھی چلا جاؤں' ہجرت کر جاؤں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں' تو میرے ساتھ جائے گا۔

سب سے پہلے جب نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی' فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ [الحجر:94;15] اے نبی! ﷺ کہہ دے جو اللہ نے تجھے حکم دیا ہے' پرواہ نہ کر۔ ظاہر ہے کہ مکے کے لوگ بڑے اکھڑ اور بڑے سخت تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے کہ کوئی اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ جب کبھی آپ کو مار پڑنے لگتی تو فوراً آگے ہو کر لوگوں کو اپنی طرف لگا لیتے اور حضور ﷺ کو چھڑا لیتے۔ ایسی مداخلت کرتے کہ لوگ کہتے اسے پکڑو' یہ شرارتی ہے۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق ؓ پر پل پڑتے اور اللہ کے رسول ﷺ کو بچ جاتے۔ ہمیشہ آپ کا ساتھ دیتے رہے۔ اس قدر آپ کا ساتھ دیا کہ کوئی آپ کا مقابل نہیں۔ اب دیکھو! قسمت کی بات ہے کہ اس کے باوجود شیعہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو برا کہتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ جب ہجرت کرنے لگے تو کافروں نے اعلان کر دیا کہ جو محمد ﷺ کو پکڑے گا اس کو سو اونٹ انعام دیں گے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ گھر سے نکلتے ہیں پہلے جا کر حضرت ابوبکر سے کہتے ہیں: اے ابوبکرؓ مجھے تو حکم مل گیا ہے۔ مجھے تو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے تو تیار ہو جاؤ۔ وہ پہلے سے چار مہینوں سے سواریوں کا انتظام کر رہے تھے۔ ان کو پال رہے تھے۔ چار اونٹنیاں تیار کر رکھی تھیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کہیں گے اسی وقت سفر کرنا ہے۔ جانوروں کی تیاری پہلے سے کی ہوئی ہے۔ آپ چلے گئے۔ حضرت علیؓ کو گھر میں سلا گئے۔ ساتھ نہیں لیا۔ کسی اور کو ساتھ نہیں لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ تھے۔

اب سوچیں! راستے میں کتنا خطرہ ہے۔ جب غار آ گئی۔ تو غار میں پہلے اکیلے حضرت ابوبکر صدیقؓ داخل ہوتے ہیں۔ دیکھا کہ وہاں بہت سارے سوراخ ہیں۔ اپنی چادر پھاڑ کر جتنے سوراخ تھے ان سب کو بند کر دیا۔ کپڑا ختم ہو گیا لیکن سب سوراخ بند نہ ہوئے۔ ان کے بند کرنے کی انھوں نے یہ سکیم بنائی کہ رسول ﷺ کو اندر بلا لوں' کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ آرام کریں اور ایک سوراخ پر ایڑھی رکھ دی۔ اب پتہ ہے کہ مکہ پہاڑی علاقہ ہے اور پہاڑی علاقے کا سانپ انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں آتا ہے "خب خصاتین "ایک سانپ ہے جو اس علاقے میں پایا جاتا ہے اگر حاملہ عورت اس کو دیکھ لے اور سانپ عورت دیکھ لے تو اس حمل ساقط ہو جائے۔ یہ بخاری شریف میں آتا ہے۔ اس قدر زہریلے سانپ تھے۔ اس ڈر سے انھوں نے تمام سوراخوں کو بند کیا اور جو ایک سوراخ نہ بند کر سکے تو وہاں اپنی ایڑھی لگا دی۔ (الرحیق المختوم ص :275)

بعد میں ان کا باپ ابو قحافہ جس کا نام عثمان تھا اور حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ تھا' ابوبکر ان کی کنیت تھی' صدیق اور عتیق یہ دو آپ کے لقب ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے جس نے عتیق دیکھنا ہو' وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔ عتیق کے معنی

ہیں جو دوزخ سے بچا ہوا ہے۔ اور صدیق کے معنی ہیں تصدیق کرنے والا۔ آپ نے کہا میں آسمانوں پر گیا، میں نے جنت کی سیر کی، میں نے دوزخ کو دیکھا، اور رات کے تھوڑے سے حصے میں یہ سفر پورا کر کے واپس آ گیا۔ تو کافر جو تھے وہ آپ کی دوسری باتیں بھی نہیں مانتے ؟ یہ بات جو واقعتاً بڑی محیر العقول تھی، عقلوں کو حیران کر دینے والی تھی، وہ اس کو کب مانتے تھے ؟ اور چونکہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ حضور ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کیا کرتے تھے۔ کافروں کی ان سے ہی ٹکر ہو گئی، ان سے ہی آ کر ابو جہل وغیرہ نے کہا اب تو بتا۔ پہلے تو کبھی مانا ہی نہ تھا اب تو بتا محمد (ﷺ) یہ کہتے ہی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ کہتے ہیں تو بالکل ٹھیک ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس وقت سے ان کا لقب صدیق رکھا۔ صدیق کے معنی یہ نہیں کہ سچ بولنے والا، صحابہ سارے کے سارے سچ بولتے تھے، جھوٹ بولنے والا کون تھا؟ صدیقیت تو ایمان کا ایک مقام ہے جو نبی کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ نبوت کے بعد سب سے اونچا درجہ صدیقیت ہے۔ اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ [4:النساء:69] صدیق سے اوپر نبی ہوتا ہے۔ اور نبی کے نیچے صدیق ہوتا ہے۔ اور صدیق کا درجہ سب سے اونچا ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو صدیق کہا، قرآن نے ان کی تعریف بھی کرتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ [57:الحديد:19] جن کا ایمان بہت ہی کامل ہوتا ہے صدیق وہ ہوتے ہیں۔ اور اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا جاتا ہے۔

پھر ساتھ گئے۔ سفر سارا کیا۔ مدینہ پہنچ گئے، وہاں جب پہنچ گئے، مدینے کے لوگ حضور ﷺ کے منتظر تھے۔ آپ بالکل سادہ تھے، آج کل کے پیروں کو دیکھ لو، کبھی پیر مریدوں میں چھپا رہ سکتا ہے؟ پیر تو دور سے نظر آ جاتا ہے۔ اس کی گدی، اس کی پگڑی، اس کے کپڑے، اس کے پیچھے پیچھے لوگوں کا چلنا، یہ وہ انداز ہے جس سے یہ پہچان ہو جاتی ہے کہ

یہ پیر صاحب ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں جا کر ٹھہرے اور بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اندازہ کیا کہ لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ نبی ﷺ کون ہیں' اور ان کا ساتھی کون ہے؟ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ فوراً کھڑے ہو گئے' حضور ﷺ کو کپڑا تان دیا کہ میں خادم ہوں اور یہ نبی ﷺ ہیں۔

یعنی میں آپ سے عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ جس کو یہ مقام ملتا ہے وہ کون ہوتا ہے؟ وہ وہی ہوتا ہے جو دین کی خاطر قربانی دیتا ہے۔ نہ وہ وقت کو دیکھتا ہے' نہ وہ پیسے کو دیکھتا ہے' چالیس ہزار تک کا کیش جب ہجرت کو نکلے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ساتھ لے کر گئے۔ یہ پتہ نہیں کب ضرورت پڑ جائے؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے باپ کو جب پتہ چلا وہ محمد ﷺ کو ساتھ لے کر چلا گیا ہے تو اس کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ سارا پیسہ تو ساتھ نہیں لے گئے۔ اور ہمیں تنگ کر گیا ہو اور پیچھے ہمارے کھانے کے لیے بھی کچھ نہ ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا جو حضرت عائشہؓ سے سترہ اٹھارہ سال بڑی تھیں ان سے پوچھنے لگا کہ کہیں پیسہ تو نہیں لے گیا؟ حضرت اسماءؓ کہنے لگے کہ نہیں۔ وہ اس وقت نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت اسماء نے ایک چاٹی میں ٹھیکریاں ڈال کر ان کو چھنچھنا کر کہا کہ نہیں 'پیسہ تو سارا ہمارے پاس پڑا ہوا ہے۔ اس طرح اس نے دادے کو دھوکے میں رکھا۔ دیکھ لو چالیس ہم بھی کھیلتے ہیں' دھوکے ہم بھی دیتے ہیں۔ اِس فریب میں اور اُس فریب میں کتنا فرق ہے۔ ہمارا فریب دنیا کی خاطر ہوتا ہے اور وہ دین کی خاطر تھا۔

اب آپ دیکھ لیں اللہ نے نصیب بھی کیا کیا؟ آپ ﷺ ساتھ رہے' زندگی بھر ساتھ آپ ﷺ کے رہے۔ اور اس کے بعد پھر جب فوت ہوئے تو آپ کے ساتھ ہی دفن ہوئے۔ آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے یہ خطبہ دیا کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابو بکرؓ ہے۔ جتنے بھی لوگوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا' میں نے ان کا بدلہ ان کو چکا دیا صرف ابو بکر صدیقؓ کا حق مجھ پر اتنا ہے کہ میں اس کا بدلہ نہیں چکا سکتا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا جتنی کھڑکیوں کے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں' وہ سب بند کر دو سوائے ابو بکر

کے دروازے کے۔ چونکہ حضرت علیؓ کا دروازہ بھی مسجد میں کھلتا تھا' اور بہت سے صحابہؓ کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے آپ نے فرمایا جتنے بھی دروازے مسجد نبوی میں کھلتے ہیں ان سب کو بند کر دو سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ اس میں اشارہ تھا کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے۔

آپ ان کے حالات پڑھ کر دیکھیں' پھر کسی اور کے حالات پڑھ کر دیکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ جس نے جتنا کچھ کیا اسلام کی خاطر اللہ نے اتنا ہی اس کو مرتبہ دیا۔ جان کی قربانی' مال کی قربانی۔۔۔ دیکھو صحابہؓ کے ولولے۔۔۔ اللہ کے رسول ﷺ مدینہ چلے گئے تو رات آپ نے دیکھا کہ باہر ہتھیار کھڑک رہے ہیں۔ آپ کو چونکہ یہودیوں کا خطرہ تھا' یہودی آپ ﷺ کے بڑے دشمن تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ پتہ نہیں کون ہے جو ہتھیاروں کی آواز آ رہی ہے۔ باہر نکلے تو پتہ چلا کہ آپ کا ایک صحابیؓ پہرہ دے رہا ہے۔ بغیر حضور ﷺ کے کہے' بھئی! یہ کون آیا ہے۔ کیا بات ہے؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں گھر بیٹھے یہ خیال آیا کہ میں پڑا سو رہا ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچ جائے تو میری زندگی کا کیا فائدہ؟ آ کر پہرہ دے رہا ہوں۔

آپ خیبر فتح کر کے واپس آ رہے تھے' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہودی سردار بیٹی اور ایک سردار سے ان کی شادی ہوئی اور اس سے نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ خیبر کی فتح میں وہ بھی پکڑی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب کہ اس کا باپ بھی قتل ہو گیا' اس کا خاوند بھی قتل ہو گیا' اس کے قریبی رشتہ دار بھی قتل ہو گئے' ان کے گھر کی تباہی ہو گئی۔ آپ نے حضرت صفیہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ راستے میں ٹھہرے رات گزاری تو حضرت ابو ایوب انصاری کو آپ نے دیکھا کہ پہرہ دے رہے ہیں۔ آپ اپنے خیمے میں ہیں اور آپ کو کچھ پتہ نہیں ہے اور حضرت ابو ایوب انصاری پہرہ دے رہے ہیں۔ آپ نے جب اس کے ہتھیار کی آواز سنی کہ وہ پتھر پر لگ رہا ہے تو آپ نے باہر نکل کر پوچھا کہ کون ہے؟ تو دیکھا کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ارے بھائی! تو کیا کر رہا ہے؟ انھوں نے کہا یا رسول

اللہ ﷺ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ جس عورت سے آپ نے شادی کی ہے جو اس وقت آپ کے خیمے میں ہے اس کا باپ بھی ہم نے مار دیا' اس کا خاوند بھی ہم نے مار دیا' اس کے بھائی بھی قتل کر دیے' اس کا خاندان اور قبیلہ سارا قتل ہو گیا۔ یہ آپ کے پاس ہے میرے دل میں یہ ڈر پیدا ہوا کہ کہیں یہ کوئی الٹی حرکت نہ کر دے اور آپ کو نقصان پہنچا دے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی سازش ہو جائے۔ کسی کو بلائے' کوئی حملے کی صورت بن جائے۔ اس لیے میں چلا آیا اور پہرے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

میرے بھائیو! جنھوں نے مقامات حاصل کیے' اللہ نے ان کو سرٹیفکیٹ قرآن میں جاری کیے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ تو میرے بھائیو! وہ ایسے نہیں تھے کہ کبھی آئے نماز پڑھ لی' اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔ نہ ان کو جماعت کی عزت کا خیال' نہ ان کو جماعت کی ذلت کا خیال' ان کو کوئی پرواہ کہ کیا ہو رہا ہے؟ بس اپنا وقت گزار رہے ہیں' کما رہے ہیں' لاکھ پتی بن رہے ہیں' کروڑ پتی بن رہے ہیں۔ آئے' آ کر نماز پڑھی اور چلے گئے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ جتنے آپ اللہ کے قریب آئیں گے' اللہ کے دین کے سپاہی بنیں گے' اپنے مال کو' اپنی جان کو' اپنی ہر چیز کو اسلام کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار رہیں گے اتنا ہی اللہ کا قرب آپ لوگوں کو حاصل ہو گا۔ اللہ کے نزدیک آپ کا درجہ ہو گا اور آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہو گی۔

اب دو بج گئے ہیں' وقت کافی ہو گیا ہے۔ میں نے جو بات چھیڑی تھی اب آئندہ ایک دو مرتبہ کریں گے۔ ہم جمعہ کو لمبا کرتے ہیں' صرف ان لوگوں کی وجہ سے جو نئے نئے آتے ہی کہ وہ آ کر کچھ سن لیتے ہیں اور ان کے لیے اللہ کے فضل سے کچھ نہ کچھ ہدایت کا سامان بن جاتا ہے۔ جمعہ میں جب دیر ہو جاتی ہے تو جو پرانے ہیں گھسے پٹے وہ تو ویسے ہی یہ سمجھتے ہیں کہ کہ چلو جی کیا سننا ہے؟ جا کر نماز میں شریک ہو جائیں گے۔ اب جو نئے ہیں' جن کو زیادہ خیال نہیں ہے ان کو جہاں جمعہ ملا پڑھ لیا۔ مثلاً اگر ہم جلدی ختم کر دیں گے وہ اس مسجد میں چلے جائیں گے۔ وہ تو کہتے ہیں نماز ہر جگہ ہو جاتی ہے۔ اب یہ امتیاز پیدا ہوتا کہ ہر نماز

نماز نہیں۔ جیسے کسی نے کہا۔

نہ ہر زن ' زن است نہ ہر مرد' مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

جیسے ہر مرد مرد نہیں' ہر عورت' عورت نہیں اور خدا نے پانچ انگلیاں برابر نہیں بنائیں ایسے ہی ایک نماز رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی اور ایک نماز بدعتیوں کے طریقے کی۔ ایک نماز کوے کے ٹھونگے اور ایک نماز تسلی بخش' اطمینان والی۔ اب ان کے ہاں کوئی امتیاز نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہر مسجد میں نماز ہو جاتی ہے' جہاں وقت ہو جائے پڑھ لو۔ ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ ان کو یہ امتیاز سمجھانا ہے۔

میرے بھائیو! ٹکسالی چیز ٹکسالی ہوتی ہے' اور کھری چیز کھری ہوتی ہے اور کھوٹی چیز کھوٹی ہوتی ہے۔ اگرچہ شکل میں دونوں ایک ہوں' اب سو کا نوٹ جعلی ہو تو وہ بھی نوٹ ہی ہے اور جو اصلی ہے وہ بھی نوٹ ہی ہے۔ بالکل اسی طرح سے ہی آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی نماز' وہ بھی نماز۔ کیا فرق ہے؟ لیکن جو کاریگر ہے وہ دیکھتا ہے کہ اصل میں سو کا نوٹ جو ہے اس میں ایک لکیر سی ہوتی ہے یا کوئی اور نشانی ہو وہ اس کو دیکھتا ہے۔ سونا ہو تو وہ اس کو بیچ سٹون پر رگڑ کر' کسوٹی پر پرکھ کر' اس پر رگڑ کر دیکھتا ہے کہ کھرا ہے یا کھوٹا ہے۔ اور جو جاہل ہو گا وہ کہے گا سونا ہی ہے۔ یہ بھی تو بہت چمکتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ تمیز عقل والے کو ہوتی ہے۔ جب انسان میں یہ تمیز پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اس کے بارے میں یہ پوری امید ہے کہ وہ سیدھا ہو جائے گا۔ یہ نہیں کہ جہاں دیکھا کھڑا ہو گیا۔ وہ دیکھتا ہے کہ نماز کونسی نماز؟ آیا محمدی نماز یا حنفی نماز۔ آپ نے بسوں میں دیکھا نہیں دو آنے کی' چار آنے کی' آٹھ آٹھ آنے کی حنفی نماز ملتی ہے۔ آٹھ آنے کی حنفی نماز مل جاتی ہے۔ وہ فقہ حنفی کے مطابق ہوتی ہے۔ اور محمدی نماز جو حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا یہ طریقہ تھا اس نماز کا ہمیں کچھ پتہ نہیں۔

دنیا میں میرے بھائیو! یہ اختلاف اللہ نے پیدا کیا ہے تاکہ آپ کا Test (امتحان) ہو جائے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ کہ یہ نظام کیسا عجیب ہے؟ کہ ہر کھری چیز کے ساتھ

اللہ نے کھوٹی چیز رکھی ہے۔ اگر اللہ کھوٹ کو مٹا دیتا تو کھری چیز کی قدر کیا ہوتی اور تمھارا امتحان کیسے ہوتا؟ اللہ جہاں اپنی دکان کھولتا ہے۔۔۔ محمدی دکان۔۔۔ وہاں اللہ اور بھی دکانیں کھولتا ہے تاکہ سودا لینے والے کو شعور ہو جائے۔ اس میں کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہو جائے۔ اگر وہ کہے کہ گدھا اور گھوڑا برابر ہیں' وہ گیا۔ فیل ہو گیا۔ لیکن نمازی ہو یا کچھ اور۔ اگر اسے پہچان ہو کہ کھری چیز یہ ہوتی ہے' وہ نقصان سے بچ گیا۔

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو' جس عمل پر' جس مسئلے پر' جس کام پر محمدی مہر نہیں وہ مسئلہ نہیں' وہ مُکسلہ ہے۔ کہیے یہ آپ کا ایمان ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں تو یہ ایمان بناؤ۔ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ ہمارا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ محمد رسول اللہ۔۔۔ کے معنی کیا ہیں؟ کہ تمھارا وہ کام دینی ہوگا' تمھارا وہ کام اللہ کو پسند ہوگا' جس پر محمدی مہر ہوگی۔ اور اگر آپ نے مولویوں کی شکلیں دیکھنی ہیں کہ وہ بھی مولوی ہے' وہ بھی مولوی ہے۔ اس کے بھی داڑھی ہے اور اس کے بھی داڑھی ہے۔ تو پھر کیا ہے؟ پھر تو آپ کو پتہ ہی کچھ نہ ہوا۔ یہ امتیاز' یہ شعور' کہ فلاں فلاں ہے' فلاں فلاں ہے۔ یہ امتیاز' یہ شعور پیدا کرنا آپ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس کے بغیر آپ کا ایمان کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا جو میں نے آیتیں آپ کے سامنے پڑھی ہیں کہ جب اسلام میں ارتداد شروع ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسلامی انقلاب لانے والے لوگ لائے گا۔ ان کا کردار کیا ہوگا؟ آج جو آیات پڑھی گئی ہیں ان میں یہ بیان ہوا ہے۔ ان کو ذرا سن لیجیے گا۔ آپ بہت دیر سے آئے ہیں۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا آئندہ دو تین جمعے ہم یہ پریکٹس کریں گے کہ جمعہ دو بجے ختم کر دیا جائے تاکہ ہم بھی جلدی فارغ ہو جائیں اور جمعہ بھی اول وقت پر ختم ہو جائے۔ ہم جو لیٹ کرتے ہیں' جو دیر کرتے ہیں تو ان نوواردوں کی وجہ سے جو ابھی پختہ نہیں ہوئے۔ جن میں ابھی وہ تمیز' وہ شعور پیدا نہیں ہوا۔ اس لیے یہ جو آتے ہیں' سن لیتے ہیں اور مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ پڑھا لکھا جو آدمی آئے اور ہماری مجلس میں بیٹھے'

ہماری تقریر سنے وہ پھر نہ ہلے گا۔اس کے اندر حرکت تو پیدا ہو گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ یہ میری تاثیر نہیں' یہ حق کی تاثیر ہے۔ حق 'حق ہے۔ حق بات جو ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بھاری کیوں نہ ہو وہ جیسا کہ کوئی چیز گھستی چلی جاتی ہے اس طرح سے حق گھستا چلا جاتا ہے۔

ابھی آپ کے سامنے جوبات رکھی ہے۔ یہ کیا اپیل نہیں کرتی کہ جب ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ پڑھا ہے تو ہم حنفی کیوں ؟ ہم وہابی کیوں ؟ جن کو ہم نے آگے کیا تو کیوں کیا ؟ اللہ کہتا ہے دیکھو دین کا میں ذمہ دار ہوں' دین کا انصرام' دین کا اہتمام' دین کا انتظام میں کرنے والا ہوں۔ میں نے صرف ایک شخص مقرر کیا ہے۔ اور وہ کون ہیں ؟ محمد رسول اللہ ﷺ صرف ان کی پیروی کی جائے' ان کے نقش قدم پر چلا جائے' بس یہ اسلام ہے اور اگر تم نے نئے نئے فرقے بنا لیے' نئی نئی چیزیں بنالیں تو ان کی میرے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ۔ان کا کوئی نمبر نہیں ملے گا۔ معاملہ بالکل ختم ہے۔

تو اس لیے ذرا جلدی آنے کی کوشش کیا کریں۔ تاکہ اگلے دو تین جمعے ہم جلدی ختم کر دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بے دینی کا دور شروع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے والے لوگ لائے گا۔ وہ کیسے ہوں گے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے مسلمانو! مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ جو تم میں سے اپنے دین سے منحرف ہو جائے' بے دین ہو جائے' مرتد ہو جائے تو پھر انقلاب والے' تمھیں سیدھا کرنے والے' تمھاری اصلاح کرنے والے' کون لوگ ہوں گے ؟ ان کا کردار کیا ہوگا ؟ پہلی بات فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ' [5:المائدہ:54] کہ وہ اللہ کے پیارے ہوں گے' اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ لوگ یہ کام کریں گے۔

اور یہ ہوا کبھی تاریخ میں ؟ جو بھی پڑھتے ہوتے ہیں- چلو ایف۔اے تک ہی خلافت راشدہ جنھوں نے پڑھی ہے فتنہ ارتداد کس کے زمانے میں ہوا تھا ؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں۔ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے' عرب مرتد ہو گئے' سوائے حجاز اور یمن کے باقی سب طرف ارتداد ہی ارتداد تھا۔ لوگ مرتد ہو گئے۔ پھر کون لوگ تھے جنھوں

نے معاملہ کو درست کیا' سیٹ کیا ؟ وہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کہنے لگے کہ جو لوگ مرتد ہو گئے ہیں پہلے ان کو سمجھایا جائے کہ وہ باز آجائیں۔ اگر وہ باز آجائیں تو ٹھیک ورنہ تلوار سے صفائی کر دی جائے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوبکر ؓ! نہ ایسا نہ کرو۔ یہ ٹھیک نہیں' حضرت علیؓ نے بھی کہا' سختی نہ کرو' نرمی کرو۔ حضرت ابوبکر ؓ اکیلے تھے اور ان کے جو مشیر تھے اس وقت ان کی رائے ان کے خلاف تھی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اپنی رائے کا اظہار کیا' اپنے غلام سے کہنے لگے' میری اونٹنی نکال' کوئی جائے نہ جائے میں ضرور جاؤں گا۔ جا کر جہاد کروں گا۔ میں مر جاؤں گا' مجھے گدھیں کھا جائیں' مجھے چیلیں کھا جائیں' کتے میرا گوشت کھا جائیں میں کبھی نہیں ٹلوں گا۔ ارتداد میں تلوار ضرور اٹھاؤں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہا اللہ نے میرا سینہ کھول دیا' مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ابوبکرؓ کے مقابلے کا کوئی نہیں۔ واقعتاً صحیح خلیفہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی مل گئے' حضرت علیؓ بھی مل گئے' دیگر صحابہ بھی مل گئے۔ صحابہ کی رائے میں بھی مل گئی۔

چونکہ ان آیات میں اللہ نے جو صفتیں بیان کی ہیں اس میں صحابہ کا جو تھوڑا سا اختلاف ہوا تھا اللہ نے یہ ظاہر کیا ہے۔ اس لیے اللہ نے قرآن میں آیتوں کے اندر اس کا ذکر کیا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ جن سے محبت کرتا ہو گا وہ اللہ سے بھی محبت کرتے ہوں گے۔

دوسری بات اِذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

[5:المائدہ:54] کہ آپس میں مہربان' آپس میں نرم اور کافروں پر انتہائی سخت۔ اور آج کل کا مسلمان' مسلمان کا خون پیے گا اور انگریز کو خون دے گا۔ کیوں؟ یہ غلط بات ہے۔ دیکھ لو ہمارے دفتروں میں کوئی میم' کوئی لیڈی آجائے تو منٹ میں کام ہو جائے گا' کوئی ہمارا دفتری' ہمارا کوئی کلرک' کوئی سپرنٹنڈنٹ یا کوئی ڈائریکٹر چوں نہیں کرے گا۔ وہ جو چاہے گی کروالے گی۔ کافر سے اتنے مرعوب' ان کا اتنا لحاظ اور اگر مسلمان آجائے تو پھر Leg In

اس کی ٹانگ کھینچو' یہ ترقی کر جائے' اس کا کام ہو جائے' سو اعتراض' کبھی کوئی اعتراض' کبھی کوئی اعتراض۔ اس کا کام نہ ہو' ایسے لوگوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کہ وہ آپس میں مہربان' آپس میں نرم اور کافروں پر انتہائی سخت ہیں۔

دیکھیے اللہ کے رسول ﷺ جیسا کسی کا اخلاق ہو سکتا ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے اور قرآن میں ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ [68:القلم:4] اے نبی! تیرے اخلاق کے کیا کہنے' تو بڑے خلقِ عظیم کا مالک ہے۔ لیکن کبھی آپ نے سنا' کبھی آپ نے وہ حدیث سنی' دیکھو کتنی سخت ہے۔ آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! جب تم بازار میں سے گزرو' تو کافر جو ہے تمھیں دیکھ کر' ڈر کر ایک طرف ہو جائے۔ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ (مسلم کتاب السلام باب النھی عن الابتداء اھل الکتٰب بالسلام) اس کافر کو مجبور کر دو کہ وہ تمھارے سامنے نہ آئے بلکہ ایک طرف ہو کر چلے کہ مسلمان جا رہے ہیں۔ اور ہمارے ہاں کیا تھا۔ انگریز آ گیا' شور پڑ گیا' صاحب آ گیا' جان نکل گئی۔ دیکھو کتنا الٹ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جیسا اخلاق والا شخص لیکن کیا کہہ رہے ہیں؟ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ اس انداز سے تمھیں سڑکوں سے گزرنا چاہیے' گلیوں سے گزرنا چاہیے' اس ہیبت سے' اس رعب سے' اس انداز سے کہ کافر جو ہے وہ تمھیں دیکھ کر سڑک کے ایک طرف سرک جائے' دب جائے اور تمھارے سامنے آنے کی جرأت نہ ہو۔

لیکن آج کل کے مسلمان دیکھ لو۔ معمولی سی بیماری آ جائے تو کہتا ہے کہ سوائے لندن کے میرا کہیں کوئی علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ دوڑ دوڑ کر ان کی گود میں جاتے ہیں۔ دوڑ دوڑ کر ان کی گود میں جاتے ہیں اور میرے بھائیو! ایسے لوگوں سے کبھی آپ توقع نہ کریں کہ یہ اسلام لے آئیں گے یا ان سے اسلام کو کوئی فائدہ ہو جائے گا۔ اس قسم کے بزدل لوگ' کفر

پسند لوگ' ان سے کوئی توقع نہیں۔ فرمایا: اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں محنت کرنے والے' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

آپ اپنے دل سے پوچھیں' آپ کیا جہاد کرتے ہیں ؟ کبھی تو اپنے ایمان کو چیک کر لیا کرو کہ آخر کل کو جب فرشتہ جان نکالے گا' دیکھیے جب پہلوان کشتی لڑتے ہیں' پہلوان ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں تو اس سے فوراً اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس میں کتنی جان ہے۔ جب انسان کی جان کے نکلنے کا وقت آتا ہے تو فرشتے ہاتھ ڈالتے ہیں۔ مرنے والے کو فرشتے ہاتھ ڈالنے سے بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ [6:الانعام:93] جب وہ اپنے ہاتھ بڑھاتے ہیں تو اس وقت اندازہ ہو جاتا ہے کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ دوزخ میں جاؤں گا۔ مجھے ہاتھ ڈالنے والے کون ہیں ؟ دوزخی فرشتے ہیں یا جنتی فرشتے ہیں۔ اس وقت ہی اس کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے۔

میرے بھائیو! کیوں ہم اس کی فکر نہیں کرتے' ایمان کیا ہے' ارے! ایمان کس چیز کا نام ہے ؟ اس کا کہ آپ آخرت سے غافل ہو جائیں۔ جو آخرت سے غافل ہے اس کا ایمان نہیں ہے۔ جس کو آخرت یاد ہے ایمان اس میں ہے۔ جو آخرت کی فکر کرتا ہے ایمان اس میں ہے۔ جس کو آخرت یاد نہیں' اس میں ایمان بالکل نہیں۔ تو فرمایا کہ وہ اللہ کی راہ میں محنت کرتے ہیں۔ محنت کا کیا مطلب ہے ؟ آپ اپنے دل سے پوچھا کریں کہ میں نے دین کا کیا کام کیا ہے ؟ صرف نماز پڑھ لینا' یا روزہ رکھ لینا' یہاں نہ پڑھی' گھر میں پڑھ لی' دکان پر پڑھ لی' کسی اور جگہ پڑھ لی۔ ایک عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ پوری کر لی۔ اس سے اسلام کو کیا فائدہ ہوتا ہے ؟

اور پھر کمال یہ ہے کہ نماز شیعہ بھی پڑھتے ہیں' نماز بریلوی بھی پڑھتے ہیں' کیا نماز مرزائی نہیں پڑھتے ؟ اگر نماز مطلقاً کوئی حیثیت رکھتی ہو تو جبہ سے بٹے گا۔ بڑی سخت بات ہے۔ اگر نماز مطلقاً کوئی حیثیت رکھتی نماز تو شیعہ بھی پڑھتا ہے' نماز تو بریلوی بھی پڑھتا ہے۔ نماز تو عیسائی بھی پڑھتا ہے۔ میرے بھائیو! سوچو' کہ نماز کا کیا مقام ہے ؟ نماز کی کیا حیثیت ہے ؟

نماز بعد میں ہے' پہلے اللہ سے دوستی ہے۔ نماز بعد میں ہے پہلے اللہ سے معاہدہ ہے۔ اگر آپ کا اللہ سے معاہدہ صحیح نہیں' وہ دل سے نہیں ہے' آپ دل سے اللہ کے نہیں ہوئے تو نماز کیا کرے گی۔ جیسے مرزائی کا کچھ نہیں کرے گی' مرزائی کو نماز کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

دل سے پوچھ کر بتائیں۔ اگر آپ بھی نماز پڑھتے ہیں اور صرف نماز ہی آپ سمجھتے ہیں کہ کافی ہے تو نماز تو مرزائی بھی پڑھتا ہے۔ اس کو نماز کا کیا فائدہ ہے ؟ لازماً آپ کہیں گے کہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کوئی پوچھے کیوں ؟ کیوں فائدہ نہیں ہے ؟ آپ کہیں گے کہ جی ! اس کا تو عقیدہ ہی ٹھیک نہیں ہے۔ اگر تیرا عقیدہ ٹھیک نہیں' تو نماز تجھے بھی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ یہ اصول مان لیا آپ نے کہ نماز تب فائدہ دیتی ہے جب عقیدہ پہلے ٹھیک ہو۔

میرے بھائیو! یہی باتیں ہیں سمجھنے کی اور یاد کرنے کی' اور ہم یہی بار بار دھر ادھرا کر یہ کہتے ہیں کہ رسمی سا مسلمان بننا چھوڑ دو۔ آئے جمعہ پڑھ لیا' آئے نماز پڑھ لی' باہر چلے گئے۔ کوئی انقلاب' کوئی تبدیلی آپ کے اندر آئے' کسی چیز کو آپ چھوڑیں کہ میری اللہ سے دوستی ہو گئی ہے۔ میں اس کو روز ملنے جاتا ہوں پانچ دفعہ اس سے ملتا ہوں۔ اس کام سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ تو آپ کی نماز کہاں قبول کرے گا۔ کوئی فائدہ ہو گا؟ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

اس لیے اپنی نماز سے پہلے' اپنے روزے سے پہلے' اپنے کسی کام سے پہلے' اپنی کسی اور نیکی سے پہلے' قربانی سے پہلے اللہ نے صاف کہا ہے۔ یہ قرآن کی آیت ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ[5:المائدہ:27] اللہ کس کے عمل کو قبول کرتا ہے ؟ جو متقی ہے' جس کے دل میں میرا ڈر ہے۔ جس کے دل میں میرا ڈر نہیں' میں اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ سو اس لیے اللہ کا خوف دلوں میں پیدا کرو۔ اور پھر اس کے بعد نماز کی اور باقی چیزوں کی کوشش کرو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! آدمی جس غرض کے ساتھ اللہ کی مجلس میں آتا ہے، مسجد میں آتا ہے، یا کسی درس یا کسی وعظ یا جمعے میں آتا ہے، تو اس کو وہی ملتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ مسجدوں میں صرف اس لیے آتے ہیں کہ ہم چندہ مانگ لیں۔ کیوں؟ لوگ وہاں زیادہ ہوں گے، ان کو کوئی غرض نہیں کہ دین کیا ہے؟ یہ کیا بات کہہ رہے ہیں؟ کیا بات کہی جاتی ہے۔ یا ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ تو آدمی اللہ کے گھر میں آئے اور صرف چندہ مانگنے آئے۔

حج کے موقع پر ایک آدمی مانگنے لگا۔ ایک سائل تھا، حج کے موقع پر مانگنے لگا۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کے بندے اس موقع پر تو پیسہ مانگتا ہے؟ یہ پیسے مانگنے کا موقع ہے؟

حضور ﷺ کے پاس ایک وفد آیا، مسلمان ہوا، رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب وفد جاتا ان کے ساتھ احسان و سلوک کرتے، کوئی سونا چاندی یا اور کوئی چیز آپ ان کو دیتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب آگئے، تم میں سے کوئی باقی بھی ہیں۔ (انھوں نے) کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان چھوکرہ ہے جس کو ہم پیچھے سامان کے پاس بٹھا آئے ہیں۔ فرمایا کہ اچھا اس کو بھی بلاؤ۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ بھئی! تو نہیں آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! یہ لوگ تو کچھ لینے کے لیے آئے ہوں گے۔ میرا خیال یہ تھا کہ یہ سب کچھ جو لینا چاہتے ہیں، لے کر آجائیں تو میں بعد میں آپ کے پاس جاؤں گا۔ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میرے لیے دعا کریں کہ خدا مجھ میں قناعت پیدا کر دے کہ میں کبھی کسی سے کچھ نہ لوں۔ یعنی لوگ آپ سے پیسے لیں، آپ ﷺ سے دین لینا چاہیے تھا، آپ سے دعا کروانی چاہیے تھی۔ یہ چیز جو سب سے زیادہ قیمتی ہے اس کی ضرورت تھی۔

تو میرے بھائیو! جتنا دنیا سے آدمی استغناء برتے گا، اللہ اس کی غربت دور کر دے

گا اور جو جتنا دنیا کی طرف لپکے گا' اللہ اسے اتنا ہی غریب کر دے گا اور ذلیل کر دے گا۔

اللہ کو یہ بات قطعاً پسند نہیں کہ کوئی آدمی کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے' کسی سے کچھ مانگے' یہ چیزیں آدمی کو ذلیل کرنے والی ہیں۔ اور یہ چیز اللہ کو ناپسند ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان۔۔۔